

دشمنان اسلام

و یاران

مقتولان

مکتوبه فیروز خان

لاهور

اللهم صل على محمد وآل محمد
 في دار الدنيا والآخرة
 في دار الدنيا والآخرة
 في دار الدنيا والآخرة

شتمناك ابي علي حاكم

جلد دوم

محقق سلام حضرت مولانا محمد علی صاحب

مکتبہ روزنامہ سیدہ فاطمہ شریف
 بلال بیچ لاہور

مصنف علام کی مذکور کتب کے علاوہ چند اہم کتب درج ذیل ہیں

(۱) — دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ جلدوں میں

جس میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات مبارکہ پر جملہ اعتراضات کے دندان شکن جوابات (مطبوعہ)

(۲) — نور البینین فی ایمان آبائے سید المکرمین علیہ السلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین پکتے مومن و موحّد تھے ان پر جملہ اعتراضات کے جوابات (مطبوعہ)

(۳) — قانون چہرہ رسول

جو جملہ ضروری قوانین صرف پر مشتمل ہے اس کے ساتھ ساتھ قانونچہ کھیوالی کا ترجمہ اور شرح سلیس اردو میں کیا گیا ہے۔ (مطبوعہ)

(۴) — شرح کبیر موطا امام محمد (رحمۃ اللہ علیہ)

جو کہ تین ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے جس میں تقریباً فقہ احناف کے ہر مسئلہ کا مأخذ احادیث آثار صحابہ اور تابعین کے فتوؤں سے درج کیا گیا ہے۔ (ذیر طبع)

(۵) — القیام عن الفلاح

بیٹھ کر تکبیر سننے پر مضبوط رسالہ: (مطبوعہ)

مصنف علام کے فرزند ارجمند

مولانا قاری محمد طیب صاحب (فاضل

علوم دینیہ، سبع عشرہ تنظیم المدارس

اور فاضل عربی) کی تصانیف

(۱) ترجمہ اردو۔ ریاض النظرہ۔ ۴ ضخیم جلدیں زیر طبع

(۲) فن تجوید و قرأت سبعہ کی مشہور کتاب شاہی

کی شرح اور سلیس اردو میں ترجمہ ۴ جلدیں زیر طبع

(۳) ترجمہ ریاض النفرہ فی مناقب العشرہ (محب الطبری)

چار جلدوں میں بمعہ خصوصی توضیحات۔

(۴) نماز کے مشکل مسائل پر ایک تحقیقی کتاب

(مطبوعہ)

(۵) میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات پر

ایک تحقیقی کتاب۔ (ذیر طبع)

(۶) دعا بعد نماز جنازہ

دعا بعد نماز جنازہ، قرآن و حدیث

آثار صحابہ سے ثابت کیا گیا۔ (مطبوعہ)

(۷) دلائل النبوة مصنف حافظ ابو نعیم کا چار جلدوں

میں ترجمہ بمعہ خصوصی توضیحات (ذیر طبع)

الانتساب

میں اپنی اس ناچیز تالیف کو قدوة السالکین حجة الواصلین
 پیری و مرشدی حضرت قبیلہ خواجہ سید نور الحسن شاہ صاحب رحمۃ
 اللہ علیہ سرکار کیدیا نوالہ شریف اور نگمدار ناموس اصحاب رسول
 محبت اولاد بتول سپر طریقت راہبر شریعت حضرت قبلہ
 پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب زریب سجادہ کیدیا نوالہ شریف
 کی ذات گرامی سے منسوب کرتا ہوں جن کے روحانی تصرف
 نے ہر گل مقام پر میری مدد فرمائی۔
 ان کے طفیل اللہ میری یہ سعی مقبول و مفید اور میرے لیے
 ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

احقر العباد

محمد علی عفا اللہ عنہ

الإهداء

میں اپنی یہ ناچیز تالیف زبدۃ العارفين رحمۃ الکاملین، مینربان
 بہانانِ رحمۃ للعالمین حضرت قبلہ مولانا فضل الرحمن صاحب
 ساکنی مدینہ منورہ، خلف الرشید شیخ العرب العجم حضرت
 قبلہ مولانا ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدفون جنت البقیع
 (مدینہ طیبہ) خلیفہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا
 خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں
 ہدیہ عقیدت پیش کرتا ہوں جن کی دعا سے فقیر نے اس
 کتاب کی تحریر کا آغاز کیا۔

ۛ۔ گر قبول افتد زبے عز و شرف

محمد علی عفا اللہ عنہ

فہرست مضامین

جلد دوم

دشمنان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی محاسبہ

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۱	باب اول	۱
۳۶	محمود شاہ محدث ہزاروی کا مرتب شدہ اشتہار خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اس کا نظریہ اہل سنت سے قطعاً متصادم ہے۔	۲
۳۲	بانی بغاوت یزید کے باپ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بحوالہ کارنامے۔	۳
۴۱	محدث ہزاروی کے مذکورہ چوبیس عدد الزامات کے بالترتیب دندان شکن جوابات۔	۴
۴۱	الزام نمبر (۱)۔	۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۶	ملعون یزید کے باپ بانی بغاوت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کائنات کو یزید جیسا بیٹا یا دو کار دیا۔	۴۱
۷	الجواب۔	۴۱
۸	الزام نمبر ۲: بانی بغاوت معاویہ رضی اللہ عنہ کے باپ جدی دشمن اسلام ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے نو جنگ کیے۔	۴۲
۹	الزام نمبر ۳: معاویہ کے باپ نے بدر واحد کا جنگ کیا جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے۔	۴۲
۱۰	دونوں الزاموں کا مفصل جواب۔	۴۳
۱۱	حضرت سفیان رضی اللہ عنہ کا تعارف کتب تاریخ و احادیث سے۔	۴۸
۱۲	تبلیغ اسلام کے ابتدائی دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیان رضی اللہ عنہ پر اعتماد تھا۔	۵۱
۱۳	ہجرت کے بعد اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے تجارت کی۔	۵۲
۱۴	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے جنت کا وعدہ۔	۵۳
۱۵	جنگ یرموک میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کا کردار۔	۵۴
۱۶	ابوسفیان کے بیٹے یزید کو جنگ یرموک میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سپہ سالار مقرر کیا تھا۔	۵۵

تبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۷	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پیٹھ مارنے والے ابو جہل سے ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بدلہ لے لیا۔	۵۸
۱۸	جنگ یرموک میں جناب ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے چند ایمان افروز خطابات۔	۶۰
۱۹	لات نامی بت کے ٹکڑے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں کیے گئے۔	۶۵
۲۰	الزام نمبر ۴: یزید کے باپ معاویہ کی کلیجہ کھائی ماں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے محترم چچا امیر حمزہ کا بعد شہادت کلیجہ چبایا۔	۶۹
۲۱	جواب۔	۶۹
۲۲	ہند بنت عتبہ کے ایمان لانے کا واقعہ	۷۳
۲۳	جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرجا فرمایا تو اس نے اپنے بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔	۷۳
۲۴	مذکورہ عبارت سے درج ذیل امور معلوم ہوئے۔	۷۹
۲۵	الزام نمبر ۵: یزید کا باپ معاویہ کشتی دشمن رسول علیہ السلام دشمن آل و اصحاب رسول ہے۔ قرآن و سنت گواہ ہے۔	۸۲
۲۶	جواب۔	۸۲
۲۷	الزام نمبر ۶: یزید کا باپ معاویہ جدی دشمن دین و ایمان فتح مکہ کے ان کافروں سے ہے جو ڈر کے مارے مسلمان ہوئے۔	۸۴
۲۸	الزام نمبر ۷: معاویہ ابن ابی سفیان اپنے باپ سمیت ان منافقوں سے ہے۔ جن کا لقب مؤلفۃ القلوب ہے۔	۸۴

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۸۴	مذکورہ دونوں الزامات کا جواب۔	۲۹
۹۰	الزام نمبر ۸: معاویہ والد ابوسفیان منافق فتح مکہ کے ڈر کے مارے مسلمان ہونے والے کفار سے ہے جن کا ایمان نافع نہیں۔	۳۰
۹۰	جواب:	۳۱
۱۰۰	الزام نمبر ۹: معاویہ ابوسفیان منافق کا بیٹا اُن منافقوں میں سے ہے جن کے حق میں قرآن کی شہادت ہے۔ جو کفر سے ڈر کر اسلام میں داخل ہوئے۔	۳۲
۱۰۰	جواب:	۳۳
۱۰۴	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کے بارہ میں حضرت المرتضیٰؑ کا فیصلہ۔	۳۴
۱۰۸	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے والے البوجاہل ہیں۔	۳۵
۱۰۸	امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ وغیرہ کہنے والے چند اکابرین امت کے باحوالہ نام۔	۳۶
۱۰۸	۱۔ امام غزالی کا قول۔	۳۷
۱۰۹	۲۔ سرکارِ غوثِ پاک کا قول۔	۳۸
۱۱۰	۳۔ امام دین بہام کا قول۔	۳۹
۱۱۱	۴۔ امام نووی کا قول۔	۴۰
۱۱۱	۵۔ امام شعرائی کا قول۔	۴۱
۱۱۳	الزام نمبر ۱۰:	۴۲
۱۱۳	جواب:	۴۳

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۲۰	حوالہ مذکورہ سے درج ذیل امور ثابت ہوئے۔	۴۴
۱۲۲	الزام نمبر ۱۱۔ حدیث نبوی کے مطابق امیر معاویہ باغی ہیں۔ معاویہ باغی نے اس عمار بدری کو صفین میں قتل کیا جاسکے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تجھے دوزخی باغی گروہ قتل کرے گا۔ تَقْتُلُكَ ذِئْبَةٌ بَلِیْغِیَّةٌ۔ تو غنیمتی ہے وہ دوزخی ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت سے معاویہ دوزخی اور باغی ہیں۔	۴۵
۱۲۳	جواب اول:	۴۶
۱۲۳	یہ حدیث ضعیف ہے۔	۴۷
۱۳۵	جواب دوم:	۴۸
۱۳۵	اس حدیث کا کچھ حصہ الحاق ہے۔	۴۹
۱۴۵	یَذْعُوْنَہُ اِلٰی النَّارِ کے الفاظ بخاری شریف کے اصل متن سے نہیں ہیں۔	۵۰
۱۵۲	درایت کے اعتبار سے حدیث مذکورہ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو دوزخی قرار دینا باطل اور غیر صحیح ہے۔	۵۱
۱۵۵	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو کافر و منافق نہیں سمجھتے تھے۔	۵۲
۱۵۸	امیر معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان اللہ اور اس کے رسول کی عدالت سے فیصلہ۔	۵۳
۱۶۰	الزام نمبر ۱۲:	۵۴
۱۶۰	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کہ امیر معاویہ کا پیٹ نہ پھریں	۵۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۵۶	جواب اول۔	۱۶۰
۵۷	جواب ثانی۔	۱۶۲
۵۸	الزام نمبر ۱۳: معاویہ شراب پیتا اور پلاتا اور پلاتا تھا۔ اور معاویہ رضہ سوکھاتا تھا۔	۱۶۳
۵۹	مذکورہ الزام میں دو عدد طعن دیئے گئے ہیں۔	۱۶۹
۶۰	طعن اول کا جواب اول۔	۱۶۹
۶۱	مذکورہ حدیث کے تینوں راوی مجروح ہیں۔	۱۷۰
۶۲	زید بن حبیب کے حالات۔	۱۷۰
۶۳	حسین بن واقد کے حالات	۱۷۲
۶۴	عبد اللہ بن بریدہ کے حالات	۱۷۳
۶۵	طعن اول کا جواب دوم۔	۱۷۵
۶۶	حدیث کے الفاظ میں مطابقت نہیں۔	۱۷۵
۶۷	طعن اول کا جواب سوم	۱۷۷
۶۸	طعن دوم کی اصل عبارت۔	۱۸۰
۶۹	طعن دوم کا جواب اول	۱۸۱
۷۰	طعن دوم کا جواب دوم۔	۱۸۲
۷۱	طعن دوم کا جواب سوم۔	۱۸۴
۷۲	الزام نمبر ۱۴: معاویہ رضی اللہ عنہ نے بغاوت کی نناوے جنگوں میں ایک لاکھ ستر ہزار مسلمان حافظ قرآن و سنت شہید کروائے۔	۱۸۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۷۳	جواب۔	۱۸۹
۷۴	ہزار ہا مسلمان شہید ار کی شہادت کا سبب طلیل القدر صحابہ کی زبان سے سنیں	۱۹۰
۷۵	الزام نمبر ۱۵: امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے محمد بن ابی بکر کو کھولتے ہوئے تیل میں ڈالوا دیا۔	۱۹۴
۷۶	جواب اول۔	۱۹۵
۷۷	جواب دوم۔	۱۹۷
۷۸	محمد بن ابی بکر کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کے بدلہ میں قتل کیا گیا۔	۱۹۸
۷۹	عثمان غنی کی شہادت کا مختصر خاکہ۔	۱۹۸
۸۰	حضرت عثمان غنی کی شہادت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی نظریں۔	۲۰۵
۸۱	عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی شہادت پر طلیل القدر صحابہ کے دکھ بھرے سچے اقوال	۲۱۰
۸۲	اللہ تعالیٰ کی عدالت میں قتل عثمان کا معاملہ	۲۱۴
۸۳	قتل عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حادثہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نظریں۔	۲۱۶
۸۴	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عظمت پر چند احادیث	۲۱۸
۸۵	عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنتی رفیق۔	۲۱۸
۸۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان غنی کا جنازہ فرشتے پڑھیں گے۔	۲۲۰

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۲۱	قیامت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حساب و کتاب نہ ہوگا۔	۸۷
۲۲۲	عثمان غنی کی شفاعت سے ستر ہزار دوزخی جنتی ہو جائیں گے۔	۸۸
۲۲۳	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جنتی شادی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت۔	۸۹
۲۲۴	اہل بیت کی خدمت کرنے پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لیے حضور علیہ السلام کا رات بھر دعا فرمانا۔	۹۰
۲۲۹	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ زمین و آسمان کا نور ہیں۔	۹۱
	بیڑ رومہ کا واقعہ	۹۲
۲۳۱	جلسہ عشرت کے لیے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت	۹۳
	توسیع مسجد نبوی۔	۹۴
۲۳۲	عثمان غنی کی دس خصوصیات	۹۵
۲۳۵	قاتلانِ عثمان غنی صحابہ کرام و ائمہ اہل بیت کی نظر میں	۹۶
	قاتلانِ عثمان غنی دوزخی ہیں	۹۷
۲۳۶	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد ابن ابی بکر اور عمار یا سر کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے پر خوش ہونے کی وجہ سے ڈانٹ پلائی۔	۹۸
۲۳۸	حضور علیہ السلام قیامت میں عثمان غنی سے ان کے قاتلوں کا نام پوچھیں گے۔	۹۹
۲۳۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان غنی کے دشمن کا جنازہ نہیں پڑھا۔	۱۰۰
۲۴۰	امام حسن رضی اللہ عنہ محمد بن ابی بکر کے نام کی بجائے اسے یا فاسق کہتے تھے۔	۱۰۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۰۲	محمد بن ابی بکر بیٹا قاسم اپنے باپ کے لیے قتل عثمان کی وجہ سے	۲۴۱
	معفرت کی دعا کیا کرتا تھا۔	
۱۰۳	قاتلانِ عثمانؓ پر علی المرتضیٰ کی لعنت۔	۲۴۲
۱۰۴	حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے	۲۴۳
	قاتلوں پر لعنت کی۔	
۱۰۵	قاتلانِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لیے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۴۴
	کی بددعا۔	
۱۰۶	امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے جب قتل عثمان رضی اللہ عنہ کا تصور	۲۴۶
	کرتے تو ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔	
۱۰۷	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل میں شرکت کرنے والوں کا حشر اور	۲۴۸
	انجام۔	
۱۰۸	جلیل القدر صحابہ کرام کی قاتلانِ عثمان رضی اللہ عنہ پر بددعائیں اور ان کی	۲۴۸
	قبولیت۔	
۱۰۹	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک عمرو بن بدیل خزاعی اور جلیجی	۲۵۱
	کنانہ بن بشر، سودان بن حمران اور عمرو بن حمق کا کردار۔	۲۵۳
۱۱۰	سودان ابن حمران کا انجام۔	۲۵۵
۱۱۱	عمرو بن حمق کا انجام۔	۲۵۶
۱۱۲	کنانہ بن بشر اور محمد بن ابی بکر کا انجام۔	۲۵۷
۱۱۳	مذکورہ حوالہ سے درج ذیل امور ثابت ہوئے۔	۲۶۲
۱۱۴	ایک مشہور اعتراض	۲۶۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۱۶	قتل عثمان رضی اللہ عنہ ان کی اپنی غلطی کی بناء پر ہوا تھا۔	۲۶۷
۱۱۷	جواب اول۔	۲۶۹
۱۱۸	اس اعتراض کا دار و مدار صاحبِ کلبی کی عبارت پر ہے جو کذاب شیعہ ہے۔	۲۶۹
۱۱۹	جواب دوم:	۲۷۲
۱۲۰	غلام کے ہاتھوں امیر مصر کی طرف رقعہ کا مروان کی طرف سے لکھا جانا بھی محققین کے نزدیک غلط ہے۔	۲۷۲
۱۲۱	جواب سوم۔	۲۷۴
۱۲۲	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھا کر اس رقعہ کو ایک منصوبہ کے تحت لکھے جانے کا اظہار فرمایا۔	۲۷۴
۱۲۳	جواب چہارم:	۲۷۸
۱۲۴	علامہ محمد احمد جبار المولیٰ کا ایک بیان	۲۷۸
۱۲۵	جواب پنجم:	۲۸۰
۱۲۶	محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے واپسی رنجش کا بدلہ لیا۔	۲۸۰
۱۲۷	جواب ششم:	۲۸۱
۱۲۸	محمد بن ابی بکر ایک بزرگ صحابی معاویہ ابن خدیج کے ہاتھوں قتل ہوا	۲۸۱
۱۲۹	جواب ہفتم:	۲۸۵
۱۳۰	فتنہ کے دن عثمان غنی رضی اللہ عنہ حتیٰ پر ہوں گے۔	۲۸۵
۱۳۱	محمد بن ابی حذیفہ کا انجام۔	۲۸۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۳۲	عبداللہ بن سباء کا حشر	۲۹۱
۱۳۳	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی میت کے منہ پر تپھڑ مارنے والے کا حشر	۲۹۲
۱۳۴	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیوی کے منہ پر تپھڑ مارنے والے کا حشر	۲۹۴
۱۳۵	مالک ابن اشتر کی موت	۲۹۶
۱۳۶	حکیم بن جبلة اور اس کے دیگر بصری باغیوں کا حشر	۲۹۹
۱۳۷	محدث ہزاروی کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر مذکورہ الزامات کے آخر میں تین امور پر مشتمل ایک فائدہ	۳۰۶
۱۳۸	اعلیٰ حضرت کے مذکورہ فتوے سے درج ذیل امور ثابت ہوئے	۳۱۱
۱۳۹	الزام نمبر ۱۶: دین اسلام سے پہلا باغی معاویہ بالاجماع باغی مبتدع	۳۱۴
۱۴۰	علامہ تفتنازانی امیر معاویہ کو فاسق نہیں کہتے بلکہ ان کی خطائے اجتہادی کے بھی قائل ہیں۔	۳۱۵
۱۴۱	الزام نمبر ۱۷: معاویہ اینڈ کو کے حق میں تمام مسلمانوں کا قطعی جماعتی عقیدہ	۳۱۹
۱۴۲	ہے کہ وہ باغی خارجی ہیں۔	۳۲۲
۱۴۳	چیلنج:	۳۲۲
۱۴۴	الزام نمبر ۱۸: رسول خدا علیہ السلام کا حکم از روئے قرآن و سنت یہ ہے کہ	۳۲۲
	مَنْ أَظْلَمُ مِنْ كَثَرِ شَهَادَةٍ عِنْدَهُ	
	مِنَ اللَّهِ۔	
۱۴۴	جواب	۳۲۲

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۲۶	الزام نمبر ۱۹: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مبتدع کے حق میں فرمایا۔ مَسَّ	۱۴۵
	أَحَدٌ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ	
۳۲۶	جواب:	۱۴۶
۳۲۸	الزام نمبر ۲۰: اللہ خالق کائنات کا حکم ہے۔ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ	۱۴۷
	بِالْبَاطِلِ ۝ بقرہ آیت نمبر ۴۲ خلافت راشدہ ہے۔ معاویہ رضی کی	
	بغاوت باطل ہے۔ مسلمان گندے ستھرے بُرے بھلے کی	
	پہچان کریں۔	
۳۲۸	جواب پہ اول:	۱۴۸
۳۳۲	الزام نمبر ۲۱: سات امور پر مشتمل ہے۔	۱۴۹
۳۳۲	محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں سات امور پائے جاتے	۱۵۰
	میں جو درج ذیل ہیں۔	
۳۳۲	امراؤں:	۱۵۱
۳۳۲	حضور علیہ السلام نے امام کے بارہ میں فرمایا اچھے شخص کو امام بناؤ	۱۵۲
۳۳۲	امردوم:	۱۵۳
۳۳۲	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی	۱۵۴
	اور منافق ہے۔	
۳۳۳	امر سوم:	۱۵۵
۳۳۲	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی آل اور آپ کے اصحاب کو	۱۵۶
	گالی دینے والا ہے۔	
۳۳۳	امر چہارم:	۱۵۷

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۳۳	اس نے صحابہ اور اہل بیت سے ۹۹ جنگیں لڑیں۔	۱۵۸
۳۳۳	امیر ششم؛	۱۵۹
۳۳۳	شراب پینے والا اور سود کا کاروبار کرنے والا	۱۶۰
۳۳۳	امیر ششم؛	۱۶۱
۳۳۳	امیر معاویہؓ کو رضی اللہ عنہ کہنے والا کفر بکتا ہے۔	۱۶۲
۳۳۳	امیر ہفتم؛	۱۶۳
۳۳۳	امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ سے دوستی رکھنے والے کو امام نہ بنایا جائے	۱۶۴
	اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور اس سے رشتہ ناظم ختم کر دیا جائے۔	
۳۳۳	”مذکورہ سات عدو امور کے بالترتیب جوابات“	۱۶۵
۳۳۳	جواب امیر اول؛	۱۶۶
۲۳۴	جواب امیر دوم؛	۱۶۷
۲۳۵	جواب امیر سوم؛	۱۶۸
۳۳۶	جواب امیر چہارم و پنجم؛	۱۶۹
۳۳۶	جواب امیر ششم؛	۱۷۰
۳۳۸	جواب امیر ہفتم؛	۱۷۱
۳۳۹	”امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آلؑ	۱۷۲
	چھ عدد رشتہ ناطے۔	
۳۴۰	الزام نمبر ۲۲: حضرت امیر معاویہؓ کو صحابی یا رضی اللہ عنہ کہنا کفری	۱۷۳
	کام ہے۔	

نمبر شمار	مضمون	نمبر شمار
۱۷۲	”محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں سات عدو امور ہیں۔ جو درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں۔	۳۴۱
۱۷۵	امیر اول: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باغی، کافر و منافق تھے اور انہی اوصاف پر ان کا انتقال ہوا۔	۳۴۱
۱۷۶	امیر دوم: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی شمار کرنا کفر ہے۔	۳۴۲
۱۷۷	امیر سوم: قَدْ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ الْخ۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے بارہ میں اتری۔	۳۴۲
۱۷۸	امیر چہارم: امام اعظم کے نزدیک ایسا شخص کافر و مرتد ہے۔ جس کا کوئی کام اسلامی نہ ہو۔	۳۴۲
۱۷۹	امیر پنجم: معاویہ پرستوں پر حسام الحرمین اور صولام ہندیہ کے تمام فتوے لاگو ہوتے ہیں۔	۳۴۲
۱۸۰	امیر ششم: معاویہ پرستوں سے دوستی کرنے والا بھی کافر اور جو اس کے کفر میں شک لائے وہ بھی کافر ہے۔	۳۴۲
۱۸۱	معاویہ کو ماننے اور خدا اور رسول کو نہ ماننے والوں سے بچنا ضروری ہے۔	۳۴۲
۱۸۲	جواب امیر اول:	۳۴۲
۱۸۳	جواب امیر دوم:	۳۴۵
۱۸۴	جواب امیر سوم:	۳۴۸
۱۸۵	جواب امیر چہارم:	۳۵۰
۱۸۶	جواب امیر پنجم:	۳۵۰

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۵۱	جواب امر ششم:	۱۸۷
۳۵۲	جواب امر ہفتم:	۱۸۸
۳۵۳	الزام نمبر ۲۳: فقہاء احناف کے ہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ظالم و جابر حکمران تھے۔	۱۸۹
۳۵۴	دو محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں پانچ امور پائے جاتے ہیں جو	۱۹۰
۳۵۴	درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں:	
۳۵۴	امیر اول: اول یہ کہ ملک و ملت کے دشمنوں کے خلاف اتفاق و اتحاد	۱۹۱
۳۵۴	وقت کی ضرورت ہے۔	
۳۵۴	امیر دوم: ظالم پر بے شمار لعنتیں ہیں۔	۱۹۲
۳۵۴	امیر سوم: فتح القدر میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے جو برائی ظلم کا لفظ مستعمل ہوا	۱۹۳
۳۵۴	لہذا انہیں ظالم کہنا پڑے گا۔	
۳۵۴	امیر چہارم: ظالم کو اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد و عہدہ نہیں پہنچتا۔	۱۹۴
۳۵۴	امیر پنجم: مرقات میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق طاعی، باغی اور	۱۹۵
۳۵۴	ظالم کا لفظ موجود ہے۔	
۳۵۴	جواب امیر اول:	۱۹۶
۳۵۵	جواب امیر دوم:	۱۹۷
۳۵۶	جواب امیر سوم:	۱۹۸
۳۶۰	جواب امیر پنجم:	۱۹۹
۳۶۵	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق صاحب مرقات ملا علی قاری	۲۰۰
	کے نظریات۔	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۰۱	الزام نمبر ۲۴: بانی کفر و بغاوت و بدعت معاویہؓ نے علیؓ اور ان کی محبت والوں پر لعن طعن اور غلیظ گالیوں کا بجواس خطبہ جمعہ میں سلسلہ سے جاری کیا اور کرایا۔	۳۷۰
۲۰۲	دو محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں پانچ عدد امور پائے جاتے ہیں۔ جو درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں،	۳۷۱
۲۰۳	امراؤل: امیر معاویہؓ نے اپنے دور خلافت میں جمعہ کے خطبہ میں علیؓ کا تفتیہ پر لعن طعن کا سلسلہ شروع کیا۔	۳۷۱
۲۰۴	امیر دوم: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینا (معاذ اللہ) رسول اللہ کو گالی دینے اور اللہ کو برا بھلا کہنے کے برابر ہے۔ لہذا ایسے شخص پر تین سو ایک علماء کا فتوے کفر و ارتداد لگے گا۔ ان میں سے چاہے کوئی اذنی ہو یا اعلیٰ کسی کی استثناء نہیں۔	۳۷۱
۲۰۵	امیر سوم: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی کہنے والا بھی اسی فتوے کی زد میں ہے۔	۳۷۲
۲۰۶	امیر چہارم: جو لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی کہتے ہیں۔ ان کی کتاب کا نام بہار شریعت کی بجائے بہار بغاوت ہونا چاہیے اور تکمیل قرآن کا انکار کفر ہے۔	۳۷۲
۲۰۷	امیر پنجم: ایک لاکھ ستر ہزار مسلمانوں کو قتل کرتے کرانے والے کو فرضی اللہ کہتا قرآن کریم کی کھلی مخالفت ہے۔ کیونکہ اس میں ایک مسلمان کے قتل کرنے والے کو دوزخی کہا گیا ہے۔	۳۷۲
۲۰۸	جواب امراؤل:	۳۷۲

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۷۴	جواب امر دوم:	۲۰۹
۳۷۵	جواب امر سوم:	۲۱۰
۳۷۵	جواب امر چہارم:	۲۱۱
۳۷۵	جواب امر پنجم:	۲۱۲
۳۷۷	نعرہ حق چار بار بدعت ہے۔ اور جاہلوں کا اختراع ہے۔ (محدث ہزاروی)	۲۱۳
۳۷۷	جواب:	۲۱۴
۳۷۹	محدث ہزاروی کی جاہلانہ بھڑک کے رد میں تین مثالیں۔	۲۱۵
۳۸۱	محدث ہزاروی کے استہزار کے ماخذ و مراجع۔	۲۱۶
۳۸۲	چیلنج:	۲۱۷
۳۸۳	”محدث ہزاروی کے رسالہ بنام ”خبرنامہ“ کی چھ عدد تحریرات۔	۲۱۸
۳۸۳	تحریر اول: علوم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے امین علی اور صرف علی المرتضیٰ ہیں (خبرنامہ ص ۳)	۲۱۹
۳۸۳	تحریر دوم: ہر صحابی بقاضائے عشق اسی میدان میں تھا کہ اس کا نام پکارا جائے مگر دوسرے روز معلم کائنات نے اپنے وہی واخی علی المرتضیٰ کو طلب کیا۔ (خبرنامہ ص ۵)	۲۲۰
۳۸۳	تحریر سوم: حضرت علی المرتضیٰ وہ سید الاولیاء ہیں جن کو سید الانبیاء کی صحبت و برکت سے یہ شان ملی کہ آپ مومنوں کے مشکل کشا ہیں۔ بالعموم تمام صحابہ کرام اور بالخصوص خلفائے ثلاثہ کے	۲۲۱

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۸۴	تحریر چہارم: عشق کی حقدار صرف ذاتِ مصطفیٰ ہے یا ذاتِ مرتضیٰ ہے۔ کہ جسے مصطفیٰ علیہ السلام کے واسطے سے ایسی شان ملی کہ جو کسی نبی ولی کو نہیں ملی۔	۲۲۲
۳۸۴	تحریر پنجم: مولوی بہت کم ہیں اب تو اتنے کم ہیں کہ یہ کہنا درست ہے کہ تقریباً ہی نہیں۔	۲۲۳
۳۸۵	تحریر ششم: امیر معاویہ باطنی صنی ہے جو پاک نہیں ہو سکتا (معاذ اللہ)	۲۲۴
	چھ عدد تحریرات کی بالترتیب تردید۔	۲۲۵
۳۸۵	تردید تحریر اول:	۲۲۶
۳۸۶	تردید تحریر دوم:	۲۲۷
۳۸۷	تردید تحریر سوم:	۲۲۸
۳۹۱	ریاض النفرہ کی عبارت سے منقبت علی ثابت ہوتی ہے یا منقبت صدیق	۲۲۹
۳۹۱	ایک ضمنی اعتراض۔	۲۳۰
۳۹۲	جواب اول:	۲۳۱
۳۹۲	جواب دوم:	۲۳۲
۳۹۵	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے علم و فضل کا مقام۔	۲۳۳
۳۹۶	امام باقر کے نزدیک صدیق اکبر کا مقام و علم و فضل	۲۳۴
۳۹۸	تردید تحریر چہارم:	۲۳۵
۴۰۰	چیلنج:	۲۳۶
۴۰۰	تردید تحریر پنجم:	۲۳۷

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۰۱	تردید تحریر ششم:	۲۳۸
۲۰۵	باب دوم	۲۳۹
۲۰۵	نکاح ام کلثوم با حضرت عمر کے متعلق محمود ہزاری کے ”بد عقیدہ بیانات“	۲۴۰
	محمود ہزاری کا بیان اول	۲۴۱
۲۰۴	جواب:	۲۴۲
۲۰۸	کتب احادیث سے ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کا عمر بن الخطاب سے نکاح کا ثبوت	۲۴۳
۲۰۹	حدیث مذکور کی تشریحات۔	۲۴۴
۲۲۰	حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرؓ کے ساتھ ام کلثوم کے عقد کی بھرپور تائید کی تھی۔	۲۴۵
۲۲۴	فاروق اعظم کے وصال کے بعد ان کی بیوہ ام کلثوم کی اجازت سے ان کا نکاح علی المرتضیٰ نے اپنے بھتیجے عون بن ثابت سے کیا	۲۴۶
۲۲۸	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے وصال کے وقت اپنے صاحبزادی ام کلثوم زوجہ عمر بن الخطاب کو تسلی دی۔	۲۴۷
۲۲۹	زید بن عمر اور ان کی والدہ ام کلثومؓ کا انتقال ایک ہی وقت میں ہوا۔	۲۴۸
	کتب تاریخ سے نکاح ام کلثوم کا ثبوت۔	۲۴۹
۲۳۱	کتب انساب سے نکاح ام کلثومؓ کا ثبوت۔	۲۵۰
۲۳۸	بیان شافی: محمود ہزاری کا نکاح ام کلثوم کے عدم جواز پر ایک حیلہ کا ذریعہ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ام کلثومؓ کا کفو نہیں۔	۲۵۱

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۴۳۹	غلامہ حیلہ کا ذریعہ۔	۲۵۲
۴۴۰	جواب اول:	۲۵۳
۴۴۲	جواب دوم:	۲۵۴
۴۵۳	بیان سوم: مواعظ محرقہ سے نکاح ام کلثوم کے امتناع کی ناکام کوشش	۲۵۵
۴۵۳	جواب اول:	۲۵۶
۴۵۴	جواب دوم:	۲۵۷
۴۵۹	بیان چہارم: نکاح ام کلثوم کے عدم جواز پر ابن ہمام کا نام استعمال کرنے کی ناکام کوشش۔	۲۵۸
۴۶۰	جواب اول:	۲۸۹
۴۶۲	جواب دوم:	۲۹۰
۴۶۳	بیان پنجم: محمود ہزاروی کا ایک پرفریب استدلال	۲۹۱
۴۶۴	جواب اول:	۲۹۲
۴۶۶	جواب دوم:	۲۹۳
۴۶۹	محمود ہزاروی نے خلفاء راشدین سے بنی فاطمہ کو افضل کہہ کر چہرہ اہل سنت کے مسک کی مخالفت کی۔	۲۹۴
۴۷۰	پوری امت پر صدیق اکبر و فاروق کی افضلیت اجماعی قطعی ہے	۲۹۵
۴۷۰	جواب:	۲۹۶
۴۷۱	امام اہل سنت مجددائے حاضرہ مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی کا عقیدہ۔	۲۹۷



ذَحمَدُہ وَ ذُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔ اَمَّا بَعْدُ

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ کہ جنہیں اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی کی کتابت پر مقرر فرمایا تھا۔ اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی تعریف و توصیف میں بہت کچھ فرمایا۔ لیکن کچھ عقلی و بصیرت کے اندھوں کو مخالفت برائے مخالفت کے پیش نظر ان کے اوصاف کی بجائے نقائص دکھائی دیتے ہیں۔ ان بد بختوں میں اس دور کا ایک نام نہاد محدث اور پیر المعروف محمود شاہ محدث ہزاروی سرفہرست ہے۔ اس شخص نے سنی پیر کہلانے کے باوجود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسی گستاخیاں لکھیں۔ جو دشمنانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یعنی رافضیوں کو بھی ان کے لکھنے کی ہمت نہ پڑی۔ ہزاروں کی تعداد میں اس کے مرید ہیں۔ لیکن بعض نظریات و عقائد میں اس پیر کا اہل سنت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ کتب احادیث و تاریخ کی بہت چھان بین کر کے اپنے مذمومہ و مزعومہ عقائد کے مطابق مختلف عنوانات کے تحت مذکورہ عبارات کی غلط تاویلات کر کے اس شخص نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر کیچڑا چھالا۔ اور ایسی گندی زبان استعمال کی۔ جو رافضیوں کی تحریرات میں بھی نہیں ملتی۔ مثلاً

وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باطنی طور پر ناک ہے۔ وہ منافق، باغی اور کافر ہے۔ اُسے صحابیت حاصل نہیں۔ اور جو اسے صحابی سمجھے اور ان کے نام کے ساتھ

رضی اللہ عنہ کہے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور اس کی بیوی کو طلاق ہو جاتی ہے۔“
 مختصر یہ کہ اس نام نہاد سنی بلکہ مسلمان نے اس قدر زہرا گلا ہے۔ جس کی آج تک
 نظیر نہیں ملتی۔ اس نے ایک اشتہار شائع کیا۔ جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
 پر چالیس الزامات ایسی مکاری و عیاری سے دھرے۔ کہ انہیں پڑھ کر عام آدمی تو
 عام آدمی اچھا خاصا پڑھا لکھا بھی اس کے دامنِ تزویر میں آجاتا ہے۔ زیرِ نظر جلد میں
 ہم نے سب سے پہلے اس کے اشتہار کو مین و عن نقل کر کے پھر اس کے مندرجات
 کا دندانِ شکن جواب دیا ہے۔ یہ مکمل جلد اسی نام نہاد پیر اور سنی نما محدث کی
 ہرزہ سرائیوں کے جوابات پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قاری کو اس سے مستفید
 فرمائے۔
 آمین

باب اول

محمود شاہ محبت ہزاروی کا مترشحہ

اشہار

خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے

متعلق اس کا نظریہ اہل سنت سے

قطعاً متصادم ہے

باب اول:

محدث محدث ہزاروی کا مرتبہ اشتہار

خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اس کا نظریہ اہل سنت سے قطعاً متصادم ہے

چند دنوں کی بات ہے۔ کلکیشہ ہمارے ہاتھ لگا۔ جس کا عنوان یہ ہے دو بانی بغاوت یزید کے باپ کے بحوالہ کارنامے، اشتہار میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر اس نام نہاد ”محدث“ نے جو بیس الزامات لگائے۔ اشتہار کے آخر میں خادم ملت گل محمد شاہ حنفی، محمد یوسف حنفی، محمد صلیف قادری، سکندر خان حنفی، انعام اللہ قادری محمد حسین خوری، محمد فاضل کاشمیری حنفی، خادم علماء و مشائخ صاحبزادہ صلیف سنی حنفی بلخی مجاہد افغانی پشاور اور بتعاون انجمن تحفظ ناموس اہل اصحاب پاکستان درج ہے۔ مذکورہ بالا اشخاص محدث ہزاروی محمود شاہ کے متوسلین میں سے ہیں۔ اور اس اشتہار کی ترتیب و تحریر میں انہیں اپنے پیرو مرشد کی مکمل اعانت حاصل تھی۔ جس کا اقرار محدث ہزاروی کے بیٹے محی الدین نے بھی کیا ہے۔ یاد رہے یہ محمود شاہ المعروف محدث ہزاروی حویلیاں ضلع ہزارہ میں خالقہ محبوب آباد کا متولی اور سجادہ نشین ہے۔ خود کو سنی کہلاتا ہے مگر یہ اشتہار اور علاوہ ازیں ایک رسالہ بنام ”خبر نامہ ۱۴۰۷ھ شعبان“، بھی مجھے ملا۔ جو مذکور محدث کا ہی تحریر شدہ تھا۔ ان تحریرات کے سامنے آنے سے پہلے شنید تھی کہ ”محدث“ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں غیر سنی نظریات کا معتقد ہے لیکن وہ شنیدہ کے بودا نند دیدہ کے مصداق اس کا کوئی نوٹس نہ لیا گیا۔ لیکن

ان تحریرات کو پڑھ کر معلوم ہوا کہ یہ شخص واقعی فتنہ ہے اور اس کی تحریرات گمراہی کا پلندہ ہیں۔ اور یہ بات بالکل عیاں ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسی گندی زبان اور ایسے ناپاک خیالات اہل تشیع نے بھی نہ لکھے۔ بلکہ اس جرأت پر خود اہل تشیع ”محدث ہزاروی“ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور الزامات تقریباً اہل سنت کی کتب سے پیش کیے گئے ہیں۔ مختلف کتب سے عبارات لے کر ان کا مخصوص انداز میں مطلب گھڑ کر عام شخص کو فریب دے کر امیر معاویہ کے خلاف عقیدہ رکھنے کی راہ ہموار کی گئی اس لیے ضروری معلوم ہوا کہ اس کی خبر لی جائے۔ اور حقیقت حال واضح کر کے اس پر ڈالے گئے دجل و فریب کے پردے ہٹائے جائیں۔ جو ہمیں عدو الزامات بالترتیب ذکر ہوں گے۔ اور ہر ایک کے ساتھ اس کا جواب شافی و کافی تحریر ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

وبالله المستعین

بانی بغاوت یزید کے باپ معاویہ کے

باحوالہ کارنامے

۱۔ ملعون یزید کے باپ بانی بغاوت معاویہ نے کائنات کو یزید بیٹا یادگار دیا۔

۲۔ بانی بغاوت معاویہ کا باپ جدی دشمن اسلام، ابوسفیان نے پیغمبر اسلام سے جنگ کی۔

۳۔ یزید کے باپ معاویہ کے باپ نے بدر و احد کا جنگ کیا۔ جس میں حضورؐ کے دندان مبارک شہید ہوئے۔

۴۔ یزید کے باپ معاویہ کی ماں کلجہ کھائی نے رسول خدا کے محترم چچا ہمزہ کا بعد شہادت کلجہ چبایا۔

۵۔ یزید کا باپ معاویہ لشتنی دشمن اسلام، دشمن رسول و آلِ اصحاب رسول ہے۔
(قرآن و سنت گواہ ہیں)

۶۔ یزید کا باپ معاویہ جدی دشمن دین و ایمان فتح مکہ کے ان کافروں سے ہے جو ڈر کے مارے کلمہ پڑھ کر جان بچانے کو ایمان لائے۔

۷۔ معاویہ بن ابوسفیان اپنے باپ سمیت ان منافقوں سے ہے۔ جن کا لقب مؤلفہ القلوب ہے۔ (تواریخ)

۸۔ معاویہ ولد ابوسفیان منافق اور فتح مکہ کے ڈر سے مارے مسلمان ہونے والے کفار سے ہے جن کا ایمان نافع نہیں۔ قرآن پاک ۱۱۱ سجدہ آیت ۲۹ قرآن سے ثابت ہوا معاویہ اور اس کے گروہ کا ایمان مردود و بے نفع ہے۔

۹۔ معاویہ ابوسفیان منافق کا بیٹا ان منافقوں میں سے ہے جن کے حق میں قرآن کریم کی شہادت ہے۔ وہ کفر کے ساتھ ڈر کر اسلام میں داخل ہوئے۔ اور کفر کے ساتھ بغاوت کر کے اسلام سے نکل گئے۔ پڑھو قرآن پاک ۱۳۱ مادہ آیت ۶۱ ثابت ہوا یہ کافر اے اور کافر گئے۔ اور ملانے ان پر جہالت میں رضی اللہ عنہ پڑھ کر ابو جہل بن رہے ہیں۔

۱۰۔ معاویہ منافق ابوسفیان کا بیٹا اسلام سے پہلا باغی ہے۔ (شرح مقاصد جلد دوم صفحہ ۶۳ طبع لاہور)

۱۱۔ معاویہ باغی نے اس عمار بدری صحابی کو صفین میں قتل کیا۔ جن کے حق میں حضور نے فرمایا تجھے دوزخی باغی گروہ قتل کرے گا۔ قَتَلْتُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَّةُ تو جنتی ہے۔ وہ دوزخی ہوں گے (بخاری) رسول اللہ کی شہادت سے معاویہ دوزخی اور باغی ہے۔

۱۲۔ معاویہ باغی کو تین بار اللہ کے رسول نے یہودیوں کو خط لکھنے کے لیے بلایا۔ یہ باغی روٹی کھا تار ہانہ آیا ۱۱ انفال آیت ۲۴ میں حکم ہے۔ ایمان کا دعویٰ کرنے والو۔ جب رسول اللہ بلائیں تو سب کچھ چھوڑ کر حاضر ہوا کرو۔ صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۲۵ میں ہے۔ یہ روٹی کھا تار ہانہ آیا۔ تو حضور نے فرمایا لَا أَشْبِعُ اللَّهُ بَطْنَهُ اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے۔ اسی طرح دنیا سے بھوکا مرا۔

۱۳۔ معاویہ شراب پیتا اور پلاتا تھا۔ سند احمد جلد ۵ ص ۳۴۷ معاویہ سو دھاتا تھا (طحاوی ج ۴ ص ۶۲) نساء میں ایسے پر غضب و لعنت ہے۔

۱۴۔ معاویہ نے بغاوت کے ۹۹ جنگوں میں ایک لاکھ ستر ہزار مسلمان حافظ قرآن و سنت قتل کیے۔

۱۵۔ دین و ایمان سے پہلے باغی معاویہ نے افضل الاصحاب صدیق اکبر کے حافظ قرآن

وسنت فرزند محمد بن ابی بکر والی مصر کو قتل کر کے گدھے کی کھال میں رکھ کر تیل ڈال کر
 جلوا دیا۔ اور قرآن پاک میں ایک مومن کے قتل کرنے والے کا قطعی حکم ہے۔ جو مومن
 کو عمدًا قتل کرے۔ فَحَبْزَ اُذَّةٍ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ
 عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَاعَدَ لَهُ عَذَابًا عَظِيْمًا۔ ۵۱ نساء آیت ۳۳۔ تو
 ایسے کی جگہ جہنم ہے۔ ہمیشہ اسے اس میں رہنا ہوگا۔ اور اس پر اللہ کا غضب
 ہے۔ اور لعنت اللہ کی۔ اور اللہ نے اس کے لیے عذابِ عظیم تیار کر رکھا ہے
 تعجب ہے کہ ملانے نہ پڑھتے ہیں نہ سمجھتے ہیں نہ ایمان لاتے ہیں۔

فائدہ:

یہ تو ایک مومن کے عمدًا قتل کی سزا ہے۔ اور معاویہ نے ایک لاکھ ستر ہزار
 مومن انصار و مہاجرین قتل کیے اور کرائے۔ اس پر جو ملانے رضی اللہ عنہ پڑھتے ہیں
 صاف معلوم ہوا کہ ایسے باغی قاتل المومنین پر رضی اللہ عنہ پڑھنا قرآن و سنت کے ساتھ
 مخالفت اور کفر و جہالت ہے۔ اور اس کے متعلق جن ملانوں نے یہ کہہ کر دستخط کر دیئے
 ہیں۔ کہ معاویہ کے متعلق ہم قرآن و سنت اللہ و رسول کا فیصلہ تسلیم نہیں کرتے۔ علماء و
 مشائخ کا فیصلہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان کے ہم مسلک سب ملانے کافر مرتد زندیق
 ہو گئے۔ ایسا کہنے کرنے میں انہوں نے اللہ و رسول کی اشد توہین کی۔ ان ملعونوں پر
 حسام الحزمین و صوارم ہندیہ کے تمام فتوے لگ گئے ایسا کر کے انہوں نے اللہ اور
 رسول کو گالی دی۔ اور مرتد ہو گئے۔ نہ ان کی امامت جائز رہی نہ درس و تدریس ان
 کی عورت کچھ طلاق ہو گئی۔ (کتاب الخروج مذہب سنی حنفی) اور جو ان کا ساتھ دے وہ بھی
 انہی کے حکم میں ہے۔ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ۔ وَلَا تَرْكَبُوا
 السَّيِّئَاتِ الَّتِي يَنْظُرُ عَلَيْهَا السَّيِّئَاتِ الَّذِيْنَ يَكْفُرُ بِالْاٰيٰتِ وَالَّذِيْنَ يَكْفُرُ بِالْاٰيٰتِ

(حسام الحرمین، صوارم ہندیہ) جن ملاؤں نے اللہ رسول کا فیصلہ ناقابل تسلیم کیا۔ اور غیر اللہ کا فیصلہ قابل تسلیم کیا۔ ایم حق نواز میا نوالی، ایم اللہ تہ، ایم ظہور الہی۔

۱۶۔ دین اسلام سے پہلا باغی معاویہ بالاجماع باغی مبتدع ہے۔ اور مبتدع کا حکم شرعی یہ ہے
الْبَغْضُ وَالْعَدَاوَةُ وَالْإِعْرَاضُ عَنْهُ وَالْإِهَانَةُ وَالطَّعْنُ
وَاللَّعْنُ۔ (فتاویٰ رضویہ کتاب النکاح ص ۵۴ طبع بریلوی)

۱۷۔ معاویہ اینڈ کو کے حق میں تمام مسلمانوں کا قطعی اجماعی عقیدہ ہے۔ وہ باغی خارجی ہے۔
غَايِبَةُ أَمْرِ هِمَّ الْبَغْيُ وَالْخُرُوجُ۔ شرح عقائد النسفی۔ خارجی، ناصبی ملّا
نے اس پر پردہ ڈالتے ہیں۔ اور چھپاتے ہیں۔

۱۸۔ ایسوں کا حکم از روئے قرآن میں ارشاد ہے وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَبَ شَهَادَةً
بِحَنْدِهِ مِنْ أَلَدِهِ الْإِيَّاهُ حُضُورُ نَفْسِهِ۔ جس سے شرعی علم دریافت طلب ہوا
اور اس نے اُسے نہ بتایا دوزخ کی لگام دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

۱۹۔ حضور نے مبتدع کے حق میں فرمایا۔ مَنْ أَخَذَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا
لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ متفق علیہ (مشکوٰۃ)

۲۰۔ اللہ خالق کائنات کا حکم ہے۔ وَلَمْ يَلَيْسُوا الْحَقَّ بِأَلْبَابٍ طَلَبُ بَقَرَةِ آيَةِ ۲۲
گندے ستھرے بُرے بھلے کی پہچان کریں۔

۲۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ اِجْعَلُوا اِيْمَتَكُمْ خِيَارًا كَمَا اِنْتِ
نماز کے امام ان کو بناؤ جو تم میں بہتر ہوں۔ معاویہ اللہ رسول کا باغی اور منافق
اَلْاَصْحَابُ كُوْكَالِيَاں دینے والا اور اُن پر اور اُن سے محبت کرنے والوں پر لعنت
کرنے والا اور اُن سے ۹۹ جنگ کرنے والا ہے۔ شراب پینے پلانے
والا سود کا بیوپار کرنے والا ہے۔ جو ملاں صوفی امام اس پر رضی اللہ عنہ کہنے والے
ہیں۔ وہ دراصل اللہ رسول کو گالیاں دینے والے اور اللہ کی رضا کا کفر کھنے والے

میں ان کے پیچھے نہ نماز جائز ہے نہ جنازہ نہ ان کو سلام دینا جائز نہ ان سے دُعا سلام رشتہ پیار روا ہے۔ ان سے تعاون تو لا مسلمان کو انہی جیسا بنا دینے والا ہے۔

۲۲۔ معاویہ چونکہ اللہ رسول دین اسلام سے علی الاعلان باغی طاعنی کافر منافق منکر مخالفت ہو کر اسی حال پر مرا ہے۔ اس دشمن دین و ایمان کو اصحاب پاک میں ملانا اور اس پر رضی اللہ عنہ پڑھنا قطعاً ناروا اور کفری کام ہے۔ وہ ان لوگوں سے ہے۔ جن کا قرآن نے بیان فرمایا۔ قَدْ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ۔ وہ کفر کے ساتھ فتح مکہ میں آئے۔ اور اسی کفر کے ساتھ باغی خارجی ہو کر دین و ایمان سے نکل گئے۔ ۱/۴ مائدہ۔ اس کے حامی منافقوں نے اس پر پردہ ڈالا ہوا ہے۔ یہ سب اللہ رسول کی اشد توہین و ہتک کرنے والے ہیں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے مذہب حنفی میں ایسے ہر شخص کا حکم ہے۔ کہ وہ باغی خارجی کافر مرتد و زندیق ہے۔ اور اس کی عورت اس کے عقد نکاح سے نکل کر طلاق ہو چکی ہے۔ اور ان سے بچنا ہر مومن مسلمان کا دینی ایمانی کام ہے نہ ان کے پیچھے نماز نہ ان کا کوئی کام اسلامی درست ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

حدیث ہے۔ اَيُّكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْكُمْ فِتَاوَى حِصَامِ الْحَرَمَيْنِ اور فتاویٰ صوامم ہندیہ شریف کے تین سو ایک علماء مشائخ اور مفتیان دین کے تمام فتوے کافرو فاسق مرتد و زندیق ہونے کے معاویہ پرستوں اور اس پر رضی اللہ عنہ کہنے والوں پر بلا کم و کاست لگ گئے ہیں۔ اور یہ سب ایسے کافر مرتد ہیں کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے تو رد کرے یا اس بارہ میں بحث حجت مزاحمت تکرار کرے یا ان کے ساتھ تعلق تعاون ان کی حمایت تائید تصدیق دوستی کرے رشتہ چاہے آشنائی روارکھے وہ بھی انہی جیسا دشمن دین و

ایمان ہے۔ اللہ کا حکم ہے۔

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنكُمْ فَإِنَّهُ مِنَهُمْ ۖ مَا آتَاهُ اللَّهُ ۖ الشُّرَكَاءُ
فرمان ہے۔ یا ایتھالذین امنوا لا تتوالوا هؤلاء فاقوا ما غَضِبَ اللَّهُ
عَلَيْهِمْ ۚ آیت ممتحنہ آیت ۱۲۔ اللہ کا حکم ہے لا تتوالوا معجری مین ۱۲
ہود آیت ۵۲۔ اللہ کا حکم ہے۔ فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ
الظَّالِمِينَ۔ ۱۱ انعام آیت ۶۸۔ اے اہل اسلام اے اہل دین۔ اللہ رسول دین
اسلام کے باغی، ظالم، دشمن آل و اصحاب معاویہ کو ماننے
اور اللہ رسول کو نہ ماننے والوں سے قطع تعلق کر کے دین و ایمان کو بچاؤ ورنہ جو چاہو
انجام سوچ لو۔

۲۳۔ پیارے برادرانِ ملت و دین و ملک ہمیں موجودہ ماحول میں ہر وقت دشمن
ملت و ملک طاقت کے مقابلہ کے لیے طاقت کی ضرورت ہے۔ اور اس کے
لیے اتحاد و جہاد لازم ہے۔ اور اس کا اہتمام صحیح نظام خلافت اور مکمل دستور
اسلام کی بحالی بغیر دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ لہذا علم و خرد کا ناقابل انکار اعلان ہے
کہ نظام خلافت و دستور اسلام مرکز ملت ہے۔ جسے فتنہ بغاوت نے تباہ کیا
بس کائنات دین و ایمان میں خلافتِ راشدہ سے بغاوت چودہ طبقوں میں
وہ ظلم عظیم ہے۔ جس کی مثال نہیں ملتی۔ اور ظالموں پر کتاب و سنت میں لعنت
کا شمار نہیں۔ فتح القدیر جلد ۷ ص ۲۶۳ طبع بیروت پر مجبور معاویہ یہ تصریح ہے
معاویہ کے ظالم ہونے کی۔ مومن مسلمان بھائی کسی کی نہ سنو اپنے رب کی سنو۔
لَا يَتَّالِ عَهْدُ الظَّالِمِينَ۔ ۱۱ بقرہ ۱۲۴ میرا کوئی عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا
تفسیر احکام القرآن امام ابو بکر حصص حنفی ج ۱ ص ۶۹ طبع بیروت میں خلاصہ۔
کہ ظالم کے لیے اللہ کا کوئی نہ عہد اور نہ عہدہ ہے۔ لہذا معاویہ باغی ظالم

مبتدع کے لیے کوئی رتبہ نہیں۔ مرقاۃ ص ۱۷۱ میں عمار بن یاسر والی حدیث کی شرح میں ہے۔ فَكَانُوا طَائِفِينَ بَاغِيْنَ بِهَذَا الْحَدِيثِ مبارق الاثر بار شرح مشارق الانوار ج ۲ ص ۱۷۹ طبع مصر میں ہے۔ وَكَانُوا طَائِفِينَ بَاغِيْنَ بِهَذَا الْحَدِيثِ معاویہ اینڈ کو اس مشہور متواتر حدیث سے طاعنی باغنی ظالم مبتدع ہوئے اور باغنی ظالم مبتدع بد مذہب کاظم شرح مقاصد جلد دوم ص ۲۷۰ طبع لاہور پر اور فتاویٰ رضویہ کتاب النکاح باب المحرمات ص ۵۳ طبع بریلی پر یہ لکھا ہے۔ بد مذہب کے لیے حکم شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض و عداوت رکھیں۔ روگردانی کریں۔ اس کی تذلیل و تحقیر بجالائیں۔ اس سے لعن طعن کے ساتھ پیش آئیں۔

۲۲۔ باغنی کفر و بغاوت و بدعت معاویہ نے علی اور ان کی محبت والوں پر طعن لعن اور غلیظ گالیوں کا بکواس خطبہ جمعہ میں ۲۱ھ سے جاری کیا۔ اور کرایا۔ اور حدیث میں رسول اللہ نے فرمایا۔

مَنْ سَمَّيَ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي وَمَنْ سَبَّنِي فَقَدْ سَبَّ اللَّهَ حَسَّ مَنَ عَلِيٍّ كَبْرُ
گالی دی بے شک اس نے مجھے گالی دی۔ اور جس نے مجھے گالی دی۔ بے شک
اس نے اللہ کو گالی دی۔ جامع صغیر جلد دوم ص ۱۷۳ طبع بیروت۔ پس فتاویٰ
حسام الحرمین اور فتاویٰ صوارم ہندیہ پر عرب و عجم کے تین سو ایک علماء مشائخ
حنفی شافعی، حنبلی، مالکی کے قطعی اجماعی فتوے ہر اس مجرم پر لگ گئے۔ جس
نے اللہ رسول کی توہین ہتک گالی، لعن طعن کے ضبیث جرم کا ارتکاب کیا چاہے
خیر القرون کا ہو یا بعد کا۔ چاہے عرب کا ہو یا عجم کا چاہے کوئی صحابی چاہے
کوئی مطیع ہو یا باغنی چاہے معاویہ ہو یا ابوسفیان یا ہندہ چاہے حکم ہو یا
مروان چاہے یزید ہو یا اس سے مزید چاہے مجتہد یا نادان چاہے دیوبندی

ہو یا بریلوی چاہے مقلد ہو یا غیر مقلد چاہے اہل حدیث ہو یا اہل قرآن چاہے قادیانی ہو یا لاہوری چاہے سنی ہو یا شیعہ چاہے سید ہو یا غیر سید چاہے تلمیذ یا پیر چاہے اعلیٰ ہو یا ادنیٰ چاہے نعت خوان ہو یا تبرا باز چاہے اپنا ہو یا بیگانہ چاہے نیا ہو یا پرانا ان پر یہی فتویٰ ہے۔

یہ کسی فرقہ یا فرد سے ضد و تعصب کی بنا پر نہیں۔ دین حق اسلام اور ائمہ رسول کا قطعی حکم ہے۔

بِالْجُمْلَةِ فَهُؤُلَاءِ الطَّائِفُ حُكْمُهُمْ كُفَّارٌ مَرْتَدُونَ خَارِجٌ عَنِ الْإِسْلَامِ بِاجْتِمَاعِ الْمُسْلِمِينَ وَقَدْ قَالَ فِي الْبَزَائِنَةِ وَالدرر والغرر وفتاویٰ الخیرینہ وجمع الاذہار والدار المختار و غیر ہامین معتمدات الاسفار فی مثل ہؤلآء الکفار مَن سَدَّ فِي كُفْرِهِ وَ عَدَايَةٍ فَقَدْ كَفَرَ۔ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔ فتاویٰ حسام الحرمین فتاویٰ صوارم ہند یہ منگا کر خود پڑھو پھر سوچو۔ کیا ایسے مجرم پر صحابی کا اعتقاد کرنا اور صلوات کتاب سنت رضی اللہ عنہ پڑھنا عین اس فتوے کی زد میں نہیں آتا۔ ضرور آتا ہے۔ پھر ایسوں کی خواہش اعتقادی کی کتاب کا نام بہار بغاوت کی بجائے بہار شریعت لکھنا اور اس قرآن کو جس میں اللہ کا فرمان ہے۔ الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ کو تکمیل ایمان نہ ماننا بلکہ اس کے برعکس کسی کی کتاب یا اپنی کتاب کو ماننا کیا قرآن پاک پر ایمان ہے یا کفر معاذا اللہ ایک مومن کو عذاب قتل کرنے والے کا حکم ہے۔ فَجَزَاءُ مَا فَعَلْنَا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَ لَعْنَةُ أَلَايِهِ۔ تو جس نے ایک لاکھ ستر ہزار مومن مسلمان مہاجرین و انصار قتل کیے کرائے اس پر رضی اللہ عنہ پڑھنا قرآن پاک کا کھلم کھلا مقابلہ نہیں تو اور کیا ہے۔

ناٹھے کے بے علم و بے تقویٰ اشتہار بازوں کو شرم آنا چاہیے ان تمام لوگوں

نے وہابیہ کی تردید کر دی ہے۔ یہ نام اور فتوے سب جھوٹ اور بکواس ہیں۔ علماءِ مشائخ فقیر کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں رکھتے۔ یہ ایک ملعون ناصبی خارجی منافق نے کتابچہ لکھا ہے۔ اب مفرد ہے۔ اس پر ایک لاکھ جرمانہ ہو چکا ہے۔ کواٹ، لاہور، کراچی، ایبٹ آباد سے پتہ لگاؤ۔ سجادہ نشین علی پور شریف نے معاویہ کو باغی لکھا ہے۔ نام نہاد حاجی نمان کو پیر خانہ سے مردود ہونے پر معافی فقیر نے دلائی۔ فقیر نے اسے جو اجازت دی وہ اب اس کے لائق نہیں وہ ہمارے سلسلہ سے خارج ہے۔ ہماری اجازتیں سب اس سے منسوخ ہیں۔ ان کے ساتھ ملاپ، کلامِ مجلس سب حرام ہے۔ جب تک علانیہ تورہ و تجدید اسلام و تجدید نکاح نہ کرے۔

نعرہ تحقیق جاہل بے علموں اور دین و ایمان سے ناواقفوں کی ایجاد اور بدعت ہے۔ اور بدعت نہ قابل قبول ہے نہ لائق اختیار و منکر معروف نہیں۔ مومن کی شان ہے۔
يَا مَرْوَنَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَتَّبِعُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ حَدِيثٌ مِّنْ هِيَ جَنَّتِيوں کی ۱۲ صفیں ہوں گی۔ ان میں انبی میری امت کی اور چالیس باقی سب انبیاء کی امتوں کی ہوں گی۔ اس سے پتہ چلا کہ حضور کی امت کی اکثریت اہل حق ہے جو جنت میں اکثر ہوگی۔ یا اس سے مراد آلِ اصحاب ہیں تو وہ انبیاء کی امتوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار کے برابر ہیں۔ ان میں سے صرف چار حق ہیں تو ناحق ایک لاکھ تیس ہزار نو سو چھیانوے ہوئے۔ اب بتاؤ کہ اس بدعتی نعرے میں تو صرف چار یا ر حق ہیں۔ مگر اللہ رسول کے نزدیک تو ایک لاکھ تیس ہزار نو سو سے اکثر حق ثابت ہوتے ہیں۔ اور بدعتی منکر نعرہ اس کے خلاف ہے۔ جو قابل رد ہے۔ حدیث دوم باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشکوٰۃ شریف طبع کراچی ص ۱۱۵ میں خود فرمایا۔

اَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ الخ قیامت کے دن میں سب انبیاء سے زیادہ تعداد امت والا ہوں۔ یہ جاہلوں کا نعرہ ہے تحقیق

ہے۔ اور مردود ہے۔ لہذا قرآن میں ہے۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكِتَابَ۔ یہ جاہلوں کا نعرہ
بے تحقیق منکر بدعت ہے۔ اور اس آیت کے مقصد کے بھی خلاف ہے۔ لہذا مردود
ہے۔ مسلمانوں کو ترک کر دینا لازم ہے جتنور کے سب یا ر حق ہیں۔ جو ناحق ہیں۔ وہ
اُپ کے یا نہیں بلکہ مطلقاً باغی ہیں

محدث ہزاروی کے مذکورہ پوپس

الزامات کے بالترتیب ندان شکن جوابات

الزام نمبر (۱)

ملعون یزید کے باپ بابی بغاوت امیر معاویہ نے

کائنات کو یزید جیسا بیٹا یا دکار دیا۔

جواب: الزام ذکر کرتے وقت محدث ہزاروی اور اس کے ناواقفیت اندیش
پیروؤں کی بدحواسی اور بغض و حسد ملاحظہ کریں۔ کہ یزید کی پیدائش موجب طعن بنائی جا
رہی ہے۔ یعنی امیر معاویہ پر اعتراض و الزام یہ ہے۔ کہ ان کے گھر یزید پیدا ہوا۔ بھلا
یزید کی پیدائش اور اس کے کتوت کا بوجھ امیر معاویہ پر کیوں ڈالا جا رہا ہے۔ قرآن کریم
میں صاف صاف موجود ہے۔ وَلَا تَبْزِرُوا زُرَّاتٍ وَمِنْ زُرَّاتٍ أَنْثَرَى۔ کوئی جان
دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرما رہا ہے۔ کہ ہر ایک کے کتوت
اُسے ہی اٹھانے پڑیں گے۔ اور یہ دو نام نہاد مسلمان، اس کے خلاف لکھ رہے

ہیں۔ ہاں اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایمان اور ان کے حکم سے یزید کی بد عملی وقوع پذیر ہوتی۔ تو پھر کچھ بوجھ اور دھراؤ دھر ہو سکتا تھا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کا ذکر کیا۔ اور اس کے کرتوتوں کی بنا پر اسے دوزخی کر دیا گیا۔ اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا ریحض روایات کے مطابق کافر ہونے کی وجہ سے طوفان میں غرق ہو گیا۔ کیا ان دونوں (قابیل، کنعان) کی بد اعمالیوں کی بنا پر حضرت آدم و نوح علیہما السلام پر الزام دھرا جائے گا؟ حالانکہ یہ دونوں بیٹے بالاتفاق کافر اور دوزخی ہیں۔ اُدھر یزید کے بارے میں اختلاف ہے کچھ تو اسے دوزخی اللہ عنہ، تک کہتے ہیں۔ اور کچھ اسے ملعون کہتے ہیں۔ اور بعض اس پر لعن طعن کے بھی قائل ہیں۔ قارئین کرام آپ خود سوچیں۔ کہ محدث ہزاروی وغیرہ کا امیر معاویہ پر مذکورہ الزام کس قدر بغض و حسد اور اندھی بصیرت کا شاہکار ہے۔ برائیں عقل و دانش بباید گریست۔

الزامِ غدیر (۲)

بانی بغاوت معاویہ کے باپ جدی دشمنِ اسلام
ابوسفیان نے پیغمبر سے نوجنگ کیے

الزامِ غدیر (۳)

معاویہؓ کے بلے بے بدر و احد کا جنگ کیا جس میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک شہید ہوا۔

دونوں الزاموں کا

مفصل جواب

یہ دونوں الزامات پہلے الزام کا دوسرا رخ کہہ لیں۔ اس میں بیٹے کے کرتوت کو الزام کی بنیاد بنایا گیا تھا۔ اور ان دونوں میں باپ کے رویہ کو قابل الزام کہا گیا۔ اس لیے ان دونوں کا ایک تو جواب وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی جان کا بوجھ دوسرے پر نہیں ڈالتا۔ لہذا ابوسفیان نے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگیں لڑیں۔ تو اس کا خمیازہ اُسے بھگتنا پڑے گا۔ لیکن باپ یا بیٹے کے کفر و شرک اور زیادتیوں سے دوسرا لوث کیونکر کیا جا رہا ہے۔ جہاں تک غزوہ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفار کا لڑنا اور آپ کا دندان مبارک شہید کر دینا اسے تاریخ کے اوراق میں دیکھا جائے تو اس کی ذمہ داری خالد بن ولید پر ڈالی جائے گی۔ کیونکہ یہ حملہ ان کی سرکردگی میں میں ہوا تھا۔ اگر ابوسفیان کا لڑائی میں شرکت کرنا امیر معاویہ کے کافر و منافق ہونے کی دلیل بنالیا گیا ہے۔ تو پھر خود خالد بن ولید جو بنفس نفیس لڑے ان کے بارے میں دو محدث ہزاروی، کیا گل فشانی کریں گے؟ اور پھر اسی غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت دو وحشی، نامی آدمی کے ہاتھوں ہوئی یہی وحشی نامی آدمی اتنا بڑا جرم کرنے کے بعد جب صحیح توبہ کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ ان کے بارے میں دو محدث ہزاروی، کیا فرمائیں گے یہ تو بلا واسطہ لوث ہیں۔ امیر معاویہ تو اس لیے ملزم ٹھہرے کہ ان کا باپ

ابوسفیان حضور کے مقابلہ میں آیا۔ خود امیر معاویہ نہیں لیکن یہاں تو باپ بیٹا نہیں بلکہ خالد بن ولید اور وحشی خود مقابلہ کر رہے ہیں۔ اب فرمائیے۔ آپ کی منطق کہاں لے ڈوبے گی۔ سید الشہداء حضرت حمزہ کے قاتل دو وحشی، کی تو یہ قبول ہوئے کاشبوت ملاحظہ ہو۔

تفسیر طبری:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ اسْرَفُوا عَلَىٰ اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ... حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ثنا سَلْمَةُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ اسْحَاقَ عَنْ بَعْضِ اصْحَابِهٖ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ تَرَكْتُ هَذِهِ الْاَيَاتِ الثَّلَاثَ بِالْمَدِيْنَةِ فِي وَحْشِي وَاَصْحَابِهٖ يَاعِبَادِيَ الَّذِينَ اسْرَفُوا عَلَىٰ اَنْفُسِهِمْ اَلَا تَوَلَّوْهُ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَأْتِيَكُمْ الْعَذَابُ بِغَتَّةٍ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔

(تفسیر طبری جز ۲ ص ۱۰ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: حضرت عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ یا عبادِ اللہ! اسرفوا علی انفسہم سے ان یا آتیکم العذاب بغتہ تک تین آیات مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔ اور ان کا نزول جناب وحشی اور ان کے ساتھیوں کے حق میں ہوا۔

توضیح:

کچھ لوگوں کو جب یہ خیال آیا کہ ہم زندگی بھر کفر و شرک اور بدکاریوں میں مبتلا رہے۔ اب اگر ہم مسلمان ہو بھی جائیں۔ تو اسلام کا ہمیں کیا فائدہ

ہو گا۔؟ اللہ تعالیٰ نے ان مذکورہ آیات میں ان کے بارے میں فرمایا۔ کہ اگر کفر و شرک ہو تا رہا۔ لیکن۔ اسلام قبول کر لینا اور گزشتہ گناہوں پر ندامت کے آنسو بہانا فضول نہیں۔ بلکہ اسلام کی برکت سے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں ایک تفسیر یہ بیان ہوئی۔ اور دوسری تفسیر آیت مذکورہ کی جو ہم نے اوپر لہری کے حوالہ سے نقل کی وہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ کے قاتل اور اس کے شکر کا گناہ اللہ تعالیٰ نے (اسلام قبول کرنے کی وجہ سے) معاف کر دیا۔ ذرا سوچنے کی بات ہے۔ کہ خداوند عالم تو معاف کر رہا ہے لیکن ان نام نہاد ”محدثوں“ سے معافی ملنا بہت مشکل ہے۔ انہیں تو یہی کہنا ہے۔ کہ خداوند معاف کر دے تو کرتا رہے ہم نہیں معاف کریں گے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

علاوہ ازیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد ہے کسی کے باپ کے برا ہونے کی وجہ سے اس کے نیک بیٹے پر لعن طعن نہ کیا جائے حوالہ ملاحظہ ہو۔

الاستیعاب:

كَانَ عِزُّهُ شَدِيدَ الْعَدَاوَةِ لِرَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ هُوَ وَأَبُوهُ وَكَانَ
قَارِئًا مَشْهُورًا هَرَبَ حِلِينَ الْفَتْحِ فَلَحِقَ بِالْيَمَنِ
وَلَحِقَتْ بِهِ أَمْرَأَتُهُ أُمُّ حَكِيمٍ بِنْتُ الْحَرِثِ
بْنِ هَاشِمٍ فَأَتَتْ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَ مَرْحَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ فَأَسْلَمَ
وَذَلِكَ سَنَةَ ثَمَانٍ بَعْدَ الْفَتْحِ وَحَسَنَ إِسْلَامُهُ

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَحَابِيهِ إِنَّ عِكْرَ مَنَةٍ
يَأْتِيَكُمْ فَيَاذَا أَرَأَيْتُمْوَهُ فَلَا تَسُبُّوْا أَبَاهُ فَإِنَّ
سَبَّ الْمَنِيِّتِ يُؤْذِي الْحَيَّ وَلَمَّا اسْلَمَ عِكْرَمَةَ شَكَى قَوْلَهُمْ عَلَيْهِ بِنِ
أَبِي جَهْلٍ فَتَنِيَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ يَقُولُوا عِكْرَمَةَ بِنِ أَبِي جَهْلٍ وَقَالَ لَا تَقُولُوا
الْأَحْيَاءَ بِسَبِّ الْأَمْوَاتِ۔

(الاستيعاب في معرفة الأصحاب جلد سوم ص ۱۲۸/۱۲۹)

بر حاشیہ الاصابۃ فی تمیز الصحابة

ترجمہ: دور جاہلیت میں عکرمہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سخت عداوت
تھی اسی طرح اس کے باپ ابو جہل کی عکرمہ فتح مکہ کے وقت بھاگ کر
میں چلا گیا۔ یہ ایک اچھا گھڑ سوار تھا۔ کچھ دنوں بعد اس کی بیوی بھی مین گئی۔
اور پھر عکرمہ کو ساتھ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے جب
عکرمہ کو دیکھا۔ تو فرمایا۔ اے مہاجر گھوڑے سوار! خوش آمدید۔ پھر عکرمہ
مشرف باسلام ہو گیا۔ یہ فتح مکہ کے آٹھ سال بعد کا واقعہ ہے۔ اور اسلام
بھی بڑا اچھا اور مضبوط قبول کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو فرمایا۔
کہ عکرمہ جب تمہارے پاس آئے۔ تو اس کے باپ کو گالی مت
دینا۔ کیونکہ مرے ہوئے کو گالی دینے سے زندہ کو تکلیف ہوتی
ہے۔ عکرمہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے ساتھی صحابہ کرام
کی شکایت کی۔ کہ یہ لوگ مجھے ابو جہل کا بیٹا کہتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ
نے اُن کو منع فرما دیا۔ کہ اُنہ کے لیے تم عکرمہ کو ابنِ ابی جہل نہیں
کہو گے۔ اور فرمایا۔ زندوں کو مردوں کی وجہ سے تکلیف و اذیت نہ دو

توضیح:

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کو سامنے رکھا جائے کہ وہ ابو جہل جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پکا دشمن تھا۔ اور کفر پر ہی دنیا سے اٹھا۔ آپ نے ایسے قطعی کافر کا نام لے کر یا اس کے کرتوتوں کو سامنے رکھ کر اس کے بیٹے عکرمہ کو بُرا بھلا کہنے اور عار دلانے سے منع فرما دیا۔ اُدھر محدث، ہزاروی وغیرہ، کی منطق دیکھئے کہ ابوسفیان کی حالت کفر میں عادات کو لے کر ان کے بیٹے امیر معاویہ کو کو سا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہی ابوسفیان بعد میں ثابت ہوئے۔ کہ اور مشرف باسلام بھی۔ اور حالتِ اسلام پر دنیا سے رخصت ہوئے۔ اگر رشتہ داری کی وجہ سے باپ کا جرم اور وہ بھی حالت کفر کا بیٹے کے لیے سببِ ملامت ہے۔ تو پھر ابولہب کی وجہ سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی۔ ایسے کھٹو محدث، الزام دھرنے سے باز نہ آئیں گے ابوسفیان کا نام لے کر جس طرح امیر معاویہ کو ایذا دے جا رہا ہے۔ اسی طرح اس طریقہ سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایذا پہنچا رہا ہے۔ کیونکہ جب آپ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ تو پھر اس پر عمل نہ کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھ پہنچایا جا رہا ہے۔ اور آپ کو ایذا پہنچانا نصِ قطعی سے حرام اور باعثِ لعن ہے۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ

حضرت ابوسفیان کا تعارف

کتب تاریخ و حدیث سے

اسد الغابہ:

كَانَ أَبُو سَفْيَانَ حَدِيقَ الْعَبَّاسِ وَاسْلَمَ لَيْلَةَ
 الْفَتْحِ وَقَدْ ذَكَرْنَا إِسْلَامَهُ فِي إِسْمِهِ وَشَهِدَ
 حُتَيْنًا وَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مِنْ غَنَائِمِهَا مِائَةَ بَعِيرٍ وَأَرْبَعِينَ أَوْقِيَّةً وَأَعْطَى
 ابْنَيْهِ يَزِيدَ وَمَعَاوِيَةَ كُلَّ وَاحِدٍ مِثْلَهُ وَ
 شَهِدَ الطَّائِفَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَفُقِيتَ عَيْنُهُ يَوْمَ مَيْدٍ وَفُقِيتَ أُخْرَى يَوْمَ الْيَوْمُوكِ
 وَشَهِدَ الْيَوْمُوكَ تَحْتَ رَايَةِ ابْنِهِ يَزِيدَ
 يُقَاتِلُ وَيَقُولُ يَا نَصْرَ اللَّهِ أَقْرَبُ وَكَانَ يَقِفُ
 عَلَى الْكَرَادِيسِ يَقْصُصُ وَيَقُولُ اللَّهُ اللَّهُ إِنَّكُمْ
 دَارَةُ الْعَرَبِ وَأَنْصَارُ الْإِسْلَامِ وَالْهَمْدُ دَارَةُ الرُّومِ
 وَأَنْصَارُ الْمُشْرِكِينَ اللَّهُمَّ هَذَا يَوْمٌ مِنْ أَيَّامِكَ اللَّهُمَّ أَنْتَ لَنْ تَنْصُرَ عَلَى عِبَادِكَ
 وَكَانَ مِنَ الْمُؤَلَّفَةِ وَحَسَنَ إِسْلَامِهِ -

د اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد پنجم

ص ۲۱۶ ذکر ابوسفیان مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ: ابوسفیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس کے دوست تھے۔ فتح مکہ کی رات مشرف باسلام ہوئے۔ ہم نے ان کے اسلام لانے کا واقعہ ان کے نام کے ضمن میں ذکر کر دیا ہے۔ غزوہ حنین میں شرکت فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مال غنیمت میں سے ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔ اتنی ہی مقدار مال غنیمت ان کے دونوں بیٹوں یزید اور معاویہ کو بھی عطا ہوا۔ طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوسفیان بھی جنگ میں شریک ہوئے جس میں ان کی ایک آنکھ کام آگئی تھی دوسری آنکھ جنگ یرموک میں کام آئی جنگ یرموک میں یہ اپنے بیٹے یزید کی ماتحتی میں شریک ہوئے تھے۔

لڑتے تھے اور دعا کرتے تھے اے اللہ کی مدد! جلد آ۔ گھوڑ سواروں کے پاس کھڑے تھے۔ اور یہ جملے بھی ان کی زبان پر تھے۔ اللہ! اللہ! مسلمانو تم اسلام اور عرب مسلمانوں کے معاون و مددگار ہو۔ اور تمہاری مد مقابل کفر اور مشرکین کے مددگار ہیں۔ اے اللہ! یہ دن تیرے دنوں میں سے ایک دن ہے۔ اے اللہ! آج اپنے بندوں کی نصرت فرما۔ ابوسفیان مؤلفت قلوب میں سے تھے۔ اور اسلام بہت خوب لگے تھے

اسد الغابۃ؛

وَأَسْلَمَ لَيْلَةَ الْفَتْحِ وَ شَهِدَ حُذَيْنًا وَالطَّائِفَ
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَاهُ
مِنْ غَنَائِمِ حُنَيْنٍ مِائَةَ بَعِيرٍ وَأَنْ بَعِيْنًا
أَوْ قِيَّةً كَمَا أَعْطَى سَائِرَ الْمُؤَلَّفَةِ وَأَعْطَى
إِبْنَيْهِ يَزِيدَ وَمُعَاوِيَةَ فَقَالَ لَهُ أَبُو سَفْيَانَ
وَاللَّهِ إِنَّكَ لَكَرِيْمٌ فَذَكَرَ أَهْلِي وَأَهْلِي وَاللَّهُ

لَقَدْ حَارَبْتُكَ فَلَنْعَمَ الْمُحَارِبُ أَنْتَ وَلَقَدْ
سَأَلَهُ تُبَّكَ فَنِعِمَّ الْمُسَالِمُ أَنْتَ جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا
وَفَقِيتَ عَيْنُ أَبِي سَفْيَانَ يَوْمَ الظَّالِفِ وَاسْتَمَلَهُ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَجْرَانِ
فَمَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ إِلَى
عَلَيْهَا وَرَجَعَ إِلَى مَكَّةَ وَفَسَكَنَهَا مَدَّةَ ثَمَرَعَادَ
إِلَى الْمَدِينَةِ فَمَاتَ فِيهَا - - - - - وَشَهِدَ الْيَوْمُوكَ
وَكَانَ هُوَ الْقَاصُّ فِي جَيْشِ الْمُسْلِمِينَ يُحَرِّضُهُمْ
وَيَحْتُمُّهُمْ عَلَى الْقِتَالِ -

(۱- اسد الغابہ جلد سوم ص ۱۲-۱۳ مطبوعہ بیروت جدید)

(۲- الاستیعاب جلد دوم ص ۱۹۰ بر حاشیہ الاصابہ)

ترجمہ: جناب ابوسفیان فتح مکہ کی رات مشرف باسلام ہوئے۔ آپ غزوہ
حنین اور طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک
ہوئے۔ حضورؐ نے انہیں حنین کے مالِ غنیمت میں سے ایک سو
اونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔ اتنی ہی مقدار میں بقیہ
تمام مؤلفہ قلوب کو بھی عطا فرمایا۔ ابوسفیان کے بیٹے یزید اور
معاویہ کو اسی قدر عطا فرمایا۔ یہ دیکھ کر ابوسفیان بولے۔ خدا کی قسم!
آپ بہت کریم ہیں۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ میں آپ سے
لڑا تو آپ کو بہترین لڑنے والا پایا۔ میں نے آپ سے صلح کی۔ تو اس
میں بھی آپ بہت خوب صلح کرنے والے نظر آئے۔ اللہ تعالیٰ
آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ابوسفیان کی ایک آنکھ غزوہ طائف

سے فرمایا تھا۔ کہ اس سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی مکہ تشریف لاتے اور ٹھہرنے کا ارادہ ہوتا۔ تو آپ کا قیام ابوسفیان کے گھر ہی ہوتا تھا۔

ہجرت کے بعد اور ابوسفیان کے اسلام لانے سے پہلے حضورؐ

نے ان سے تجارت کی

الاصابة:

روى ابن سعد ايضا باسناد صحيح عن عكرمة
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْدَى إِلَى أَبِي سُفْيَانَ
بَنِ حَرْبٍ ثَمَرًا عَجُوقَةً وَكَتَبَ إِلَيْهِ يَسْتَهْدِيهِ
أَذْمًا مَعَ عَمْرِو بْنِ أُمِيَّةٍ فَنَزَلَ عَمْرُو عَلَى إِحْدَى
أَمْرَأَتَيْ أَبِي سُفْيَانَ فَقَامَتْ دُونَهُ وَقِيلَ أَبُو سُفْيَانَ
الْمَهْدِيَّةَ وَأَهْدَى إِلَيْهِ أَدْمًا

الاصابة جلد دوم ص ۷۹ ابیروت

ترجمہ: ابن سعد نے بسند صحیح حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی طرف عجوہ کھجور (کچھ مقدار میں) بھیجی۔
اور رقعہ بھی ساتھ دیا۔ کہ ان کھجوروں کے بدلے تم مجھے چمڑا بھیج دو۔ یہ کام
عمر بن امیہ نے سرانجام دیا۔ جب یہ سامان لے کر عمرو بن امیہ مکہ میں
ابوسفیان کی کسی ایک بیوی کے پاس حاضر ہوا۔ تو وہ بھیچے ہٹ کر وہاں نماز
کی تیاری کرنے لگی۔ ابوسفیان نے کھجوریں لے کر ان کے بدلے میں چمڑا
بھیجا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوسفیان سے

جنت کا وعدہ

الاصابة:

روى الزبير من طريق سعيد بن الثقفى قال
رَمَيْتُ أَبَاسُفِيَّانَ يَوْمَ الطَّائِفِ فَأَصَابَتْ
عَيْنُهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ هَذَا عَيْنِي أَصِيبَتْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
قَالَ إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ فَرَدَّتْ عَلَيْكَ وَإِنْ
شِئْتَ فَالْجَنَّةُ قَالَ الْجَنَّةُ

والاصابة جلد دوم ص ۷۹ مطبوعہ بیروت

ترجمہ: سعید بن عبید ثقفی سے زبیر راوی کہ میں نے غزوہ طائف میں ابوسفیان
کی طرف تیر پھینکا۔ وہ ان کی آنکھ کو جالگا۔ (اور وہ ضائع ہو گئی۔ پس
ابوسفیان نے حاضر بارگاہ رسالت ہو کر عرض کی۔ یا رسول اللہ! یہ میری
آنکھ اللہ کے راستہ میں کام آگئی ہے۔ فرمایا۔ اگر چاہو تو میں دعا کروں
اور پھر تمہاری آنکھ تمہیں واپس مل جائے۔ اور اگر چاہو تو صبر کرو اور اس
آنکھ کے کام آنے کے بدلہ میں جنت پاؤ۔ عرض کی حضور! جنت چاہیے

توضیح:

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو دو باتوں میں ایک کا اختیار

دیا۔ اگر وہ اُنکھ کی واپسی کا مطالبہ کرتے۔ تو بموجب وعدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں واپس کر دیتے۔ جب ابوسفیان نے اس کے بدلے جنت پسند فرمائی۔ تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ کل قیامت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس وعدہ کو پورا نہ فرمائیں گے۔ جب پورا فرمائیں گے۔ اور یقیناً فرمائیں گے۔ تو ابوسفیان بالیقین جنت میں ہو گے۔ اب جسے حضور جنت میں لے جانے کا وعدہ فرمائیں۔ اُسے اگر کوئی جنتی نہ مانے یا سرے سے اس کے اسلام کا ہی انکار کر دے۔ تو اُس سے بڑھ کر بد بخت اور کون ہو گا۔ اور کیا اس کے اس ہٹل نظریہ سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا نہ پہنچے گی۔

حضرت ابوسفیان کی ایک نہیں دونوں اُنکھیں راہِ خدا میں کام آئی تھیں ایک غزوہ طائف میں اور دوسری جنگِ یرموک میں اس ضمن میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ کرامی ہے۔ کہ جس کی دونوں اُنکھیں راہِ خدا میں کام آئیں گی۔ بروزِ حشر اللہ تعالیٰ اُسے ان سے کہیں بہتر نوری اُنکھیں عطا فرمائے گا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ تو قیامت میں دو نوری اُنکھوں کے ساتھ جنت میں تشریف فرما ہوں گے۔ اور ان کے بدخواہِ دُور حیرانِ ششدر عذابِ الہی میں گرفتار ہوں گے۔ پھر انہیں اپنی غلطی اور بد عقیدگی کا پتہ چل جائے گا۔

جنگِ یرموک میں ابوسفیان اور ان کی اولاد

کا کردار

تاریخ طبری:

عن شعیب عن سیف عن ابی حمیس عن القاسم
بن عبد الرحمن عن ابی امامۃ وکانَ شَہِدَ الْیَوْمُوكَ

هُوَ وَعِبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ إِنَّ النَّسَاءَ قَاتَلْنَ يَوْمَ الْيَرْمُوكَ
فِي جَوَلَةٍ فَخَرَجَتْ حُبُورِيَّةُ ابْنَةِ أَبِي سُفْيَانَ
فِي جَوَلَةٍ وَكَانَتْ مَعَ زَوْجِهَا بَعْدَ قِتَالٍ شَدِيدٍ
وَأُصِيبَتْ يَوْمَ مِذْعَيْنَ أَبِي سُفْيَانَ فَخَرَجَ السَّهْمُ
مِنْ عَيْنِهِ أَبُو حَثْمَةَ - (تاریخ طبری جلد چہارم)

ص ۳۶ مطبوعہ بیروت طبع قدیم

ترجمہ: ابوامامہ جو کہ جنگ یرموک میں عبادہ بن صامت کے ساتھ شریک
تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ اس جنگ میں عورتوں نے بھرپور حصہ لیا۔
ابوسفیان کی بیٹی جویریہ بھی اپنے خاوند کے ساتھ اس جنگ میں شریک
تھی۔ اس نے بڑی بہادری سے لڑائی کی۔ اسی روز ابوسفیان کی آنکھ
میں تیر لگا۔ جس سے آنکھ جاتی رہی۔ اس تیر کو ابو حثمہ نے نکالا تھا۔

ابوسفیانؓ کے بیٹے یزید کو جنگ یرموک میں صدیق اکبرؓ
نے سپہ سالار مقرر کیا تھا

تاریخ طبری:

حَدَّثَنَا ابْنُ حَمِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلْمَةُ عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ اسْرَاقٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ
أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ حَيْنَ سَارَ الْقَوْمُ
خَرَجَ مَعَ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ يَوْمَ صَيْدٍ وَ
أَبُو بَكْرٍ يَمْشِي وَيَزِيدُ رَاكِبٌ فَلَمَّا فَرَغَ

مَنْ وَصِيَّتِهِ قَالَ أَقْرِئَكَ السَّلَامَ وَأَسْتَوْدِعُكَ
اللَّهَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَمَضَى يَزِيدٌ فَاخَذَ الْبَتُوكِيَّةَ
ثُمَّ تَبِعَهُ شَرْجِيلُ بْنُ حَسَنَةَ ثُمَّ أَبُو عُبَيْدَةَ
بْنُ جِرَاحٍ مَدَدَ الْهَمَامَا۔

(تاریخ طبری جلد چہارم ص ۳۹)

ترجمہ: (بخلاف اسناد) صالح بن کیسان بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ جنگ یرموک کے وقت جب فوج روانہ ہونے لگی۔ تو
یزید بن ابی سفیان کو وصیت کرنے کے لیے باہر تشریف لائے۔
آپ نے چلتے چلتے یزید کو وصیت فرمائی۔ یزید اس وقت سوار تھا
وصیت سے فراغت پر سلام کیا۔ اور خدا حافظ کہا۔ اور آپ واپس
اگئے۔ جب یزید بن ابی سفیان یرموک کی طرف روانہ ہوا۔ تو اس
کے پیچھے شرجیل بن حسہ اور ان کے پیچھے ابو عبیدہ بن جراح بھی بطور
معاون یرموک کی طرف تشریف لے گئے۔

مقام غور:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے جنتی ہونے کا وعدہ فرمایا۔ کیا آپ کو
ابوسفیان کی اسلام قبول کرنے سے قبل کی جنگیں یاد نہ تھیں۔ آپ نے ان جنگوں
کی بنا پر اسے ٹھکرایا نہیں۔ اسی طرح حضرات صحابہ کرام جن میں بحوالہ طبری ستار کے قریب
بدری صحابہ شریک تھے۔ جنگ یرموک میں ابو بکر صدیق پر کسی نے یہ اعتراض نہ کیا۔ کہ
اسے خلیفہ رسول! آپ اس شخص کے بیٹے کو ہمارا سپہ سالار مقرر کر رہے ہیں جس
کے باپ نے ہمارے خلاف فوجوں میں بھرپور کردار ادا کیا۔ اور حبیب ابو عبیدہ
بن جراح اور شرجیل بن حسہ کو صدیق اکبر نے جنگ یرموک میں یزید بن ابی سفیان

کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ تو ان حضرات نے بھی یہ نہ کہا۔ کہ ہم ابوسفیان کے بیٹے کی مدد کو ہرگز نہیں جائیں گے۔ کیونکہ اس کے باپ نے ہمارے خلاف بہت سی جنگیں لڑیں۔ جب کہ ابوسفیان کی جنگوں کی یاد ان لوگوں کے ابھی دل میں تھی۔ لیکن صدیاں گزرنے کے بعد محدث ہزاروی کو امیر معاویہ کے باپ کی جنگیں ستار ہی ہیں۔ اور ”جدی دشمن اسلام“ کہہ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی جا رہا ہے۔ ابوسفیان اپنی آنکھیں فی سبیل اللہ قربان کریں۔ لیکن محدث ہزاروی کو پھر بھی ان کے اسلام پر یقین نہ آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس قربانی پر جنت کی بشارت دیں۔ اور محدث کو اس پر اعتبار نہ آئے۔ ابوسفیان کا بیٹا اسلامی فوج کا سپہ سالار مقرر ہوا اور ان کی بیٹی جنگ یرموک میں دادِ شجاعت کے ساتھ ساتھ (بعض روایات کے مطابق) درجہ شہادت بھی پائے۔ لیکن ان تمام کمالات کے سچے محدث کو ابوسفیان کا رشتہ نظر آنے کی وجہ سے ایک آنکھ نہ بھائی۔ اس سے قارئین کرام آپ بخوبی یہ جان لیں گے۔ کہ یہ محض عداوت اور حسد و بغض کا کرشمہ ہے۔ اس سے محدث اینڈ کمپنی کا اپنا ہی منہ کالا ہوا ہے۔ ابوسفیان کی گوراء کو بھی ان کی ”ولایت اور مولویت“ نہ پہنچ سکی۔ اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی اور اسے قبول کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آہلین

فاعتبروا یا اولی الابصار

بیت فاطمہ کو تھپڑ مارنے والے ابو جہل ابوسفیانؓ

نے بدلہ لے لیا

فقوش ماہنامہ:

مکہ میں نیک دل اشراف کی کمی نہ تھی۔ جب کبھی آوارہ لڑکے بڑوں کے ایمان پر گیلوں میں حضور کا تعاقب کرتے ان پر پتھر وغیرہ پھینکتے۔ اس وقت رسول خدا اگر ابوسفیان کے گھر کے قریب ہوتے۔ تو حضور اس گھر میں پناہ حاصل کرتے تھے۔ ابوسفیان خود آوارہ چھوڑوں کو مار بھگاتے تھے۔ جب یہ آوارہ منش لڑکے بھاگ جاتے تو حضور اکرم اپنی راہ لیتے۔ ایک روز بزدل اور کمینے ابو جہل نے رسول خدا کی بیٹی حضرت فاطمہ الزہرا کو (جو چھوٹی سی تھی) دیکھا۔ اس نے حضرت فاطمہ سے ایسا رویہ اختیار کیا۔ کہ وہ اس ملعون کو کو سے بغیر نہ رہ سکیں اس پر ابو جہل حضرت فاطمہ کے منہ پر تھپڑ مارا وہ رونے لگیں ابوسفیان ادھر سے گزر رہے تھے۔

انہوں نے کچی سے رونے

کا سبب پوچھا۔ جب حضرت فاطمہ نے انہیں ماجرا بتایا۔ تو ابوسفیان نے کچی کو بازو سے پکڑ لیا وہ سیدھے ابو جہل کے پاس گئے۔ اور اس کے دونوں ہاتھ قابو کر لیے۔ پھر انہوں نے حضرت فاطمہ سے کہا۔ کہ ابو جہل کے منہ پر تھپڑ ماریں۔ اور اپنا بدلہ چکا لیں۔ سیدھے ابو جہل کو تھپڑ لگایا۔ اور مسکراتی ہوئی چلی گئیں فطری بات یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کا علم ہوا۔ تو وہ ابوسفیان کے لیے اظہارِ شکر کے بغیر نہ رہ سکے۔ (فقوش کا رسول نمبر ۵۷)

ملحہ فکریہ:

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے قبل مشرف باسلام ہوئے۔ جس کی تفصیل گزشتہ اوراق میں دی جا چکی ہے۔ ایمان لانے سے بموجب عہد باری تعالیٰ پچھلے سب گناہ مٹ جاتے ہیں۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں معاف فرما کر رحم دلی کا اظہار فرمایا۔ جس کی بدولت انہیں ایمان نصیب ہوا۔ اور پھر ایمان واسلام بھی ایسا کہ سب اس کی تعریف کرتے ہیں۔ سیدہ خاتون جنت پر زیادتی کے بدلہ لینے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شکریہ ادا کیا۔ اب جسے اللہ تعالیٰ معاف کر دیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس سے خوشی کا اظہار فرمائیں۔ ان کے احسانات کو یاد رکھیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوپر کیے گئے مظالم معاف کر دیں۔ تو پھر کسی اور کو نقطہ چینی کرنے کا موقع کہاں رہ جاتا ہے۔ اس لیے محدث ہزاروی اینڈ کمپنی خواہ مخواہ اپنی آخرت برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ خدا اگر ہدایت کر دے تو بہر بانی ہوگی اس کی۔ ورنہ دلوں پر مہر توڑ پی ہوئی ہی ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

÷

جنگ یرموک میں جناب البوسفیان

کے چند ایمان افروز خطابات

البدایۃ والنہایۃ:

فَجَاءَ الْبُوسَفْيَانُ وَقَالَ مَا كُنْتُ أَظُنُّ إِلَيَّ أَغْمِرُ
حَتَّى أُدْرِكَ قَوْمًا يَجْتَمِعُونَ لِحَرْبٍ وَلَا أَحْضُرُ
هُمْ ثُمَّ اشَارَ أَنْ يَتَجَزَّأَ الْجَيْشُ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ
فَيَسِيرُ ثَلَاثَةَ فَيَنْزِلُونَ رِجَاءَ الرُّومِ ثُمَّ
قَسِيرُ الْأَثْقَالِ وَالَّذِي رَأَى فِي الثَّلَاثِ الْآخِرِ
وَيَتَاخَرُ خَالِدٌ بِالثَّلَاثِ الْآخِرَةِ حَتَّى إِذَا وَصَلَتْ
الْأَثْقَالُ إِلَى أَوَائِكَ سَارَ بَعْدَهُمْ وَنَزَلُوا فِي
مَكَانٍ تَكُونُ الْبَرِّيَّةُ مِنْ وَرَاءِ ظُهُورِهِمْ لِيَتَّصِلَ
إِلَيْهِمُ الْبَرْدُ وَالْمَدَدُ فَاْمْتَشَلُوا أَمَا اشَارَ بِهِ
وَنِعْمَ الرَّأْيُ هُوَ - (البدایۃ والنہایۃ جلد ۱ ص ۶۶)

ترجمہ: البوسفیان آئے۔ اور کہنے لگے۔ میں یہ گمان نہیں کر سکتا کہ میری
زندگی میں لوگ لڑنے کے لیے کہیں جمع ہوں۔ اور میں ان میں شریک
نہ ہوں۔ پھر اشارہ کیا۔ اور مشورہ دیا کہ فوج کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا
جائے۔ ایک حصہ رومی فوج کے مقابلہ کے لیے روانہ ہو۔ دوسرا
حصہ اپنے مال و متاع اور اہل و عیال کی حفاظت کرے۔ اور تیسرا حصہ

خالد بن ولید کی سرکردگی میں عقب کی طرف رہے۔ یہاں تک کہ جب
پڑاؤ ڈالیں۔ تو ایسی جگہ کہ جہاں جنگل بھی میدانِ علاقہ بھی ہو تاکہ رسد و
ڈاک کا انتظام بھی صحیح رہ سکے۔ آپ کی اس رائے پر عمل کیا گیا۔ اور یہ مشورہ
بہترین مشورہ تھا۔

البدایۃ والنہایۃ :

وَقَالَ أَبُو سَفْيَانَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ أَنْتُمْ
الْعَرَبُ وَقَدْ أَصْبَحْتُمْ فِي دَارِ الْعَجَمِ مُنْقَطِعِينَ
عَنِ أَهْلِ بَنِي عَنَ امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَارْتِدَادِ
الْمُسْلِمِينَ وَقَدْ وَ اللَّهِ أَصْبَحْتُمْ بِأَزْوَاجِ عُدُوِّ
كَثِيرٍ عَدُوٌّ شَدِيدٌ عَلَيْكُمْ حَنْقَةٌ وَقَدْ وَ
تَرْتَمَوْهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ وَبِلَا دِهِمْ وَنِسَاءِهِمْ
وَ اللَّهُ لَا يَنْجِيكُمْ مِنْ هَذِهِ الْقَدَمِ وَلَا يَبْلُغُ
بِكُمْ رِضْوَانُ اللَّهِ عَدَا الْإِيمَانِ وَاللِّقَاءِ وَالصَّبْرِ
فِي الْمَرَاطِنِ الْمَكْرُوهَةِ إِلَّا وَ أَكْثَرُ سُنَّةٍ لَا زِمَةَ
وَأَنَّ الْأَرْضَ وَرَاءَكُمْ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ أُمَمٍ مُؤْمِنِينَ
وَجَمَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ صَعَارَى وَ بَرَارَى لَيْسَ لَكُمْ فِيهَا
فِيهَا مَعْتَلٌ وَلَا مَعْدَلٌ إِلَّا الصَّبْرُ وَ رِجَاءُ مَا
وَعَدَ اللَّهُ فَهُوَ خَيْرٌ مَعْوَلٍ فَأَمْتَبِعُوا بِمُيُوفِكُمْ
وَتَعَاوَكُوا وَ لَتَكُنْ هِيَ الْحُصُونُ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى
النِّسَاءِ فَوَصَّاهُنَّ ثُمَّ عَادَى فَنَادَى يَا عَائِشَةَ
أَهْلَ الْإِسْلَامِ حَضَرُوا تَرَوْنَ فَيْذَا رَسَلَ اللَّهُ

وَالْجَنَّةُ أَمَّا مَكْرُ وَالشَّيْطَانُ وَالنَّارُ خَلْفَكُمْ تَقَرَّ سَارَ
إِلَى مَوْقِفِهِ رَحِمَهُ اللَّهُ -

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۲ ص ۹)

ترجمہ: جناب ابوسفیان نے کہا۔ اے جماعتِ مسلمہ! تم عرب ہو۔ اور اب
تم نے دارِ عجم میں صبح کی ہے۔ جبکہ تم اپنے گھر باد سے بچھڑے ہوئے ہو
امیر المؤمنین سے دور ہو۔ اور مسلمانوں کی مدد بھی تم سے کافی دور ہے۔ خدا
کی قسم! آج تم ایسے دشمن کے مقابل میں ہو جس کی تعداد بہت زیادہ ہے
اس کی گرفت مضبوط ہے۔ اور تم ان کے دلوں میں ان کے شہروں میں
اور ان کی عورتوں کے بارے میں کھٹکتے ہو۔ خدا کی قسم! کل بوقتِ مقابلہ ان
دشمنوں سے تمہیں صدقِ نیت سے لڑائی کرنے اور مصیبت کے وقت
صبر کرنے کے علاوہ اللہ کی رضا مندی کسی اور طریقہ سے نہیں مل سکتی۔ خیردار!
یہی سنتِ الہیہ ہے۔ زمین تمہارے پیچھے ہے۔ تمہارے اور امیر المؤمنین
و مسلمان جماعت کے مابین صحرا اور جنگلات ہیں۔ جن میں کسی کو سمجھ بوجھ اور
ادھر ادھر پھرنے کی صبر و امید کے بغیر کوئی حالت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ
بہترین اُما جگاہ ہے۔ اپنی تلواروں کو تیز کرو۔ اور ایک دوسرے کی مدد
کرو۔ اور یہ تمہارے لیے قلعے ہو جانے چاہئیں۔ یہ کہہ کر پھر آپ عورتوں
کی طرف گئے۔ اور انہیں بھی اسی طرح جو شیلہ خطبہ دیا۔ واپس آکر بلند
آواز سے کہا۔ اے جماعتِ مسلمہ! جس کی تم امید کرتے ہو۔ وہ موجود ہے
دیکھو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور سنو جنت تمہارے سامنے ہے
شیطان اور دوزخ تمہارے پیچھے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ اپنے مورچہ کی طرف روانہ
ہو گئے۔

البدایہ والنہایہ:

ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُو سَفْيَانَ فَأَحْسَنَ نَحْوَهُ عَلَى الْقِتَالِ
فَابْلَغَ فِي كَلَامٍ طَوِيلٍ ثُمَّ قَالَ حِينَ تَوَاجَعَا
النَّاسُ يَا مَعْشَرَ أَهْلِ الْإِسْلَامِ حَضَرَ مَا تَرَوْنَ فَلِهَذَا
رَسُولُ اللَّهِ وَالْجَنَّةُ أَمَّا مَكْرُ وَالشَّيْطَانُ وَالنَّارُ
خَلْفَكُمْ وَحَرَضَ أَبُو سَفْيَانَ النِّسَاءَ فَقَالَ مَنْ رَأَيْتَهُ
فَارَا فَاضْرِبْنَاهُ بِهَذَا الْأَحْجَارِ وَالْعَصَى حَتَّى

البدایہ والنہایہ جلد ۱ ص ۱۱

بِرَجَحٍ

ترجمہ: پھر جناب ابوسفیانؓ نے گفتگو کی۔ اور بہت اچھی گفتگو کی۔ لڑائی پر ابھارا
ایک طویل بلیغانہ خطاب فرمایا۔ پھر جب لوگ لڑنے کے لیے متوجہ
ہوئے۔ تو کہا۔ اے جماعتِ مسلم! جس کو تم چاہتے ہو وہ حاضر ہے
یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنبت تمہارے سامنے ہے اور
شیطان و دوزخ تمہارے پیچھے ہے۔ ابوسفیانؓ نے عورتوں کو بھی جوش
دلایا۔ اور فرمایا۔ تم جس مرد کو جنگ سے منہ پھیرنا دیکھو تو اس کی پتھروں
اور لالھیوں سے خوب مرمت کرنا۔ یہاں تک کہ وہ واپس آجائے

البدایہ والنہایہ:

وَشَبَتَ يَوْمَئِذٍ يَزِيدُ بْنُ أَبِي سَفْيَانَ وَقَاتَلَ
قِتَالًا شَدِيدًا وَذَلِكَ أَنَّ أَبَاهُ مَرَّ بِهِ فَقَالَ لَهُ
يَا بُنَيَّ عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالصَّبْرِ فَإِنَّهُ لَيْسَ
رَجُلٌ بِهَذَا الْوَادِعِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا مُحْتَوَظًا
بِالْقِتَالِ فَكَيْفَ بِكَ وَ يَا شَبَاهَكَ الَّذِينَ وَلَّوْا

أَمُورَ الْمُسْلِمِينَ أَوَّلَ لَيْلِكَ أَحَقُّ النَّاسِ بِالصَّبْرِ وَالنَّصِيحَةِ
فَاتَّقِ اللَّهَ يَا نَتَّى وَلَا يَكُونَنَّ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ
يَأْتُ غَبً فِي الْأَجْرِ وَالصَّبْرِ فِي الْحَرْبِ وَلَا أَجْرَاءَ
عَلَى عَدُوِّ الْإِسْلَامِ مِنْكَ فَقَالَ أَوْ مَلَأَ شَاءَ اللَّهُ
فَقَاتَلَ يَوْمَئِذٍ قِتَالًا شَدِيدًا۔

(البدایۃ والنتہایۃ جلد ۷ ص ۱۴)

ترجمہ: یزید بن ابی سفیان نے جنگ یرموک میں ثابت قدمی سے شہید لڑائی
لڑی۔ اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کا باپ جب اس کے پاس گیا
تو کہا۔ اے بیٹے! تمہارے لیے اللہ کا خوف اور صبر بہت ضروری
ہے۔ مسلمانوں میں سے اس وادی میں وہی محفوظ رہے گا۔ جو لڑے گا۔
لہذا تم اور تمہارے وہ ساتھی جو مسلم افواج کے ذمہ دار بنائے گئے ہو۔
ان پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس لیے تم لوگ صبر اور نصیحت
کے زیادہ مستحق ہو۔ لہذا اے بیٹے! اللہ کا خوف رکھو۔ اور دیکھو تمہارے
لشکر میں سے کوئی شخص اجر و ثواب میں اور دشمنوں پر کاری ضرب لگانے
میں تم سے نہ بڑھنے پائے۔ یہ سن کر یزید نے کہا۔ ان شاء اللہ آپ ہی امید
رکھیں۔ اس کے بعد اس نے یرموک کے میدان میں خوب لڑائی کی۔

خلاصہ کلام:

حافظ ابن کثیر نے ابوسفیان کے مختلف مواقع پر بہت سے خطبات کا ذکر
کیا۔ اور ان کی سوانح میں یہ بھی لکھا۔ کہ شاید ہی کوئی ایسا موقعہ ہے۔ کہ مسلم افواج میں
ابوسفیان شریک نہ ہوئے ہوں۔ اور اپنے تجربہ سے ان لوگوں کو مستفید نہ کیا ہو۔
اور مسلمانوں نے ان کی تدابیر پر عمل کر کے کامیابی حاصل نہ کی ہو۔ بلکہ عورتوں

تک کو خطاب کے ذریعہ ایسا جذبہ دلایا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرات صحابہ کرام کو ان کی جنگی مہارت اور فن سپہ گیری کی واقفیت پر بھرپور اعتماد تھا۔ اور ایک صحیح اور پکے مسلمان ہونے کی وجہ سے ان سے ہر وقت مشاورت کرتے تھے۔ پھر ان کے گھروالے (بیٹی اور بیٹا) بھی مختلف جنگوں میں شریک ہوئے اگر محدث ہزاروی کے باطل نظریہ کے مطابق ان کا ایمان محض بناوٹی ہوتا۔ اور کفر و نفاق دل میں رچا بسا ہوتا۔ تو پھر کبھی نہ تو ایسے مشورے دیتے۔ جو فتح کا سبب بنتے اور نہ ہی اپنے بیٹے کو دشمنانِ اسلام کے خلاف لڑنے کے لیے ایسی جذباتی تقریر کرتے۔ بلکہ اس کی بجائے ہر وہ تجویز سامنے رکھتے جس سے مسلمانوں کی فتح شکست میں تبدیل ہو جاتی۔ اور بیٹے کو خاک و خون اور موت کے میدان میں سے نکل بھاگنے کا مشورہ دیتے۔ ان شواہد کی موجودگی محدث ہزاروی کی بے پرکی اڑانا اور امیر معاویہ کے باپ پر بوجہ امیر معاویہ کے باپ ہونے کے نازیبا الفاظ کہنا خود اپنے منہ پر تھوکنے کے مترادف ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

لات نامی بت کے ٹکڑے ابوسفیال رضی اللہ عنہ کی

سرکردگی میں کئے گئے

تاریخ ابن ہشام:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ فَلَمَّا فَرَعُوا مِنْ أَحَدِهِمْ وَتَوَجَّهُوا إِلَى بِلَادِهِمْ رَاجِعِينَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمُ ابْنَ سَفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ وَالْمَخِيرَةَ بْنَ

شُعْبَةَ فِي هَذِهِ الطَّائِفَةِ - قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ وَ
يَقُولُ أَبُو سَفْيَانَ وَالْمُغِيرَةُ يَضْرِبُهَا بِالْفَاسِ
وَاهَا لَكَ فَلَمَّا هَدَمَهَا الْمُغِيرَةُ وَآخَذَ مَالَهَا
وَحُلِيَّتَهَا وَأَرْسَلَ إِلَى أَبِي سَفْيَانَ وَحُلِيَّتَهَا
مَجْمُوعٌ وَمَا لَهَا مِنَ الذَّهَبِ وَالْجَزَعِ وَقَدْ
كَانَ أَبُو مَلِيحَ بْنَ عَدُوَّةَ وَ قَارِبُ بْنُ
الْأَسْوَدِ قَدِمَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ قَبْلَ وَقَدْ
ثَقِيفٌ حِينَ قُتِلَ عَدُوَّةَ يُرِيدَانِ فِرَاقَ
ثَقِيفٍ وَأَنْ لَا يُجَامِعَهُمَا عَلَى شَيْءٍ أَبَدًا فَأَسْلَمَا
فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ تَوَلَّيَا مَنْ شِئْتُمَا فَقَالَ
فَتَوَلَّيَا اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَا
لَكُمْمَا أَبَا سَفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ فَقَالَ وَخَالَنَا أَبَا
سَفْيَانَ فَلَمَّا أَسْلَمَ أَهْلُ الطَّائِفِ وَوَجَّهَ رَسُولُ اللَّهِ
أَبَا سَفْيَانَ وَالْمُغِيرَةَ إِلَى هَذِهِ الطَّائِفَةِ سَأَلَ
رَسُولُ اللَّهِ أَبُو مَلِيحَ بْنَ عَدُوَّةَ أَنْ يُقْضَى
عَنْ أَبِيهِ عُرْوَةَ دَيْنًا كَانَ عَلَيْهِ مِنْ مَالِ
الطَّائِفَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ
قَارِبُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَعَنْ الْأَسْوَدِ يَا رَسُولَ اللَّهِ
فَاقْضِهِ وَعَدُوَّةَ وَالْأَسْوَدُ أَخُوَانِ لِأَبِ
وَأُمِّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ إِنَّ الْأَسْوَدَ مَاتَ مُشْرِكًا
فَقَالَ قَارِبُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ لَكِنْ تَصِلُ مَسْلَمًا

ذَاقَرَابَةَ يَعْصِي نَفْسَهُ إِنَّمَا الدِّينَ عَلَى
وَأِنَّمَا الَّذِي أُطْلِبُ بِهِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ أَبَا
سُفْيَانَ أَنْ يَقْضِيَ دَيْنَ عُرْوَةَ وَالْأَسْوَدَ مِنْ
مَالِ الطَّاحِيَةِ فَلَمَّا جَمَعَ الْمُخَيَّرَةَ مَا لَهَا قَالَ
لَا بِي سَفِيَانُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَدْ أَمَرَكَ أَنْ تَقْضِيَ
عَنْ عُرْوَةَ وَالْأَسْوَدَ يَتْلُمَا فَقَضَى عَنْهُمَا -

(ابن ہشام جلد ۲ ص ۱۳۹۲)

ترجمہ: ابن اسحاق نے کہا جب ثقیف اپنے کام سے فارغ ہوئے
اور اپنے اپنے گھروں کو جانے لگے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کے ساتھ ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا۔ تاکہ
لات بت کو مہندم کریں۔ ابن اسحاق کہتا ہے۔ کہ ابوسفیان اور مغیرہ
اس بت کو توڑتے وقت واکا لک آہا لک کہتے جاتے تھے۔ جب
مغیرہ نے اسے مہندم کر دیا۔ اور اس کے زیورات و نقدی وغیرہ
اتھار لی۔ اور ابوسفیان کے پاس بھیج دیا۔ وہ سونے اور کچے
بھر پور تھا۔ اُدھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ثقیف کے وفد کے
آنے سے پہلے ابو یحییٰ بن عروہ اور قارب بن اسود آچکے تھے۔ عروہ
اس وقت شہید ہو چکے تھے۔ ان دونوں کا مطالبہ تھا۔ کہ ثقیف سے
ہماری جدائی کر دی جائے۔ اور آئندہ ان کے ساتھ کسی معاملہ میں شریک
نہ کیا جائے۔ وہ دونوں مسلمان ہو گئے۔ ان کو فرمایا۔ جس سے تمہاری
مرضی ہو دوستی کر لو۔ کہنے لگے۔ ہمیں اللہ اور اس رسول کے ساتھ دوستی
کرنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو کیا اپنے خالود (ابوسفیان) سے

دوستی نہیں کرو گے؟ کہنے لگے ہم اپنے خالو سے بھی دوستی کریں گے۔ پھر جب اہل طائف مسلمان ہو گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان اور مغیرہ کو لات بُت کے گرانے کے لیے بھیجا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو بلج بن عروہ نے عرض کیا کہ میرے باپ عروہ کا قرضہ ادا کر دیجئے۔ اور وہ بھی لات بُت کی رقم سے ادا ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ٹھیک ہے۔ یہ سن کر قارب بن اسود بولا۔ میرے باپ اسود کا قرضہ بھی؟ عروہ اور اسود دونوں بھائی تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسود حالتِ شرک میں مر گیا۔ اس پر قارب بولا۔ حضور! آپ نے ایک مسلمان (یعنی اپنے متعلق) کی مذکرنا ہے۔ کیونکہ وہ قرضہ اب مجھ پر ہے۔ اس کا مطالبہ مجھ سے ہی ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو حکم دیا۔ کہ عروہ اور اسود دونوں کا قرض لات بُت کے مال سے ادا کر دیا جائے۔ پھر جب مغیرہ نے اس کا مال ابوسفیان کے پاس جمع کرایا۔ تو کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے۔ کہ عروہ اور اسود دونوں کا قرض ادا کر دینا۔ انہوں نے ادا کر دیا۔

ملحہ فکریہ:

ابوسفیان پر کفر و شرک کے فتوے لگانے والے درج بالا واقعہ کو بار بار پڑھیں۔ کیا کوئی اپنے خدا کو بھی اپنے ہاتھوں سے ٹکڑے کرتا ہے؟ کیا اس پر لگا مال کوئی اتار کر اللہ کے رسول کے حکم سے قرض کی ادائیگی میں صرف کرتا ہے؟ ہر ہزاروی اور اس کے چیلوں کی حماقت اور بے بسی کا مظاہرہ دیکھئے۔ کہ لکھا۔ ”و کہ یزید کے باپ معاویہ کے باپ نے بدر اور احد کا جنگ کیا، ابوسفیان کیا بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔ وہ تو سمندر کے کنارے کنارے

واپس مکہ آگئے تھے۔ لیکن عداوت کے ماروں نے بدر میں ابو جہل کے ساتھ ان کی شرکت پر بھی صا د کر دیا۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ

الزَّاهِقِينَ (۴)

یزید کے باپ معاویہ کی ماں کلیجہ کھائی نے،

رسول خدا کے محترم چچا امیر حمزہ کا بعدِ شہادت

کلیجہ چبایا

جواب:

دین اسلام کا ایک مسلم قانون ہے۔ کہ جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا ہے۔ تو قبل از اسلام کے اُس کے تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ قرآن کریم میں اس بارے میں آیات نازل ہوئیں۔ وحشی اور ان کے ساتھی جب حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اور اسلام سے قبل اُن سے کئی ایک کبیرہ گناہ ہو چکے تھے۔ تو انہوں نے خیال کیا۔ کہ اسلام قبول کرنے سے ہمیں کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ کیونکہ ہم نے ایسے جرائم کیے ہوئے ہیں۔ جن کی معافی نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دل جوئی کے لیے فرمایا۔ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا الخ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ بے شک وہ تمام

گناہ معاف کر دے گا۔ یہ وہی وحشی ہے جس نے حضرت حمزہ کو قتل کیا تھا۔ اور کچھ روایات کی بنا پر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہندو نے جناب حمزہ کا کلیجہ چبایا۔ جیسا کہ الزام میں بھی مذکور ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے حبشی اور ان کے ساتھیوں کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دینے کا اعلان فرمایا۔ تو ان میں ہندو بھی شامل ہے۔ اب اگر کوئی ہندو وغیرہ کے گناہ معاف ہونے کا اقرار نہیں کرتا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے۔ ذرا کتب تاریخ میں نظر دوڑائی جائے۔ تو واقعات کھل کر سامنے آجاتے ہیں۔

اسد الغابۃ :

ہند بنت عتبۃ بن ربیعہ ابن بن عبد شمس بن عبد مناف
القرشیہ المہاشمیہ امرأة ابی سفیان بن حرب
وہی امّ معاویۃ اسلمت فی الفتح بعد اسلام
زوجہا ابی سفیان و اقرہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم علی زکاحہا کان بیعتہما فی الاسلام
لیلۃ واحده و کانت امرأة لها نفس و الفۃ
و رأی و عقل۔۔۔ ان ہند اسلمت یوم الفتح و حسن
اسلامہا فلما بایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
النساء و فی البیعة و لا تسرقن و لا تزنین قالت
ہند و هل تزنی الجرۃ و تسرقا فلما
قال و لا یقتلن اولادہن قالت ربینا ہم
صغاراً و قتلہم کباراً و شکت الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم زوجہا ابی سفیان و قالت
انہ شحیح لا یعطینہا من الاطعام ما یشفیہا

وَوَلَدِهَا رَوَى هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَتْ
 هِنْدٌ لِأَبِي سَفْيَانَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَبَايَعَ مُحَمَّدًا أَقَالَ
 قَدْ رَأَيْتُكَ تَكْذِبُ بَيْنَ هَذَا الْحَدِيثِ أَمْسِ
 قَالَتْ وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ اللَّهَ عُبَيْدَ حَقَّ عِبَادَ ذِيهِ
 فِي هَذَا الْمَسْجِدِ قَبْلَ اللَّيْلِ وَاللَّهِ أَنْ يَأْتُوا إِلَّا مُصَلِّينَ
 قَالَ فَإِنَّكَ قَدْ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ فَأَذْهَبِي بِرَجُلٍ
 مِنْ قَوْمِكَ مَعَكَ فَذْهَبَتْ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ
 وَقِيلَ لَهَا أَخِيهَا أَبِي حَدِيثُهُ بَنَ عُثْبَةَ فَذْهَبَ
 مَعَهَا فَأَسْتَأْذَنَ لَهَا فَدَخَلَتْ وَهِيَ مُنْقِبَةٌ فَقَالَ
 تَبَا يَعْزِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكِي بِاللَّهِ شَيْئًا وَذَكَرَ نَحْوَهَا
 فَقَدْ مِمَّنْ قَوْلُهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَشَهِدَتْ الْكِرْمُوكَ وَخَرَصَتْ عَلَى قِتَالِ الرُّومِ
 مَعَ زَوْجِهَا أَبِي سَفْيَانَ -

راسد الغابة جلد ۵ ص ۵۶۲ تذکرہ ہند بنت
 عتبہ - مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ:

ہند بنت عتبہ ابوسفیان کی بیوی اور معاویہ کی والدہ ہے۔ فتح مکہ کے
 وقت اپنے خاوند ابوسفیان کے بعد اسلام قبول کیا حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اسلام کے بعد ان دونوں کا نکاح برقرار رکھا۔ ان
 کے اسلام لانے میں صرف ایک رات کا فرق تھا۔ ہند ایسی عورت
 تھی۔ جو بہت سخی اور عقل و فہم کی مالک تھی۔ ہند فتح مکہ کے روز

اسلام لائی۔ اور اس کا اسلام بہت اچھا تھا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی۔ جس میں یہ وعدہ بھی تھا۔ کہ عورتیں نہ چوری کریں گی۔ اور نہ ہی بدکاری۔ ہندہ بولی۔ کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے اور چوری کرتی ہے؟ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیسری شرط یہ کہ عورتیں اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔ ہندہ بولی۔ ہم نے انہیں بچپن میں پالا۔ اور بڑے ہو کر ان کو قتل کریں گی؟ ہندہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنے خاوند ابوسفیان کی شکایت کی۔ کہ وہ بخیل اور کج نوس ہیں۔ وہ اتنا خرچہ بھی نہیں دیتے۔ جو میرے اور میری اولاد کے لیے کفالت کرتا ہو۔ ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہندہ نے ابوسفیان سے کہا۔ کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس پر بیعت کرنا چاہتی ہوں۔ ابوسفیان نے کہا۔ بھلی تو تو اس بات کی تکذیب کر رہی تھی۔ بولی۔ خدا کی قسم! میں نے اس مسجد میں آج رات اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت ہوئی دیکھی جو کبھی نہ دیکھی۔ خدا کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے ساتھی آئے سب نمازی ہی تھے۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا۔ کہ جو تیری مرضی ہے۔ جا اپنے کسی رشتہ دار کو ساتھ لے۔ یہ اٹھی اور عثمان بن عفان یا اپنے بھائی حذیفہ بن عتبہ کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ جب اجازت ملنے پر اندرائی۔ تو سر جھکا ہوا تھا حضور نے فرمایا۔ تمہاری بیعت اس شرط پر ہوں گا۔ کہ تو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرے گی۔ بدکاری نہ کرے گی الخ۔ اس کے بعد وہی باتیں ذکر کیں۔ جو پہلے بیان ہو چکی ہیں۔ جنگ یرموک

میں ہندہ حاضر ہوئی۔ اور اپنے خاوند ابوسفیان کے ساتھ روم کی لڑائی میں
مجاہدینِ اسلام کے جوش و جذبہ بھر کا نئے میں نمایاں کردار ادا کیا۔

ہند بنت عتبہ کے ایمان لانے کا واقعہ

جب حضورؐ نے مرجا فرمایا۔ اور اس نے اپنے

بیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا

الطبقات الکبریٰ لابن سعد؛

اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ابن ابی سیرہ

عن موسى بن عتبة عن ابی حذیفۃ مولى الزبير

عن عبد الله بن الزبير قال لما كان يوم الفتح

اسلمت هند بنت عتبة ونساء معها و اتين

رسول الله صلى الله عليه وسلم يا لا تطحن فبايعناه

فتكلمت هند فقالت يا رسول الله صلى الله

الحمد لله الذي اظلم الدين الذي انحدر

لنفسه ليتفعلنى رحيمك يا محمد اتى امرأه

مؤمنه يا الله مصلقة برسوله ثم كشفت

عن ثقابها وقالت انا هند بنت عتبة

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مرحبا بك

فقالت والله ما كان على ارض اهل خيلاء

أحب الي من أن يَزِ تَوَامِنَ
وَمَا عَلَى الْأَرْضِ أَهْلٌ خَبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَعِزُّوا
مِنْ خِبَائِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَزِيَادَةٌ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ وَبَايَعَهُنَّ فَقَالَتْ
هِنْدُ مَنْ بَيْنَهُنَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَمَا سَحَكُ فَقَالَ
إِنِّي لَا أَصَافِحُ النِّسَاءَ إِنْ قَوَّيْ لِمِائَةِ امْرَأَةٍ مِثْلُ
قَوِّي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ لَمَّا
أَسْلَمَتْ هِنْدٌ جَعَلَتْ تَضْرِبُ صَنْمًا فِي بَيْتِهَا بِالْقُدُ
حَتَّى فَلَدَتْهُ فَلَدَتْ فَلَدَتْ وَهِيَ تَقُولُ كُنَّا مِنْكَ فِي غُرُورٍ
رَالصِّبَاتِ الْكَبِيرِ لَا بِنِ سَعْدِ جِلْدِ ثَمِيرِ ۸ ص ۲۳۶

ذکر ہند بنت عتبہ

ترجمہ:

عبداللہ بن زبیر کہتے ہیں۔ کہ یوم الفتح کو ہند بنت عتبہ مسلمان ہوئی۔ اور
اس کے ساتھ اور بھی عورتیں مسلمان ہوئیں۔ یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضور مقام الطبع میں آئیں۔ اور آپ سے بیعت
کر لی۔ ہند اس وقت گفتگو کرتے وقت کہا۔ یا رسول اللہ! تمام
تعریفیں اس اللہ پاک کے لیے جس نے اس دین کو غلبہ عطا فرمایا جو اس کا
پسندیدہ ہے۔ تاکہ وہ مجھے اپنی رحمت کے ساتھ مستفید کرے۔ یا محمد!
میں اللہ پر ایمان لانے والی اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے والی
عورت ہوں۔ پھر اس نے اپنے چہرہ سے نقاب ہٹایا۔ اور
بولی۔ میں ہند بنت عتبہ ہوں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحبا فرمایا

بولی خدا کی قسم! کل تک مجھے روئے زمین پر سب سے بُرا گھر آپ کا لگتا تھا۔ اور آج جب میں صبح کو اٹھی۔ تو تمام زمین کے گھروں سے صرف آپ کا گھر مجھے محبوب لگا۔ حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ زیادہ فرمائے گا۔ آپ نے اُن عورتوں کو قرآن سُنایا۔ اور بیعت کر لی۔ ہند بولی۔ یا رسول اللہ! ہم آپ کے ہاتھوں کو چھونا چاہتی ہیں۔ فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتا۔ بے شک میری بات سو عورت سے بھی ویسی ہی ہے جیسا کہ ایک عورت سے محمد بن عمر بیان کرتا ہے۔ کہ جب ہند بنت عتبہ نے اسلام قبول کر لیا۔ تو اپنے گھر میں رکھے ہوئے بُت کو کھٹاڑا مار مار کر ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور کہتی جاتی تھی۔ ہم تیری طرف سے دھوکہ میں تھے۔

تطہیر الجنان:

فَقَضَى عَلَيْهِ فِي غَيْبَتِهِ بِذَلِكَ لِعَلِّهِ بِرِضَاهُ
 بِهِ..... وَعَلَى قُوَّةِ إِسْلَامِهَا إِذْ مِنْ جُمْلَةِ الْكَامِلِ
 لَهَا عَلَيْهِ أَنَّ مَكَّةَ لَمَّا فُتِحَتْ دَخَلَتْ الْمَسْجِدَ
 الْحَرَامَ لِيَكْلَأَ فَرَأَتْ الصَّحَابَةَ قَدْ مَلَّوهُ وَإِنَّهُمْ
 عَلَى غَايَةِ مِنَ الْاجْتِهَادِ فِي الصَّلَاةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ
 وَالطَّوَافِ وَالذِّكْرِ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْعِبَادَاتِ
 فَقَالَتْ وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ اللَّهَ عَبْدَ حَقِّ عِبَادَتِهِ فِي هَذَا
 الْمَسْجِدِ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَاللَّهِ إِنَّ يَأْكُو الْأَمْصِلِينَ
 قِيَامًا وَرُكُوعًا وَسُجُودًا فَاطْمَأَنَّتُ إِلَى الْإِسْلَامِ
 لَكِنَّهَا خَشِيتُ أَنْ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَنْ يُوَفَّ بِهَا عَلَى مَا أَفْعَلْتَهُ مِنْ امْتِلَاقِ الْقَبِيحَةِ بِعَمَلِهِ
حَمَزَةً رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَجَاءَتْ إِلَيْهِ مَعَ رَجُلٍ مِّنْ
قَوْمِهَا لِيُتَبَايَعَهُ فَوَجَبَتْ عَنْهُ مِنَ الرَّجَبِ
وَالسَّعَةِ وَالْعَفْوِ وَالصَّفْحِ مَا لَمْ يُخْطِرْ بِهَا لَهَا ثَمَرٌ
شَرَطَ عَلَيْهَا أَنْ لَا تَزْنِي فَقَالَتْ وَهَلْ تَزْنِي الْحُرَّةُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمْ تُجَبِّزْ وَقَوَّعَ الزَّيْنَاءُ إِلَّا مِنَ
الْبُغَايَا الْمُعَذَّاتِ لِيَذَّالِكَ ثَمَرٌ شَرَطَ عَلَيْهَا أَنْ لَا
تَسْرِقَ فَأَمْسَكَتْ..... وَلَمَّا أَسْلَمَتْ كَانَتْ
عَلَى غَايَةِ مِنَ التَّثَبُّتِ وَالْيَقَظَةِ فَإِذَا
أَثَرُ الْبَيْعَةِ ذَهَبَتْ إِلَى صَنْوِلَهَا فِي بَيْتِهَا
فَجَعَلَتْ تَضْرِبُهُ بِالْقُدُومِ حَتَّى كَسَرَتْهُ
قِطْعَةً قِطْعَةً وَهِيَ تَقُولُ كُنَّا مِنْكَ فِي
غُرُورٍ -

رِقْطُ طَهْرِ الْجَنَانِ ص ۸ تا ۹ تذکرہ فی اسلام معاویہ

ترجمہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی عدم موجودگی میں ہند کو اس کے مال سے کچھ لے لینے کا فیصلہ کر دیا۔ کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ ابوسفیان اس سے راضی ہی ہوگا۔ اور آپ کو ہند کے پختہ اسلام کا بھی علم تھا۔ کیونکہ اس کے ایمان لانے کے اسباب میں سے ایک یہ تھا کہ جب مکہ فتح ہوا۔ تو یہ ایک رات مسجد حرام میں گئی۔ اس نے دیکھا کہ مسجد صحابہ کرام سے بھری پڑی ہے۔ اور وہ انتہائی حضور

قلب اور جوش و جذبہ کے ساتھ نماز پڑھنے، قرآن کی تلاوت کرنے رکوع و سجود کرنے، طواف و ذکر کرنے میں مصروف ہیں۔ یہ دیکھ کر بولی کہ خدا کی قسم! آج کی رات سے پہلے کبھی میں نے اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت جو اس کا حق ہے ہوتے نہیں دیکھی۔ خدا کی قسم! ان لوگوں نے نماز قیام، رکوع اور سجود میں ساری رات گزار دی۔ یہ دیکھ کر اسے اسلام پر اطمینان آگیا۔ لیکن اسے یہ خوف تھا کہ اگر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی تو آپ مجھے سخت ڈانٹ پلائیں گے۔ کیونکہ میں نے آپ کے چچا حمزہ کا بڑا مثلہ کیا تھا۔ بہر حال وہ اپنی قوم کے ایک آدمی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تاکہ بیعت کرے۔ آپ نے اسے مرحبا کہا۔ اور اس نے دیکھا کہ آپ کی ذات میں درگزر معافی اور کشادہ دلی اتنی ہے جس کا دل تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی ایک شرط پیش فرمائی کہ تو زنا نہیں کرے گی۔ بولی یا رسول اللہ! کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے؟ وہ سمجھتی تھی کہ بدکاری صرف وہی عورتیں کرتی ہیں۔ جو ہمیشہ ور ہوتی ہے پھر آپ نے چوری نہ کرنے کی شرط لگائی۔ وہ رگ گئی۔ جب مسلمان ہو گئی۔ کیونکہ اس کا بیعت کرنا حقیقت پر مبنی تھا۔ وہ پھر اپنے گھر کے بت کے پاس کلہاڑا لے کر آئی۔ اور اسے مار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور کہتی جاتی تھی۔ ہم تیری وید سے دھوکہ میں تھے۔

الناہیہ:

اخرج البخاری فی صحیحہ عن عائشۃ

قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدُ بْنُ عَتَبَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ
مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ مِنْ أَهْلِ خَبَاءٍ أَحَبَّ
إِلَى أَنْ يَذِئُوا مِنْ أَهْلِ أَخْبَائِكَ ثَمَرًا أَصْبَحَ
الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خَبَاءٍ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ
يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ خَبَائِكَ قَالَ وَآيُضًا وَالَّذِي نَفْسِي
بِيَدِهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا سَفْيَانَ رَجُلًا
مَسِيئًا فَهَلْ عَلَى حَرَجٍ أَنْ أَطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ
عِيَالُهُ قَالَ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلْحَدِيثِ طُرُقٌ كَثِيرَةٌ
وَفِي قَوْلِهِ وَآيُضًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ تَصَدَّقُ
لَهَا وَ أَخْبَارُ بَيْنَ يَدَيْهَا بَعْدَ ذَلِكَ وَمَنْ فِيهِ
الْعَكْسُ فَقَدْ وَهَمَ

(الناهيۃ عن طعن المعافاة ص ۲۴)

ترجمہ: امام بخاری نے اپنی صحیح میں یہ حدیث لکھی ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ
بیان فرماتی ہیں۔ ہند بنت عتبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
ماضی ہو کر کہا۔ یا رسول اللہ! آج سے پہلے میرے نزدیک آپ کا گھر
روئے زمین کے تمام گھرانوں سے زیادہ حقیر و ذلیل لگتا تھا۔ پھر آج
ایسا ہے۔ کہ زمین پر بسنے والا کوئی گھرانہ آپ کے گھرانے سے مجھے
زیادہ عزت و توقیر والا نہیں لگتا۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسفیان
ایک نہایت ہی بخیل شخص ہے۔ تو کیا میں اس کی اجازت کے بغیر
اس کے زیر تربیت افراد پر خرچ کر لیا کروں؟ فرمایا ہاں مغروف طریقے
کے ساتھ اس حدیث کی روایت کئی طریقوں کے ساتھ ہے

”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ“ کے الفاظ ہند بنت عتبہ کی تصدیق اور اس کی زیادتیِ محبت کی خبر دیتے ہیں۔ اور جس نے اس کا عکس سمجھا اس نے وہ ہم کیا۔

مذکورہ عبارات سے درج ذیل امور معلوم ہوئے

- ۱۔ ہند بنت عتبہ عقل ورائے والی تھی۔
- ۲۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام کو حسن طریقہ سے اپنایا۔
- ۳۔ ایمان کی مضبوطی کی ایک وجہ صحابہ کرام کا دل جمعی سے اللہ کا عبادت کرنا تھا۔
- ۴۔ قبول ایمان کے بعد اپنے گھر میں رکھے بت کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور اس کو فریضی کہا۔
- ۵۔ قبول اسلام کے بعد اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا۔ کہ اللہ نے دین کو غلبہ اس لیے عطا فرمایا۔ تاکہ ہمیں اپنی رحمت سے نوازے۔
- ۶۔ اسلام قبول کرنے کے بعد جب چہرہ سے نقاب ہٹا کر اپنا تعارف کروایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحبا فرمایا۔
- ۷۔ جب ہند بنت عتبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانہ کی قبل اسلام اور بعد اسلام اپنے دل میں پائی جانی والی کیفیت بیان کی۔ تو آپ نے اس محبت کی زیادتی کی دعا فرمائی
- ۸۔ ابوسفیان کی غیر موجودگی میں اس کا مالی خرچ کرنے کی اجازت دینا اس امر کی نشاندہی کرتا ہے۔ کہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیان کے بارے میں اعتماد تھا۔ کہ وہ میرے حکم سے ناراضگی کا اظہار نہیں کرے گا

وہاں یہ بھی اعتماد تھا کہ اس کی بیوی اتنا ہی خرچ کرے گی۔ جتنی ضرورت ہوگی۔

۹۔ صحابہ کرام کی نمازیں، تلاوت قرآن، طواف کعبہ اور ذکر وادکار کو دیکھ کر ہند نے کہا کہ اس گھر میں ایسی عبادت کبھی دیکھنے میں نہ آئی۔ گویا ان لوگوں نے عبادت کا حق ادا کر دیا ہے۔

۱۰۔ ایمان لانے سے قبل یا اظہارِ ایمان سے قبل ہند کو یہ شبہ تھا کہ میں نے چونکہ آپ کے چچا حمزہ کا مشلہ کیا ہوا ہے۔ اس لیے آپ ضرور سرزنش فرمائیں گے۔ لیکن سامنے آنے پر آپ نے ہند کے لیے مرجا فرمایا۔ اور درگزر فرمایا۔ یہ سلوک دیکھ کر وہ فوراً مسلمان ہو گئی۔

۱۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کے بارے میں ہند کے قبل اسلام اور بعد اسلام متضاد خیالات و کیفیات کتب حدیث میں کئی طریقوں سے مروی ہیں۔ اور یہ بات بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جو آپ نے ہند کے لیے محبت کی زیادتی کی دعا مانگی۔ وہ اس کے پختہ اسلام کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے خلاف وہم ہے۔

لمحہ فکریہ:

ہند بنت عتبہ کے ایمان لانے اور پھر اس کے عبادتِ قدم رہنے کی شہادت آپ مختلف حوالہ جات سے ملاحظہ کر چکے ہیں۔ ایسی کامل الایمان عورت کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرجا فرمائیں۔ اس کے حق میں دعاء خیر فرمائیں ایک نام نہاد محدث ”کلیجہ چبائی“ ایسے حقارت آمیز الفاظ کہتا پھرے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسے نہ رسول اللہ کی تعلیمات وارشادات کا پال ہے۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر یقین۔ جب اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں

کے سابقہ گناہوں کے بارے میں لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً۔ فرما کر عام معافی و مغفرت کا اعلان فرمائے۔ تو دوسرا کون ہے کہ وہ ایسے شخص کے سابقہ گناہوں کو الزام بنا کر پیش کرتا پھرے۔ ہند نے اگر کلیجہ چبایا تھا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا۔ اس کا دکھ بھی آپ کو ہی ہو سکتا تھا۔ تبھی تو ہند نے یہ سمجھا کہ آپ میری توزیخ فرمائیں گے۔ لیکن جن کا چچا اور جن سے توزیخ کا خطرہ تھا انہوں نے تو معمولی سرزنش بھی نہ فرمائی۔ اور نہ ہی کلیجہ چبانا یاد کرایا۔ بلکہ مرجہا اور دعاؤں سے نوازا۔ لیکن محدث ہزاروی کو کس بنا پر دکھ ہو رہا ہے۔ کہ وہ معاف شدہ غلطیوں کو صدیوں بعد لوگوں کے سامنے پیش کر رہا ہے۔ اور اگر یہ دیکھا جائے کہ اللہ اور اس کا رسول دلوں کے حالات پر مطلع ہوتے ہیں۔ تو جب ہند نے کہا کہ اب آپ کا گھر ان مجھے تمام دینا کے گھرانوں سے پیارا لگتا ہے آپ اگر اس میں بناوٹ یا نفاق پاتے تو فرماتے۔ جھوٹ کہہ رہی ہو۔ یا اللہ تعالیٰ ہی بذریعہ وحی ارشاد فرمادیتا۔ محبوب ایہ جھوٹی ہے۔ جب ان کی طرف سے اس قسم کا کوئی اشارہ تک نہیں۔ بلکہ مرحمت کے ساتھ ایمان قبول کر لینے کی خبریں ہیں۔ تو پھر محدث ہزاروی کو آج یہ کہاں سے علم ہو گیا کہ ہند بنت عتبہ مسلمان نہیں تھی۔ اور منافقہ تھی۔ آج اگر ہند بنت عتبہ کہیں سے آجائے۔ اور محدث ہزاروی کی اپنے بارے میں یہ باتیں پڑھے۔ تو ممکن کہ جوش ایمان میں آکر اسی طرح اس کا کلیجہ چبا ڈالے۔ جس طرح حالت کفر میں اس نے حضرت حمزہ کا کلیجہ چبایا تھا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزائد فی باب (۵)

یزید کا باپ معاویہؓ اپنی دشمنی رسولِ دشمن
آلِ واصحابِ رسولؐ ہے (قرآن و سنت
گواہ ہے)

جواب:

جس اشتہار کے اقتباسات میں سے یہ ایک اقتباس ہم نے پیش کیا۔
اس کے مرتبین نے یہ استلزام کیا تھا۔ کہ ہم بانیِ بغاوت یزید کے باپ معاویہؓ
کے باحوالہ کارنامے درج کریں گے۔ ان کارناموں میں سے تین کارنامے اس
الزام میں بھی مذکور ہیں۔ اور ان کے حوالہ کے لیے صرف یہ لکھ دیا گیا۔ کہ قرآن و سنت
گواہ ہیں) الزام کا حوالہ دینے کا یہ طریقہ کونسا طریقہ ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ قرآن کریم
کی کم از کم ایک ایک آیت تینوں الزامات پر پیش کی جاتی۔ اور کم از کم تین
احادیث بھی اس کی تائید و توثیق میں ذکر جاتیں۔ خود محدث ہزاروی تو شارح
ہے نہیں۔ کہ اس کی بات قرآن و سنت بن جائے۔ جب حوالہ کوئی نہ پیش کیا۔
اور نہ ہی پیش کر سکتے ہیں۔ تو پھر یہی کہا جائے گا۔ کہ حسد و بغض کی آگ نے یہ اگلنے
پر مجبور کیا تھا۔ اور ان کے سینوں میں جو کینہ ہے۔ یہ سب اس کی کرم فرمائی ہے

ورنہ قرآن و سنت میں تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بکثرت موجود ہیں۔ حجاز
 بینہم، و ان طائفان من المؤمنین اقتتلوا کے عمومی حکم میں
 یہ بھی داخل ہیں۔ کاتب وحی تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ہادی اور مہدی
 کی دعا فرمائی۔ ان تمام مناقب عمومی اور خصوصی سے محدث ہزاروی کی آنکھیں بند
 ہیں۔ اور اسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

www.katibewahi.com

الشرائع غدير (۱۱)

یزید کا باپ معاویہ جدی دشمن دین ایمان فتح
مکہ کے ان کافروں سے ہے جو ڈر کے مارے
مسلمان ہوئے

الشرائع غدير (۱۲)

معاویہ ابن ابوسفیان اپنے باپ سمیت
ان منافقوں سے ہے جن کا لقب مولفہ القلوب ہے

ان دونوں الزامات کا جواب

جہاں تک عبادت مذکورہ کی گستاخی کا معاملہ ہے۔ وہ ڈھکی چھپی نہیں
امیر معاویہ کو دشمن دین و ایمان کہنا اور مکہ کے کافروں میں سے کہنا خلاف اصل
بھی ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے وقت اسلام لانے والوں
میں شمار کرنا واقعات سے جہالت کی دلیل ہے۔ کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس سے قبل مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔
تطہیر الجنان:

عَلَى مَا حَكَاهُ الْوَاقِدِيُّ بَعْدَ الْحَدِيثِ
وَكُنَّا إِسْلَامَهُ عَنْ أَبِيهِ وَأُمِّهِ حَتَّى أَظْهَرَ
يَوْمَ الْفَتْحِ فَهُوَ فِي عُمَرَةَ الْقَضِيَّةِ الْمَتَأَخِرَةِ عَنْ
الْحَدِيثِ الْوَاقِعَةِ سَنَةِ سَبْعٍ قَبْلَ
فَتْحِ مَكَّةَ بِسَنَةِ كَانَ مُسْلِمًا وَيُؤَيِّدُهُ مَا
أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ مِنْ طَرِيقِ مُحَمَّدِ الْبَاقِرِ بْنِ
عَلِيٍّ زَيْنِ الْعَابِدِينَ ابْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَصَرْتُ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْمَرْوَةِ وَ
أَهْلُ الْحَدِيثِ فِي الْبُخَارِيِّ مِنْ طَرِيقِ طَاوُسٍ عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ بِفِيهِ مُقْصَرٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ خِلَافًا لِمَنْ حَصَرَ فِي الْأَوَّلِ
الدَّلِيلَ عَلَى أَنَّهُ كَانَ فِي عُمَرَةَ الْقَضِيَّةِ مُسْلِمًا
أَمَّا الْأَوَّلِيُّ فَوَضَّحَ لِأَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّ ذَلِكَ عِنْدَ الْمَرْوَةِ
وَهَذَا يُعَيِّنُ أَنَّ ذَلِكَ التَّقْصِيرُ كَانَ فِي الْعُمَرَةِ
لَا قَهْرًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حَقًّا
وَمَعْنَى إِجْمَاعًا وَأَمَّا الثَّانِيَةُ فَلَا تَهْتِكُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَمْ يَقْصُرْ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَصْلًا لَا بِمَكَّةَ
وَلَا بِمِنًى فَتَعَيَّنَ أَنَّ ذَلِكَ التَّقْصِيرَ

إِنَّمَا كَانَ فِي الْعُمْرَةِ۔

(تطہیر الجنان ص ۷، فصل اول)

ترجمہ: واقعہ کے قول کے مطابق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے واقعہ حدیبیہ کے بعد اسلام قبول کیا۔ اور دوسروں کا کہنا ہے کہ حدیبیہ کے دن مسلمان ہو گئے تھے۔ اور اپنے والدین سے اسلام چھپائے رکھا۔ یہاں تک کہ فتح مکہ کے روز ظاہر کر دیا۔ ایمان لانے کے وقت امیر معاویہ عمرہ القضاء میں شریک تھے جو صلح حدیبیہ کے بعد جو سات ہجری میں ہوا تھا۔ سے ایک سال قبل ادا کیا گیا تھا۔ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔ جو امام احمد نے امام محمد باقر سے ان کے آباؤ اجداد کے ذریعہ ابن عباس سے روایت کی۔ وہ یہ کہ معاویہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مروہ پہاڑی کے قریب بال شریف کاٹے علاوہ ازیں صاحبانِ حدیث کی روایت جو بخاری میں ہے۔ اس کی تائید کرتی ہے۔ یہ روایت جناب ابن عباس سے طاؤس نے بیان کی ہے۔ وہ یہ کہ معاویہ کہتے ہیں کہ میں نے قینچی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال چھوٹے کیے۔ اس روایت میں مروہ کا ذکر نہیں ہے۔ تائید اس امر کی ہے کہ امیر معاویہ عمرہ القضاء میں مسلمان ہو چکے تھے۔ پہلی روایت تو اس امر کی واضح تائید کرتی ہے کیونکہ اس میں مروہ کے پاس بال کاٹنے کا ذکر ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بال کاٹنا۔ عمرہ میں واقع ہوا تھا۔ کیونکہ حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے بالا جماع سر انور منیٰ میں منڈوایا۔ دوسری روایت میں تائید اس طرح سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں

بال کو اٹے ہی نہیں۔ نہ مکہ میں اور نہ منی میں۔ لہذا یہی متعین ہوا۔ کہ یہ واقعہ
عمرۃ القضا میں ہوا۔

توضیح:

در روایت مذکورہ کی توضیح و تشریح حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں
صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”امیر معاویہ“ میں درج ذیل الفاظ سے کی
ہے۔ ملاحظہ ہو۔

امیر معاویہ:

صحیح یہ ہے۔ کہ امیر معاویہ خاص صلح حدیبیہ کے دن مکہ میں اسلام لائے۔
مگر مکہ والوں کے خوف سے اپنا اسلام چھپائے رہے۔ پھر فتح مکہ کے دن اپنا
اسلام ظاہر فرمایا۔ جن لوگوں نے کہا ہے۔ کہ وہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے۔ وہ
ظہور ایمان کے لحاظ سے ہے۔ جیسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر وہ جنگ بدر
کے دن ہی ایمان لائے تھے۔ مگر احتیاطاً اپنا ایمان چھپائے رہے۔ اور فتح مکہ
میں ظاہر فرمایا۔ تو لوگوں نے انہیں بھی فتح مکہ کے مومنوں میں شمار کر دیا۔ حالانکہ
آپ قدیم الاسلام تھے۔ بلکہ بدر میں بھی کفار مکہ کے ساتھ مجبوراً تشریف لائے تھے
اسی لیے نبی پاک نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ کوئی مسلمان عباس کو قتل نہ کرے۔ وہ مجبوراً
لائے گئے ہیں۔ امیر معاویہ کے حدیبیہ میں ایمان لانے کی دلیل وہ حدیث ہے
جو امام احمد نے امام باقر امام زین العابدین ابن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت
کی۔ کہ امام باقر سے عبد اللہ بن عباس نے فرمایا۔ کہ ان سے امیر معاویہ نے فرمایا
کہ میں نے حضور کے احرام سے فارغ ہوتے وقت حضور کے سر شریف کے بال
کاٹے مروہ پہاڑ کے پاس۔ نیز وہ حدیث بھی دلیل ہے۔ جو بخاری نے
بروایت طاؤس عبد اللہ بن عباس سے روایت فرمائی۔ کہ حضور کی یہ حجامت

جلد دوم

کرنے والے امیر معاویہؓ ہیں۔ اور ظاہر یہ ہے کہ یہ حجامتِ عمرۃ القضاء میں واقع ہوئی۔ جو صلح حدیبیہ سے ایک سال بعد ۸ھ میں ہوا۔ کیونکہ حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کیا تھا۔ اور قارنِ مروہ پر حجامت نہیں کراتے۔ بلکہ منیٰ میں دسویں ذی الحجہ کو کراتے ہیں۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ وداغ میں بال نہ کٹوائے تھے۔ بلکہ سر منڈوایا تھا۔ ابو طلحہ نے حجامت کی تھی۔ تو لا محالہ امیر معاویہؓ کا یہ حضور کے سر شریف کے بال تراشنا۔ عمرۃ قضا میں فتح مکہ سے پہلے ہوا۔ معلوم ہوا کہ امیر معاویہؓ فتح مکہ سے پہلے ایمان لاپکے تھے۔ اور عذر و مجبوری ناواقفیت کی حالت میں ایمان ظاہر نہ کرنا مجرم نہیں۔ کیونکہ حضرت عباسؓ نے قریباً چھ برس اپنا ایمان ظاہر نہ کیا۔ مجبوری کی وجہ سے۔ نیز اس وقت ان کو یہ معلوم نہ تھا۔ کہ اسلام کا اعلان ضروری ہے۔ لہذا اس ایمان کے مخفی رکھنے میں نہ امیر معاویہؓ پر اعتراض ہو سکتا ہے نہ حضرت عباسؓ پر رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ہماری اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہؓ نہ فتح مکہ کے مومنین میں سے ہیں۔ نہ مؤلفۃ القلوب میں سے۔ (امیر معاویہؓ تصنیف مفتی احمد یار خاں مرحوم ص ۳۸ تا ۳۹)

نوٹ:

”مؤلفۃ القلوب“ کا مقصد یہ ہے کہ غیر مسلموں کے اسلام کی طرف دل مائل کرنے کے لیے مالِ زکوٰۃ میں سے ان کی مدد کرنا محدث ہزاروی نے ”مؤلفۃ القلوب“ کا امیر معاویہؓ کو داخل کر کے ان کا کفر ثابت کیا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت امیر معاویہؓ کو سوانٹ اور چالیس اوقیہ چاندی عطا فرمائی تھی۔ اب اس عطا پر مذکورہ سوال آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہؓ کو جو مذکورہ مالی امداد دی تھی۔ وہ تالیفِ قلب کے لیے نہ تھی۔ کیونکہ تالیفِ قلب اس شخص کی مطلوب ہوتی ہے۔ جو ابھی مسلمان نہ ہوا ہو۔ اور واقعہ یہ

ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس انعام دیئے جانے سے قبل ہی مشرف باسلام ہو چکے تھے اور یہ امداد اسی قسم کی تھی۔ جیسی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو عطا فرمائی تھی۔ وہ اس قدر تھی۔ کہ حضرت ابن عباس اسے اٹھا بھی سکے تھے۔

جب حضرت عباس اس امداد کی وجہ سے

مؤلفۃ القلوب میں شامل نہیں تو پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان میں شامل کرنا کس طرح درست ہے۔ اگر یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے۔ تو پھر بھی محدث ہزاروی ایندلیسنی کے مرقعات باطلہ کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کی مالیعت قلب فرمائی۔ اور وہ اس کو م سے مشرف باسلام ہو گئے کیا وہ اتنی خطیر رقم ملنے کے بعد مرتدا اور کافر ہو گئے تھے۔ یا راسخ فی الایمان ہو گئے تھے؟ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بعد والی زندگی ان کے راسخ فی الایمان ہونے کی تین دلیل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کاتب وحی مقرر فرمایا۔ ان کے لیے اللہ سے دعائیں مانگیں۔ اور ان کے دور خلافت میں لاکھوں غیر مسلم مشرف باسلام ہوئے اس لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دین و اسلام کا دشمن اور مالیعت قلب کی وجہ سے کافر و منافق ثابت کرنا یہ بتلاتا ہے کہ اس نظریہ کے قائل خود ایمان و اسلام سے بہت دور ہیں۔ اور اپنی آخرت برباد کرنے والے ہیں

فاعتبروا یا اولی البصار

الزامِ عقیدہ (۸)

معاویہؓ لدلِ بوسفیان منافی فتحِ مکہ کے ڈر کے مارے

مسلمان ہونے والے کفار سے ہے جن کا ایمان نافع نہیں

قرآن پاک ۳۱ سورہ بحدہ میں ہے۔ قرآن سے ثابت ہوا اور اس گروہ کا ایمان مردود ہے لہذا
جواب:

آیت مذکورہ جو سورہ بحدہ میں ہے۔ محدث ہزاروی اور اس قماش کے دیوبندیوں
مردودیوں اور نام نہاد پیروں نے اس سے مراد فتحِ مکہ لیا ہے۔ یہ تفسیر کئی وجوہ سے غلط
ہونے کے علاوہ کسی متداول تفسیر سے مطابقت نہیں رکھتی۔ ان لوگوں کا خیال ہے
کہ آیت مذکورہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جو فتحِ مکہ کے دن مسلمان ہوئے
اور ان میں سے صرف انہیں دو نظر آتے ہیں (یعنی ابوسفیان اور ان کے بیٹے امیر معاویہ)
باقی ایک ہزار کے قریب مشرف باسلام ہونے والے یا تو انہیں نظر نہیں آتے (اس
طرح ایک تاریخی حقیقت کو جھٹلایا جا رہا ہے) اور اگر نظر آتے ہیں۔ تو پھر آیت کے
حکم سے خارج کرنے کے لیے شائد ان کے پاس جبرئیل کوئی پیغام لایا ہو۔ اور
اگر یہ دونوں احتمالات نہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ امیر معاویہ اور ابوسفیان کو تو اس دن
ایمان لانا قطعاً مفید نہ ہوا۔ دوسروں کو مفید ہو گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اگر آیت سے
مراد فتحِ مکہ کے روز اسلام لانا ہو۔ تو ایک ہزار صحابہ کرام کے لگ بھگ کو غیر مسلم قرار
دیا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں ہم یہ بیان کو چکے ہیں۔ کہ یہ دونوں حضرات فتحِ مکہ سے

قبل ہی مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ اس لیے از روئے تحقیق اس آیت کے مطلوبہ مفہوم میں یہ داخل ہی نہیں۔

ایک اور حقیقت یہ ہے کہ آیت مذکورہ کا نشان نزول باتفاق مفسرین جو بیان کیا گیا۔ وہ یہ کہ صحابہ کرام کہا کرتے تھے کہ اے کافرو! ہمارے اور تمہارے درمیان جلد فیصلہ ہو جائے گا۔ اور وہ فیصلہ ”یوم الفتح“ کو ہو گا۔ اس پر کفار ازراہ مذاق کہا کرتے تھے۔ وہ یوم الفتح کب آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں آیت اتاری۔ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا اِيْمَانُهُمْ اَلَا الْخ۔

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ یوم الفتح کو کافروں کا ایمان لانا قطعاً نفع نہ دے گا۔ اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔

آیت مذکورہ میں چونکہ یوم الفتح کو کسی کا ایمان لانا قطعاً ناقابل قبول قرار دیا گیا۔ تو اس بنا پر اس سے مراد یہ لی گئی کہ یوم الفتح یا تو قیامت کے لیے استعمال ہوا یا وہ دن کہ جس دن کسی قوم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہونے کا حکم ہو۔ قیامت کے دن بھی کسی کافر کا ایمان نامقبول اور عذاب الہی کے حکم کے بعد بھی ایمان مردود۔ ہاں کچھ مفسرین کرام نے اس سے مفتح مکہ، مراد لیا۔ لیکن وہ ایمان کی عدم قبولیت کی شرط کی وجہ سے اس سے مراد یہ لیتے ہیں۔ کہ فتح مکہ کے روز قتل کفار کے وقت کسی کافر کا ایمان لانا سودمند نہ ہو گا۔ ان تینوں احتمالات سے ہٹ کر چوتھا احتمال جو محدث ہزاروی وغیرہ کا ہے۔ یہ احتمال صرف انہی کو سوچھا۔ ان کے سوا کسی مفسر نے یہ احتمال بیان نہیں کیا۔ اور اہل تشیع کا طریقہ بھی یہی چلا آ رہا ہے۔ کہ وہ آیات جو کفار و منافقین کے بارے میں نازل ہوئیں انہیں حضرات صحابہ کرام خصوصاً خلفائے ثلاثہ پر چسپاں کرتے ہیں۔ ان کی پیروی میں محدث ہزاروی وغیرہ یہ آیت جو کفار کے جواب کے طور پر نازل ہوئی تھی۔ اسے امیر معاویہ اور ابوسفیان پر چسپاں کر دیا۔ اگر بالفرض یہ تفسیر موضوع تسلیم کر لی جائے

تو پھر آیت کے آخری الفاظ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ۔ (انہیں مہلت نہ دی جائے گی)۔ اس کی ترمید شدید کرتے ہیں۔ کیونکہ جن لوگوں کے بارے میں یہ نازل ہوئی۔ انہیں یوم فتح مکہ کے بعد مہلت نہ مل سکے گی۔ یعنی وہ زندہ نہ چھوڑے جائیں گے۔ تو اس بنا پر امیر معاویہ اور ابوسفیان کو بھی مہلت نہ ملتی۔ لیکن حقیقت اس کے خلاف ہے۔

کہ امیر معاویہ

نے حضرت علی المرتضیٰ کا دورِ خلافت دیکھا۔ حتیٰ کہ خود خلیفہ مقرر ہوئے۔ اسی بنا پر محض ہزاروی انہیں باغی طاعنی مبتدع وغیرہ کہہ رہا ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ آیت مذکورہ کا شان نزول اور ہے۔

اب ہم چند متداول تفاسیر سے آیت مذکورہ کے مفہوم پر روشنی ڈالتے ہیں۔

تفسیر ابن کثیر:

(قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ) اَيَّ اِذَا حَلَّ بِكُمْ بَأْسُ اللَّهِ وَ مَسْخَطُهُ وَ غَضَبُهُ فِي الدُّنْيَا وَ فِي الْآخِرَةِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا اَيُّمَا نَكَبُوا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ) كَمَا قَالَ تَعَالَى (فَلَمَّا جَاءَ قُلُومُ رَسُولٍ بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَاعِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ) الْآيَتِينَ۔ وَمَنْ رَأَى عَمْرًا اَنَّ الْمُرَادَ مِنْ هَذَا الْفَتْحِ فَتْحُ مَكَّةَ فَقَدْ اَبْعَدَ النَّجْجَةَ وَ اَخْطَا فَاَفْحَشَ فَاِنَّ يَوْمَ الْفَتْحِ قَدْ قَبِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامَ مُطْلَقًا طَلْقًا وَقَدْ كَانُوا قَرِيبًا مِنَ الْفَيْنِ وَلَوْ كَانَ الْمُرَادُ فَتْحَ مَكَّةَ لَمَا قَبِلَ الْإِسْلَامَ لِقَوْلِهِ تَعَالَى (قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا اَيُّمَا نَكَبُوا

وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ، وَإِنَّمَا الْمُرَادُ الْفَتْحُ الَّذِي
هُوَ الْقَضَاءُ وَالْفَضْلُ كَقَوْلِهِ رَفَافٌ فَتَحَ بَيْتِي وَ
بَيْنَهُمْ فَتْحًا) الخ (تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص ۲۶۲ سورہ سجدہ آخری آیت)

ترجمہ:

یوم الفتح سے مراد ایسا دن ہے۔ کہ جس دن اللہ تعالیٰ کا عذاب اور اس
کا غضب اُن پر پڑے۔ وہ دنیا میں ہو یا آخرت میں۔ تو ایسے دن کافروں
کا ایمان لانا ہرگز سودمند نہ ہوگا۔ اور نہ ہی مزید مہلت دی جائے گی۔ جیسا
کہ ایک اور آیت میں ارشاد ہوا۔ ”پھر جب ان کے پاس اُن کے پیغمبر
بینات لے کر آئے۔ تو وہ اپنے علم پر خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ اور جس
نے اس دن کو مراد۔ ”فتح مکہ کا دن“ لیا ہے تو وہ مقصود سے
بہت دور ہے اور اس کی غلطی بڑی فاحش غلطی ہے۔ کیونکہ فتح مکہ کے
دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام لوگوں کا اسلام قبول فرمایا جو اسلام
لائے۔ اور وہ تقریباً دو ہزار تھے۔ اگر مراد فتح مکہ کا دن ہوتا۔ تو اس
آیت کریمہ کے حکم کے مطابق آپ اُن کا ایمان و اسلام ہرگز قبول نہ فرماتے
تو معلوم ہوا۔ کہ ”فتح“ سے مراد قضا، الہی اور فیصلہ کا دن ہے۔ جیسا کہ یہی
لفظ اسی معنی میں فَاخْتَرَحَ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وغیرہ کی
آیات میں استعمال ہوا ہے۔

تفسیر طبری:-

حَدَّثَنِي يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ
قَالَ ابْنُ زَيْدٍ فِي قَوْلِهِ هَلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ
الَّذِينَ كَفَرُوا إِيْمَانُهُمْ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ إِذَا

جَاءَ الْعَذَابُ - عَنْ مَجَاهِدٍ يَوْمَ الْفَتْحِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
وَقَوْلُهُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ يَقُولُ وَلَا هُمْ يُؤَخَّرُونَ
لِلتَّوْبَةِ وَالْمُرَاجَعَةِ -

ترجمہ: ابن زید نے اس آیت کے متعلق کہا کہ یوم الفتح سے مراد ”عذاب آنے کا دن“ ہے۔ مجاہد سے ہے کہ یوم الفتح سے مراد ”قیامت کا دن“ ہے۔ اور لَا يُنْظَرُونَ کا معنی یہ ہے کہ انہیں توبہ کرنے کے لیے ٹھیل نہ دی جائے گی۔ اور نہ ہی کفر سے رجوع کرنے کا وقت۔

تفسیر در منثور:

عن مجاهد في قوله قل يوم الفتح قال يوم القيامة
وأخرج عبد الرزاق وابن جرير وابن المنذر
وابن أبي خاتم عن قتادة في قوله قل يوم الفتح
قال يوم القضاء وفي قوله لا تنظرون أنهم منتظرون
قال يوم القيامة -

ترجمہ: مجاہد نے کہا ہے کہ یوم الفتح سے مراد ”قیامت کا دن“ ہے۔
جناب قتادہ سے مروی کہ اس سے مراد ”فیصلہ کا دن“ ہے۔
اور آیت کے اندر انتظار سے مراد ”قیامت کے دن کا انتظار“ ہے۔

تفسیر مظہری:

يَوْمَ الْفَتْحِ الْخَالِدُ الْمُبَادِرُ مِنْهُ أَنَّ الْمُرَادَ بِيَوْمِ الْفَتْحِ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِأَنَّ إِيمَانَ ذَلِكَ الْيَوْمِ لَا يَنْفَعُ

الْبَيْتَةِ وَمَنْ حَمَلَ عَلَى الْفَتْحِ مَكَّةَ أَوْ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ
مَعْنَاهُ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَقُتِلُوا أَوْ مَاتُوا
عَلَى الْكُفْرِ أَيَّمَا ذَلِكَ حِينٍ رَأَوْا الْعَذَابَ بَعْدَ
مَوْتِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ (ای یَمَہْلُونَ - (تفسیر

مظہری جلد ۷ ص ۲۷۹) سورہ سجدہ آخری آیت

ترجمہ: یوم الفتح سے متبادر دو یوم القیامت ہے۔ کیونکہ قیامت کے دن
ایمان لانا یقیناً نامقبول ہوگا۔ اور جس نے اس سے مراد فتح مکہ یا بدر کا
دن لیا ہے۔ اس نے معنی یہ کہا ہے۔ کہ ان لوگوں (کفار) کا ایمان قبول
نہ ہوگا۔ جو کفر کی حالت پر مر گئے۔ یا قتل کر دیئے گئے۔ اور بعد موت جس
وقت انہوں نے عذاب دیکھ لیا۔ اور نہ ہی انہیں ہلکت دی جائے گی

تفسیر کبیر:

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ الْخَاسِرُ لَا يُقْبَلُ إِيمَانُهُمْ فِي
تِلْكَ الْحَالَةِ لِأَنَّ الْإِيمَانَ الْمَقْبُولَ هُوَ الَّذِي
يَكُونُ فِي دَارِ الدُّنْيَا وَلَا يُنْظَرُونَ أَيَّ لَا يَمَہْلُونَ
بِالْإِعَادَةِ إِلَى الدُّنْيَا لِيُؤْمِنُوا فَيُقْبَلَ
إِيمَانُهُمْ - (سورہ سجدہ آخری آیت مطبوعہ مصر)

(تفسیر کبیر جلد ۷ ص ۱۸۸)

ترجمہ: ان کفار کا ایمان اس حالت (قیامت) میں مقبول نہ ہوگا۔ کیونکہ
ایمان مقبول وہ ہوتا ہے۔ جو دنیا میں لایا جائے۔ اور نہ ہی ان کو
ہلکت دی جائے۔ کہ وہ دنیا میں دوبارہ بھیجیں جائیں۔ پھر وہ ایمان
لائیں۔ اور ان کا پھر ایمان قبول کر لیا جائے۔

تفسیرِ جمل:

قَوْلُهُ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ الْخَ هَذَا ظَاهِرٌ عَلَى تَقْدِيرِ
 أَنْ يُرَادَ بِيَوْمِ الْفَتْحِ يَوْمُ الْقِيَامَةِ
 لِأَنَّ الْإِيمَانَ الْمَقْبُولَ هُوَ الَّذِي يَكُونُ
 فِي دَارِ الدُّنْيَا وَلَا يَقْبَلُ بَعْدَ خُرُوجِهِمْ
 مِنْهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ أَيْ يُمَلِّكُونَ بِالْإِعَادَةِ
 إِلَى الدُّنْيَا لِيُثْمِنُوا وَمَنْ حَمَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ
 عَلَى يَوْمِ بَدْرٍ أَوْ يَوْمِ فَتْحِ مَكَّةَ قَالَ مَعْنَاهُ
 لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيْمَانُهُمْ إِذَا جَاءَ
 هُمُ الْعَذَابُ وَقِيلُوا الْآنَ إِيْمَانُهُمْ حَالُ
 الْقَتْلِ إِيْمَانُ اضْطِرَّارٍ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ
 أَيْ يُمَلِّكُونَ بِتَأْخِيرِ الْعَذَابِ عَنْهُمْ وَلَمَّا
 فَتَحَتْ مَكَّةَ هَرَبَتْ قَوْمٌ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ
 فَلَحِقَهُمْ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَأُظْهِرُوا الْإِسْلَامَ فَلَمْ
 يَقْبَلَهُ مِنْهُمْ خَالِدٌ وَقَتْلَهُمْ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى
 لَا يَنْفَعُ الْخَ

دُتفسیرِ جملِ شوم ص ۲۲۰) سورہ سجدہ آخری آیت
 ترجمہ: یوم الفتح سے مراد اگر یوم القیامت لی جائے۔ تو بات واضح ہے
 کیونکہ ایمان مقبول وہی ہوتا ہے۔ جو دنیا میں رہتے ہوئے لایا
 جائے۔ اور دنیا سے اٹھ جانے کے بعد مقبول نہیں ہوتا۔ ایسے
 لوگوں کو دنیا میں دوبارہ آنے کی ہمت نہیں دی جائے گی۔ تاکہ انہیں

ایمان لانے کا موقع دیا جائے۔ اور جس نے یوم الفتح سے مراد بدر کا دن یا فتح مکہ کا دن لیا ہے۔ اس نے اس آیت کا معنی یہ بیان کیا کہ کافروں کا ایمان لانا اس وقت کا رآمد نہ ہوگا جب عذاب اُن پر آپہنچا اور وہ قتل کر دیئے گئے۔ کیونکہ قتل کی حالت میں ایمان لانا اضطراری ایمان ہے۔ اور ان لوگوں کو عذاب مؤخر کر کے مہلت بھی نہ دی جائے گی۔ جب مکہ فتح ہوا تھا تو بنی کنینہ کی ایک جماعت بھاگ کھڑی ہوئی۔ خالد بن ولید نے انہیں ہا پکڑا۔ انہوں نے اپنا اسلام لانا ظاہر کیا۔ لیکن خالد بن ولید نے قبول نہ کیا۔ اور انہیں قتل کر دیا۔ تو یہ ہے تفسیر اللہ تعالیٰ کے قول لا ینفع الخ کی۔

تفسیر صاوی:

(قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ) بِإِثْنِ إِلَى الْعَذَابِ بِهِمْ
(الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْإِيمَانِ هُمْ وَلَا هُمْ
يُنْظَرُونَ) كَيْمَهْلُونَ لِتَوْبَةٍ أَوْ مَعَذِرَةٍ۔

(تفسیر صاوی جلد سوم ص ۲۲۹)

ترجمہ: یوم الفتح سے مراد کفار پر عذاب اترنے کا دن ہے اس دن انہیں توبہ اور معذرت کی مہلت نہ دی جائے گی۔ اور نہ ہی اس دن کا ایمان لایا ہوا مفید ثابت ہوگا۔

تفسیر خازن:

(قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ) يَعْنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَنْفَعُ
الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْإِيمَانِ هُمْ وَلَا يَنْفَعُ
الْإِيمَانُ وَمَنْ حَمَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ عَلَى فَتْحِ مَكَّةَ

أَوِ الْقَتْلِ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ مَعْنَاهُ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ
كَفَرُوا وَإِيْمَانُهُمْ إِذْ جَاءَهُمُ الْعَذَابُ - (تفسیر
خازن جلد سوم ص ۵۸۲) سورہ سجدہ آخری آیت

ترجمہ:

یوم الفتح سے مراد یوم القیامت ہے۔ یعنی قیامت کے دن کفار کا
ایمان نامقبول ہوگا۔ اور جس نے یوم الفتح کو فتح مکہ یا بدر کے دن پر
محمول کیا ہے۔ اس نے اس آیت کا معنی یوں بیان کیا ہے جب
کافروں پر عذاب آن پہنچا تو اس وقت ان کا ایمان سودمند نہ ہوگا۔
تفسیر مدارک:

رَقْلُ يَوْمِ الْفَتْحِ (أَيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ يَوْمُ الْفَصْلِ
بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَاعْتِدَائِهِمْ - (تفسیر مدارک
بر حاشیہ خازن جلد سوم ص ۵۸۲)

ترجمہ: یوم الفتح سے مراد قیامت کا دن ہے۔ اور یہی دن مسلمانوں اور ان
کے دشمنوں کے درمیان فیصلے کا دن ہے۔

تفسیر روح المعانی:

(يَوْمِ الْفَتْحِ) يَوْمَ الْقِيَامَةِ ظَاهِرٌ عَلَى الْقَوْلِ
يَأْنِ الْمُرَادِ بِالنَّحْوِ الْفَصْلُ لِلْخُصُومَةِ فَقَدْ
قَالَ سُبْحَانَهُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ - (تفسیر روح المعانی جلد ۲

ص ۱۲۱) سورہ سجدہ آخری آیت

ترجمہ: یوم الفتح سے مراد قیامت کا دن ہے۔ کیونکہ فتح کا معنی بظاہر

فصل ہے۔ یعنی مسلمانوں اور کفار کے مابین حق و باطل کے جھگڑے میں فیصلہ کا دن اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بے شک آپ کا رب اُن کے درمیان قیامت کے روز فیصلہ فرمائے گا،

ملحہ فکریہ:

ان دس متداول تفاسیر میں ”یوم الفتح“ کا معنی قیامت کا دن عذاب کا دن اور فتح مکہ کا دن لیا گیا۔ لیکن آخری معنی کے درست ہونے کے لیے کہا گیا کہ اس آیت کا مصداق بنی کنانہ ہیں۔ یا وہ کفار جو لڑائی کے وقت حالت کفر میں مارے گئے۔ ان میں معافی کے علاوہ چوتھا معنی جو محدث ہزاروی کو سوجھا ہے۔ کسی مفسر نے نہیں کیا۔ ان بے وقوف اور جاہل نام نہاد مولویوں پیروں اور محدثوں کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بھی یاد نہ رہا۔ جو اپنے فتح مکہ کے دن فرمایا تھا۔ مَنْ دَخَلَ دَارَ آجِي سَفِيَّانَ فَهُوَ مِنْ رِابْنِ هِشَامٍ جلد چہارم ص ۱۲۲۶ مَنْ آتَى مَسْجِدَ آجِي دَارِ آجِي سَفِيَّانَ أَوْ أَخْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ مِنْ رِابْنِ خَلْدُونَ جلد دوم ص ۴۰ جو شخص البوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا۔ مسجد میں آجائے گا۔ یا اپنا دروازہ بند کرے گا تو امن میں ہے ان تصریحات ائمہ مفسرین کے باوجود یہ رٹ لگائی جا رہی ہے۔ کہ یہ آیت فتح مکہ کے دن مسلمان ہونے والوں کے لیے نازل کی گئی۔ اور بتایا گیا۔ کہ ان کا ایمان ہرگز نفع بخش نہیں۔ اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔ اور ان دو ہزار اسلام قبول کرنے والوں میں سے صرف اور صرف دو صحابی ہی اس آیت کے حکم کے تحت آئے ہیں۔ کیا کوئی ذی ہوش ایسی تفسیر کو قبول کرے گا۔؟ معلوم ہوتا ہے۔ کہ محدث ہزاروی، مودودی اور دیوبندی و سنی نماز افضی کے دل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے حسد و بغض سے لبریز ہیں۔ جس کی بنا پر انہیں حق نظر نہیں آتا۔

الزادِ مخبر (۹)

معاویہ ابوسفیان منافق کا بیٹا ان منافقوں
میں سے ہے جن کے حق قرآن کی شہادت
ہے جو کفر سے ڈر کر اسلام میں داخل ہوئے

اور کفر کے ساتھ بغاوت کر کے اسلام سے نکل گئے۔ پڑھو
قرآن پاک پارہ ۷۱ رکوع ۳۱ سورہ مائدہ آیت ۷۱ ثابت ہوا کہ
یہ کافر آئے اور کافر گئے اور اہل جہل ملانے ان پر جہالت میں رضی اللہ عنہ
پڑھ کر اہل جہل بن رہے ہیں

جواب:

الزام باللائم تین امور کہے گئے ہیں۔

- ۱۔ امیر معاویہ اور ابوسفیان رضی اللہ عنہما دونوں منافق ہیں۔
- ۲۔ امیر معاویہ ڈر کے مارے کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہوئے اور پھر بغاوت کر کے اسلام
چھوڑ کر کفر اختیار کر لیا۔ یعنی وہ سرے سے مسلمان ہوئے ہی نہ تھے۔
- ۳۔ ان کو رضی اللہ عنہ کہنے والے جاہل مکلاں میں۔ اور وہ اہل جہل کے ساتھی ہیں۔

تردیدِ امرِ دوم:

امیر معاویہ اور ان کے والد پر منافق ہونے کا الزام اور اس کا تفصیلی جواب

گزشتہ اوراق میں دیا جا چکا ہے۔ البدایہ والنہایہ، اسد الغابہ اور تطہیر الجنان وغیرہ کی تصریحات ملاحظہ کر چکے ہیں۔ ان میں احسن اسلامہ، القاطعان کے بہترین مسلمان ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ جنگ یرموک میں جناب ابوسفیان کے کارنامے، جنگ حنین میں ان کی ثابت قدمی اور آنکھ کا شہید ہونا اور پھر اس کے صلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت ملنے کی خوشخبری، فتح مکہ کے دن ان کے گھر کو دارِ امن قرار دینا کیا یہ تمام حقائق ان کے راسخ العقیدہ مسلمان ہونے پر دلالت نہیں کرتے؟ ادھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کتابت وحی کی ذمہ داری سونپنا، اپنا راز دان بنانا اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے ہادی و ہمدی کی دعا کرنا کیا ان کے نقاق کو ثابت کرتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان حضرات کے بارے میں محدث ہزاروی سے کہیں بڑھ کر علم تھا۔ نہیں نہیں بلکہ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی تو جاہل مرکب ہیں۔ لہذا ان کی وہی تباہی باتوں کو تسلیم کرنا بھی پرے درجے کی حماقت ہے

ترد امر دوم:

”حضرت امیر معاویہ کفر کے ساتھ اسلام میں داخل ہوئے۔“ اس امر کی تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے۔ اس کی دوسری شق ”بغاوت کر کے اسلام سے نکلنا“ ہم اس موقع پر محدث ہزاروی سے یہ پوچھنے کی جسارت کرتے ہیں۔ کہ کیا ہر باغی ان کے نزدیک مسلمان نہیں رہتا اور کافر ہو جاتا ہے؟ اگر کوئی دلیل ہو تو اثبات پر پیش کی جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہر باغی، کافر نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ خود قرآن کریم میں بغاوت کرتے والے کو مومن ہی کہا ہے۔ **وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا** الخ اگر مومنوں کی دو جماعتیں باہم لڑ پڑیں۔ تو ان کے درمیان صلح کرادیا کرو۔ اور اگر ان میں ایک جماعت دوسری پر بغاوت کرے۔ تو باغی جماعت کے خلاف لڑو۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف وہ لوٹ آئے۔ اس آیت کے بارے میں امام باقر نے

ایک سائل کے جواب میں فرمایا۔ کہ ان دو جماعتوں سے مراد جنگِ جمل اور جنگِ صفین (بطور پیش گوئی) ہیں۔ دیکھئے اس میں اللہ تعالیٰ نے باغی کو کافر نہیں کہا۔ تو جب اللہ، اس کا رسول اور ائمہ اہل بیت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مومن فرمائیں۔ تو پھر محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کی ڈکٹ کی بجائے کون سنے گا۔ اب آئیے اس آیت کی طرف کہ جس سے محدث ہزاروی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر منافق ہونے کا فتویٰ جڑ دیا آیت کے سیاق و سباق کو دیکھ کر قارئین کرام آپ اس کے مضمون اور محدث ہزاروی کی قرآن وانی یقیناً سمجھے جائیں گے۔

سورة المائدہ:

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَتَّقُونَ مِمَّا آتَاكُمْ
بِاللَّهِ وَمِمَّا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِمَّا آتَاكُمْ
كُمُ فَسِقُونَ ۝ قُلْ هَلْ أَنْتُمْ بِبَشِيرٍ مِّنْ
ذَلِكَ مَتُوبَةٍ ۚ عِنْدَ اللَّهِ مَن لَّعَنَهُ اللَّهُ وَخَضِبَ
عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمْ الْفِرَكَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَ
عَبَدَ الطَّاغُوتِ أُولَئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ
عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ ۝ وَإِذَا جَاءُواكَ أَكْثَرُ
أَمَّا وَقَدْ دَخَلُوا بِأَلْكَفَرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا
بِهِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ ۝ (سورة المائدہ

آیات ۵۹، ۶۰، ۶۱)

ترجمہ: تم فراؤاے کتابیو! تمہیں ہمارا کیا برا لگا۔ یہی ناکہ ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف اترا اور اس پر جو پہلے اترا۔ اور یہ کہ تم میں اکثر بے حکم ہیں۔ تم فرما دو کیا میں بتا دوں جو اللہ کے ہاں اس سے بدتر درجہ ہیں۔

وہ جس پر اللہ نے لعنت کی۔ اور ان پر غضب فرمایا۔ اور ان میں سے کوئی
بندر اور سورا اور شیطان کے پوجاری، ان کا ٹھکانہ زیادہ بُرا ہے۔ یہ
سیدھی راہ سے زیادہ ہلکے۔ اور جب تمہارے پاس اُنیں تو کہتے ہیں۔ ہم
مسلمان ہیں۔ اور وہ اُتے وقت بھی کافر تھے اور جاتے وقت بھی کافر اور
اللہ خوب جانتا ہے جو چھپا رہے ہو۔

مذکورہ تین آیات اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو مخاطب کرتے ہوئے نازل
فرمائیں۔ اور ان آیات میں مسلمانوں کے ساتھ ان کی دیرینہ دشمنی کو ایک اچھوتے
انداز میں بیان کیا گیا۔ پھر اُن کے زعم کو توڑنے کے لیے ان کے کچھلوں کی مسخ شدہ
صورتیں یاد دلایں۔ اسی طرح یہاں متواتر دس آیات میں انہی لوگوں کو خطاب کیا گیا ہے
یہود و منافقین کی ایک روش اس آیت میں بیان فرمائی۔ جسے محدث ہزاروی اینڈ کمپنی
نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر چسپاں کر دیا۔ وہ روش یہ تھی۔ کہ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے حضور آتے۔ تو ایمان کا اظہار کرتے۔ تاکہ دھوکہ دیں۔ جس طرح محدث
ہزاروی اینڈ کمپنی سنی بن کر دھوکہ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی حالت بیان فرمادی۔ کہ یہ
لوگ اوپر سے ہی دُرا مَنّا، کہتے ہیں۔ درحقیقت جیسے کفر لیے ہوئے اُسے ویسے ہی کفر
کے ساتھ آپ کی بارگاہ سے اٹھ کر چلے گئے۔ محدث ہزاروی وغیرہ کو اپنا مطلب نکالنے
کے لیے جہاں کہیں لفظ کفر و نفاق نظر آتا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ کس کے حق
میں اُترا۔ فوراً اُسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر چسپاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں
آیت مذکورہ کے ساتھ بھی انہوں نے یہی سلوک روارکھا۔ ہم ہی نہیں کہتے۔ بلکہ
مفسرینِ کرام بالاتفاق ان آیات کو یہود و منافقین کے بارے میں نازل ہونا
تحریر کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

تفسیر طبری:

حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَوْلَهُ وَإِذَا جَاءَ وَ
كُمُ قَالُوا أَمَّا الْخِ نَاسٌ مِنَ الْيَهُودِ كَانُوا
يَدْخُلُونَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَيُخْبِرُونَهُ أَفَلَمْ مَوْمِنُونَ عَنِ السَّيِّئِ وَإِذَا جَاءَ وَ
الْآيَةُ قَالَ هُوَ لَا نَاسٌ مِنَ الْمُنَافِقِينَ كَانُوا يَهُودًا
يَقُولُ دَخَلُوا كُفَّارًا وَخَرَجُوا كُفَّارًا۔

(تفسیر طبری جلد ششم ص ۱۹۲)

ترجمہ:

سعید بن قتادہ نے و اذ جاء و کما الخ آیت کے بارے
میں فرمایا کہ یہودیوں کے کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو آپ کو یہ خبر
دیتے کہ ہم مومن ہیں۔ سدی سے ہے کہ آیت مذکورہ یہودی منافقین
کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ کافرانہ حالت میں آتے اور اسی حالت
میں پلٹ جاتے۔

امیر معاویہ اور ان کے فقہاء کے بارے میں

حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ

تفسیر قرطبی:

قَالَ الْحَارِثُ الْأَعْوَرُ رَسِيلَ عَلِيٍّ

ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ وَ هُمْ الْقُدْوَةُ عَنْ
 قِتَالِ أَهْلِ الْبَغْيِ مِنْ أَهْلِ الْحِمْلِ وَقَسِيرِ
 الْمُشْرِكُونَ هُمْ قَالَ لَا مِنْ الشِّرْكِ فَتَرَوْا
 فَقِيلَ أَمَنَافِقُونَ قَالَ لَا لِأَنَّ الْمَنَافِقِينَ
 لَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا قِيلَ لَهُ فَمَا
 حَالُهُمْ قَالَ إِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا۔

(۱) تفسیر قرطبی ج ۱۶ مطبوعہ مصر

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۵

ص ۲۵۶) سورۃ حجرات آیت نمبر ۱۰

ترجمہ: عارث اُور کہتے ہیں کہ علی المرتضیٰ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا
 گیا جو جنگ جمل اور صفین میں آپ کے مقابل تھے۔ کیا وہ مشرک ہیں؟
 فرمایا نہیں۔ وہ تو شرک سے دُور بھاگ گئے۔ پوچھا کیا وہ منافق ہیں۔
 فرمایا نہیں۔ کیونکہ منافق اللہ تعالیٰ کی یاد بہت کم کرتے ہیں۔ پوچھا کیا
 پھر ان کا کیا حال ہے؟ فرمایا۔ ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارے خلاف
 مخالفت و بغاوت پر اُتر آئے۔

قرب الاسناد:

جعفر عن ابیہ اَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ
 يَقُولُ لَا أَهْلَ حَرْبٍ إِلَّا لَمْ نُقَاتِلْهُمْ عَلَى التَّكْفِيرِ
 وَلَمْ نُقَاتِلْهُمْ عَلَى التَّكْفِيرِ لَنَا وَالْكَثَرِ أَيْتَانَا
 عَلَى حَقِّ وَرَأَوْا أَذْهَمَ عَلَى حَقِّ۔ (قرب الاسناد ص ۲۵)

مطبوعہ تہران طبع جدید

تذکرہ: حضرت علی المرتضیٰؑ کہا کرتے تھے کہ جن لوگوں نے ہم سے لڑائی کی۔ اس بنا پر نہیں کہ وہ ہمیں کافر کہتے تھے یا ہم انہیں کافر کہتے تھے۔ بلکہ ہم نے سمجھا کہ ہم حق پر ہیں۔ اور انہوں نے سمجھا کہ وہ حق پر ہیں۔ (کفر و اسلام کی جنگ نہ تھی۔)

مقامِ غور:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جن سے جنگ ہوئی۔ اور جن کے خلاف بغاوت کا چرچا کیا جاتا ہے۔ وہ یعنی حضرت علی المرتضیٰؑ رضی اللہ عنہ ان کے بارے میں نہ مشرک ہونے کا فتوے دیں۔ اور نہ انہیں منافق کہیں۔ ہاں کہتے ہیں تو دینی بھائی کہتے ہیں۔ اور دونوں کے اختلاف کا سبب اختلاف رائے فرماتے ہیں۔ تو محدث ہزاروی وغیرہ کو آخر کیوں پیٹ میں بل پڑتے ہیں۔ نہ اس کے باپ و دادا سے امیر معاویہ کی لڑائی ہوئی۔ اور نہ اس سے کچھ چھینا۔ علی المرتضیٰؑ رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت عمار یا سر بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اچھے تاثرات رکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

مصنف ابن ابی شیبہ:

عن زیاد بن الحارث قال كنت الى جنب عمار بن ياسر بصيفين وركبتي تمس ركبته فقال رجل كثر اهل الشام فقال عمار لا تقولوا ذالك تبينا ونبئهم واحد وقبلتنا و قبلتهم واحد والكلهم قوم مفتونون جادوا عاب الحق فحق علينا ان نقاتكم حتى يرجعوا اليه (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ ص ۲۹۰) حدیث

ترجہ مٹا، زیاد بن الحارث بیان کرتے ہیں کہ میں جنگ صفین میں ہمارے
یاسر کے پہلو میں تھا۔ یہاں تک کہ میرا گھٹنا اُن کے گھٹنا سے چھو رہا تھا
اتنے میں ایک آدمی نے کہا۔ شامیوں نے کفر کیا ہے۔ یہ سن کر عمار بولے
یوں مت کہو۔ کیونکہ ان کا اور ہمارا نبی اور قبیلہ ایک ہے
لیکن یہ لوگ آزمائش میں ڈال دیئے گئے ہیں۔ حق سے تجاوز کر گئے۔
لہذا ہم پر لازم ہے کہ ان سے لڑیں۔ حتیٰ کہ وہ حق کی طرف لوٹ
آئیں۔

لہذا جس شخصیت کو علی المرتضیٰ مومن کہیں۔ امام باقر مسلمان سمجھیں۔ امام جعفر زنی بھائی
بتلائیں۔ اور اہل سنت کی تمام معتبر کتب انہیں صحابی رسول کا تب وحی، خلیفہ
المسلمین، صنتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء مستجاب کا پیکر کہیں۔ انہیں محدث
مزاروی (معاذ اللہ) کافر، منافق اور مرتد کہہ کر رہا ہے۔ اس سے اُن کا کیا بگڑے گا۔
خود اپنا دین و اسلام ہاتھ سے گنوا لیا۔ آخر میں جنگ صفین کے خاتمہ پر علی المرتضیٰ
کا ایک اعلان نقل کر کے ہم اس الزام کی تردید کو ختم کرتے ہیں۔

نیرنگ فصاحت ترجمہ نہج البلاغہ

اکثر شہروں کے معززین کو حضرت نے یہ خط تحریر فرمایا ہے۔ جس میں ماجرائے
جنگ صفین کا بیان ہے۔ ہماری اس ملاقات (لڑائی) کی ابتداء جو اہل شام کے ساتھ
واقع ہوئی کیا تھی؟ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک ہے۔ رسول
ایک ہے دعوت اسلام ایک ہے (جیسے وہ اسلام کی طرف لوگوں کو بتلاتے ہیں
ویسے ہم بھی) ہم خدا پر ایمان لانے، اس کے رسول کی تصدیق کرنے میں ان پر کسی
فضیلت کے خواہاں نہیں نہ وہ ہم پر فضل و زیادتی کے طلب گار ہیں۔ ہماری

حالتیں بالکل یکساں ہیں۔ مگر وہ ابتداء یہ ہوئی۔ کہ خون عثمان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ حالانکہ ہم اس سے بڑی تھے۔ (رینزنگ فصاحت ترجمہ نمبرج البلاغہ ص ۴۶۷)

قریبیہ امرو

امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ، کہنے والے

الوجہ ہیں

اس جملہ خبیثہ کی زد میں دوچار کیا تمام اکابرین امت آجاتے ہیں۔ صرف محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کے چند ناہنجار شاگرد بچ جائیں۔ دررضی اللہ عنہ، کہنے والوں میں سے چند ایک حضرات کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہنے والے چند اکابرین امت کے باحوالہ نام

(۱) امام غزالی

شواہد الحق:

وَأَعْتَقَادُ أَهْلِ الشُّنَّةِ تَرْكِهَ جَمِيعِ الصَّحَابَةِ
وَالْتَّنَاءُ عَلَيْهِمْ كَمَا أَشْنَى اللَّهُ سُبُعَانَهُ وَقَمَالِي
وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جَرَى بَيْنَ
مَعَاوِيَةَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ مَبْنِيًّا عَلَى
الْأُجْتِهَادِ لَا مَنَازَعَةَ مِنْ مَعَاوِيَةَ فِي الْإِمَامَةِ

الغزالی

دشواہد الحق تصنیف امام یوسف نبھانی ص ۴۶۲ تا ۴۶۴

ترجمہ: اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام کو عادل اور گناہ کبیرہ

سے دُور سمجھیں۔ اور ان کی تعریف ہی کیا کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ثناء کی۔ اور جو لڑائیاں علی المرتضیٰ و امیر معاویہ کے مابین ہوئیں۔ ان کا دار و مدار اجتہاد پر تھا۔ امیر معاویہ کا کوئی امامت میں جھگڑا نہ تھا۔

امام غزالی نے علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ دونوں کو اکٹھا در فضی اللہ عنہ، ذکر کر کے اپنا مسلک واضح کر دیا۔ وہ رضی اللہ عنہ بھی کہتے ہیں۔ اور ان کا تزکیہ بھی مانتے ہیں۔ اور ان کے اختلافات کو اجتہادی اختلافات قرار دیتے ہیں۔ اور جو شخص امیر معاویہ کو (جو جملہ صحابہ کرام میں سے ہی ہیں) قابلِ تعریف و ثناء نہیں سمجھتا اور ان کے تزکیہ کا قائل نہیں ہے۔ امام غزالی کے نزدیک وہ اہل سنت میں سے نہیں۔

(۲) سرکارِ غوثِ اعظم

شواہد الحق؛

وَتَحْقِيقُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
الْحَسَنِ رَأَى ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ يَصْلَحُ اللَّهُ تَعَالَى
بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ (تَوْحِيدُ
إِمَامَتِهِ بِعَقْدِ الْحَسَنِ لَهُ فَسُمِّيَ عَامَهُ عَامَ الْجَمَاعَةِ
لَا رَيْفَاقِ الْخِلَافِ بَيْنَ الْجَمِيعِ وَإِتِّبَاعِ الْكُلِّ
لِمَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - شواہد الحق ص ۴۱
ترجمہ ۲۔
الغوث الجبلائی)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن کے بارے میں فرمایا -
"بے شک میرا یہ بیٹا سید ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ

دو مسلمان جماعتوں میں صلح کرا دے گا، لہذا جب امام حسن نے خلافت سے دستبرداری فرمائی۔ تو اس کے بعد امیر معاویہ کی امامت لازم ہو گئی اس سال کو دو عام الجماعت، کہا جاتا ہے۔ کیونکہ تمام حضرات کے مابین واقع اختلاف اٹھ گیا اور سب نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتباع کر لی۔

(۳) — ابن الہمام

شواہد الحق،

وَمَا جَدَىٰ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَعَلِيٍّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِنَ الْحُرُوبِ بِسَبَبِ طَلَبِ
تَسْلِيمِ قَتْلِ عِثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
كَانَ مَبْنِيًّا عَلَى الْاجْتِهَادِ لَا مُنَازَعَةَ
مِنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
فِي الْإِمَامَةِ۔

ر شواہد الحق صفحہ نمبر ۴۷۹۔ اکیال بن الہمام

ترجمہ:

حضرت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین جو لڑائیاں ہوئیں۔ اس کا سبب قاتلان عثمان کا سپرد کرنا تھا۔ اور یہ اختلاف اور جنگ اجتہاد پر مبنی تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے امامت کے مسئلہ میں کوئی جھگڑا نہ تھا۔

امام نووی: شواہد الحق:

وَأَمَّا مَعَاوِيَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَهُوَ مِنَ الْعُدُولِ
الْفَضْلَاءِ وَالصَّحَابَةِ النَّجَبَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
(شواہد الحق ص ۲۷۳ قول: الامام النووی)

ترجمہ:

بہر حال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل صحابہ کرام اور فاضل و اعلیٰ آدمی
تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

امام شعرائی: شواہد الحق:

وَقَالَ الْإِمَامُ الشُّعْرَانِيُّ أَيْضًا فِي كِتَابِ الْيَوَاقِيتِ
وَالْجَوَاهِرِ الْمُبَاحِثِ الرَّابِعِ وَالْأَرْبَعُونَ فِي
بَيَانِ وَجُوبِ الْكَفِّ عَمَّا شَجَرِيَيْنِ الصَّحَابَةِ
وَوُجُوبِ إِعْتِقَادِ أَكْثَرِ مَا جُورُونَ وَذَلِكَ
لِأَنَّهُمْ كُلُّهُمْ عَدُوٌّ لِإِتِّفَاقِ أَهْلِ السُّنَّةِ سِوَاءٍ
مَنْ لَا بَسَّ الْفِتَنِ أَوْ مَنْ لَمْ يَلَا بِسْمًا۔

(شواہد الحق ص ۲۷۸ الامام القطب الشعرائی)

ترجمہ: قطب ربانی امام شعرائی نے ایواقیت و الجواہر بحث چوالیس
میں فرمایا کہ حضرات صحابہ کرام کے مابین اختلافات کے بارے میں
غاموش رہنا نہایت ضروری ہے۔ اس بحث میں فرماتے ہیں۔
کہ یہ عقیدہ رکھنا لازم ہے۔ کہ ان میں سے ہر ایک اللہ کے ہاں ثواب
کافی دار ہے۔ کیونکہ وہ تمام عادل ہیں۔ اور اس پر تمام اہل سنت کا
اتفاق ہے۔ چاہے ان میں سے صحابی ہوں۔ جو باہم لڑائی میں پڑے

یا اس سے یکے رہے۔ (سب عادل ہیں۔)

خلاصہ کلام:-

امام غزالی، غوث اعظم، ابن الہمام، امام نووی اور امام شرفانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ وہ اکابر امت ہیں۔ کہ جنہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو رضی اللہ عنہ کہا ہے۔ بطور اختصار ان حضرات کا ذکر کیا گیا۔ وگرنہ ہر قابل ذکر مسلمان ہی عقیدہ رکھتا ہے۔ محدث ہزاروی کے فتوے کے مطابق یہ سب (معاذ اللہ) ابو جہل ہیں۔ ان تمام نے اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہی بیان کیا ہے۔ کہ امیر معاویہ عادل، صحابی اور مومن خالص ہیں۔ اسی بنا پر ان حضرات نے ان کے نام کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" کا جملہ دعائیہ لکھا اور کہا ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ محدث ہزاروی خود اہل سنت میں سے نہیں۔ کیونکہ اس نے اجماعی عقیدہ اہل سنت کی مخالفت کی ہے۔ پھر اس کے باوجود اُسے ہزاروں مریدوں کا پیر کامل ہونے کا دعوائی عجیب طرفہ مذاق ہے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ سرکارِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی وساطت کے بغیر کسی کو ولایت نہیں مل سکتی۔ اور خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ میری ترقی درجات بھی غوثِ اعظم کے وسیلہ جلیل سے ہوئی۔ اب محدث ہزاروی کے فتوے کے مطابق سرکارِ غوثِ پاک (معاذ اللہ) ابو جہل ہوئے۔ اگر ان سے محدث کو کچھ روحانیت ملی۔ تو اپنے بقول

روحانیت نہیں بلکہ ابو جہل کی وراثت ملی۔ اور اگر ان سے نہیں ملی۔ تو پھر ولی اللہ نہیں ولی الشیطان ہوا۔ اور مریدوں کو شیطان بنانے کا ٹھیکیدار ہوا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزاد مغیر (۱)

معاویہ ابوسفیان کا بیٹا دین اسلام سے پہلا

باقی ہے

شرح مقاصد جلد دوم
ص ۳۰۶ طبع لاہور

جواب :-

شرح المقاصد علامہ تفتازانی کی تصنیف ہے۔ جو علم الکلام یعنی عقائد پر لکھی گئی ہے۔ جہاں اس میں عقائد سے متعلق مختلف ابحاث ہیں۔ ان میں ایک بحث مذکورہ موضوع کے متعلق بھی ہے۔ اجمالی طور پر یوں کہا جاسکتا ہے۔ کہ علامہ موصوف نے باغی جو کہ کسی دلیل و رائے سے اختلاف کر کے امام برحق سے بغاوت کرتا ہے اور وہ باغی جو بغیر معقول دلیل کے امام برحق کی مخالفت کرتا ہے۔ دونوں سے کا فرق بیان فرمایا۔ اس سلسلہ میں پہلے باغی کی مثال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پیش کی اور دوسرے قسم کے باغی قاتلان عثمان بتلائے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بحث کرتے ہوئے اگرچہ علامہ موصوف نے یہ الفاظ لکھے۔ اِنَّ اَقْوَلَ مَنْ بَعَثَ فِي الْاِسْلَامِ مَعَاوِيَةَ (اسلام میں سب سے پہلے بغاوت کرنے والا معاویہ ہے۔) لیکن اس کا مفہوم اور مراد وہ نہیں۔ جو محدث ہزاروی نے لی ہے اور جس کی بنا پر اس نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کفر و نفاق و ارتداد کے فتوے لگا دیئے۔ اگر علامہ تفتازانی کی اس بحث کا خلاصہ بیان کر دیا جاتا۔ تو ان کی مراد خود بخود واضح ہو جاتی۔ لیکن ان کی عبارت میں سے اپنے مطلب کی ایک سطر محدث ہزاروی

نے لے کر پھر اُسے اپنا مطلب پہنا کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر الزام تراشی کی ہے۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ شرح مقاصد کی مذکورہ عبارت وہاں تک ذکر کریں۔ جہاں تک وہ اپنا مطلب واضح کر سکے۔ اگرچہ عبارت طویل ہے۔ لیکن ہم بقدر ضرورت ذکر کریں گے۔ تاکہ صحیح مراد معلوم ہونے میں آسانی ہو جائے۔

شرح مقاصد:

وَالْمُخَالِفُونَ بُغَاةٌ لِيُخْرُوجَهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ
الْحَقِّ بِشُبُهَةٍ هِيَ تَرْكُهُ الْقِيَاصَ مِنْ قَتْلَةِ
عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَلِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لِعَمَّارٍ تَقَتَّلَكَ الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَّةُ وَقَدْ قُتِلَ
يَوْمَ صَقِّينَ عَلَى يَدِ أَهْلِ الشَّامِ وَلِقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا وَكَيْسُوا كُفْرًا
وَلَا فَسْقَةَ وَلَا ظُلْمَةَ لِمَا لَهُمْ مِنَ الثَّأْوِيلِ
وَإِنْ كَانَ بَاطِلًا فَغَايَةُ الْأَمْرِ أَنَّهُمْ أَخْطَاءُ وَ
فِي الْإِجْتِهَادِ وَذَلِكَ لَا يُؤْجِبُ التَّفْسِيْقَ فَضْلًا
عَنِ التَّكْفِيرِ وَلِهَذَا مَتَّعَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَصْحَابَهُ مِنْ لَعْنِ أَهْلِ الشَّامِ وَقَالَ اخْوَانُنَا
بَغَوْا عَلَيْنَا كَيْفَ وَقَدْ صَحَّ نَدَمُ طَلْعِهِ
وَالزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَالْضِرَّافِ
الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْحَرْبِ وَاشْتَهَرَ
نَدَمُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَالْمُحَقِّقُونَ
مِنْ أَصْحَابِنَا عَلَى أَنَّ حَرْبَ الْجَمَلِ كَانَتْ فَلْتَةً

مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ مِنَ الْفَرِيقَيْنِ بَلْ كَانَتْ تَهْيِيجًا
 مِنْ قَتْلِهِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَيْثُ صَارُوا
 فَرَقَتَيْنِ وَ اخْتَلَطُوا بِالْعُسْكَارَيْنِ وَ أَقَامُوا
 الْحَرْبَ خَوْفًا مِنَ الْقِصَاصِ وَ قَصْدًا عَالِشَةً
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَمْ يَكُنْ إِلَّا صِلَاحُ الطَّائِفَتَيْنِ
 وَ تَسْكِينُ الْفِتْنَةِ فَوَقَّعَتْ فِي الْحَرْبِ وَمَا
 ذَهَبَ إِلَيْهِ الشَّيْعَةُ مِنْ أَنْ مَحَارِبِي
 كُفْرَةٍ وَ مُخَالَفَةِ فَسَقَةٍ تَمَسُّكَ بِمَقُولِهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرْبُكَ يَا عَلِيُّ حَرْبِي
 وَ يَا نَ الطَّاعَةَ وَ اجِبَةَ وَ تَرْكَ الْوَاجِبَ فِسْقٌ
 فَهِنَّ اجْتَرَأَ لِيَوْمِ وَ جِهًا لَا تِيمُرُ حَيْثُ لَمْ
 يُفَرِّقُوا بَيْنَ مَا يَكُونُ بِنَاءً وَ يَلٍ وَ اجْتِهَادٍ
 وَ بَيْنَ مَا لَا يَكُونُ نَعْمَ لَوْ قُلْنَا بِكُفْرِ الْغَوَارِ
 بِنَاءً عَلَى تَكْفِيرِهِمْ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمْ
 يَنْبَغِ لِكِنَّهُ بَعَثَ اخْرُفَانِ قِيلَ لَا كَلَامَ
 فِي أَنْ عَلِيًّا أَعْلَمَ وَ أَفْضَلُ وَ فِي بَابِ الْاجْتِهَادِ الْمَلُ
 لِكِنْ مِنْ آيِنَ لَكُمْ أَنَّ اجْتِهَادَهُ فِي هَذِهِ الْمَسْئَلَةِ
 وَ حُكْمَهُ بَعْدَ الْقِصَاصِ عَلَى الْبَاغِي أَوْ بِاشْتِرَاطِ
 زَوَالِ الْمَنْعَةِ صَوَابٍ وَ اجْتِهَادُ الْقَائِلِينَ بِأَلُو
 حُبِّ خَطَاءٍ لِيُصِغَّ لَهُ مُقَاتَلَتُهُمْ وَ هَلْ
 هَذَا إِلَّا كَمَا إِذَا خَرَجَ طَائِفَةٌ عَلَى الْإِمَامِ

وَطَكَبُوا مِنْهُ إِلَّا قِصَاصَ مِمَّنْ قَتَلَ مُسْلِمًا
بِالْمُثَقَّلِ قُلْنَا لَيْسَ قَطْعُنَا بِخَطَائِهِمْ فِي
الْجَنَاحِ عَائِدًا إِلَى حُكْمِ الْمَسْئَلَةِ كَفْسِهِ بَلْ
إِلَى اعْتِمَادِهِمْ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَعْرِفُ
الْقَتْلَةَ بِأَعْيَانِهِمْ وَيَقْدِرُ عَلَى الْقِصَاصِ مِنْهُمْ
كَيْفَ وَقَدْ كَانَتْ عَشْرَةُ الْأَوَّلِينَ مِنَ الرِّجَالِ يُلَبِّسُونَ السِّلَاحَ
وَمِنَادُونَ إِتْنَا كُنَّا قَتْلَةَ عُثْمَانَ وَبِهَذَا
يُظْهِرُ قِسَادُ مَا ذَكَرَ إِلَيْهِ مِنَ الْبَعْضِ مِنْ أَنَّ كِلْتَا
الطَّائِفَتَيْنِ عَلَى الصَّوَابِ بِنَاءً عَلَى تَصْوِيبِ كُلِّ
مُجْتَمِعٍ وَذَلِكَ لِأَنَّ الْخِلَافَ إِنَّمَا هُوَ فِي مَا إِذَا
كَانَ كُلُّ مِنْهُمَا مُجْتَهِدًا فِي الدِّينِ عَلَى الشَّرَاطِ
الْمَذْكُورَةِ وَالْإِجْتِهَادُ لَا فِي كُلِّ مَنْ يَتَحَيَّلُ
شُبُهَةً وَاهِيَةً وَيَتَأَوَّلُ تَأْوِيلًا فَاسِدًا أَوَّلَئِكَ
ذَهَبَ الْأَكْثَرُونَ إِلَى أَنَّ أَوَّلَ مَنْ بَغَى فِي الْإِسْلَامِ
مَعَاوِيَةَ لِأَنَّ قَتْلَةَ عُثْمَانَ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَعْيَانِهِ
بَلْ ظَلَمَةٌ وَعُتَاةٌ لِعَدَمِ الْإِعْتِدَادِ بِشُبُهَتِهِمْ
وَلِأَنَّ كَثِيرًا بَعْدَ كَشْفِ الشُّبُهَةِ أَصْرُوا إِصْرًا
وَاسْتَكْبَرُوا وَاسْتَكْبَارًا - ر شرح مقاصد

جلد دوم ص ۳۰۵ تا ۳۰۶

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور آپ کی جن
لوگوں نے مخالفت کی وہ باغی تھے۔ کیونکہ انہوں نے امام برحق

پر خروج کیا اور یہ خروج ایک شبہ پر مبنی تھا۔ اور شبہ یہ تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ نے عثمان غنی کے قاتلوں سے قصاص لینا چھوڑ دیا ہے۔ ان مخالفانِ علی المرتضیٰ کو باغی اس لیے بھی کہا جاتا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسر کو ایک مرتبہ فرمایا تھا۔ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمار بن یاسر جنگ صفین میں شامیوں کے ہاتھ سے مارے گئے تھے۔ اور علاوہ انہیں ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ خود علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے مخالفین کے بارے میں فرمایا ہے۔ کہ ہمارے بھائیوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے۔ لیکن مخالفانِ علی المرتضیٰ کو اس کے باوجود نہ تو کافرو فاسق کہنا چاہیے۔ اور نہ ہی ظالم۔ کیونکہ ان کی بغاوت تاویل پر مبنی تھی۔ اگرچہ ان کی تاویل خلاف حق تھی۔ زیادہ سے زیادہ ان کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ ان سے اجتہادی خطا ہوئی۔ اور اجتہادی خطا سے فسق لازم نہیں آتا۔ چہ جائیکہ اس کے کفر کے لزوم کا قول کیا جائے یہی وجہ ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل شام پر لعنت بھیجنے سے منع فرمادیا۔ اور فرمایا۔ وہ ہمارے ہی بھائی ہیں۔ ہمارے خلاف بغاوت پر اتر آئے ہیں۔ اس لیے ان پر کفر کا فتوے کیونکر درست ہو سکتا ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت طلحہ اور زبیر نے ندامت کا اظہار کیا۔ اور زبیر میدان جنگ سے چلے گئے۔ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام ہونا بھی مشہور ہے۔ ہمارے محققین کا یہ فیصلہ بھی ہے۔ کہ جنگ جمل فریقین کے درمیان بلا ارادہ ہو گئی۔ بلکہ یہ لڑائی عثمان غنی کے قاتلوں نے شروع کی۔ وہ اس طرح کہ ان میں سے کچھ حضرت عائشہ

اور کچھ دوسرے علی المرتضیٰ کے ساتھی بن گئے۔ جب انہوں نے ایک دوسرے پر تیر اندازی شروع کر دی۔ تو لڑائی چھڑ گئی۔ انہوں نے یہ حربہ اس لیے استعمال کیا۔ کہ انہیں خطرہ تھا۔ اگر لڑائی نہ ہوئی۔ تو ہم سے قصاص ضرور لیا جائے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہی ارادہ تھا۔ کہ دونوں گروہوں میں صلح و صفائی ہو جائے۔ اور حالات پر سکون ہو جائیں۔ لیکن تقدیر سے وہ اس فتنہ میں پڑ گئیں۔ اہل تشیع کا نظریہ یہ ہے۔ کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے لڑائی کرنے والا کافر اور ان کی مخالفت کرنے والا فاسق ہے۔ دلیل یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ”اے علی! تیرے ساتھ لڑائی دراصل میرے ساتھ لڑائی ہے“ دوسری دلیل ان کی یہ ہے کہ طاعت امیر واجب ہے اور واجب کو چھوڑنا فسق ہے۔ تو یہ نظریہ بمعہ دلائل ان کی جہالت اور دین پر جبرائست کرنے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ انہوں نے کسی کی مخالفت دلیل کے ساتھ یا بغیر دلیل کے ساتھ تاویل و اجتہاد کے ساتھ اور بغیر ان دونوں کے دونوں مخالفتوں کو برابر سمجھا۔ ہاں اگر ہم خارجیوں کے کفر کا قول کرتے ہیں۔ اور وہ بھی اس بنا پر کہ وہ علی المرتضیٰ کو کافر کہتے ہیں۔ تو یہ کوئی بعید بات نہیں ہوگی۔ لیکن یہ اور بحث ہے۔ اگر کہا جائے کہ علی المرتضیٰ اپنے مخالفین سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ اور اجتہاد میں ان سے زیادہ کامل تھے۔ تو اس کے بارے میں ہم کہتے ہیں۔ کہ تمہیں یہ کہاں سے پتہ چل گیا۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد زیر بحث مسئلہ میں یہ ہے کہ قاتلان عثمان سے جو باغی ہیں قصاص نہیں لینا چاہیے۔ اور

سمجھتے تھے۔ اور آپ کے مخالفین اس کی فوری ضرورت پر زور دے رہے تھے دونوں ہی اختلاف تھا مخالفین سمجھتے تھے۔ کہ علی المرتضیٰ کو قاتلانِ عثمان کا علم بھی ہے۔ اور ان سے قصاص لینے کی قدرت بھی ہے۔ حالانکہ وہ اس میں غلطی پر تھے۔

۴۔ حضرت عثمان غنی کے قاتل ایک کمزور تاویل سے لڑنے پر آمادہ ہوئے۔ جس کی کمزوری ان کو بتا بھی دی گئی۔ لیکن انہوں نے اس کے باوجود بغاوت ترک نہ کی اس لیے انہیں تاویل کے بغیر بغاوت کرنے کی وجہ سے ظالم اور فاسق کہا جائے گا اس کے مقابلہ میں امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کے پاس دلیل قوی تھی۔ اس بنا پر ان کو باغی تو کہا جاسکتا ہے۔ لیکن فاسق و کافر نہیں کہا جائے گا۔

گویا قاتلانِ عثمان باغی نہیں بلکہ فاسق ہیں۔ اور امیر معاویہ فاسق نہیں باغی ہیں۔ اس فرق کے پیش نظر اسلام کے سب سے پہلے باغی امیر معاویہ کو کہا گیا ہے۔ جن کی بغاوت تاویل پر مبنی تھی۔ اور تاویل کے ہوتے ہوئے وہ فاسق و فاجر نہیں۔ بلکہ ماجور ہوں گے۔ اور یہی امام شعرانی، امام غزالی اور ابن الہمام وغیرہ کا نظریہ ہے۔

ملحوظ فکریا:

”محدث ہزاروی“ نے علامہ تفتازانی کی ایک ادھ سطر سے اپنا مقصد پورا کرنے کی کوشش کی۔ اور ان کے حوالہ سے امیر معاویہ کو سب سے پہلا باغی قرار دے کر ان پر کفر و نفاق کا فتویٰ جڑ دیا۔ حالانکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو وہ فاسق وغیرہ بالتاویل کہہ کر ان کے فسق و فجور کی راحت نفی کر رہے ہیں۔ اور یہ فرما رہے ہیں۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق وغیرہ کہنے والے شیعہ ہیں۔ اب وہی کام اور وہی نظریہ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کا ہے۔ اس سے ہر قاری یہ سمجھ جائے گا کہ یہ لوگ نام نہاد سنی اور مصنوعی پیرو مریداندر سے رافضی ہیں۔ اور ان کے

نظریہ کے مبلغ ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر (۱۱)

حدیث نبوی کے مطابق امیر معاویہ باغی ہیں۔

معاویہ باغی تھے اس عمار بدری کو صفین میں قتل کیا جس کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تجھے دوزخی باغی گروہ قتل کرے گا۔
 تَقْتُلُكَ فِئْتَهُ بَاغِيَةً تَوْبَتِي هِيَ۔ وہ دوزخی ہوں گے (بخاری)
 رسول اللہ کی شہادت سے معاویہ رف دوزخی اور باغی ہے۔

نوٹ:

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت سے دوزخی ثابت کیا گیا ہے۔ اور اس کی اصلیت عمار بن یاسر کی شہادت کا واقعہ بخاری شریف سے لیا گیا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار بن یاسر سے فرمایا تھا۔

کہ اسے عمار بن یاسر اپنے مخالفین کو جنت کی طرف بلاؤ گے۔ اور وہ باغی گروہ نہیں دوزخ کی طرف بلائے گا۔ اور تم ان کے ہاتھوں قتل ہو گے۔ اس واقعہ کے الفاظ سے محدث ہزاروی نے عمار بن یاسر کے قتل کرنے والے گروہ کے تمام افراد کو دوزخی قرار دیا ہے۔ تحفہ جعفریہ جلد سوم میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کئے گئے

اس الزام کا جواب ہم تفصیل کے ساتھ پیش کر چکے ہیں۔ وہاں ہم نے اس کی تردید کتبِ شیعہ سے کی تھی۔ کیونکہ الزام بھی انہی کی طرف سے تھا۔ لیکن اب الزام ایک نئی نما نام نہاد پیر کی طرف سے ہے۔ لہذا اب اس کا جواب دینا بھی ضروری ہے خاص کر جب امام بخاری کے حوالہ سے یہ الزام لگایا گیا ہے۔ تو قارئین کرام کی تسلی و تسفی کے لیے ہم انشاء اللہ اس روایت اور اس کے متعلقات کی ضروری بحث کرتے ہیں۔

جواب اول

یہ حدیث ضعیف ہے

جس حدیث سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (اور ان کے ساتھیوں) کو دوزخی ثنابت کیا گیا ہے۔ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ پہلے ہم بخاری شریف سے یہ حدیث مع سند ذکر کرتے ہیں اس کے بعد اس کے راویوں پر بحث ہوگی۔

بخاری شریف:

حد ثنا مسدد قال حد ثنا عبد العزيز بن مختار قال حد ثنا خالد الحذاء عن عكرمة.....
فَيَنْفُضُ الشَّرَابَ عَنْهُ وَيَقُولُ وَيَحْ عَمَّار تَقْتُلُهُ
الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَّةُ يَدْعُوَنَهُ إِلَى النَّارِ۔ بخاری شریف
جلد اول کتاب الصلوٰۃ۔ باب التعاون فی بناء المسجد

توجہ ہم دہہ دہتے ہیں ہمیں عبد العزیز بن مختار نے بتلایا۔ عبد العزیز کہتے ہیں۔
خالد حذاء نے عکرمہ سے روایت کرتے ہوئے بتلایا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم مسجد نبوی کی تعمیر کے دوران حضرت عمار کو زیادہ اینٹیں

اٹھاتے دیکھ کر فرمانے لگے جب کہ آپ اپنے کپڑے بھاڑ رہے تھے
عمار کا بھلا ہوا سے باغی گروہ قتل کرے گا وہ انہیں جنت کی طرف بلائے
گا۔ اور وہ اسے دوزخ کی طرف بلائیں گے۔

تطہیر الجنان:

وَجَوَابُهُ أَنَّ ذَاكَ إِتْمَامٌ يَتِمُّ قَوْلُ صَحِّ الْحَدِيثِ
وَلَمْ يُمَكِّنْ تَأْوِيلُهُ، أَمَّا إِذَا الْمُرِيصُ فَلَا يَسْتَدِلُّ
بِهِ وَالْمُرُكَّذُ إِلَيْكَ فَإِنَّ فِي سَنَدِهِ ضَعْفًا
يَسْتَقْطِ الْأُسَيْدُ لَالٍ بِهِ وَكَوْثُ شَيْقُ ابْنِ حَبَّانٍ
لَا يُقَامُ تَضْعِيفٌ مَنْ عَدَّالَهُ لَا سَيِّمًا وَهُوَ
أَعْنَى ابْنِ حَبَّانٍ مَعْرُوفٌ عِنْدَ هَمِّ بَالِئِ سَاهِلٍ
فِي التَّوْثِيقِ

تطہیر الجنان ص ۵۳ پانچویں جواب کا اعتراض
ترجمہ: اس کا جواب یہ ہے کہ الزام مذکورہ مکمل اس وقت ہوگا جب حدیث
صحیح ہو۔ اور اس کی تاویل ناممکن ہو۔ لیکن اگر یہ صحیح نہ ہو تو پھر اس سے
استدلال درست نہ ہوگا۔ اور معاملہ کچھ ایسا ہی ہے۔ کیونکہ اس کی سند
میں ضعف ہے۔ جس کی وجہ سے اس سے استدلال ساقط ہو گیا۔
رہا ابن حبان کا اس کی توثیق کرنا تو وہ اس کی تضعیف کرنے والوں
کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔ خاص کر اس اعتبار سے بھی کہ ابن حبان توثیق میں
بہت سست شمار ہوتا ہے۔

توضیح:

علامہ ابن حجر نے حدیث زیر بحث کو ضعیف کہا۔ اور اس کی وجہ سند میں

ضعف قرار دیا۔ اور ابن جہان نے جو اس کے بارے میں پختہ ہونے کا قول کیا تھا۔
 اُسے کمزور قرار دیا۔ تو ابن حجر کے صرف اس قدر کہہ دینے سے حدیث میں ضعف پیدا
 نہ ہوگا۔ کیونکہ اصول حدیث میں سے ایک اصل یہ بھی ہے۔ کہ جرح وہی مفید ہوگی۔
 جو غیر مبہم ہو۔ ابن حجر کی یہ جرح مبہم ہونے کے اعتبار سے ناقابلِ توہم ہے۔ تو ہم
 اس بارے میں اس جرح کی وضاحت کر کے ایہام کو ختم کیے دیتے ہیں۔ وہ یہ کہ
 حدیث زیر بحث کے رواق میں سے مسند، عبدالعزیز اور خالد وغیرہ مجروح ہیں۔
 ان پر جرح ملاحظہ ہو۔

میزان الاعتدال؛

علامہ ذہبی نے مسند کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔
 قَالَ الْقَطَّانِي فِيهِ تَسَاهُلٌ قَطَّانِي نے کہا۔ کہ مسند میں روایت
 حدیث میں تساہل یعنی سستی پائی جاتی ہے۔ (اور تساہل کی صفت محدثین
 کے نزدیک حدیث کو نامعتبر کر دیتی ہے۔) (میزان الاعتدال جلد سوم

ص ۱۶۲)

میزان الاعتدال؛

سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ زُهَيْرٍ يَقُولُ إِنَّهُ لَيْسَ بِشَيْءٍ۔

میزان الاعتدال جلد دوم ص ۱۳۹)

ترجمہ: میں نے احمد بن زہیر سے سنا کہ وہ عبدالعزیز بن مختار کے بارے

میں کہتے تھے۔ کہ وہ کوئی چیز نہیں۔

تہذیب التہذیب؛

قَالَ ابْنُ أَبِي خَيْثَمَةَ عَنْ ابْنِ مَعِينٍ لَيْسَ بِشَيْءٍ۔

(تہذیب التہذیب جلد ۶ ص ۳۵۶)

ترجمہ: ابن معین سے ابن خيثمہ بیان کرتا ہے کہ عبد العزیز بن مختار کوئی چیز نہیں۔

تہذیب التہذیب:

قال عبد الله ابن احمد بن حنبل في كتاب العِللِ
عَنْ أَبِيهِ لَمْ يَسْمَعْ خَالِدَ الْحَزَّازِ مِنْ أَبِي عَثْمَانَ
فَهْدَى شَيْئًا وَقَالَ أَحْمَدُ ابْنُ
لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي الْعَالِيَةِ وَذَكَرَ ابْنُ خُذَيْمَةَ مَا
يُؤَافِقُ ذَلِكَ وَيُشْهِدُ لَهُ وَقَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ فِي الْمُرَاسِلِ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَحْمَدَ مَا أَرَاهُ سَمِعَ مِنَ الْكُوفِيِّينَ
مِنْ رَجُلٍ أَقْدَمَ مِنْ أَبِي الصُّحَيْ وَكَدَّ حَدَّثَ
عَنِ الشَّعْبِيِّ وَمَا أَرَاهُ سَمِعَ مِنْهُ..... قَالَ
يَحْيَى وَقُلْتُ لِحَمَادِ بْنِ زَيْدٍ فَخَالِدُ الْحَزَّازِ
قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا قَدِيمَةٌ مِنَ الشَّامِ فَكَانَا أَنْكَرْنَا
حِفْظَهُ..... وَحَكَى الْحَقِيقِيُّ مِنْ طَرِيقِ أَحْمَدَ
بَنَ حَنْبَلٍ قِيلَ لَبْنِ عَلِيَّةٍ فِي حَدِيثٍ كَانَ خَالِدُ
يَزِيدُ فِيهِ فَكَمْ يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ ابْنُ عَلِيَّةٍ وَضَعَتْ أَمْرَ
خَالِدٍ..... قُلْتُ وَالظَّاهِرُ أَنَّ كَلَامَ هُوَلَاءِ
فِيهِ مِنْ أَجْلِ مَا أَشَارَ إِلَيْهِ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ مِنْ
تَغْيِيرِ حِفْظِهِ بِأَخْبَرِهِ أَوْ مِنْ أَجْلِ دُخُولِهِ فِي
عَمَلِ السُّلْطَانِ - وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِرِثْمِ تَهْذِيبِ التَّهْذِيبِ

جلد سوم ص ۱۲۲ (۱۲۲)

ترجمہ: عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل کتاب العلل میں اپنے والد کی طرف سے

ناقل کہ خالد خذافہ نے ان کے باپ عثمان ہندی سے کوئی روایت نہیں سنی۔ امام احمد بن حنبل نے یہ بھی فرمایا۔ کہ خالد خذافہ نے ابوالعالیہ سے بھی سماع حدیث نہیں کیا۔ ابن خزمیہ نے بھی اسی کے موافق لکھا۔ ابن ابی حاتم نے مراسیل میں امام احمد سے نقل کیا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ جو روایات خالد خذافہ نے کوئیوں سے بیان کی ہیں۔ وہ اُن سے سُنی ہوں شعبی سے بھی عدم سماع منقول ہے۔ یحییٰ نے کہا کہ میں نے حماد بن زید سے خالد خذافہ کے بارے میں پوچھا۔ کہنے لگے۔ وہ شام کی طرف سے ہمارے پاس آیا تھا۔ تو ہمیں اس کے حفظ پر انکار ہوا عقیلی نے احمد بن حنبل کے ذریعہ سے یہ بیان کیا ہے۔ کہ ابن علیہ سے کہا گیا۔ کہ جب ان کے سامنے خالد خذافہ حدیث بیان کرتا تو وہ اس کی طرف کوئی توجہ نہ کرتے۔ اور اس کو ضعیف کہتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ ان حضرات کا کلام بظاہر اس وجہ سے ہے کہ حماد بن زید نے خالد خذافہ کے حفظ میں تبدیلی کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ اس نے سلطان کے عمل میں شرکت کر لی تھی۔

میزان الاعتدال:

أَمَّا أَبُو حَاتِمٍ فَقَالَ لَا يَحْتَجُّ بِهِ..... قَالَ أَحْمَدُ
قِيلَ لِابْنِ عُكَيْتٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ كَانَ خَالِدٌ
يُرْوِيهِ فَلَمْ نَكُنْ نَلْتَفِتْ إِلَيْهِ ضَعُفَ ابْنُ
عُكَيْتٍ أَمْرَ خَالِدٍ - رَمِيزَانِ الْاِعْتِدَالِ جُلْدِ اَوَّلِ

(ص ۳۰۱ تا ۳۰۲)

ترجمہ: ابو حاتم نے کہا۔ کہ خالد خذافہ قابلِ احتجاج نہیں ہے۔ احمد بن حنبل

کہتے ہیں کہ ابن علیہ کو اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا کہ خالد اس کی روایت کرتا رہا۔ اور ہم نے اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔ ابن علیہ نے خالد خذرا کو ضعیف کہا ہے۔

تہذیب التہذیب؛

و قال ابو خلف الخزاز عن يحيى البكاء سمعت
أَبْنَ عُمَرَ يَقُولُ لِنَافِعِ إِنْ تَقِيَ اللَّهَ وَبَحَسَكَ يَا نَافِعُ
وَلَا تَكْذِبْ عَلَى كَمَا كَذَبَ عِكْرَمَةُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَ اِبْرَاهِيمُ بْنُ
سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّكَ كَانَتْ
يَقُولُ لِعَلَّامِهِمْ بَرِّدٍ يَا بَرِّدُ لَا تَكْذِبْ عَلَى كَمَا
يَكْذِبُ عِكْرَمَةُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَ
حَرِيدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ
دَخَلْتُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَعِكْرَمَةُ
مَقِيْدٌ عَلَى بَابِ الْحَشِيِّ قَالَ قُلْتُ مَا لِهَذَا قَالَ
إِنَّهُ يَكْذِبُ عَلَى أَبِي وَقَالَ هَاشِمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ
عَطَاءِ الْخُرَّاسَانِيِّ قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ إِنَّ
عِكْرَمَةَ يَزْعُمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحَرَّمٌ فَقَالَ كَذِبٌ
مُخْبِثَانُ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدَةَ سَأَلَ
رَجُلٌ ابْنَ الْمُسَيْبِ عَنْ آيَةِ مِنَ الْقُرْآنِ فَقَالَ لَا تَسْأَلُنِي
عَنِ الْقُرْآنِ وَ سَأَلَ عَنْهُ مَنْ يَزْعُمُ أَنَّكَ لَا يَخْفَى
عَلَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ يَعْنِي عِكْرَمَةَ وَقَالَ فَطْرَابُن

خليفة قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَنَّ عِكْرَمَةَ يَقُولُ سَبَقَ الْكِتَابُ
 الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ كَذِبَ عِكْرَمَةَ سَمِعْتُ ابْنَ
 عَبَّاسٍ يَقُولُ اِذَا مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَاِنْ خَرَجْتَ
 مِنَ الْخَلَاءِ وَقَالَ اسْرَأَيْلُ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ
 الْجَزْرِي عَنْ عِكْرَمَةَ اِنَّهُ كَرِهَ كِرَاءَ الْاَرْضِ
 قَالَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِسَعِيدِ بْنِ جَبْرِ فَقَالَ
 كَذِبَ عِكْرَمَةَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ اِنَّ امثالَ
 مَا أَنْتُمْ مَا نَعُونَ اسْتَيْجَارُ الْاَرْضِ الْبَيْضَاءِ
 سَنَةً بِسَنَةٍ وَقَالَ وَهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ يَحْيَى
 ابْنِ سَعِيدٍ اِلَّا تَصَالِي كَانَ كَذَابًا وَقَالَ اِبْرَاهِيمُ
 بْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ مَعْنِ بْنِ عِيسَى وَغَايِرِهِ كَانَ مَالِكُ
 لَا يَرَى عِكْرَمَةَ ثِقَةً وَيَأْمُرُ أَنْ لَا يُؤْخَذَ عَنْهُ
 وَقَالَ الدَّوْرِيُّ عَنْ ابْنِ مَعِينٍ كَانَ مَالِكُ يَكْرَهُ
 عِكْرَمَةَ قُلْتُ فَقَدْ رَوَى عَنْ رَجُلٍ عَنْهُ قَالَ
 نَعَمْ شَيْءٌ يَسِيرٌ وَقَالَ الرَّبِيعُ عَنْ الشَّافِعِيِّ وَ
 هُوَ يَعْنِي مَالِكُ بْنُ النَّسِّبِيِّ الرَّأْيِيُّ فِي عِكْرَمَةَ
 قَالَ لَا أَرَى لِأَحَدٍ أَنْ يَقْبَلَ حَدِيثَهُ -

رتھذیب التہذیب جلد ہفتم ص ۲۶۷

ترجمہ: یحییٰ بکا کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر کو اپنے غلام نافع سے یہ کہتے
 سنا۔ اے نافع تجھ پر افسوس! مجھ پر جھوٹ نہ باندھ جیسا کہ عکرمہ نے
 ابن عباس پر باندھا۔ سعید بن مسیب اپنے غلام کو کہا کرتے تھے۔ مجھ

پر جھوٹ نہ باندھ جس طرح عکرمہ ابن عباس پر باندھتا تھا۔ یزید بن ابی
 زیاد کہتا ہے کہ میں علی بن عبد اللہ ابن عباس کے ہاں گیا۔ تو دیکھا کہ عکرمہ
 دروازے پر بندھا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا۔ اسے کیا ہوا؟ کہنے
 لگے۔ یہ میرے باپ پر جھوٹ باندھتا ہے۔ عطاء خراسانی کہتے ہیں
 کہ میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا۔ عکرمہ کا خیال ہے کہ جب حضور نبی
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ سے شادی کی تو آپ اس وقت
 حالت احرام میں تھے۔ وہ کہنے لگے۔ وہ خبیث ہے۔ عمرو بن مروہ کہتے
 ہیں۔ کہ کسی نے سعید بن مسیب سے کسی قرآنی آیت کے بارے
 میں پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ مجھ سے نہ پوچھ۔ اس سے پوچھ جس کا دعویٰ
 ہے۔ کہ قرآن کی کوئی چیز اس سے معنی نہیں۔ یعنی عکرمہ سے۔ فطران ابن
 خلیفہ نے عطاء سے کہا۔ کہ عکرمہ کہتا ہے۔ کہ قرآن کریم میں موزوں پر
 مسح کا ذکر نہیں ہے۔ تو کہنے لگے۔ عکرمہ جھوٹ بولتا ہے۔ میں نے ابن عباس
 سے سنا ہوا ہے۔ کہ موزوں پر مسح ثابت ہے۔ اگرچہ تو بیت الخلا سے نکلے عبد الحکیم
 نے عکرمہ سے روایت کی۔ کہ وہ زمین کو کرایہ پر دینا مکروہ کہتے تھے
 کہتے ہیں۔ کہ میں نے ہی مسئلہ جناب سعید بن جبیر سے پوچھا۔ کہنے
 لگے۔ عکرمہ جھوٹ بولتا ہے۔ میں نے ابن عباس سے سنا ہے۔ کہ
 بہترین صورت زمین کو کرایہ پر دینے کی یہ ہے۔ کہ سال بہ سال
 روپوں کے بدلہ وہ کرایہ پر دی جائے۔ یحییٰ بن سعید انصاری بھی
 عکرمہ کو جھوٹا کہتے تھے۔ امام مالک سے بہت سے لوگوں نے بیان کیا
 کہ وہ بھی عکرمہ کو ثقہ نہیں سمجھتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ اس کی کوئی روایت
 نہ لی جائے۔ ابن معین نے بھی امام مالک سے بیان کیا ہے۔ کہ

عُكْرَمَةُ كَثِيرِ الْعِلْمِ وَالْحَدِيثِ بَحْرًا مِنْ الْبَحْرِ
وَلَيْسَ يَحْتَاجُ بِحَدِيثِهِ..... الْفَضْلُ الشَّيْبَانِي
عَنْ رَجُلٍ قَالَ رَأَيْتُ عُكْرَمَةَ قَدْ أَقِيمَ فِي لَعَبِ
النَّرْدِ..... وَقَالَ مَصْعَبُ الزُّبَيْرِي كَانَ
عُكْرَمَةَ يَرَى رَأَى الْخَوَارِجَ..... سَمِعْتُ أَحْمَدَ
بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ كَانَ عُكْرَمَةُ مِنْ أَعْلَمِ النَّاسِ
وَلِكُنْهَ كَانَ يَرَى رَأَى الصَّقْرِيَّةَ وَلَمْ يَدَعْ
مَوْضِعًا إِلَّا خَرَجَ إِلَيْهِ خَرَّاسَانُ وَالشَّامُ
وَالْيَمَنُ وَمِصْرُ وَافْرِيقَدَ كَانَ يَأْتِي الْأَمْرَاءَ
فَيَطْلُبُ حَبْوًا يَنْزَهُهُمْ حَرْنَ عَيْنٍ -

(میزان الاعتدال جلد دوم ص ۲۰۸ - ۲۰۹ تذکرہ

عُكْرَمَةُ)

ترجمہ: عبداللہ بن الحارث کہتے ہیں کہ میں عبداللہ کے پاس گیا
تو دیکھا کہ عکرمہ دروازے پر بندھا ہوا ہے۔ میں نے علی بن عبداللہ
سے کہا: تجھے خدا کا خوف نہیں؟ انہوں نے کہا: یہ خبیث میرے والد
پر جھوٹ باندھتا ہے۔ ابن المصیب بھی مروی ہے کہ عکرمہ کو انہوں نے
بھی جھوٹا کہا۔ خصیب بن تامح نے ہمیں خبر دی کہ خالد بن خداش ایک
مرتبہ حماد بن زید کے پاس گئے جب وہ زندگی کے آخری لمحات پر
کر رہے تھے۔ کہنے لگے: میں تمہیں ایک ایسی حدیث سناتا ہوں۔ جس
کو میں نے کبھی بھی قابل اعتبار نہ سمجھا۔ لیکن میں اس بات کو اچھا نہیں
سمجھتا کہ اس کو روایت کیے بغیر میں اللہ سے جا ملوں۔ میں نے ایوب

سے سنا وہ عکرمہ سے بیان کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تو مشابہات اس لیے نازل کیے تاکہ ان کے ذریعہ ہدایت دے اور صرف فاسقوں کو گمراہ کرے۔ ابن ابی ذئب کا قول ہے۔ کہ میں نے عکرمہ کو غیر ثقہ پایا۔ محمد بن سعد کہتے ہیں عکرمہ بہت علم دار تھا اور حدیث کا ایک دیا تھا۔ اس کی حدیث قابل احتجاج نہ تھی فضل شیبانی ایک آدمی سے بیان کرتا ہے۔ کہ میں نے عکرمہ کو بوتر بازی کرتے دیکھا۔ مصعب الزبیری کا قول ہے۔ کہ عکرمہ خوارج کا نظریہ رکھتا تھا میں نے احمد بن حنبل سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ کہ عکرمہ بہت بڑا عالم تھا۔ لیکن بازی یا بیڑیا نہ تھا۔ جہاں کہیں اس کا اُسے علم ہوتا ادھر ہی نکل پڑتا خراسان، شام، یمن، مصر اور افریقہ میں گیا۔ امیروں کے پاس جا کر ان سے انعام و اکرام طلب کرتا۔

خلاصہ:

مذکورہ حوالہ جات سے حدیث زیر بحث چار راویوں پر آپ نے جرح ملاحظہ فرمائی۔ مسندو، عبد العزیز ابن مختار خالد بن مہران اور عکرمہ مولیٰ ابن عباس۔ حدیث مذکورہ کے کل چھ راوی ہیں۔ ان مجروح چار راویوں میں سے کوئی تو "لا شئی"، ہے۔ کوئی اپنے شیخ سے سماع ہی نہیں رکھتا، کوئی اپنے شیخ پر جھوٹ باندھنے والا ہے۔ ان حالات میں ان کی روایت کردہ حدیث کہاں قابل استدلال ہے گی۔ یہ بھی تفصیلی جرح کہ جس کی بنا پر علامہ ابن حجر نے اسے مجروح قرار دیا تھا۔ ایسی حدیث سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے دیگر ساتھیوں کو دوزخی قرار دینا قطعاً درست نہیں۔ ایک طرف حدیث مذکورہ جو سخت مجروح ہے۔ اور دوسری طرف سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امیر معاویہ کو کاتبِ وحی مقرر

فرمانا، ان کے حق میں ہادی اور مہدی کی دعا مانگنا، کیا مجروح کو لے کر ان ارشادات کو پس پشت ڈالنا عقل مندی ہے۔ معلوم ہوا کہ محدث ہزاروی وغیرہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال صریحہ کی مخالفت کر کے آپ کو رنجیدہ کیا۔ اور دنیا و آخرت میں اپنے لیے لعنت کا طوق خرید لیا۔

پوری حدیث:

عن عكرمة قال لى ابن عباس ولا بُدَّ عَلِيٍّ
أَنْطَلِقَ إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَأَسْمَعُ مِنْ حَدِيثِهِ
فَأَنْطَلِقُنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصَلِّحُهُ فَاخَذَ
رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى ثَمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى
أَتَى عَلَى ذِكْرِ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ كُنَّا نَحْمِلُ
لِبْنَةَ لِبْنَةٍ وَعَمَّارُ لِبْنَتَيْنِ لِبْنَتَيْنِ فَكَرَاهَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْفُضُهُ التُّرَابَ
عَنْهُ وَيَقُولُ وَيَحْ عَمَّارُ تَقْتُلُهُ الْبَيْتَةُ الْبَاغِيَةُ
يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوهُمْ إِلَى النَّارِ
قَالَ يَقُولُ عَمَّارُ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفَقْرِ

فتح الباری جلد اول باب التعاون فی بناء المسجد ۶۳ ص ۵۲

ترجمہ: عکرمہ نے مجھے اور اپنے بیٹے کو کہا ابو سعید کے پاس جاؤ۔

اور ان سے حدیث سنو ہم گئے تو وہ باغ کو درست کر رہے تھے انہوں نے اپنی چادر کا اہتبا کیا اور پھر ہمیں حدیث بیان کرنی شروع کی یہاں تک کہ مسجد نبوی کے بنانے کا ذکر کیا اور کہا ہم ایک ایک پتھر اٹھاتے اور عمار دو دو پتھر اٹھاتے نبی علیہ السلام نے ان کو دیکھا اور ان سے

مٹی بھاڑی اور فرمانے لگے کہ عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔ جبکہ تو انہیں جنت کی طرف اور وہ تجھے جہنم کی طرف بلائیں گے عمار کہنے لگے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں فتنوں سے۔

جواب دوم

اگل حدیث کا کچھ حصہ الحاقی ہے

حدیث مذکورہ کے آخری حصہ کے دو مضمون ہیں۔ ایک یہ کہ عمار بن یاسر کو باغیوں نے قتل کیا جس میں امیر معاویہ بھی شامل تھے۔ لہذا بقول حدیث یہ سب لوگ باغی ہیں۔ دوسرا یہ کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اپنے مخالف گروہ کو جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ انہیں دوزخ کی طرف بلائیں گے۔ یہ دونوں باتیں بخاری شریف کے اصل متن و نسخ میں موجود نہیں۔ اور نہ ہی شریف بخاری پر اترتی ہیں۔ بلکہ ان دونوں کو علامہ برکانی وغیرہ نے داخل بخاری کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض شاحین نے ان دونوں کو متن بخاری سے نکال دیا ہے۔ لہذا امام بخاری کا نام لے کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر مذکورہ الزام دھرنا درست نہ رہا۔ اس سے بناوٹی محدث ہزاروی کی حدیث دانی بھی آپ کے سامنے آگئی ہے۔ ہاں جن لوگوں نے اس زیادتی کو ذکر کیا ان کے ذکر کرنے اور اس زیادتی کی ہم وضاحت کیے دیتے ہیں

العواصم من القواصم؛

وَقَدْ كَانَ مُعَاوِيَةَ يَعْرِفُ مِنْ نَفْسِهِ أَنَّكَ
لَمْ يَكُنْ مِنْهُ الْبَغِيُّ فِي حَرْبِ صَفَّيْنِ لِأَنَّهُ لَمْ
يُرُدَّهَا وَلَمْ يَبْتَدِئْهَا وَلَمْ يَأْتِ لَهَا إِلَّا بَعْدَ أَنْ خَرَجَ

عَلِيٍّ مِنَ الْكُوفَةِ وَضَرَبَ مُعَسَّكَرَهُ فِي النَّخِيلَةِ
 لِيَسِيرَ إِلَى الشَّامِ كَمَا تَقَدَّمَ فِي ص ١٦٢ - ١٦٣ وَلِذَا الْكَ
 لَمَّا قُتِلَ عُمَارٌ قَالَ مُعَاوِيَةُ إِنَّمَا قَتَلَهُ مِنْ
 أَخْرَجَهُ وَفِي إِحْتِقَادِي الشَّخْصِيَّ أَنَّ كُلَّ مَنْ
 قُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِأَيْدِي الْمُسْلِمِينَ مِنْذُ
 قَتَلَ عُثْمَانَ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى قَتَلَةِ عُثْمَانَ
 لَا تَهْمُ فَتَحُوا بَابَ الْفِتْنَةِ وَلَا تَهْمُوا صَلُّوا
 تَسْبِيحَ نَارِهَا وَلَا تَهْمُوا الَّذِينَ أَوْعَرُوا
 صُدُورَ الْمُسْلِمِينَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ فَكَمَا
 كَانُوا قَتَلَةَ عُثْمَانَ فَإِنَّهُمْ كَانُوا الْقَاتِلِينَ
 يَكُلُ مَنْ قُتِلَ بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ عُمَارٌ وَمِنْ
 هُمْ أَفْضَلُ مِنْ عُمَارٍ كَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ إِلَى
 أَنْ انْتَهَتْ فِتْنَتُهُمْ بِقَتْلِهِمْ عَلِيًّا نَفْسَهُ وَقَدْ
 كَانُوا مِنْ جُنْدِهِ وَفِي الطَّائِفَةِ الَّتِي كَانَتْ قَائِمًا
 عَلَيْهَا فَالْحَدِيثُ مِنْ أَعْلَامِ النُّبُوَّةِ وَالطَّائِفَتَانِ
 الْمُقَاتِلَتَانِ فِي صَفَّيْنِ كَانَتَا طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
 وَعَلِيٌّ أَفْضَلُ مِنْ مُعَاوِيَةَ وَعَلِيٌّ وَمُعَاوِيَةُ
 مِنْ صَحَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَمِنْ دَعَائِمِ دَوْلَةِ إِسْلَامٍ وَكُلُّ مَا وَقَعَ
 مِنَ الْفِتَنِ فَإِثْمُهُ عَلَى مُوَرِّثِي نَارِهَا لَا تَهْمُ
 السَّبَبُ إِلَّا وَلَ فِيهَا فَهُمْ الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَّةُ الَّتِي

قُتِلَ بِسَبَبِهَا كُلُّ مُقْتُولٍ وَفِي وَقْعَتِي الْجَمَلِ
وَصَفَّيْنِ وَمَا تَفَرَّعَ عَنْهُمَا۔

رحاشیہ العواصر من القواصر ص ۷۰ مطبوعہ بیروت

تجوہر:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے خیال کے مطابق اپنے آپ کو باغی نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ صفین کی لڑائی میں نہ تو ان کا لڑنے کا ارادہ تھا اور نہ ہی لڑائی کی ابتداء انہوں نے کی تھی۔ اور اس وقت تک نہ لڑے جب تک حضرت علی المرتضیٰ فوج کو لے کر خیلہ سے نکل کر شام کی طرف روانہ نہ ہوئے۔ جیسا کہ ص ۱۳۲ تا ۱۶۲ پر گزر چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عمار کو قتل کر دیا گیا۔ تو جناب معاویہ نے کہا تھا۔ اس کو مارنے والے دراصل وہی ہیں۔ جو اس کے ساتھ لانے والے ہیں۔ میری ذاتی رائے اور عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عثمان کی شہادت سے لے کر اب تک جتنے مسلمان اپنے ہی بھائیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے ان تمام کا گناہ قاتلانِ عثمان پر ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس فتنہ کا دروازہ کھولا۔ اور انہوں نے ہی اس آگ کو بھڑکانے میں ابتداء کی۔ اور یہی وہ لوگ تھے۔ جنہوں نے مسلمانوں کے دل ایک دوسرے کے خلاف کر دیئے۔ لہذا یہ جیسا کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں۔ اسی طرح ان تمام مسلمانوں کے بھی قاتل ہیں۔ جو اس کے بعد قتل ہوئے۔ ان مقتولین میں سے عمار اور طلحہ وزبیر بھی ہیں۔ ان قاتلانِ عثمان کا شروع کیا ہوا فتنہ حضرت علی کی شہادت پر ختم ہوتا ہے۔ یہی لوگ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے۔ اور انہی

کی سرکردگی حضرت علیؑ کے سپرد تھی۔ لہذا حدیث مذکور ان احادیث میں سے ایک ہے۔ جو اعلام النبؤہ کے ضمن میں آتی ہے۔ جنگ صفین میں دونوں مقابل گروہ مسلمان تھے۔ اور علی المرتضیٰ اگرچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ لیکن دونوں صحابی رسول ہیں اور اسلام کے دونوں ہی ستون ہیں سو جتنے فتنے ہوئے۔ ان سب کا بوجھ ان لوگوں پر ہے۔ جنہوں نے ان کی ابتداء میں آگ بھڑکائی۔ کیونکہ ان تمام کا اول سبب یہی لوگ ہیں پس باغی جماعت یہی ہوئی جس کی وجہ سے تمام مسلمان قتل کیے گئے۔ ان مقتولین کا تعلق جنگ جمل سے ہو یا صفین سے یا ان کی کسی شاخ سے تطہیر الجنان:-

فَقَالَ لَهُ أَسْكُتْ أَنْتَ قَتَلْنَاہُ إِنَّا قَتَلُہُ
مَنْ جَاءَ بِهِ فَأَلْقَوْہُ بَيْنَ رِمَاحِنَا فَصَارَ مِنْ
عَسْکَرِ مُعَاوِیَہُ إِنَّمَا قَتَلَ عَمَّارًا مِّنْ جَاءَ بِهِ
..... إِنَّمَا قَتَلُہُ عَلِیٌّ وَأَصْحَابُہُ جَاءُوا بِهِ
حِیْنَ قَتَلُوہُ فَأَلْقَوْہُ بَيْنَ رِمَاحِنَا أَوْ قَالَ
بَيْنَ سَیُوفِنَا۔

تطہیر الجنان ص ۳۳ مطبوعہ بیروت طبع جدید
ترجمہ: د عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جب یہی حدیث پیش کر کے امیر معاویہ سے کہا کہ عمار کا قاتل باغی ہے، تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ چپ رہیئے۔ کیا ہم نے انہیں قتل کیا؟ اُسے تو ان لوگوں نے قتل کیا جو اُسے لے کر آئے تھے۔ پھر قتل کے بعد ہمارے نیزوں کے درمیان پھینک گئے۔ لہذا وہ معاویہ کی فوج پر قتل ڈال دیا

کا قول بھی ان کے باغی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ وہ یہ کہ فرمایا۔ وہ ہمارے
بھائی ہیں۔ جنہوں نے ہم پر بغاوت کی۔ وہ کافر، فاسق اور ظالم نہیں
کیونکہ ان کے پاس لڑنے کی دلیل تھی۔

ملحد فکریہ:

حدیث زیر بحث کے پہلے مضمون کی بہت سی تاویلات حضرات محدثین کرام
نے پیش فرمائی ہیں۔ جن میں چند آپ نے پڑھیں۔ علامہ محب الدین الخطیب
نے العواصم فی القواصم کے حاشیہ پر لکھا۔ کہ امیر معاویہ رض باغی نہیں
تھے۔ کیونکہ نہ تو انہوں نے امام برحق کے خلاف لڑنے کا پروگرام بنایا تھا۔ اور
نہ ہی لڑائی کی ابتداء کی۔ کوفہ کے لشکر کی تیاری کے پیش نظر انہوں نے تیاری
کی۔ اس لیے عمار بن یاسر کے قتل کا بوجھ امیر معاویہ پر نہیں بلکہ اس فتنہ کی ابتداء
کرنے والوں پر ہے۔ اور انہی کو ”باغی جماعت“ کہا گیا ہے۔ لہذا حدیث پاک
”اعلام النبوة“ کے طبقہ سے ہے۔ ابن جریر نے اس کی تاویل یہ بیان کی۔
کہ عمار بن یاسر کے قتل کی ذمہ داری امیر معاویہ رض پر نہیں۔ بلکہ ہوائیوں کہ کچھ لوگوں نے
شرارت سے عمار بن یاسر کو ان کے فوجیوں کے نیزوں اور تلواروں کے سانے
لاکھڑا کر دیا۔ اس لیے اس قاتل وہی ہیں۔ جو انہیں ساتھ لے کر آئے۔ علامہ
تفتازانی نے اگر وہ باغی، کے لفظ کا اطلاق امیر معاویہ اور ان کی جماعت پر درست
قرار دیا۔ لیکن ان کی بغاوت امام برحق کے خلاف بلا وجہ بغاوت نہ تھی۔ بلکہ
ایک تاویل و دلیل پر مبنی تھی۔ اس لیے ان کی تکفیر و تفسیق کرنا ہرگز درست نہیں
ہے۔ حصہ اول کی توضیح کے بعد اب حدیث زیر بحث کے دوسرے حصہ
کی طرف آئیے۔ جس کی بنیاد یہ الفاظ ہیں۔ يَدْعُوهُمُ إِلَى الْجَنَّةِ
وَيَدْعُوهُمْ إِلَى النَّارِ۔ عمار یا سر اپنے مقابلہ میں لہنے والوں کو جنت

کی طرف اور یہ انہیں دوزخ کی طرف بلاتے ہیں لیکن توضیح سے قبل کہ یہ جملہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں۔ پہلے ہم یہ کہتے ہیں کہ ثبوت بالفرض کے بعد عمار بن یاسر کے مخالفین میں سے صرف امیر معاویہ کو دوزخی قرار دینا اور دوسروں کا ذکر نہ کرنا یا انہیں جنتی نہ سمجھنا کیا معنی رکھتا ہے جب کہ حدیث کے الفاظ پوری مخالفت جماعت کے لیے ہیں۔ تو ساری جماعت کو دوزخی سمجھنا چاہیے۔ ان میں حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں (یعنی علی المرتضیٰ کے مخالفین میں)۔ حالانکہ یہ دونوں

عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اسی طرح علی المرتضیٰ کے مخالفین میں سے سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ بھی ہیں۔ ان حضرات کے بارے میں محدث ہزاروی کا کیا خیال ہے؟ اگر حب علی اتنی سوار ہے کہ ان کو دوزخی کہتا ہے۔ تو پھر اصحابی کا نجوم الخ، قول وارشاد رسول کریم کی واضح مخالفت کر کے خود جہنمی بنا جا رہے اور اگر انہیں جنتی تسلیم کرتا ہے۔ تو پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی یہی سمجھنا پڑے گا بہر حال اب ہم دوسرے حصہ کی وضاحت کی طرف آتے ہیں۔

فتح الباری:

تَقَتَّلَهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَّةُ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْخَوَارِجِ وَتَقَتَّلَهُ عَلَيْهِ فَإِنْ قِيلَ كَانَ قَتْلُهُ بِصَفَّائِنَ وَهُوَ مَعَ عَلِيٍّ وَالَّذِينَ قَتَلُوهُ مَعَ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ مَعَهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ فَكَيْفَ يَجُوزُ عَلَيْهِمُ الدُّعَاءُ إِلَى النَّارِ قَالَ جَوَابُ أَتَاهُمْ كَانُوا ظَالِمِينَ أَتَاهُمْ يَدْعُونَ إِلَى الْحَبَّةِ وَهُمْ مُجْتَهِدُونَ لَا تَوَمُّ عَلَيْهِمْ فِي إِتِّبَاعِ ظَنُونِهِمْ

فَالْمُرَادُ بِالذُّعَاءِ إِلَى الْجَنَّةِ الدُّعَاءُ إِلَى سَبَبِهَا
وَهُوَ طَاعَةُ الْإِمَامِ وَكَذَلِكَ كَانَ عَمَّارٌ يُدْعُوهُمْ
إِلَى طَاعَةِ عَلِيٍّ وَهُوَ الْإِمَامُ الْوَاجِبُ الطَّاعَةِ
إِذَا ذَاكَ وَكَانُوا أَهْمُ يَدْعُونَ إِلَى خِلَافِ
ذَلِكَ الْكَيْفَ مَعْدُورُونَ لِلتَّائِيلِ الَّذِي
ظَهَرَ لَهُمْ

دفتح الباری جلد اول باب التعاون فی هذا المسجد ۵۴۲ حدیث ۴۴
ترجمہ: عمار بن یاسر کو باطنی گروہ قتل کرے گا۔ وہ انہیں جنت کی طرف بلاتے
ہوں گے الخ اس پر عنقریب تنبیہ آئے گی۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ عمار
بن یاسر کا قتل جنگ صفین میں ہوا۔ اس وقت یہ علی المرتضیٰ کے ساتھیوں
میں تھے۔ اور ان کے مقابل امیر معاویہ کے ساتھ تھے۔ اس جماعت
میں بہت سے صحابہ کرام بھی تھے۔ لہذا ان سے یہ توقع کیونکر کی
جاسکتی ہے کہ وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے
کہ ان لوگوں کا ظن تھا۔ کہ وہ جنت کی طرف بلاتے ہیں۔ اور مجتہد
ہونے کی وجہ سے انہیں اپنے ظن کی اتباع کرنے پر کوئی ملامت
نہیں ہو سکتی۔ لہذا جنت کی طرف بلانے سے مراد جنت کے سبب
کی طرف بلانا ہے۔ اور وہ ہے امام کی طاعت کرنا۔ اسی طرح
جناب عمار بھی انہیں علی المرتضیٰ کی طاعت کی دعوت دیتے تھے
کیونکہ واجب الاطاعت امام وہی تھے۔ اور ان کے مخالف
اس کے خلاف کی دعوت دیتے تھے۔ لیکن وہ اس میں پوجہ
تاویل کے معذور ہیں۔

ارشاد الساری:

رَيْدٌ عَوْهُمْ) اَتَى يَدُ عَوْ عَمَّارُ الْفِئَةِ الْبَاغِيَةِ
وَهُمْ اَصْحَابُ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الَّذِينَ
قَتَلُوهُ فِي وَقْعَةِ صَفِّينَ (إِلَى سَبَبِ الْجَنَّةِ)
وَهُوَ طَاعَةُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
الْمَهْمُ الْوَاجِبُ الطَّاعَتِ إِذْ ذَاكَ رَوَيْدُ عَوْتِهِ
(إِلَى سَبَبِ النَّارِ) لِكُنْهُمْ مَعْدُورُونَ لِلتَّائِيلِ
الَّذِي ظَهَرَ لَهُمْ لَا تَلَهُمْ كَانُوا مُجْتَهِدِينَ ظَائِلِينَ
أَنَّهُمْ رَيْدُ عَوْتِهِ إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ فِي
نَفْسِ الْأَمْرِ بَخِيلَاتٍ ذَاكَ فَلَا تَوْمَ عَلَيْهِمْ
فِي إِتِّبَاعِ ظَنُونِهِمْ فَإِنَّ الْمُجْتَهِدَ إِذَا أَصَابَ
فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ

ارشاد الساری جلد اول ۴۲۲ تا ۴۲۳ باب التعاون

فی بناء المسجد

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر اس باغی جماعت یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے
ساتھیوں کو کہ جنہوں نے جنگ صفین میں انہیں قتل کر دیا تھا۔ کو جنت
کے سبب کی طرف بلا تے تھے۔ اور وہ علی بن ابی طالب کی اطاعت
تھی۔ کیونکہ اس وقت آپ واجب الطاعت تھے۔ اور ان کے
مخالف (امیر معاویہ کے ساتھی) انہیں آگ کے سبب کی طرف
بلا تے تھے۔ لیکن وہ اس دعوت میں ایک تاویل کی وجہ سے

معذور تھے۔ کیونکہ وہ مجتہد تھے۔ اور انہیں یہ ظن تھا کہ وہ جنت کی طرف ہی بلارہے ہیں۔ اگرچہ نفس الامر میں معاملہ اس کے خلاف تھا۔ لہذا ان پر کوئی ملامت نہیں کہ انہوں نے اپنے ظنون کی اتباع کیوں کی۔ کیونکہ مجتہد اگر صواب ہو تو سب بھی اور اگر غلطی ہو تو سب بھی اسے اجر ملتا ہے۔

شارعین بخاری نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہیں بھی امیر معاویہ پر دوزخی ہونے کا قول نہیں کیا۔ بلکہ امام قسطلانی نے تو انہیں اجر و ثواب کا مستحق قرار دیا ہے۔ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کو ہمارا چیلنج ہے۔ کہ بخاری شریف کی کسی شرح سے یہ ثابت کر دکھائیں۔ کہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کسی نے امیر معاویہ یا ان کے ساتھیوں کو دوزخی کہا ہو۔ تو بیس ہزار روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

يَذْعُوْنَهُ إِلَى النَّارِ كَمَا يَذْعُوْنَكَ
بِخَارِي شَرِيفِ كَمَا يَذْعُوْنَكَ مِنْ مَنٍّ مِنْهُمْ

میں بلکہ الحاقی الفاظ ہیں

فَتَحَ الْبَارِي:

وَأَعْلَمُ أَنَّ هَذِهِ الزِّيَادَةُ لَمْ يَذْكُرْهَا الْحَمِيدِيُّ
فِي الْجَمْعِ وَقَالَ إِنَّ الْبُخَارِيَّ لَمْ يَذْكُرْهَا أَصْلًا
وَكَذَلِكَ قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ قَالَ الْحَمِيدِيُّ وَ
لَعَلَّهَا لَمْ تَقَعْ لِلْبُخَارِيِّ أَوْ وَقَعَتْ فَحَذَفَهَا
عَمْدًا قَالَ وَقَدْ أَخْرَجَهَا إِسْمَاعِيلُ وَالْبَرْقَانِيُّ
فِي هَذِهِ الْحَدِيثِ قُلْتُ وَيُطَهِّرُنِي إِنَّ الْبُخَارِيَّ
حَذَفَهَا عَمْدًا أَوْ ذَلِكَ لِنُكُتِهِ خَفِيفَةً وَهِيَ
أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخَدْرِيَّ اعْتَرَفَ أَنَّكَ لَمْ يَسْمَعْ
هَذِهِ الزِّيَادَةَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَدْ لَ عَلَى أَثَرِهَا فِي هَذِهِ الرَّوَايَةِ مُدْرَجَةٌ
وَالرَّوَايَةُ الَّتِي بَيَّنَّتُ ذَلِكَ لَيْسَتْ عَلَى شَرْطِ
الْبُخَارِيِّ وَقَدْ أَخْرَجَهَا الْبَزَّازُ مِنْ طَرِيقِ
دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي قُضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
قَدْ كَرَّرْتُ الْحَدِيثَ فِي بِنَاءِ الْمَسْجِدِ وَحَصْلِهِ
لُبْنَةُ لُبْنَةُ وَفِيهِ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَحَذَفْتُ

أَصْحَابِي وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ أَقْبَلُ
يَا بَنَ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَّةُ -

(۱- فتح الباری جلد اول ص ۵۲۲ حدیث ۴۴۴ باب المتعاون
فی بناء المسجد)

(۲- ارشاد الساری جلد اول ص ۴۴۲ مطبوعہ بیروت)
(۳- عمدة القاری جلد چہارم ص ۲۰۹ باب المتعاون
فی بناء المسجد)

نتیجہ کار: ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ مذکورہ الفاظ کی زیادتی حمیدی نے اپنی جمع
میں ذکر نہیں کی۔ اور کہا کہ بخاری نے اسے بالکل ذکر نہیں کیا۔ یونہی ابو مسعود
نے بھی کہا۔ حمیدی کا کہنا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ بخاری کو یہ زیادتی ملی ہی
نہ ہو۔ یا ملی ہو لیکن جان بوجھ کر اسے حذف کر دیا ہو۔ ہاں اسماعیلی اور
برقانی نے اس حدیث میں مذکورہ زیادتی کی ہو۔ میں کہتا ہوں۔
کہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری نے اسے جان بوجھ کر حذف
کیا ہے۔ اور ایسا انہوں نے ایک باریک نکتہ کے لیے کیا ہے۔ وہ
یہ کہ ابو سعید خدری نے اعتراف کیا کہ یہ زیادتی میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے نہیں سنی۔ تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ مذکورہ زیادتی اس روایت میں
بعد میں درج کی گئی۔ اور جس روایت میں یہ زیادتی ذکر کی ہے۔ وہ بخاری
کی شرط پر پوری نہیں اترتی۔ اس زیادتی کو بزانہ نے داؤد بن ابی
ہند عن ابی نصرہ عن ابی سعید کی سند سے ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث مسجد کی
تعمیر میں اور ایک ایک اینٹ اٹھاتے وقت ذکر ہوئی۔ اور اس میں
یہ بھی ہے کہ ابو سعید کہتے ہیں مجھے میرے ساتھیوں نے یہ زیادتی

بیان کی۔ میں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی کہ آپ نے فرمایا ہو۔
ابے ابن سبتہ! تجھے باعنی جماعت قتل کرے گی۔

فتح الباری:

فَاَقْتَصَرَ الْبُخَارِيُّ عَلَى الْقَدْرِ الَّذِي سَمِعَهُ
أَبُو سَعِيدٍ مِنَ النَّبِيِّ دُونَ غَيْرِهِ وَهَذَا إِذَا كَانَ
عَلَى دِقَّةٍ فَلَهُمْ وَتَبَخَّرَهُ فِي الْإِطْلَاعِ
عَلَى عِلَالِ الْحَدِيثِ۔

فتح الباری جلد اول ص ۵۴۳ باب التعاون
فی بناء المسجد)

ترجمہ:

امام بخاری نے اسی قدر الفاظ حدیث پر اقتصار فرمایا۔ جس قدر ابوسعید
خدری۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے تھے۔ اُن کے علاوہ
الفاظ کو ذکر نہ کیا۔ یہ بات اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ وہ کس قدر
زیرک تھے۔ اور حدیث کی علتوں پر انہیں کتنا عبور تھا۔

ملخص فکری:

يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوهُمْ إِلَى النَّارِ بخاری کے
الفاظ کہ جن کی بنا پر محدث ہزاروی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر
باعنی اور کافر، دوزخی ہونے کا الزام لگا رہا تھا۔ یہ سرے سے حدیث بخاری
کے الفاظ ہیں ہی نہیں۔ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے سرکارِ دو عالم حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ سنے ہی نہیں۔ اسی لیے امام بخاری نے اپنی
شرط کے مفقود ہونے کی وجہ سے ان الفاظ کو حدیث میں ذکر نہ کیا۔ ان کی شرط یہ

ہے کہ راوی کے لیے مروی عنہ سے سماعت بلا واسطہ ضروری ہے) اسی لیے ابن حجر عسقلانی امام بخاری کی تعریف کرتے ہیں کہ انہوں نے ہزاروی کے حالات پر گہری نظر رکھی ہے۔ لہذا محدث ہزاروی کا الزام میں امام بخاری کا نام لینا سراسر بے کار ہو گیا۔ اور ریت کا گھروندا بن گیا۔

یاد رہے اس زیادتی کو امام بخاری نے تو نقل نہیں کیا البتہ اسماعیلی اور حافظ ابو نعیم وغیرہ نے بعض صحابہؓ اس زیادتی کو ذکر کیا ہے لیکن یہ زیادتی تمام شارحین کے نزدیک مؤوؤ کہ ہے یعنی عمار بن یاسر کو قتل کرنے والے امام حق حضرت علی سے بغاوت کریں گے اپنے اجتہاد کے اعتبار سے اور وہ اپنے اجتہاد اور گمان میں حق پر ہوں گے۔ اگرچہ حقیقت میں وہ غلطی پر ہوں گے۔ لیکن وہ اس اجتہادی غلطی کی وجہ سے دوزخی نہیں ہوں گے بلکہ ثواب کے مستحق ہوں گے۔

قابل توجہ

تحفہ جعفریہ جلد ثالث کی اشاعت سے قبل محدث ہزاروی کی طرف سے میری پہلی دو جلدوں کی ان کی طرف سے تعریف کی گئی۔ اور مجھے تعریفی خط لکھے۔ پھر میری جلد میں یا عمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ والی طویل حدیث کے بارے میں جب یہ پڑھا کہ امام سیوطی نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔ اس پر محدث صاحب کی طرف سے ایک خط موصول ہوا کہ تمہارا یہ لکھنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ حدیث تو بخاری شریف میں بھی موجود ہے۔ بخاری میں ضعیف احادیث تو ہو سکتی ہیں۔ لیکن موضوع نہیں۔ اور ساتھ ہی لکھا کہ ہم نے اس پر ایک رسالہ لکھا ہے۔ اگر تم پڑھ لیتے تو تم یہ نہ لکھتے۔ اور آخر میں لکھا کہ اس کا اگر کوئی جواب ہو۔ تو لکھو۔ میں اس خط کے ملنے کے بعد پرلشیں کی وجہ سے ایک سال تک کچھ نہ کر سکا۔

صحت یاب ہونے پر میں نے رابطہ قائم کیا۔ اور مذکورہ رسالہ بھیجنے کو کہا۔ لیکن آج تک وہ رسالہ مجھے نہ مل سکا۔ پھر ایک خط کے جواب میں محدث ہزاروی نے مجھے با استعداد آدمی کہہ کر اپنے ہاں آنے اور ملاقات کی دعوت دی۔

مختصر یہ کہ میں اگرچہ رسالہ کے مندرجات سے تو آگاہ نہ ہو سکا۔ لیکن ان کے چیلوں کے اشتہار سے اس کے مضمون کا اندازہ ہو گیا۔ سرِ دست یہاں مجھے اس بات کا تذکرہ کرنا ہے۔ کہ یہ حدیث امام بخاری نے ذکر کی۔ اور بخاری میں کوئی حدیث موضوع نہیں۔ کیا یہ واقعہ ہے۔ علامہ سیوطی نے ”لَا إِلَهَ إِلَّا الْمَصْنُوعُ فِي أَحَادِيثِ الْمَوْضُوعِ“ میں زیر بحث حدیث کو ذکر کیا۔ ہم اس کی عربی عبارت طوالت کے پیش نظر چھوڑ کر صرف اردو ترجمہ پر اختصار کر رہے ہیں۔ پھر اس کے موضوع ہونے یا نہ ہونے پر گفتگو ہوگی۔

لَا إِلَهَ إِلَّا الْمَصْنُوعُ فِي أَحَادِيثِ الْمَوْضُوعِ: ترجمہ:

(بکثرت اسناد) جناب ابراہیم حضرت علقمہ اور اسود سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم دونوں حضرت ابوالیوب انصاری کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے۔ جب وہ جنگ صفین سے واپس تشریف لائے تھے۔ ہم نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی بہت سی باتیں عطا فرمائیں جو باعثِ تکریم و تعظیم ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ تلوار اٹھائے ان لوگوں کے قتل کے درپے ہو گئے۔ جو لا الہ الا اللہ الخ پڑھنے والے ہیں۔ آپ نے جواب دیا۔ یاد رکھو۔ فوج کا ہراول دستہ کبھی بھی اپنے لشکر سے غلط بیانی نہیں کرتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی المرتضیٰ کی معیت میں ہمیں تین اقسام کے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا ہے اول ناکثین، دوم قاسطین، اور تیسرے مارقین۔ جہاں تک ناکثین کے

علامہ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ اتنا واقعہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ سب من گھڑت روایت ہے۔ کیونکہ اس روایت کی سند میں المعلیٰ نامی ایک ایسا راوی ہے۔ جس کی روایت کو متروک کہا گیا ہے۔ کیونکہ یہ اپنی طرف سے حدیثیں گھڑتا تھا۔ اور دوسری بات یہ کہ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ تو سرے سے جنگ صفین میں شریک ہی نہ تھے جو اس روایت کے مرکزی کردار ہیں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نَوْعًا فِي أَحَادِيثِ الْمَوْضُوعِ جُلْدِ أَوَّلِ

ص ۲۱۲ تا ۲۱۳

توضیح:

خطیب کی نقل کردہ روایت کو علامہ السیوطی نے دو طرح قابل اعتراض ٹھہرایا۔ اول یہ کہ اس کا ایک راوی المعلیٰ کذاب اور وضاع ہے۔ خود اس نے مرتے وقت اقرار کیا تھا۔ کہ میں نے ستر احادیث حضرت علی المرتضیٰ کی شان میں اپنی طرف سے بنائیں۔ دوسرا اعتراض یہ کہ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں شریک ہی نہ تھے۔ اب محدث ہزاروی کو دعوت ہے کہ المعلیٰ نامی راوی پر جرح کوفن رجال کی کتب سے غلط ثابت کر کے اس کا ثقہ ہونا ثابت کرے۔ اور ابوالیوب انصاری کا بھی جنگ صفین میں شریک ہونا ثابت کرے۔ تب جا کر روایت مذکورہ کی صحت کا پتہ چلے گا۔ رہا معاملہ یہ کہ بخاری شریف میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ تو پہلی بات یہ ہے کہ بخاری شریف میں مفصل واقعہ کے ساتھ (جیسا کہ سیوطی نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نَوْعًا فِي أَحَادِيثِ الْمَوْضُوعِ میں ذکر کیا) کیا یہ حدیث موجود ہے۔ اب انصاف تو یہ تھا۔ کہ یا تو اعتراضات اٹھائے جاتے۔ یا پھر اسی تفصیل کے ساتھ حدیث بخاری میں دکھائی جاتی۔ پھر یہ الفاظ کہ عمار انہیں جنت کی

طرف بلائے گا۔ اور وہ اسے دوزخ کی طرف، کیا یہ الفاظ واقعی بخاری کے ہیں؟ محدث صاحب کو چاہیئے تھا کہ پہلے اس کی تحقیق اور چھان بین کرتے۔ کیونکہ محدث کہلاتے ہیں کہ کیا واقعی یہ الفاظ بخاری کے ہیں؟ ہم تحقیق پیش کر چکے ہیں۔ کثر ائط بخاری پر یہ پورے زائر نے کی وجہ سے امام بخاری کے الفاظ نہیں ہیں۔ بلکہ برقانی وغیرہ کی طرف سے زیادہ کیے گئے ہیں۔ اس پر تمام شارحین بخاری متفق ہیں۔ ان حقائق کے پیش نظر محدث صاحب کو ازراہ انصاف اپنی ہند پر قائم رہنے کی بجائے حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہیئے۔ اگرچہ اس کے باوجود بھی وہ کوئی اس کی صحت کی معقول دلیل رکھتے ہوں۔ تو اس سے ضرور آگاہ کریں۔ تاکہ اسحاق حق اور ابطال باطل ہو جائے۔

درایت کے اعتبار سے حدیث مذکورہ سے

امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو دوزخی قرار دینا

باطل اور غیر صحیح ہے

جس عبارت کو محدث ہزاروی نے امیر معاویہ کے باغی ہونے کا سبب قرار دیا ہے۔ آئیے خود علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ اپنے مخالفین کے بارے میں یہی نظریہ رکھتے ہیں؟ اس کے جواب میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ اعلانات ملتے ہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ :

یزید بن ہارون عن شریک عن ابی العنبر

عن ابی البختری قال سئل علی عن اهل الجمل
قال قیل اُمّشِرکون هم قال من الشّرك فَرُّوا
قیل اُمّنافقون هم قال انّ المنافقین لا یدکروُن
الله الاّ قلیلاً قیل فما هم قال اخواننا بغوا
علینا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ ص ۲۵۶ تا ۲۵۷ کتاب الجمل)

(حدیث نمبر ۱۹۶۰۹ مطبوعہ کراچی)

ترجمہ: ابوالبختری کہتا ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ جمل کے
شریک لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وہ مشرک ہیں؟ فرمایا وہ تو
شک سے دور بھاگ گئے۔ کہا گیا پھر وہ منافق ہیں؟ فرمایا منافق تو
اللہ تعالیٰ کا بہت کم ذکر کرتے ہیں۔ (اور یہ لوگ تو بکثرت یاد الہی میں
مصرف رہتے ہیں) پوچھا گیا پھر یہ کیا ہیں؟ فرمایا ہمارے بھائی ہیں
ہمارے خلاف محاذ آرائی پر اتر آئے۔

مصنف ابن ابی شیبہ:

حدثنا عمر بن ایوب الموصلی عن جعفر بن
برقان عن یزید بن الاصم قال سئل علی
عن قتلی یوم صفّین فقال قتلنا وقتلناهم فی الجبّة
وَصِیرُ الْأَمْرَإِیِّ وَالْمَعَاوِیَّةَ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ ص ۳۰۳ مطبوعہ کراچی)

ترجمہ:

یزید بن الاصم کہتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین

میں قتل ہونے والوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو فرمایا۔ ہمارے مقتولین اور امیر معاویہ کے مقتولین دونوں جنتی ہیں۔ معاویہ اور امیر معاویہ کی طرف لوٹتا ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ:

حدثنا يزيد بن هارون عن الحسن بن الحكم بن زيد بن العارث قال كنت إلى جنب عمار بن ياسر بصفيين وركبتي تمس ركبته فقال رجل كفر أهل الشام فقال عمار لا تقولوا ذلك نبينا ونبئهم واحدا قبلكنا وقبلكهم واحدا وكنتم قوما مفتنون حياروا عن الحق فحق علينا أن نقاتلهم حتى يرجعوا إليه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ ص ۲۹۰ تا ۲۹۱)

ترجمہ:

زید بن عارث کہتے ہیں۔ کہ جنگ صفین میں میں حضرت عمار بن یاسر کے پہلو میں تھا۔ اس طرح کہ میرا گھٹنا ان کے گھٹنے سے ٹکراتا تھا۔ ایک آدمی بولا شامیوں نے کفر کیا۔ اس پر عمار بن یاسر بولے۔ یوں نہ کہو۔ ہمارا اور ان کا نبی ایک ہمارا اور ان کا قبیلہ ایک ہے۔ لیکن وہ لوگ فتنہ کی نظر ہو گئے اور حق سے ہٹ گئے۔ لہذا جب تک وہ واپس حق کی طرف نہیں آتے۔ ہم ان سے لڑنے کا حق رکھتے ہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی یہ تینوں احادیث اور بخاری کی وہ حدیث جو

درج ہے۔ دونوں کا تقابل کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ علامہ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

کا اسے موضوع کہنا نہایت مضبوط ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے مقابلہ میں لڑے اور قتل ہونے والوں کو اپنا بھائی اور مسلمان قرار دیں۔ جناب عمارؓ یا سہلؓ اپنے مخالفین کے متعلق نسبت کفر کرنے پر ڈانٹ پلائیں۔ اور محدث ہزاروی انہیں باغی اور دوزخی کہیں۔ اور پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قادم ہونے کا دعویٰ؟ درحقیقت ان دونوں حضرات کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ اس لیے ہر سنی کو وہی مسلک اختیار کرنا چاہیے۔ جو جمہور کا ہے۔ وہ یہ کہ صحابہ کرام کے باہمی تنازعات اور اختلافات تقدیر پر مبنی تھے۔ کسی طرف سے کوئی خود غرضی اور اسلام دشمنی نہ تھی۔ اپنے اپنے اجتہاد کے اعتبار سے دونوں فریق اپنے آپ کو سچا سمجھ کر مخالفت کرتے رہے۔ اور جب بھی انہیں اپنی خطا کا احساس ہوا۔ تو اس پر شرمندگی کا اظہار کیا۔ کسی نے اپنے مد مقابل کو نہ کافر کہا۔ نہ فاسق و منافق۔ بلکہ ایسا سوچنے والوں کو بھی منع کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کو
کافر و منافق نہیں سمجھتے تھے

نوٹ:

یاد رہے امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کے بارہ میں صحیح اسناد کے ساتھ کتب شیعہ میں کافر و منافق ہونے کا فتوے نہیں دیا گیا۔ جیسا کہ شیعوں کی معتبر کتاب قرب الاسناد کے یوں الفاظ موجود ہیں۔

قرب الاسناد:

جعفر عن ابیہ ان علیاً علیہ السلام کان یقول

لَا هَلْ حَرِيهٖ اِنَّا لَمَوْثِقَاتِلُهُمْ عَلَى التَّكْفِيرِ لَهُمْ وَكَمْ
تُقَاتِلُهُمْ عَلَى التَّكْفِيرِ لَنَا وَلِكِنَّا اَيْنَا اِنَّا عَلَى حَقِّ
وَرَاوَا لَّهُمْ عَلَى حَقِّ۔

(قرب الاسناد جلد اول ص ۱۲۵)

ترجمہ: امام جعفر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ
فرمایا کرتے تھے۔ اپنے ساتھ جنگ کرنے والوں کے بارہ میں ہم نے
ان سے جنگ ان کے کافر ہونے کی وجہ سے نہیں کی اور نہ ہی انہوں نے
ہمارے ساتھ ہمارے کافر ہونے کی وجہ سے کی لیکن ہم اپنے آپ کو حق
پر سمجھتے تھے۔ اور وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔

قرب الاسناد:

جعفر عن ابيه اَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَكُنْ يَلْسِبُ
اَحَدًا مِّنْ اَهْلِ حَرِيهٖ اِلَّا الشُّرَكَ وَلَا اِلَّا النِّفَاقَ وَ
لَكِنْ يَقُولُ هُمْ اِخْوَانُنَا بَغَوَا عَلَيْنَا۔

(قرب الاسناد جلد اول ص ۱۲۵)

ترجمہ: امام جعفر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ جنگ کرنے والوں کے بارہ میں مشرک
اور منافق ہونے کی نسبت نہیں فرماتے تھے۔ لیکن فرماتے تھے وہ
ہمارے بھائی ہیں انہوں نے ہم پر بغاوت کی۔

ملحدانہ فکریہ:

قارئین کرام غور فرمائیں شیعوں کے ایک بہت بڑے مجتہد عبداللہ ابن جعفر
تقی جو کہ امام حسن عسکری کے اصحاب سے ہے۔ وہ سندائے اہل بیت کے ساتھ

دو حدیثیں نقل کرتا ہے جن کو آپ ابھی پڑھ چکے ہیں۔ یہ دونوں حدیثیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہیں۔ آپ نے امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کے بارہ میں واضح الفاظ ہیں کہہ دیا ہماری اور ان کی لڑائی اس لیے نہیں تھی کہ وہ ہمیں کافر جانتے یا ہم انہیں کافر جانتے بلکہ اس بناء پر ہوئی کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کے بارہ میں ان کا ہمارے ساتھ جھگڑا ہوا باوجود اس بات کے کہ ہم اس میں بے قصور تھے۔ جیسا کہ نیز گنج حیات ترجمہ پنج البلاغہ ص ۴۶۷ میں واضح الفاظ موجود ہے۔ کہ ہماری لڑائی صرف خونِ عثمان کی وجہ ہوئی۔ ہم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے اور وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔ جس کا واضح معنی یہ ہے کہ انہوں نے ہم سے لڑائی کی ہے وہ خطا اجتہادی کی وجہ سے کی ہے۔ یعنی وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔ اس کے باوجود کہ وہ حقیقت میں حق پر نہیں تھے۔ اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم ان کو کافر اور نہ مشرک کہتے ہیں۔ بلکہ وہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔ لیکن انہیں ہم پر خدشہ ہو گیا۔ کہ عثمان غنی کے قتل میں ہمارا ہاتھ ہے جس کی وجہ سے انہوں نے بغاوت کی۔ اب قارئین کرام ہی فیصلہ کریں کہ شیعہ لوگوں کا ایک بڑا مجتہد عبداللہ ابن جعفر قمی تو امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو اپنے امام حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اتباع کرتے ہوئے نہ انہیں کافر اور منافق سمجھتا ہے اور نہ ہی ان کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہے۔ بلکہ ان کی خطا اجتہادی کا قائل ہے۔ اس کے مقابلہ میں محمود ہزاروی امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو کافر و منافق سمجھتا ہے۔ آپ ہی فیصلہ کریں کیا محمود ہزاروی شیعہ ہے۔ یا شیعوں کا بھی امام ہے۔ آخر میں ہم ایک عمر بن عبدالعزیز کی روایت اور خواب کا ذکر کر کے اس الزام کے جوابات کو ختم کرتے ہیں۔

امیر معاویہؓ اور علی المرتضیٰؓ کے درمیان اللہ

اور اس کے رسول کی عدالت سے فیصلہ

کتاب الروح:

وقال سعيد بن ابی عروبہ عن عمر ابن عبد العزیز رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی بکر وعمر رضی اللہ عنہما جالسا عندی فسلمت وجلست فبینا أنا جالس إذ أتی بعلی ومعاویہ فادخلا بیتا و اجیت علیہما الباب وانا أنظر فما کان بآسرع من أن خرج علی وهو یقول قضی لی و رب الکعبۃ و ما کان بآسرع من أن اخرج معاویہ علی اثره وهو یقول غفر لی و رب الکعبۃ۔

(کتاب الروح مصنفہ ابن قیم ص ۲۶ مطبوعہ

بیروت جدید)

ترجمہ: عمر بن عبد العزیز کہتے ہیں۔ میں نے خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ اور ابوبکر و عمرؓ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ اور بیٹھ گیا۔ اس دوران حضرت علی المرتضیٰؓ اور امیر معاویہؓ کو لایا گیا۔ انہیں دروازے سے اندر داخل کیا گیا۔ اور دروازہ

بند کر دیا گیا۔ اور میں دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے۔ اور کہہ رہے تھے۔ خدا کی قسم! میرے سرِ حق میں فیصلہ کیا گیا ہے پھر تھوڑی سی دیر کے بعد امیر معاویہ بھی اُگئے۔ اور وہ کہہ رہے تھے۔ رب کعبہ کی قسم! مجھے معاف کیا گیا ہے۔

ملحصر فکریہ :

حضرت عمر بن عبدالعزیز کو علماء نے راشد خلیفہ کہا۔ مالک بن انس کا کہنا ہے۔ کہ میں نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز پڑھنے والا پایا۔ ایسی شخصیت اپنے خواب کے ذریعہ یہ انکشاف کرے۔ کہ علی المرتضیٰ اگرچہ حق پرست تھے۔ اور فیصلہ اسی لیے اُن کے ارے میں ہوا۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول سے امیر معاویہ کو بھی معافی مل گئی۔ وہاں سے تو معافی مل گئی۔ لیکن محدث ہزاروی سے معافی نہ مل سکی۔ قارئین کرام! آپ بالآخر یہی نتیجہ اخذ کریں گے۔ کہ اُن حضرات کی لغزشوں کو خلوص کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول نے معاف کر دیا۔ لیکن محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کی ہرزہ سرائی اور ان حضرات کی بارگاہ میں گستاخی قابلِ گرفت ہے۔ اور انہیں منافق، کافر اور ظالم و فاسق قرار دینے والے خود ان القاب کے مستحق ہیں۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْاَبْصَارِ

الزامِ نمبر ۱۲

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدعا، کہ معاویہ کا پیٹ نہ

بھرے

معاویہ بائیں کو تین بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو خط لکھنے کو بلایا۔ یہ بائیں روٹی کھاتا رہا نہ آیا۔ سورۃ انفال پارہ ۹ رکوع ۷۱ میں ہے۔
ایمان کا دعویٰ کرنے والو! جب اللہ کا رسول تمہیں بلائے تو سب کچھ چھوڑ کر حاضر ہو جاؤ۔ صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۲۵ پر ہے۔ یہ روٹی کھاتا رہا نہ آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَا أَتَّبِعُ اللَّهَ بَطْنَهُ۔ اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے اسی طرح دنیا سے بھوکا مرا۔

جواب اول:

محدث ہزاروی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں واقعہ جس انداز میں بیان کیا۔ وہ سراسر جھوٹ اور کذب پر مبنی ہے نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ کو تین مرتبہ آواز دی۔ اور نہ ہی انہوں نے ہر مرتبہ انکار کیا۔ اور روٹی کھانا نہ چھوڑی۔ بلکہ مسلم شریف کا جو حوالہ دیا گیا ہے۔ اس کی عبارت اور واقعہ کچھ اس انداز میں مذکور ہے۔
مسلم شریف:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الصَّبِيَّانِ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَارَيْتُ خَلْفَ بَابٍ قَالَ فَجَاءَ فَحَطَّافِي حَطَاءً وَقَالَ اذْهَبْ اذْهَبْ لِي مُعَاوِيَةَ قَالَ فَجِئْتُ قُلْتُ هُوَ يَأْكُلُ قَالَ لَمَّا

قَالَ لَوْ اِذْ هَبْ فَادْعَ لِي مُعَاوِيَةَ قَالَ فَخِذْتُ فَقُلْتُ هُوَ
يَا كُلُّ فَتَّالٍ لَا اَشْبَحَ اللّٰهُ بَطْنَهُ -

(مسلم شریف جلد دوم صفحہ نمبر ۲۲۵)

ترجمہ کنی: ابن عباس کہتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔ آپ نے مجھے باہر کیا۔ اور فرمایا: جاؤ معاویہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ میں گیا تو وہ اس وقت روٹی کھا رہے تھے۔ میں واپس آگیا۔ آپ نے دوبارہ بلانے کو بھیجا۔ میں نے واپس آکر پھر کہا۔ وہ روٹی کھا رہے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ اللہ اس کے پیٹ کو سیر نہ کرے۔

مسلم شریف سے ہی حوالہ محدث ہزاروی نے دیا تھا۔ اور اس میں لکھا کہ معاویہ روٹی کھا تا رہا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پرواہ نہ کی۔ آپ قارئین بتائیں کہ کیا مسلم شریف میں وہ مضمون ہے۔ جو محدث ہزاروی نے پیش کر کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو موردِ اِزام ٹھہرایا۔ معلوم ہوا کہ محدث ہزاروی کے دل میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض و حسد اس قدر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ کہ وہ اس کی خاطر احادیث کو توڑنے سے بھی باز نہیں آیا۔ اسی حدیث کو مجمع تشریح ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے سنئے۔

تطهير الجنان:

رَوَى مُسْلِمٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ كَانَ
يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَجَاءَ لَهُ الْ- تَيُّْ فَهَرَبَ وَتَوَارَى
مِنْهُ فَجَاءَ لَهُ رَضْرَبٌ ضَرْبَةً بَيْنَ كَتَفَيْهِ وَثُمَّ
قَالَ اِذْ هَبْ فَادْعَ لِي مُعَاوِيَةَ وَ اَلَا فَبِئْسَتْ فَقُلْتُ

هُوَ يَا كُلُّ شَيْءٍ قَالَ اذْهَبْ قَادِعٌ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ
فَجِئْتُ فَقُلْتُ هُوَ يَا كُلُّ قَالَ لَا أَشْبِعُ اللَّهَ بِطَنِهِ وَلَا
نَقُصَّ عَلَى مُعَاوِيَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَصْلًا أَمَّا الْأَوَّلُ
فَلَا تَنْهَ لَيْسَ خَبَرًا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ رَضِ
رَسُولُ اللَّهِ يَدْعُوكَ فَتَبَاطَاءُ فَإِنَّمَا يَحْتَمِلُ أَنَّ
ابْنَ عَبَّاسٍ لَمَّا رَأَاهُ يَا كُلُّ اسْتَعْجَلَ أَنْ يَدْعُوهُ فَجَاءَ
وَأَخْبَرَ النَّبِيَّ بِأَنَّهُ يَا كُلُّ وَكَذَلِكَ فِي الْمَرْثَةِ
الثَّانِيَةِ.

رتطہیر الجنان ص ۲۸ / الفصل الثالث

ترجمہ: امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ذکر کی کہ یہ ایک مرتبہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ تو حضور تشریف
لائے۔ آپ کو دیکھ کر ابن عباس بھاگ کھڑے ہوئے اور چھپ گئے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔ اور ان کے کندھوں
کے درمیان تھپکی دے کر فرمایا۔ جاؤ معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلا لاؤ۔ چنانچہ ابوس
عباس گئے۔ اور واپس آکر اطلاع دی۔ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ نے
دوبارہ بلانے کے لیے بھیجا۔ ابن عباس نے اس مرتبہ بھی عرض کیا۔
وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ اس کے پیٹ کو
میر نہ کرے۔۔۔۔۔ اس حدیث سے معاویہ رضی اللہ عنہ پر کوئی
اعتراض و نقص نہیں آتا۔ کیونکہ اس میں کہیں یہ موجود نہیں کہ ابن عباس رضی
نے جا کر معاویہ سے کہا ہو۔ آپ کو حضور بلا رہے ہیں۔ اس پیغام
کے سننے کے بعد انہوں نے کھانا چھوڑا نہ ہو۔ ہاں یہ احتمال بے شک

ہے۔ کہ جب ابن عباس انہیں بلانے گئے۔ اور دیکھا کہ وہ کھانا کھانے میں مصروف ہیں۔ تو از روئے شرم انہیں پیغام پہنچائے بغیر واپس آکر حقیقت حال بیان کر دی ہو۔ اسی طرح دوسری مرتبہ بھی ہوا ہو۔

جواب ثانی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء کو محدث ہزاروی

امیر معاویہ کے حق میں بددعا سمجھ بیٹھا

حدیث مذکورہ میں آپ نے ابن جریج کی تشریح دیکھی۔ انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اس حدیث سے الزام و اعتراض کرنا بے سود قرار دیا۔ دراصل حسد و بغض نے محدث ہزاروی کی آنکھیں ان حقائق سے اندھ کر دی ہیں۔ اس لیے اسے اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا ہے۔ حدیث مذکورہ سے جب یہ ثابت کیا گیا۔ کہ امیر معاویہ نے حضور کا ارشاد نہ مانا۔ تو پھر اس پر سورہ انفال کی آیت پیش کر کے اس کی مخالفت کا الزام دھرمارا۔ اور یہاں تک لکھ دیا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک نہ کہنے کی وجہ سے آپ نے بھوکا مرنے کی بددعا دی۔ اور پھر امیر معاویہ کا انجام ایسا ہی ہوا۔ امام مسلم نے اسی حدیث کو مناقب امیر معاویہ میں ذکر کر کے محدث ہزاروی کے عزائم پر خاک ڈالی۔ محدثین کرام اسے ان کی منقبت کہیں۔ اور محدث ہزاروی کو بھی نظر آتا ہے۔ یہ حدیث جس باب میں درج ہوئی۔

امام مسلم نے اس باب کو ان الفاظ سے ذکر کیا ہے۔

بَابُ مَنْ لَعَنَهُ النَّبِيُّ أَوْ دَعَا عَلَيْهِ وَلَيْسَ هُوَ أَهْلًا ذَاكَ إِلَيْكَ كَانَ
لَهُ زَكْرَةٌ وَاجِبٌ وَأَجْرٌ وَرَحْمَةٌ۔

اس باب میں وہ احادیث مذکور ہوں گی۔ جو بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی کے لیے رحمت کی دُوری یا بددعا نظر آتی ہے۔ حالانکہ مذکورہ شخص اس کا اہل نہیں۔ تو آپ کا ایسا فرمانا اس شخص کے گناہوں کی معافی، ثواب اور رحمت کا موجب ہو جاتا ہے۔

شرح کامل للنووی علی المسلم:

وَقَدْ فِيهِ مُسْلِمٌ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ مَعَاوِيَةَ
لَمْ يَكُنْ مُسْتَحَقًّا لِلدُّعَاءِ عَلَيْهِ فَبِهَذَا أَدْخَلَهُ
فِي هَذَا الْبَابِ وَجَعَلَهُ غَيْرُهُ مِنْ مَنَاقِبِ مَعَاوِيَةَ
لَا أَنَّهُ فِي الْحَقِيقَةِ يُصِيرُ دُعَاءَ لَهُ۔

(شرح کامل للنووی علی المسلم ص ۳۲۵)

ترجمہ: امام مسلم نے اس حدیث سے یہ سمجھا کہ امیر معاویہ اس بددعا کے مستحق نہ تھے۔ اس لیے امام مسلم نے اسے اس باب میں ذکر کیا۔ لیکن دوسرے محدثین نے اسے امیر معاویہ کے مناقب میں شمار کیا۔ کیونکہ درحقیقت یہ ان کے لیے دعا بن گئی۔

اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ:

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ هَذَا الْحَدِيثَ بِعَيْنِهِ لِمَعَاوِيَةَ وَ
اتَّبَعَهُ بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي إِشْرَطْتُ
عَلَى رَبِّي فَقُلْتُ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَرْضَى كَمَا يَرْضَى الْبَشَرُ

وَاعْظِبْ كَمَا يَغْضِبُ الْبَشَرَ فَإِنَّمَا أَحَدُ دَعْوَتٍ عَلَيْهِ مِنْ أُمَّتِي
بِدَعْوَةٍ أَن يَجْعَلَهَا لَهُ ظُهُورًا وَزَكَاةً وَقُرْبَةً يَقْرَبُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، جلد چہارم ص ۳۸۶ مطبوعہ بیروت جدید)

ترجمہ: امام مسلم نے اس حدیث کو امیر معاویہ کے بارے میں ذکر کیا اور
اس کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھی ذکر کیا: "و میں نے اپنے رب
پر یہ شرط رکھی ہے کہ میں بھی ایک بشر ہوں۔ اور مجھے بھی عام بشروں کی
طرح خوشی یا کسی پر غصہ آجاتا ہے۔ سو جس کسی امتی پر میں بددعا کروں۔ تو
اللہ تعالیٰ اس کو اس امتی کے حق میں قیامت کے دن پاکیزگی کناہ اور اپنے
قرب کا سبب بنا دے گا۔

البدایہ والتہایہ:

عن ابن عباس قال كنت أعب مع الغلمان فإذا
رسول الله قد جاء فقلت ما جاء إلا إلى فأشبهت
على باب فجاءني فخطاني خطانا وأخطأ تين ثم قال اذهب
فادع لي معاوية وكان يكتب الوحي قال فذهبت
فدعوت له فقيل إنه يأكل فأتيت رسول الله فقلت إنه
فادعه فأتيت الثانية — فأخبرته فقال

في الثالثة لا أشبع الله بطنه قال فما شبع بعد
ها وقد انتفع معاوية بهذا الدعوى في دنياه
وأخيرا هاتفي دنياه فإني لتأصرا إلى الشام أميرا
كان يأكل في اليوم سبع مرات يجاء بترصعه

فَیْنَمَا لَحَسَرُ کَثِیْرٌ وَبَصَلَ فِیْهَا کُلُّ مِنْهَا وَیَا کُلُّ فِی الْیَوْمِ
سَبْعَ اُکْلَاتٍ یَلْحَسِرُ وَ مِنْ الْحَلَوِیِّ وَالْفَاكِهَةِ
شَیْئًا کَثِیْرًا اَوْ یَتَوَلَّوْا اللّٰهُ مَا اَشْبَحَ وَاِلَیْمَا اَعْيَا
وَهَذِهِ نِعْمَةٌ وَبَعْدُ یَرْغَبُ فِیْهَا کُلُّ الْمُلُوکِ
وَ اَمَّا فِی الْاُخْرِیِّ فَقَدْ اَتَّبَعَ مُسْلِمٌ هَذَا الْحَدِیْثَ
بِالْحَدِیْثِ الَّذِیْ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَغَیْرُهُمَا
مِنْ غَیْرِ وَجْهِ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاِیْمَا عَبْدٍ
سَبَبَتْهُ اَوْ جَلَدَتْهُ اَوْ دَخَوْتُ عَلَیْهِ وَلَیْسَ لَكَ
اَهْلًا فَاجْعَلْ ذَٰلِكَ کَفَّارَةً وَ قُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا
عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ذَكَرَ مُسْلِمٌ مِنَ الْحَدِیْثِ الْاَوَّلِ
وَهَذَا الْحَدِیْثُ فَصِیْلَةٌ بِمَعَاوِیَةَ۔

البدایہ والنہایہ جلد ۱ ص ۱۱۹ تا ۱۲۰ مطبعہ ماہیروت

(جدید)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کے ساتھ کھیل میں مشغول
تھا کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں سمجھا کہ آپ میری
طرف آئے ہیں۔ لہذا میں ایک دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔ آپ میرے
پاس تشریف لائے۔ اور مجھے ایک یاد دہشکیاں دیں۔ پھر فرمایا۔ جاؤ
جا کر معاویہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ معاویہ وحی لکھا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ
میں گیا اور آواز دی۔ تو کہا گیا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ میں نے جب تیسری
مرتبہ یہی الفاظ اکر دیے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ اس کا

پیٹ نہ بھرے۔ کہتے ہیں کہ پھر اس کے بعد معاویہ کا پیٹ نہ بھرا۔
 اس دعا کا نفع انہوں نے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اٹھایا۔
 دنیا میں اس طرح کہ جب وہ شام کی طرف بحیثیت امیر روانہ ہوئے۔ تو وہ
 روزانہ سات مرتبہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ بہت بڑے پیالہ میں بکثرت گوشت
 ہوتا۔ اور لہسن و پیاز ہوتا۔ وہ کھاتے تھے۔ اور دن میں سات مختلف
 خوراکیں کھاتے کبھی گوشت کبھی حلوی کبھی پھل اور دوسری بہت سی اشیاء اور
 کہتے۔ خدا کی قسم! پیٹ نہیں بھرا۔ لیکن تھک گیا ہوں۔ یہ ایسی نعمت ہے
 کہ بادشاہوں کی مرغوب و مطلوب ہوتی ہے۔ اور آخرت میں اس کا
 فائدہ یوں کہ امام مسلم نے اس حدیث کے بعد ایک اور حدیث ذکر فرمائی
 جسے امام بخاری وغیرہ نے کئی طریقوں سے ذکر کیا ہے۔ اور صحابہ کرام کی ایک
 جماعت اس کی راوی ہے۔ وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ
 سے عرض کی۔ اے اللہ! میں ایک بشر ہوں۔ لہذا تقاضائے بشریت
 کے مطابق اگر کسی بندے کو برا بھلا کہوں یا اس کو کوڑے سے ماروں
 یا اس کے لیے بددعا کروں۔ لیکن وہ اس کا مستحق نہ ہو۔ تو اس کو اس
 بندے کے لیے قیامت کے دن گناہوں کا کفارہ اور اپنی قربت کا ذریعہ
 بنا دینا۔ امام مسلم نے حدیث اول کے ساتھ دوسری حدیث اس لیے
 ذکر کی۔ تاکہ اس کو فضیلت معاویہ سمجھا جائے۔

ملحہ فکریہ:

قارئین کرام! یہی حدیث جس کی تشریح مختلف محدثین کرام سے نقل کی ہے
 حقیقت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی دلیل ہے۔ لیکن محدث
 ہزاروی واحد محدث ہے۔ جسے اس میں امیر معاویہ کی توبین یا بے عزتی نظر

اُئی۔ اپنے سوا اگر کوئی اور محدث اس کا ہم نوا ہوتا۔ تو ضرور اس کا نام بھی لیا جاتا۔ محدثین کرام نے چند وجوہ سے اسے منقبت معاویہ کی دلیل بنایا اور اس کے خلاف کی تردید کی۔ پہلی بات یہ کہ امیر معاویہ قابلِ نفرت تب ہوئے کہ ابن عباس جا کر انہیں یوں عرض کرتے۔

وہ آپ کو بامہر اللہ کے رسول کھڑے بلا رہے ہیں۔ پھر اس کے جواب میں وہ نہ اٹھتے اور کھانے میں مشغول رہتے۔ ابن عباس نے روٹی کھاتے دیکھ کر واپسی کا راستہ لیا۔ اور اگر واقعہ حضور کو بیان کر دیا۔ دوسرا یہ کہ ابن عباس نے جب آپ کا ارشاد سن کر امیر معاویہ کے دروازہ پر جا کر آواز دی۔ تو کسی نے جواب دیا وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ پس یہی جواب سن کر واپس لوٹ آئے۔ جواب دینے والے کو یہ نہ کہا۔ کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یاد رہے ہیں۔ تیسرا یہ کہ امام مسلم نے اس حدیث کے ساتھ ایک اور حدیث ذکر فرمائی۔ جو ایسی احادیث کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی بتاتی ہے۔ یعنی امیر معاویہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ان کے لیے باعثِ نفع ہوا۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی آپ کی اس بددعا سے وہ بہرہ ور ہوئے۔ یہ اس طرح کہ ایک مرتبہ آپ نے ابوذر غفاری سے فرمایا۔ جو آدمی کلمہ پڑھ لیتا ہے۔ وہ جنتی ہوگا۔ ابوذر نے عرض کی۔ اگرچہ وہ زانی اور سچور ہو؟ میں مرتبہ اسی کے جواب میں آپ نے فرمایا۔ اگرچہ وہ زانی اور سچور ہو۔ اور پھر فرمایا۔ ابوذر کی ناک خاک آلود ہو۔ یہ ان کے لیے بددعا نہ تھی۔ بلکہ محبوب کی طرف سے ایک پیار بھرا کلام تھا۔ اسی لیے ابوذر جب بھی یہ روایت بیان کرتے ساتھ ہی رُغمِ انتِ ابی ذر بڑے پیار سے بیان کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ اور حقیقت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزامِ خبر ۱۳

معاویہ شراب پیتا اور پلاتا تھا

مسند امام احمد جلد ۵ ص ۳۴ معاویہؓ سوکھا تاتھا طحاوی جلد ۶ ص ۶۲

۵ // نسائی ایسے پر غضب و لعنت ہے۔ مذکورہ الزام میں دو وعدے طعن دیئے

گئے ہیں

طعنِ اوّل کا جوابِ اوّل

دچونکہ الزام مذکور میں دراصل دو وعدہ الزامات ہیں۔ ایک یہ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شراب پیتے اور پلاتے تھے۔ بحوالہ مسند امام احمد اور دوسرا یہ کہ وہ سوکھا تاتھا۔ بحوالہ طحاوی ان دونوں کا ہم بالترتیب جواب دیتے ہیں۔ پہلے الزام کا جواب دینے سے قبل مسند امام احمد کی مذکورہ عبارت مکمل طور پر درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اس لیے پہلے وہ ملاحظہ ہو۔

مسند امام احمد بن حنبل:

حد ثنا عبد اللہ حدثنی ابی حد ثنا زید بن الحباب

حد ثنا حنین حد ثنا عبد اللہ بن برید ہ

قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَآبِي عَلَى مُعَاوِيَةَ فَأَجْلَسَنَا عَلَى الْفُرْشِ

ثُمَّ أَتَيْنَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلْنَا ثُمَّ أَتَيْنَا بِالشَّرَابِ

فَشَرِبَ، مُعَاوِيَةَ ثَقَرْنَا وَلَ اِنِّي ثَقَرْنَا مَا شَرِبْتُهٗ
مُنْذُ حَرَمَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

رہسند امام احمد بن حنبل جلد پنجم ص ۳۲۷
مطبوعہ بیروت جدید)

ترجمہ: عبداللہ بن بریدہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے والد ایک مرتبہ
امیر معاویہ کے پاس گئے۔ انہوں نے ہمیں فرشِ قالین پر بٹھایا۔ پھر کھانا
لایا گیا۔ ہم نے کھایا۔ پھر شراب لائی گئی۔ معاویہؓ نے اُسے پیا۔ پھر میرے
والد کو پیالہ پکڑا یا۔ اس کے بعد امیر معاویہ نے کہا: جب سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسے حرام کیا۔ میں نے نہیں پیا۔

حدیث کی سند میں تین راوی مجروح ہیں۔ یعنی زید بن جباب، حسین ابن واقد اور عبداللہ
بن بریدہ۔ ان تین راویوں کے مجروح ہونے کی وجہ سے یہ حدیث اس درجہ کی نہیں۔ کہ اس
سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر شراب نوشی کا الزام لگایا جاسکے۔ ان تینوں پر بالترتیب
جرح ملاحظہ ہو۔

زید بن جباب

میزان الاعتدال:

وَقَدْ قَالَ ابْنُ مَعِيْنٍ اَحَادِيْثُهُ عَنِ الثَّوْرِیِّ
مَقْلُوْبَةٌ وَقَالَ اَحْمَدُ صُدِّقَ كَثِيْرٌ
الْخَطَا (میزان الاعتدال جلد اول ص ۳۶۲ مطبوعہ مصر قدیم)

ترجمہ: ابن معین نے کہا کہ زید بن جباب کی امام ثوری سے بیان کردہ احادیث
میں تقدیم و تاخیر ہے۔ اور امام احمد نے اس کے بارے میں کہا۔ آدمی
تو سچا ہے۔ لیکن غلطیاں بہت کرتا ہے۔

لسان المیزان:

زید بن حباب ذکرہ البَنَانِي فِي الْحَافِلِ فَقَالَ يَرَوْنِي
عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ يُخَالِفُ فِي حَدِيثِهِمْ قَالَ قَالَ السَّبْتِي
الْبَنَانِي يَعْنِي ابْنَ حَبَابٍ وَفِيهِ نَظَرٌ -

لسان المیزان جلد دوم ص ۵۰۳ حرف الزاء مطبوعہ بیروت

(طبع جدید)

ترجمہ: زید بن حباب کے بارے میں بنانی نے الحافل میں ذکر کیا۔ اور
کہا کہ وہ ابو معشر سے روایت کرتا ہے۔ اور اس کی حدیث میں مخالفت
کرتا ہے۔ بنانی نے کہا اس میں نظر ہے۔

تہذیب التہذیب:

وَكَانَ يَضْبُطُ الْأَلْفَاظَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ لِكُنْ
كَانَ كَثِيرَ الْخَطَاءِ وَذَكَرَهُ ابْنُ حَبَابٍ
فِي الثَّقَاتِ وَقَالَ يُخْطِئُ يُعْتَبَرُ حَدِيثُهُ إِذَا رَوَى
عَنِ الْمُشَاهِيرِ يَرَوْنَهُ أَمَّا رَوَايَتُهُ عَنِ الْمُجَاهِدِ لِفَقْدِهَا
الْمُنَاجِزَ -

تہذیب التہذیب جلد سوم ص ۲۰۳ - ۲۰۴ مطبوعہ

بیروت جدید)

ترجمہ: زید بن حباب الفاظ حدیث معاویہ بن صالح سے ضبط کرتا تھا
لیکن غلطیاں بکثرت کرتا ہے۔ ابن حبان نے اسے ثقہ راویوں میں
ذکر کیا ہے۔ اور کہا کہ غلطیاں بھی کرتا ہے۔ اس لیے اس کی وہ
روایات کو معتبر ہوں گی۔ جو مشہور حضرات سے روایت کرے گا

لیکن مجہول لوگوں سے اس کی روایت تو ان میں مناکیر ہیں۔

حسین بن واقد

میزان الاعتدال؛

وَأَسْتَنْكَرَ أَحْمَدُ بَعْضَ حَدِيثِهِمْ وَحَرَّكَ
رَأْسَهُ كَأَنَّهُ لَمْ يَرْضَهُ لَمَّا قِيلَ إِنَّهُ رَوَى
هَذَا الْحَدِيثَ -

میزان الاعتدال جلد اول ص ۲۵۷ مطبوعہ مصر
قدیمی

ترجمہ: امام احمد نے حسین بن واقد کی بعض احادیث کو منکر بتایا۔ اور
اپنا سر ہلا کر یہ بتایا کہ وہ اس سے راضی نہیں۔ یہ اس وقت کیا جب انہیں
کہا گیا کہ حسین بن واقد نے یہ حدیث روایت کی ہے۔

تہذیب التہذیب؛

وَقَالَ ابْنُ حَبَّانَ كَانَ عَلَى قُضَاءٍ مَرُّوْ وَكَانَ
مِنْ خِيَارِ النَّاسِ وَرُبَّمَا أَخْطَأَ فِي الرِّوَايَاتِ
وَقَالَ الْعَقِيلِيُّ أَتُكْرَأُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدِيثَهُ
وَقَالَ الْأَثَرِيُّ قَالَ أَحْمَدُ رُبَّمَا أَخْطَأَ فِي إِحَادِيثِهِمْ زِيَادَةُ مَا
أَدْرِي أَفِي شَيْءٍ هِيَ وَتَقْضَى يَدُهُ وَقَالَ السَّاجِي
فِيهِ ذَنْطَرٌ -

تہذیب التہذیب جلد دوم ص ۳۷۳-۳۷۴ حروف الحاء
مطبوعہ بیروت جدید

ترجمہ: ابن جہان نے کہا کہ حسین بن واقد مرو کا قاضی تھا۔ اور اچھے لوگوں میں سے تھا۔ اور بسا اوقات روایات میں غلطی کر جاتا تھا۔ عقیل نے کہا۔ کہ امام احمد بن حنبل نے اس کی حدیث کو منکر کہا اور اثر م نے امام احمد کا قول نقل کیا۔ کہ ان کے نزدیک حسین بن واقد حدیث میں زیادتی کرتا تھا۔ مجھے اس کی وجہ معلوم نہیں۔ اور اپنا ہاتھ جھاڑ دیا۔ ساجی نے کہا اس میں نظر ہے۔

عبداللہ بن بریدہ

تہذیب التہذیب:

قَالَ أَبُو زُرْعَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَمْرِو بْنِ قَطَنِ فِي كِتَابِ
النِّكَاحِ مِنَ السُّنَنِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ.....
احمد بن حنبل سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ مِنْ أَبِيهِ شَيْئًا
قَالَ مَا أَدْرِي عَامَّةً مَا يَرَوِي عَنْ بَرِيدٍ عَنْهُ وَضَعَتْ حَدِيثَهُ
وَقَالَ ابْرَاهِيمُ الْحَرَبِيُّ عَبْدُ اللَّهِ أَتَمَّ مِنْ سُلَيْمَانَ وَلَوْ
يَسْمَعَانِ مِنْ أَبِيهِمَا وَفِيَّ مَا رَوَى عَبْدُ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ
أَحَادِيثًا مُنْكَرَةً۔

(تہذیب التہذیب جلد پنجم ص ۱۸۵ حرق عین)

ترجمہ: ابو زرعمہ کہتا ہے۔ کہ عبداللہ بن بریدہ نے عبداللہ بن عمر سے کچھ نہیں سنا۔ اور دارقطنی نے کتاب النکاح میں (سنن سے) فرمایا۔ کہ اس نے حضرت عائشہ سے کچھ بھی نہ سنا۔ محمد بن علی جوزجانی نے کہا۔ کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا۔ کہ کیا عبداللہ نے اپنے باپ بریدہ سے حدیث کی سماعت کی ہے؟ امام احمد نے جواب دیا۔ کہ وہ جو عام روایتیں اپنے

باپ سے بیان کرتا ہے۔ میں ان کو نہیں جانتا۔ امام احمد بن حنبل نے اس کی حدیث کو ضعیف قرار دیا۔ ابراہیم حربی کا کہنا ہے کہ عبداللہ بن بریدہ اپنے بھائی سلیمان بن بریدہ سے اتم ہے لیکن ان دونوں نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا۔ عبداللہ بن بریدہ جو احادیث اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ وہ منکر ہیں۔

محکم فکر یہاں:

جس حدیث کے زور سے محدث ہزاروی جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شہرابی ثابت کرتا ہے۔ اس کے راویوں میں سے ایک وہ جو کثیر الخطا دوسرے کی احادیث کا امام احمد بن حنبل انکار کرتے ہیں۔ اور تیسرے کی یا تو سماعت ہی ثابت نہیں اور اگر ہے تو ان میں مناکیر کی بھرمار۔ ایسے راویوں کی حدیث سے ایک صحابی رسول پر اتنا بڑا الزام لگاتے شرم آنی چاہیے تھی۔ خاص کر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امیر معاویہ کے بارے میں ہادی اور مہدی ہونے کی دعاء مانگنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ تو پھر اس سخت مجروح حدیث کی حدیث صحیح کے مقابل میں کیا وقعت تھی۔ اس پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے۔ ایک شخص ”محدث“ ہوتے ہوئے پھر جان بوجھ کر کاتبِ وحی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس قسم کی گھٹیا حرکت کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ حسد و بغض بڑے بڑے دانشوروں کو اندھا کر دیتے ہیں۔

طعن اوّل کا جواب دوم

حدیث کے الفاظ میں مطالبقت نہیں ہے

ہم نے پہلے حدیث ذکر کی تھاکہ اس کے راویوں پر گفتگو کی جا سکے۔ اب نفس روایت پر بحث کرتے ہیں۔ آپ اگر تھوڑا سا بھی تامل فرمائیں گے۔ تو روایت مذکورہ میں غلط مطّٰل جائے گا۔ اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ جن تین راویوں پر ہم نے جرح ذکر کی ہے۔ ان میں سے ہر ایک سے اس امر کی توقع ہو سکتی ہے۔ ایک کثیر الخطاء اور دوسرا بکثرت زیادتی کرنے والا اور تیسرے کی احادیث میں مناکیر کی بھرمار۔ ان سے الفاظ حدیث میں کمی بیشی اور غلطی ہر ایک شئی ممکن ہے۔ اور حدیث زیر بحث میں یہ ہے بھی۔ ترجمہ دیکھئے۔ "و امیر معاویہ نے شراب پی۔ اور پھر میرے والد کو پیش کرنے کے بعد کہا۔ کہ میں نے اس وقت سے شراب نہیں پی جب سے حضور نے اسے حرام قرار دے دیا، یعنی پی بھی رہے ہیں۔ اور انکار بھی کر رہے ہیں۔ یہ تناقض اس حدیث میں بالکل موجود ہے۔ لہذا معلوم ہوا۔ کہ اس میں زیادتی ہوئی ہے۔ دوسری بات یہ کہ احمد بن حنبل نے روایت مذکورہ کو جس باب کے تحت درج کیا اس کا عنوان یہ ہے۔ "ما جاء فی اللبن و شربه و حلبه۔ یعنی وہ احادیث جو دودھ کے پینے اور دوہنے وغیرہ کے متعلق ہیں۔ چونکہ یہ باتیں حلال و جائز ہیں اس لیے اس باب میں شراب کا پینا پلانا کہاں اُٹھکا۔ اس سے بھی اس امر کی تقویت ہوتی ہے

کہ یہ زیادتی کسی راوی نے داخل کر دی ہے۔ اصل میں نہ تھی۔

تیسری بات یہ کہ اس روایت کو امام احمد بن حنبل نے ہی ذکر کیا۔ ان کے بعد حافظ نور الدین علی بن ابی بکر نے مجمع الزوائد میں اسے ذکر کیا۔ لیکن وہاں اس کی عبارت کچھ چھوڑ دی گئی ہے۔ جس کا مطلب بھی یہی ہے کہ وہ عبارت یہی ہوگی۔ مجمع الزوائد میں مذکور اس روایت کو ملاحظہ فرمائیں۔

مجمع الزوائد:

عن عبد الله بن بريده قال دخلت مع أبي علي معاوية فاجلسنا على الفراش ثم اتينا بالطعام فاكلنا ثم اتينا بالشراب فشرب معاوية ثم قال لي أبي ثم قال معاوية كنت أجمل شباب قریش وأجود فخرًا ومأمن شئ أجده لذة كما كنت أجده وأنا شاب غير اللبن وإنسان حسن الحدیث یحده ثمنی..... وفق كلام معاوية شئ تركته.

مجمع الزوائد جلد پنجم ص ۴۲ مطبوعہ بیروت

طبع جدید

ترجمہ: عبد اللہ بن بریدہ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ امیر معاویہ کے پاس گیا۔ انہوں نے ہمیں فرش پر بٹھایا۔ پھر کھانا لایا گیا۔ ہم نے کھایا۔ پھر شراب لائی گئی۔ تو امیر معاویہ نے اُسے پیا۔ پھر میرے والد کو دی۔ پھر معاویہ نے کہا۔ میں قریش کا خوبصورت نوجوان تھا۔ اور بہت خوش طبع تھا۔ میں اپنے جوانی کے عالم میں دودھ جیسی لذت کسی اور چیز میں نہ پاتا

اور خوش گفتار آدمی کی مجھ سے باتیں کرنا مجھے بہت اچھا لگتا تھا۔۔۔

معاویہ کے کلام میں کچھ حصہ میں نے چھوڑ دیا ہے۔

توضیح :

مجمع الزوائد کی مذکورہ عبارت میں دو ماشر بتہ منذ حرمہ

رسول اللہ، کے الفاظ موجود نہیں۔ ساتھ ہی حافظ نور الدین سیستانی نے تصریح

کروئی ہے کہ اس روایت میں امیر معاویہ کے کلام میں زیادتی تھی جسے میں

نے چھوڑ دیا ہے۔ اور وہ زیادتی تقابلی جائزے سے ہی نظر آتی ہے۔ جو

امام احمد بن حنبل کی مستند میں تو ہے لیکن یہاں نہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ محدث

ہزاروی کا یہ کہنا کہ جس شراب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا امیر معاویہ نے

اسی کو پیا۔ بالکل اپنی طرف سے ”حرام شراب“ پینا ثابت کر کے امیر معاویہ

پر الزام تراشی کی ہے۔

طعن اول کا جواب سوم

جب یہ ثابت ہو گیا کہ دو ماشر بتہ منذ حرم رسولہ کے الفاظ

کسی راوی نے زیادہ کیے ہیں۔ تو باقی رہا یہ معاملہ کہ دو ثمراتینا بالشراب میں

جس شراب کا ذکر ہے۔ پھر وہ کون سی تھی۔ تو لفظ شراب کا لغت میں معنی دیکھنے سے

یہ عقدہ بھی حل ہو جاتا ہے۔ وہ المذجد، نے لکھا: ”الشراب“ ہر ایک ایسی شئی

جو پی جاتی ہو۔ اس کی جمع اشربہ ہے۔ اس لغوی معنی کے پیش نظر عبارت کا مفہوم

یہ ہوا۔ ”پھر ہمیں کوئی پینے کی چیز دی گئی اس کو معاویہ نے بھی پیا“ اس صورت

میں امیر معاویہ پر شراب (حرام) پینے کا الزام کس طرح درست ہوا۔ اور اگر شراب

سے مراد معروف شراب بھی ہو۔ تو اس کی کئی اقسام ہیں۔ گندم، جو، انگور، اور کھجور سے تیار کی گئی شراب۔ ان میں سے احناف کے نزدیک انگور سے تیار کی گئی نشہ آور شراب حرام ہے۔ دوسری شرابوں میں اگر سُکر کی حد تک نہ پی جائے۔ تو جواز کا قول ہے یہ سبیل تنزیل ہم نے اس لیے کہا۔ کہ محدث ہزاروی کو بھی اپنے حنفی ہونے کا اقرار ہے۔ اس لیے وہ اپنا مسلک خوب سمجھتے ہوں گے۔ لہذا اگر جو، گندم یا کھجور سے تیار کردہ شراب منگوا کر امیر معاویہ نے خود بھی پی۔ اور مہانوں کو بھی دی۔ تو حد سُکر سے کم کو استعمال کرنے میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ احمد عبدالرحمن شارح مسند امام احمد نے اس سے استدلال کیا ہے۔ کہ انگور کے سوا دوسری اشیاء سے تیار کی گئی شراب تھوڑی مقدار میں کہ جس سے نشہ نہ ہو جائے ہے۔ اس کے جواز کے قائل ابو بکر صدیق، فاروق اعظم اور ان کی اقتداء میں امام ابو حنیفہ ہیں۔

الفتاح الربانی شرح مسند امام احمد بن حنبل؛

يَحْتَمِلُ أَنَّ هَذَا الشَّرَابَ كَانَ مِنَ النَّبِيذِ الْمَاحُورِ
مِنْ غَيْرِ الْعِنَبِ وَأَنَّ مُعَاوِيَةَ شَرِبَ مِنْهُ قَدَرًا
لَا يَسْكُرُ وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ بِهِ قَالَ
أَبُو حَنِيفَةَ إِنَّ مَا اسْكُرَ كَثِيرُهُ مِنْ غَيْرِ الْعِنَبِ
يَحِلُّ مَا لَا يَسْكُرُ مِنْهُ۔

(الفتاح الربانی شرح مسند امام احمد بن حنبل جلد ۱۵)

ص ۱۱۵ مطبوعہ قاہرہ طبع جدید)

ترجمہ: یہ احتمال ہے کہ جو شراب امیر معاویہ نے منگوائی اور خود بھی پی۔ وہ ایسی

شراب ہو جو انگور کے علاوہ کسی اور چیز کی بنائی گئی ہو۔ اور پھر امیر معاویہ

نے اسے اس قدر پیا ہو۔ کہ اس سے نشہ نہ آیا ہو۔ تحقیق ابو بکر و عمر

سے مروی ہے۔ اور یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے کہ انگور کے علاوہ کسی چیز کی
بنی ہوئی شراب اس قدر پینا جائز ہے جس سے نشہ نہ آئے اور اگر نشہ آئے
تو حلال نہیں ہے۔

ملحہ فکر یہاں:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی پر حرام شراب پینے پلانے کی ہمت
جس روایت سے محدث ہزاروی نے لگائی تھی۔ اس کا تفصیلی رد آپ نے دیکھا۔ اول
تو شراب کے بارے میں جو پی گئی یہ الفاظ دو حَرَمَ رَسُولُ اللہ، راوی کے اضافہ
کردہ تھے۔ اور جن میں راویوں کا ہم ذکر کر آئے ہیں۔ اُن سے اس کی توقع کی جاسکتی ہے
لہذا جب تک اس شراب کے بارے میں یہ مراحۃ معلوم نہ ہو کہ وہ واقعی حرام تھی۔
یعنی انگور سے مخصوص طریقہ سے بنائی گئی تھی۔ (تو ایک صحابی اور کاتب وحی پر بغیر سوچے
سمجھے اتنا بڑا الزام لگانا بے ایمانی سے کم نہیں۔ جب کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان کے بارے میں ہادی ہمدی ہونے کی دعاء بھی فرمائی ہو۔ دوسرا یہ کہ لفظ شراب
اگر عام لغوی معنی میں لیا جائے۔ تو محدث صاحب بھی بارہا بلکہ روزانہ یہ پیتے
پلاتے ہوں گے۔ اور اگر اس سے مراد نشہ آور ہی سہی تو پھر بھی انگور کے سوا دوسری
اشیاء سے تیار کردہ شراب جبکہ نشہ کی حد تک استعمال نہ کی جائے۔ تو اسے پینا
ابو بکر صدیق و عمر فاروق جائز سمجھتے ہیں۔ بہر حال انگوری شراب کا استعمال روایت مذکورہ
سے ثابت کرنا بہت بعید ہے۔ اس لیے اس روایت سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
کو مطعون کرنا خود مطعون ہونے کے مترادف ہے۔

طعن دوم کی اصل عبارت

طحاوی کے حوالے سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سود خو رشابت کیا گیا ہے۔ اور پھر سود خو رشابت پر قرآن کریم کی آیات سے لعنت اور غضب کا استحقاق ثابت کر کے انہیں معاذ اللہ ملعون اور مغضوب علیہ کہا گیا۔ طحاوی کی مذکورہ عبارت ملاحظہ ہو۔

طحاوی شریف:

حدیثنا یونس قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني
ابن لهيعة عن عبد الله بن هبيرة السبائي عن أبي
تميم الجيثالي قال اشترى معاوية بن أبي سفيان
قلادة فيها تبر و زبرجد و كوكب و ياقوت
بستخمائة دينار فقام عبادة بن الصامت حين
طلع معاوية المنبر أوحش بن الظاهر فقال
إلا إن معاوية اشترى الربا وأكلم الله إلا أنه
في النار إلى حلقه) طحاوی شریف جلد ۱ ص ۵۵، مطبوعہ
بیروت جدید باب القلاده تباع بذهب

ترجمہ: (بخلاف اسناد تميم جيثالي سے روایت ہے کہ معاویہ بن سفيان نے ایک ہار خریدا جس میں سونا، زبرجد، موتی اور یاقوت لگے ہوئے تھے۔ اس کی چھ سودینا قیمت ادا کی۔ پھر جب امیر معاویہ منبر پر چڑھے یا جب نماز ظہر سے فارغ ہوئے۔ تو عبادہ بن الصامت نے اٹھ کر کہا۔ ”اگاہ ہو جاؤ، معاویہ نے سود خریدا اور اسے کھایا۔ خبردار! وہ طلق تک آگ میں ہے“)

طعنِ دوم کا جوابِ اول

روایت مذکورہ مجروح ہے۔ کیونکہ اس کے راویوں میں سے ایک راوی ”ابن لہیعہ“ پر جرح کی گئی ہے۔ (ابن لہیعہ کا نام عبد اللہ بن لہیعہ بن عقیل ہے۔)

تلذیب التہذیب:

قال البخاری عن الحمیدی کان یحیی بن سعید لا یراہ شیئاً وقال ابن المدینی عن ابن المہدی لا أحمل عنہ قلیلاً ولا کثیراً..... وقال محمد بن المثنی ما سمعت عبد الرحمن یحدث عنہ قط وقال نعیم ابن حماد سمعت ابن مہدی یقول لا اعتد بشئ سمعته من حدیث ابن لہیعة..... وقال ابن قتیبہ کان یقرأ علیہ ما لیس من حدیثہ یعنی فضعت بسبب ذالک وحکی الساجی عن احمد بن صالح کان ابن لہیعة من الثقات الا انه اذا لقن شیئاً حدث به وقال ابن المہدی قال لی بشر بن السری لورایت ابن لہیعة لم تحمل عنہ وقال عبد الکریم بن عبد الرحمن النسائی عن ابیہ لیس بثقة وقال ابن معین کان ضعیفاً لا یحتج بحدیثہ کان من شاء یقول له حدثنا وقال ابن خراش کان

يَكْتُبُ حَدِيثَهُ اِحْتَرَقَتْ كُتُبُهُ فَكَانَ مَنْ جَاءَ بِشَيْءٍ
 قَرَأَ عَلَيْهِ حَتَّى لَوْ وَضَعَ أَحَدٌ حَدِيثًا وَجَاءَ بِهِ إِلَيْهِ
 قَرَأَهُ عَلَيْهِ قَالَ الْخَطِيبُ فَمِنْ ثَمَرَاتِ الْمَنَاجِيْرِ فِي رِوَايَتِهِ لِسَاءُ هَلِهِ
 وَقَالَ مَسْعُودٌ عَنِ الْحَاكِمِ لَمْ يَقْتَصِدِ الْكَذِبَ
 وَإِنَّمَا حَدَّثَ مَنْ حَفِظَهُ يَعْدُ احْتِرَاقَ كُتُبِهِ
 فَأَخْطَاءَ وَقَالَ الْجَوْزِجَانِيُّ لَا يُوقَفُ عَلَى حَدِيثِهِ
 وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يُحْتَجَّ بِهِ وَلَا يُخْتَرَبُ بِرِوَايَتِهِ۔

(تہذیب التہذیب جلد ۵ ص ۳۷۲ تا ۳۷۸)

ترجمہ: امام بخاری حمیدی سے نقل کرتے ہیں۔ کہ یحییٰ ابن سعید ابن لہیعہ
 کو لاشی سمجھتا تھا۔ اور ابن مدینی ابن ہمدی سے ذکر کرتا ہے کہ ابن لہیعہ سے
 تھوڑی زیادہ کسی مقدار میں حدیث کو اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہوں۔
 محمد ابن ثنی نے کہا۔ کہ میں نے عبدالرحمن سے یہ نہ سنا۔ کہ اس نے کوئی حدیث
 ابن لہیعہ کو سنائی ہو۔ نعیم بن حماد کا قول ہے۔ کہ ابن ہمدی نے فرمایا مجھے
 اس حدیث پر کوئی اعتبار نہیں جو ابن لہیعہ بیان کرتا ہو۔ ابن قتیبہ نے کہا
 کہ ابن لہیعہ کے سامنے کچھ ایسی روایات پڑھی جاتی تھیں۔ جو اس کی روایت
 کردہ حدیث سے نہ ہوتیں۔ اسی وجہ سے ابن قتیبہ نے اس کی حدیث
 کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ساجی ابن صالح سے بیان کرتا ہے۔ کہ ابن لہیعہ
 اگرچہ ثقہ تھا۔ لیکن ایک کمزوری یہ تھی۔ کہ جب بھی کوئی روایت اس سے بیان
 کرتا۔ تو بلا سوچے سمجھے اگے بیان کر دیتا تھا۔ ابن مدینی نے کہا۔ کہ مجھے
 بشر ابن سری نے کہا۔ کہ اگر تو ابن لہیعہ کو دیکھے۔ تو اس کی کسی روایت
 کو نہ لے۔ امام نسائی اپنے باپ سے ناقل کہ ابن لہیعہ کو انہوں نے

تقہ نہیں کہا۔ ابن معین نے ضعیف کہا۔ اور اس کی کسی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی۔ کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کہہ دیتا ہے۔ ابن خراش کا کہنا ہے۔ کہ ابن لہیعہ احادیث کو لکھ لیا کرتا تھا۔ جب اس کی کتابیں جل گئیں۔ تو پھر جو آیا وہ کہہ دیا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ اپنی طرف سے بنا کر بھی حدیث بتا دیا کرتا تھا۔ خطیب نے کہا کہ اسی وجہ سے اس کی روایات میں بکثرت مناکیر ہیں اس سے جو حدیثیں خلط طط بیان ہوئیں۔ انہیں قبول نہ کیا جائے۔ مسعودی کا حکم سے نقل کرتا ہے۔ کہ ابن لہیعہ نے جھوٹ کا قصہ تو نہ کیا۔ لیکن اپنی کتابیں جل جانے کے بعد اس نے اپنی یادداشت کے مطابق جو روایت کرنا چاہی کر دی۔ اس بنا پر اس میں خطا ہوئی۔

ملحاح فکریہ

یہ تھی اس روایت کی منزلت کہ جس سے محدث ہزاروی ایک جلیل القدر صحابی پر سو دشواری ہونے کی ہمت لگا رہا ہے۔ اس نے ایک راوی کا یہ حال کہ بقول ابن مہدی اس سے قلیل و کثیر کسی طور پر بھی کوئی روایت ذکر کرنا درست نہیں۔ کیونکہ اپنی کتابیں ضائع ہو جانے کے بعد یہ غیر محتاط ہو گیا تھا۔ ایسے راوی کی روایت کس طرح حجت بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اور پھر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی طرف اس قول کی نسبت کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ یہی بات طحاوی شریف کے حاشیہ میں مرقوم ہے۔

حاشیہ طحاوی شریف:

لَا يَتَوَهَّمُ أَنَّ عِبَادَةَ وَهُوَ صَحَابِيٌّ جَلِيلٌ نَسَبَ أَكْلَ
الرِّبَا وَهُوَ كَبِيرَةٌ مِنَ الْكِبَائِرِ إِلَى مُعَاوِيَةَ
وَ هُوَ مِنْ كِبَائِرِ الصَّحَابَةِ وَخِيَارِهِمْ وَفَقَهَا نُهُمُ
مَعَ أَنَّ الصَّحَابَةَ كُلَّهُمُ عِدَّةٌ وَلَمْ يُجْتَدُونَ

عَلَى مَا قَالُوا - (طحاوی شریف جلد ۵ ص ۷۵)

ترجمہ: یہ وہم ہرگز نہ کیا جائے کہ حضرت عبادہ ایسا جلیل القدر صحابی سورجیسی
اکبر الکبار گناہ کو اس شخص کی طرف نسبت کرتا ہے۔ جو بزرگ، فقیہ اور بہترین صحابی
ہے۔ حالانکہ تمام صحابہ کرام عادل ہیں۔ مجتہد ہیں۔ جیسا کہ علماء کا ارشاد ہے۔

طعن دوم کا جواب دوم

بصورتِ تسلیم اس حدیث کا مفہوم یہ ہوگا کہ ہمارے میں صرف سونا کے مقابلہ میں دینار نہیں
تاکہ ایک غنس ہونے کی صورت میں زیادتی کو سود کہا جائے۔ فقہ حنفی میں ایک اصول
اسی بارے میں ہے کہ اگر ہمارے میں سونا، موتی وغیرہ لگے ہوں۔ تو اس ہار کو ایسی چیز کے بدلہ
میں خریدنا جائز ہے جس کی قیمت سونا چاندی سے زائد ہو۔ تاکہ سونے کے برابر سونا
اور لقیہ اشیاء کے لیے بھی کچھ عوض بن جائے۔ عنایہ میں اس کی وضاحت یوں ہے۔
عنایۃ شرح ہدایہ:

الْأَوَّلُ أَنْ يَكُونَ وَزْنُ الْفِضَّةِ الْمَقْرَرَةِ أَزِيدَ
مِنْ وَزْنِ الْفِضَّةِ الَّتِي مَعَ غَيْرِهَا وَهُوَ جَائِزٌ
لأنَّ مَقْدَارَهَا يَفْقَأُ بِلَهَا وَالزَّائِدَ يُقَابِلُ الْغَيْرَ
فَلَا يَقْضَى إِلَى التَّرْجَاؤِ۔

عنایۃ شرح ہدایہ بر حاشیہ فتح القدیر جلد ۵

ص ۷۵ مطبوعہ مصر جدید

ترجمہ: اول صورت یہ ہے کہ چاندی اکیلی کا وزن اس چاندی سے
زیادہ ہو جس کے ساتھ اور چیزیں بھی لگی ہوئی ہیں۔ اور یہ جائز ہے۔

کیونکہ چاندی کے مقابلہ میں چاندی ہو جائے گی۔ اور زائدان دوسری اشیاء کے مقابلہ میں اُجائے گا۔ لہذا سود نہ بنے گا۔
 مذکورہ حدیث میں چونکہ اس بات کی تصریح نہیں کہ اس میں سونا۔ چھ سودینار کے وزن کے برابر تھا یا کم و بیش۔ اس لیے ممکن ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے ہار میں لگے سونے کو چھ سودینار سے زائد یا کم سمجھ کر اسے ربوا قرار دیا ہو۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سوچا ہو کہ ہار کے سونے کے بدلہ میں سونا اور زائد اشیاء کے مقابلہ میں کچھ زائد رقم۔ اسی کی تائید میں طحاوی کی عبادت ملاحظہ ہو۔

طحاوی شریف؛

حدثنا ابن مرزوق قال حدثنا ابو عاصم عن مبارك
 عن الحسن انه كان لا يرى باسا ان يباع السيف المفض
 بالذ را هر باكثر مما فيه تكون الفضة والسيف
 بالفضل۔

(طحاوی شریف جلد چہارم ص ۷۷ تا ۷۸ مطبوعہ بیروت)
 ترجمہ کیا، ابن مرزوق نے کہا کہ ہمیں ابو عاصم نے مبارک عن حسن سے یہ روایت سنائی کہ وہ (حسن) اس خرید و فروخت کو برا نہیں سمجھتے تھے کہ کوئی شخص ایسی تلوار بیچے جس پر چاندی چڑھی ہوئی ہو اور اس کے بدلہ میں اتنی رقم (درہم) عطا کرے۔ جو وزن میں اس سے زائد ہو۔ یہ جائز اس لیے ہے کہ چاندی کے بدلہ میں چاندی ہو جائے گی۔ اور زائد درہم چاندی کا معاوضہ بن جائیں گے۔ (لہذا سود نہ بنے گا۔)

طعن دوم کا جواب سوم

امام طحاوی نے امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبادہ بن الصامت کے مابین اختلاف کا پس منظر یوں بیان کیا۔

طحاوی شریف :

حد ثنا اسماعیل ابن یحییٰ المزنی قال حد ثنا محمد ابن ادریس قال اخبرنا عبد الوہاب بن عبد المجید عن ایوب السخیتی عن ابی قلابہ عن ابی الاشعث قال کُنَّا فِی غَزَا فِی عَلَيْنَا مَعَاوِیَہُ فَاصْبَنَّا ذَهَبًا وَفِضَّةً فَأَمَرَ مَعَاوِیَہُ رَجُلًا اَنْ یَبِیْعَهَا النَّاسُ فِی عَطِیَّاتِهِمْ قَالَ فَتَنَّا زَعِ النَّاسِ فِیْهَا فَقَامَ عِبَادَةُ فَتَهَاہُمْ فَرَدُّوْهَا فَاَتَى الرَّجُلُ مَعَاوِیَہُ فَشَکَى اِلَیْهِ فَقَامَ مَعَاوِیَہُ خَلِیْفًا فَقَالَ مَا بِالرِّجَالِ یُحَدِّثُوْنَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَحَادِیْثَ یُکْذِبُوْنَ فِیْهَا عَلَیْہِ لَمْ نَسْمَعْهَا فَقَامَ عِبَادَةُ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَنُحَدِّثَنَّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاِنْ کَرِهَ مَعَاوِیَہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا تَبِیْعُوْا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَلَا الْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ وَلَا لَبْرًا بِالْبُرِّ وَلَا الشَّعِیْرَ بِالشَّعِیْرِ وَلَا التَّمْرَ بِالتَّمْرِ وَلَا الْمِلْحَ بِالْمِلْحِ اِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ یَدَا یَبِیْدُ عَیْنًا یَعَیْنِ۔

رطحاوی شریف جلد چہارم ص ۷۷، باب الربوا

ترجہ گاہ:

ابوالاشعث کہتے ہیں کہ ہم ایک جنگ میں تھے۔ اور امیر معاویہ ہمارے سردار تھے۔ ہمیں اس جنگ سے بہت سا سونا چاندی ہاتھ آیا۔ امیر معاویہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں سے عطیات کے بدلہ میں ان کے پاس یہ بیچا جائے اس میں لوگوں نے جھگڑا کھڑا کر دیا۔ پس حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ اور انہیں اس سے روک دیا۔ لوگوں نے سونا چاندی واپس کر دیا۔ وہی شخص امیر معاویہ کے پاس آیا۔ اور شکایت کی۔ امیر معاویہ نے خطبہ دیتے ہوئے کہا۔ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ اور وہ ان حدیثوں کو رسول اللہ کی کہہ کر آپ پر جھوٹ باندھ رہے ہوتے ہیں۔ ہم نے وہ حدیثیں سنی تک نہیں ہوتیں۔ یہ سنتے ہی حضرت عبادہ بن صامت کھڑے ہو گئے۔ اور بولے خدا کی قسم! ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث بیان کریں گے۔ اگرچہ معاویہ کو اچھا نہ لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سونا، سونے کے بدلے، چاندی، چاندی کے بدلے، گندم، گندم کے بدلے، جو، جو کے بدلے۔ کھجوریں، کھجوروں کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے برابر برابر بیچے جائیں۔ اور دست بدست بیچے جائیں۔

توضیح:

اس وضاحت سے پس منظر یہ نظر آیا کہ دونوں صحابیوں کے نزدیک سونا چاندی وغیرہ مذکورہ اشیاء کا لین دین ضرور برابر برابر ہونا چاہیئے۔ ورنہ سود بن جائے گا۔ لیکن ممکن ہے دست بدست کی شرط حضرت عبادہ بن صامت کے نزدیک تو ہو اور امیر معاویہ اس شرط کو نہ مانتے ہوں۔ اس اختلاف کی دو وجوہ ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ

عبادہ بن صامت کے پاس ”دست بدست“ کی شرط حدیث سے ثابت ہوا اور امیر معاویہؓ نے جو حدیث سنی ہو۔ اس میں ”ویدّٰی بید“ کی قید نہ ہو۔ یا پھر دونوں نے اس صورت میں اپنے اپنے اجتہاد کو سامنے رکھا ہو۔

قابلِ توجہ:

حضرت عبادہ بن الصامت کے ساتھ ابتداء میں امیر معاویہؓ کا اختلاف تو موجود ہے۔ لیکن جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک سے ”دست بدست“ کی شرط ذکر فرمائی۔ تو اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے خاموشی مفعول ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید قبل ازیں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک یہ الفاظ ”ویدّٰی بید“ شاید نہ سنے ہوں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دونوں کے درمیان اصل اختلاف ہاں اور اس کے معاوضہ میں چھ سو دینار دینے پر نہ تھا۔ بلکہ اس شرط کے ہونے اور نہ ہونے پر تھا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر ۱۲

معاویہ رضی اللہ عنہ نے بغاوت کی ۹۹ جنگوں
میں ایک لاکھ ستر ہزار مسلمان حافظِ قرآنِ سنت
شہید کروائے

جواب:

مذکورہ الزام میں دو باتیں بہت اہم ہیں۔ اول ۹۹ جنگیں اور دوم ایک لاکھ ستر ہزار حفاظ کی شہادت۔ عبارت بالا میں محدث ہزاروی نے زبانی جمع خرچ سے کام لیا ہے۔ اور دونوں باتوں کا ثبوت کسی مستند حوالہ سے نہیں دیا۔ اسی لیے ایسے الزامات کوئی وزن نہیں رکھتے۔ بہر حال حسد و بغض کی پٹی چڑھ جانے کی وجہ سے محدث مذکور کو حقیقت حال ہرگز دکھائی نہ دے گی۔ بیک جنبشِ قلم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باغی قرار دے کر ان تمام شہداء کا خون ان کے سر تھونپا گیا۔ جو مختلف لڑائیوں میں شہید کر دیئے گئے۔ لیکن ان لڑائیوں کی اصل وجہ اور جبرط کیا تھی؟ کاش اسے بھی بیان کیا جاتا۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا چالیس دن تک پانی بند رکھا گیا۔ اور پھر پانی بند کرنے والوں نے جس بے دردی سے انہیں شہید کر دیا۔ اور ان کے کفن و دفن تک خلل اندازیاں کیں۔ یہ لوگ کون تھے؟ ان کی نشاندہی بہت ضروری ہے۔ کیونکہ انہی کا رستانیوں کی وجہ سے جنگِ جمل و صفین ہوئیں۔ ایسے عظیم المرتبت خلیفہ رسول کے

خون کے پیاسوں کا ذکر نہ کر کے محدث ہزاروی نے بڑی انتہی کی ہے۔ امیر معاویہ کی فداست پر سب دشتم سے پہلے ان وجوہات کا ذکر بھی ضروری ہونا چاہیے تھا۔ جن کی وجہ سے معاملہ اس قدر خراب ہوا۔ لیکن سارا زور امیر معاویہ کو کافر و منافق کہنے پر صرف کیا گیا۔ قاتلان عثمان سے چپ سادھے رکھی۔ شاید ان سے رشتہ داری تھی۔ اور ممکن کہ عقیدت میں وہ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کے امام ہوں۔ کیونکہ ان کے نزدیک قاتلان عثمان نہ باغی ہیں۔ اور نہ ہی قتل عثمان میں ان کا کوئی جرم و قصور ہے۔ افسوس صد افسوس! کہ ان لوگوں نے یہ الزام قاتلان عثمان پر دھرنے کی بجائے حضرت امیر معاویہ پر دھردیا۔ محدث ہزاروی کے برعکس ان شہداء کی وجہ شہادت جو جلیل القدر صحابہ کرام نے بیان فرمائی۔ ذرا اُسے ملاحظہ کر لیں۔

ہزار ہا مسلمان شہداء کی شہادت کا سبب جلیل القدر صحابہ کی نہانی سنیں
عبداللہ بن سلام، طبقات ابن سعد؛

قال اخير ناعم و بن العاصم قال اخبرنا همام
قال حدثني قتادة عن ابي المصباح عن عبد الله
بن سلام قال ما قُتِلَ نَبِيٌّ قَطًّا اِلَّا قُتِلَ بِهِ سَبْعُونَ
اَلْفًا مِنْ اُمَّتِهِ وَلَا قُتِلَ خَلِيفَةٌ قَطًّا اِلَّا قُتِلَ بِهِ خَمْسَةٌ
و ثَلَاثُونَ اَلْفًا۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۸۳ مطبوعہ بیروت
طبع جدید)

ترجمہ: (مخفف اسناد) جناب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
کہ جب کبھی کسی پیغمبر کو قتل کیا گیا۔ تو اس کی امت میں سے ستر ہزار لوگ
قتل کیے گئے۔ اور جب کبھی کسی خلیفہ کو قتل کیا گیا۔ تو اس کے بدلہ میں ۳۵ ہزار
اشخاص کو جان سے ہاتھ دھونے پڑے۔

توضیح:

سیدنا عبداللہ بن سلامؓ ان صحابہ کرام میں سے ہیں جو عظیم المرتبت تھے۔ آپ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کے قتل میں جو لوگ شریک تھے۔ بعد میں شہید ہونے والوں کے یہی سرکردہ تھے۔ لیکن ہزاروں کو اتنی جرأت کہاں کہ ان لوگوں کے نام لے۔ جنہوں نے جنگ جمل اور صفین میں شرکت کی۔

حذیفہ بن الیمان: طبقات ابن سعد:

قال اخبرنا كثير بن هشام قال اخبرنا جعفر بن برقان قال حدثني العلاء بن عبد الله بن رافع عن ميمون بن مهران قال لما قتل عثمان قال حذيفة هكذذا وخلق بيد ميعنى عقد عشرة فتى في الاسلام فتى لا يرتفعه جبل

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۸۰ ذکر ما قال اصحاب رسول الله عليه السلام)

ترجمہ: (بخلاف اسناد) جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ تو جناب حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آپ نے انگلیوں کو الٹوٹھے کے ساتھ ملا کر دائرہ بنا کر فرمایا۔ کہ اسلام میں اب اس طرح کا سوراخ پڑ گیا ہے جس کو پہاڑ طھی نہیں بند کر سکے گا۔

توضیح:

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ رازدار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ نے شہادت عثمان کو ایسا رخ قرار دیا۔ جو کسی بڑے سے بڑے پہاڑ کے ڈالنے سے بھی پر نہ ہو سکے گا۔

مطلب یہ کہ آپ کے بعد میں اسی واقعہ پر لڑے جانے والی جنگوں میں یہی واقعہ کار فرما تھا۔

قاضی ابی بکر بن عربی: العواصر من القواصر:

وفي اعتقادی الشخصی ان کل من قتل من المسلمین
بایدی المسلمین منذ قتل عثمان فائما اثمہ علی قتلة
عثمان لا تهم فتحوا باب الفتنة ولا تهم واصلوا
تسعی نارها ولا تهم الذین او غروا صدور المسلمین
بعضهم علی بعض فکما کافوا قتلة عثمان فاکمل
کافوا القاتلین لکل من قتل بعده و منهم عمار و من
هم افضل من عمار کطلحة والزبیر الی ان انتهت
فتنتهم بقتلهم علیاً نفسه وقد کافوا من جندہ
وفي الطائفة التي کان قائما علیہا۔

(العواصر من القواصر ص ۷۰ مطبوعہ بیروت
طبع جدید)

ترجمہ: میرے ذاتی اعتقاد کے مطابق یہ بات ہے کہ حضرت عثمان غنی
رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد جو مسلمان دوسرے مسلمانوں کے ہاتھوں
(ناحق) قتل کیے گئے۔ ان تمام قاتلوں کا مجرمی گناہ حضرت عثمان کے قاتلوں
پر بھی ہوگا۔ کیونکہ اس فتنہ کے دروازے کو انہوں نے سب سے پہلے
کھولا۔ اور اس فتنہ کی آگ سب سے پہلے انہوں نے جلائی۔ اور انہوں نے
مسلمانوں کے درمیان بغض و حسد کی ابتداء کی۔ تو جب وہ عثمان غنی کے
قاتل ٹھہرے تو پھر ان کے بعد تمام قتل ہونے والوں کے بھی وہ قاتل قرار

پائیں گے۔ ان میں سے حضرت عمار اور ان سے بھی بہتر جیسا کہ طلحہ اور زبیر بھی تھے۔ یہی فتنہ چلتے چلتے حضرت علی المرتضیٰ کے قتل تک اُن پہنچا۔ حالانکہ یہ لوگ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے۔ اور ان پر آپ نگران بھی تھے۔

ملحہ فکریہ:

مذکورہ عبارات میں اس امر کی تصریح کی گئی ہے کہ مسلمانوں کے باہم قتل و غارت کے باقی وہ لوگ تھے جو قتل عثمان غنی میں شریک تھے۔ انہی لوگوں کی بنا پر امتِ مسلمہ افتراق و اختلاف کا شکار ہوئی۔ اور بہت سی لڑائیاں اسی بنیاد پر ہوئیں۔ حضرت عثمان غنی کے قاتلوں کے بارے میں حضرت عائشہ، طلحہ، زبیر اور عمرو بن العاص وغیرہ صحابہ کرام کا مطالبہ یہ تھا کہ ان سے خلیفہ وقت فوراً قصاص لے۔ لیکن خلیفہ وقت حضرت علی المرتضیٰ نے بطور سیاست کچھ تاخیر بہتر سمجھی۔ دونوں طرف سے اختلاف وسیع ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ جنگِ جمل اور صفین اور پھر وقفہ الجندل کے فیصلہ پر عدم اتفاق کی وجہ سے باہم لڑائیاں ہوئیں۔ اگر قتل عثمان غنی نہ ہوتا۔ تو یہ اختلاف بھی رونما نہ ہوتا۔ اور نہ ہی باہم مقاتلہ و مقابلہ کی فضاء قائم ہوتی۔ ان تمام خرابیوں اور نقصانات کی ابتداء قاتلانِ عثمان بنے۔ اس لیے بعد میں اختلاف کی بھینٹ چڑھنے والے صحابہ و تابعین انہیں کے کھاتے پڑیں گے۔ ذکر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے قاتل قرار پائیں گے۔ ان حالات میں محدث ہزاروی وغیرہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو موردِ الزام ٹھہرانا اور قاتلانِ عثمان سے چشم پوشی کرنا بددیانتی نہیں۔ تو اور کیا ہو سکتا ہے۔ امیر معاویہ سیدہ عائشہ صدیقہ طلحہ اور زبیر وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل و کمال جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے انہیں پیش نظر رکھ کر اور محدث ہزاروی، کے ”تبرکات“ کو دیکھیں۔ تو معاملہ الٹ ہی نظر آئے گا۔ اللہ تعالیٰ تعصب کی پٹی اُتار کر حق دیکھنے اور سمجھنے کی ہدایت عطا کرے۔ آمین۔

الزام نمبر ۱۵

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کو کھولتے ہوئے

تیل میں ڈالوا دیا

دین اسلام سے پہلے باغی معاویہ نے افضل الاصحاب صدیق اکبر کے حافظ قرآن و سنت فرزند محمد بن ابی بکر والی مصر کو قتل کر کے گدھے کی کھال میں تیل ڈال کر جلوا دیا۔ اور قرآن پاک میں ایک مومن کے قتل کرنے والے کا قطعی حکم ہے۔ جو مومن کو عمداً قتل کرے فَجَزَاءُہُ جَلَمَہُمْ خَالِدًا فِیْہَا وَغَضِبَ اللہُ عَلَیْہِ وَلَعْنَہُ وَاعَدَ لَہُ عَذَابًا عَظِیْمًا ۝ فسار ایت ۹۳۔

تو ایسے کی جگہ جہنم ہے ہمیشہ اُسے اس میں رہنا ہوگا۔ اور اس پر اللہ کا غضب ہے۔ اور لعنت اللہ کی اور اس نے اس کے لیے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے۔ تعجب ہے کہ ملا نے نہ یہ پڑھتے ہیں۔ اور نہ سمجھتے ہیں۔ اور نہ ایمان لاتے ہیں۔

فائدہ:

یہ تو ایک مومن کے عمداً قتل کی سزا ہے۔ اور معاویہ نے ایک لاکھ ستر ہزار مومن انصار و مہاجرین قتل کئے اور کرائے۔ اس پر جو ملا نے رضی اللہ عنہ پڑھتے ہیں صاف معلوم ہوا کہ ایسے باغی قاتل المومنین پر رضی اللہ عنہ پڑھنا قرآن کے ساتھ مخالفت اور کفر و جہالت

ہے۔ اور اس کے متعلق جن لوگوں نے یہ کہہ کر دستخط کر دیئے ہیں۔ کہ معاویہ کے متعلق ہم قرآن و سنت اور رسول کا فیصلہ تسلیم نہیں کرتے۔ علماء و مشائخ کا فیصلہ تسلیم کرتے ہیں اور وہ ان کے ہم مسلک ملانے کا فرو مرتد و زندیق ہو گئے۔ ایسا کہنے کرنے میں انہوں نے رسول اللہ کو گالی دی۔ اور مرتد ہو گئے۔ نہ ان کی امامت جائز نہ درس و تدریس۔ ان کی عورت کو طلاق ہو گئی۔

(کتاب الخراج مذہب سنی حنفی) اور جو ان کا ساتھ دے وہ بھی انہی کے حکم میں ہے۔

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ۔ وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا

فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الزَّكَاةِ مَعَ الْقَتْلِ الظَّالِمِينَ (حسام الحرمین صوارم ہندیہ)

ان تلامذوں نے اللہ رسول کا فیصلہ ناقابل تسلیم کیا۔ اور غیر اللہ کا فیصلہ تسلیم کیا۔ (ایم حق نواز میا نوالی۔ ایم اللہ دتہ۔ ایم ظہور الہی)

جواب اول :

الزام بالاکل کی روح دراصل یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بصرہ کے والی جناب محمد بن ابی بکر کو قتل کروا کر گدھے کی کھال میں ڈالا کر جلوا دیا تھا۔ اس قتل ناحق کی وجہ سے وہ قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق ابدی جہنمی ہو گئے۔ یہ ایک قتل نہیں بلکہ ہزاروں ایسے قتل کرنے پر لوگ امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں شرعاً نہیں چڑھتے قتل کی ایک کتابوں میں موجود ہے لیکن محض کسی کتاب میں کسی واقعہ کے درج ہونے سے اس کی صحت نہیں ہو جایا کرتی کیونکہ تاریخی واقعات میں بہت سے ایسے واقعات درج ہیں۔ جو تحقیق کے میدان میں صحیح نہیں ہیں یہی وجہ تھی۔ کہ حافظ ابن کثیر ایسا اعلیٰ پایا کا ناقد واقعات کو بلا لکھنے کے بعد یہ لکھنے پر مجبور ہو گیا۔ کہ میں نے یہ واقعات صرف اس لیے لکھے۔ کیونکہ طبری میں موجود تھے حالانکہ مجھے ان سے اتفاق نہیں۔ اب مذکورہ واقعہ قتل کی طرف آئیے۔ مختلف کتابوں میں صرف واقعہ مذکور ہے۔ لیکن سند کا نام و نشان نہیں۔ ہاں صاحب طبری نے اس کی سند ذکر کی ہے سند ہی کسی واقعہ کی صحت و عدم صحت کا فیصلہ کیا کرتی ہے۔ طبری کی سند میں سب سے پہلا

راوی لوط بن یحییٰ ہے۔ کہ جس کے ذریعہ یہ واقعہ دوسرے لوگوں تک پہنچا۔ اس اولین راوی کے بارے میں درج ذیل کلمات ملاحظہ ہوں۔

میزان الاعتدال:

لوط بن یحییٰ ابو مخنف اخباری تالیف لا یوثق
بہ ترکہ ابو حاتم وغیرہ وقال ضعیف وقال ابن
معین لیس بثقة وقال مرة لیس بشئ وقال ابن
عدی شیعئی محترق۔

(میزان الاعتدال جلد دوم ص ۳۶ حرف اللام مطبوعہ
مصر قدیم)

ترجمہ: ابو مخنف لوط بن یحییٰ قصہ کہانیاں بیان کرنے والا راوی ہے۔
ادھر ادھر کی جوڑ لیتا ہے۔ قابل وثوق نہیں ہے۔ ابو حاتم وغیرہ نے
اسے ترک کر دیا۔ اور اسے ضعیف کہا۔ ابن معین اس کے ثقہ ہونے کی
لفی کرتا ہے۔ اور مرہ نے بھی ”لیس بشئ“ کہا ابن عدی کے
قول کے مطابق یہ جلنے والا شیعئی تھا۔

نوٹ:

دوسرا راوی محمد بن ابی یوسف بن ثابت ہے۔ جس کا کتب اسماء الرجال میں کوئی
نام و نشان نہیں۔ تیسرا ابو جعفر طبری کے بقول کوئی اہل مدینہ میں سے ہے۔ جس کا نام
مذکور نہیں۔ اسی بنا پر یہ دونوں راوی مجہول ہوئے۔ تو جس روایت کا ایک راوی
منہ جلا شیعہ و مجہول الحال ہوں۔ وہ محدث ہزاروی کے میزان علم پر پوری اتری۔
اور اس کے ہمارے ایک جلیل القدر صحابی کو دوزخ کی راہداری عطا کر دی۔ نہ
خوف خدا نہ شرم نبی۔

علاوہ ازیں خود صاحب تاریخ طبری میں شیعیت پائی جاتی ہے جس کی ہائیڈ کتب المہنت کے علاوہ کتب اہل تشیع بھی کرتی ہیں۔ تصنیف کرنے والا شیعہ، اصل راوی منہ کالا رافضی اور دوراوی مجہول الحال تو ان کے ذریعہ ملنے والی روایت کو وجہ الزام بنایا جا رہا ہے۔ واقعی محدث ہزاروی نے ”محدث“ ہونے کا ثبوت فراہم کر دیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

جواب دوم:

الزام مذکور ایک ٹو سند کے اعتبار سے ناقابلِ حجت ہے جس کی وضاحت جواب اول میں گزر چکی ہے۔ اب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے محمد بن ابی بکر کے قتل ہونے یا قتل کروانے اور پھر ان کی نعش کو گدھے کی کھال میں ڈال کر جلانے کی طرف ہم آتے ہیں۔ اول تو ہم اس واقعہ کو من وعن تسلیم نہیں کرتے۔ جس کی وجہ جواب اول میں گزر چکی ہے۔ اگر بالقرض ایسا ہی ہوا۔ تو آخر بیٹھے بٹھائے یک لخت ایسا نہیں ہوا ہوگا۔ بلکہ اس کا کوئی پس منظر ہوگا۔ ایسی حالت کے کچھ اسباب ہوں گے ذرا پس منظر ملاحظہ ہو جائے۔

محمد بن ابی بکر کو عثمان غنی کے قتل کے بدلہ میں قتل کیا گیا

عثمان غنیؓ کی شہادت کا مختصر خاکہ

روایت سے اوّل : طبقات ابن سعد
قال أخبرنا محمد بن عمر حدثني
عبد الرحمن بن عبد العزيز عن عبد الرحمن
بن محمد بن عبد الله محمد بن أبي بكر كَسَوْرَ
على عثمان من دار عمرو بن حزم ومعه كنانة
بن بشر بن عتاب وسودان بن حمران وعمرو
بن الحمق فَوَجَدُوا عثمان عند امرأته نائلاً
وهو يقرأ في المصحف سورة البقرة فنقد هُم
محمّد بن أبي بكر فأخذ بِلَحْيَةٍ فتقدّمهم عثمان فقال فقد
أخزأك الله يا نَعِشَلُ فقال عثمان لست بنعشل
ولكن عبد الله وأُمير المؤمنين فقال محمّد ما
أعنتي عنك معاوية وفلان وفلان فقال عثمان

يَا ابْنَ اُمِّي دَعْ عَنْكَ لِحْيَتِي فَمَا كَانَ اَبُوكَ لِيَقْبِضَ عَلَيَّ
 مَا قَبِضْتَ عَلَيْهِ فَقَالَ مُحَمَّدٌ مَا اُرِيدُ بِهِ
 اَشَدُّ مِنْ قَبْضَتِي عَلَيَّ لِحْيَتِكَ فَقَالَ عُثْمَانُ اَسْتَنْصِرُ اللَّهَ
 عَلَيْكَ وَاسْتَعَيْنُ بِهِ ثُمَّ طَعَنَ جَبِينَهُ بِمِشْقَصٍ فِي يَدِهِ
 وَرَفَعَ كَنَانَةَ ابْنِ بَشِيرٍ بِنِ عَتَابٍ مَشَاقِصَ كَانَتْ فِي
 يَدِهِ فَوَجَّأَ بِهَا فِي اَصْلِ اُذُنِ عُثْمَانَ فَمَضَتْ حَتَّى دَخَلَتْ
 فِي حَلْقِهِ ثُمَّ عَلَاهُ بِالسَّيْفِ حَتَّى قَتَلَهُ۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۳۷ باب ذکر قتل عثمان
 مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: راوی بیان کرتے ہیں۔ کہ عمرو بن حرم کے گھر سے دیوار پھانڈ کر محمد بن
 ابی بکر، حضرت عثمان کے گھر داخل ہوئے۔ اور ان کے ساتھ کنانہ بن بشیر
 بن عتاب، سودان بن حمران اور عمرو بن الحمق تین آدمی اور بھی تھے۔ جب
 داخل ہوئے تو حضرت عثمان کو دیکھا۔ کہ وہ اپنے اہلیہ نائلہ کے پاس بیٹھے
 قرآن کریم سے سورۃ البقرہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ ان حملہ آوروں میں
 سے محمد بن ابی بکر اگے بڑھا اور جناب عثمان غنی کی داڑھی پکڑ لی۔ اور
 کہنے لگا۔ اے نعلش! اللہ تجھے رسوا کرے۔ حضرت عثمان نے فرمایا میں
 نعلش نہیں ہوں بلکہ اللہ کا بندہ اور مومنوں کا امیر ہوں۔ یہ سن کر محمد بن ابی بکر بولا
 اے عثمان! تمہیں معاویہ فلاں فلاں نے کیا فائدہ دیا۔ حضرت عثمان بولے
 برادر زادے! میری داڑھی چھوڑ دے۔ یہ جبرأت تو تیرا باپ ابو بکر بھی
 نہ کر سکتا تھا۔ جس کا مظاہرہ آج تو نے کیا۔ محمد بن ابی بکر بولا۔ داڑھی پکڑنے
 سے تو کہیں بڑھ کر ایک کام کرنے کا ارادہ ہے۔ یعنی قتل کرنے کا، حضرت عثمان غنی

نے استغفر اللہ کہی۔ اور اس سے طلبِ مدد کی۔ اس کے بعد محمد بن ابی بکر نے ہاتھ میں پکڑی قینچی سے عثمان غنی کی پیشانی زخمی کر دی۔ ادھر کنانہ بن بشیر نے ان قینچوں سے آپ کو زخمی کرنا شروع کر دیا۔ جو اس کے ہاتھ میں تھیں۔ آپ کے کانوں کی جڑ پر زخم لگائے۔ جو حلق تک اتر گئے۔ پھر تلوار لے کر آپ پر حملہ آور ہوا۔ پھر اس وقت چھوڑا جب آپ قتل (شہید) ہو گئے۔

روایت دوم: البدایۃ والنهاية؛

وَرَوَى الْحَافِظُ ابْنُ عَسَاكِرٍ أَنَّ عُثْمَانَ لَمَّا عَزَمَ عَلَى أَهْلِ الدَّارِ فِي الْإِفْصَافِ وَلَمْ يَبْقَ عِنْدَهُ سِوَى أَهْلِهِ تَسَوَّرُوا عَلَيْهِ الدَّارَ وَأَحْرَقُوا الْبَابَ وَدَخَلُوا عَلَيْهِ وَلَيْسَ فِيهِمْ أَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا ابْنَاُ إِلِهِمَا لَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَسَبَقَهُ بَعْضُهُمْ فَضَرَبُوهُ حَتَّى عَشِيَ عَلَيْهِ وَصَاحَ النِّسْوَةُ فَأَنْزَعُوا وَخَرَجُوا وَدَخَلَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ يَظُنُّ أَنَّه قَدْ قُتِلَ فَلَمَّا رَأَاهُ قَدْ أَفَاقَ قَالَ عَلَى آتِي دِينِ أَنْتَ يَا لَعُشَلٍ؟ قَالَ عَلَى دِينِ الْإِسْلَامِ وَلَسْتُ بِلَعُشَلٍ وَالْكِنَى أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ غَيَّرْتَ كِتَابَ اللَّهِ فَقَالَ كِتَابُ اللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَتَقَدَّمَ إِلَيْهِوَ أَخَذَ بِلِحْيَتِهِ وَقَالَ إِنْ أَلَا يُقْبَلُ مِنَّا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ نَقُولَ رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُفِّرْنَا نَافَا ضَلُّوْنَا السَّبِيلَا وَشَطَحَهُ بِيَدِهِ مِنَ الْبَيْتِ إِلَى بَيْتِ الدَّارِ وَهُوَ يَقُولُ يَا ابْنَ أَخِي مَا كَانَ

أَيُّوكَ لِيَأْخُذَ بِدِحْيَتِيْ-

البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص ۱۸۵ ذکر صفت قتلہ

رضی اللہ عنہ - مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ: حافظ ابن عساکر نے روایت بیان کی۔ کہ جب حضرت عثمان نے اپنے گھر رہنے کا ارادہ کر لیا۔ اور آپ کے ساتھ صرف آپ کی اہلیہ رہ گئی۔ تو کچھ لوگ دیوار پھاند کر آپ کے گھر داخل ہوئے۔ دروازے جلا دیئے۔ ان حملہ آوروں میں صحابہ کرام اور ان کی اولاد میں سے ماسوا محمد بن ابی بکر کے اور کوئی نہ تھا۔ پھر ان حملہ آوروں میں سے بعض نے آپ کو اتنا زد و کوب کیا۔ کہ آپ پر خشکی طاری ہو گئی۔ عورتوں نے شور مچایا۔ جس پر یہ لوگ تھوڑے چلے گئے۔ بعد میں محمد بن ابی بکر آیا۔ اس کا خیال تھا۔ کہ عثمان غنی فوت ہو چکے ہوں گے۔ لیکن ابھی انہیں آفاقہ تھا کہ کہنے لگا۔ اے نعل! تم کس دین پر ہو؟ فرمایا دین اسلام پر ہوں۔ میں نعل نہیں ہوں۔ بلکہ مومنوں کا امیر ہوں۔ محمد بن ابی بکر بولا۔ تم نے کتاب اللہ کو تبدیل کر دیا ہے۔ فرمایا۔ اللہ کی کتاب میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ (یعنی اس بات کا فیصلہ اللہ کے سپرد) یہ سن کر محمد بن ابی بکر نے آگے بڑھ کر عثمان غنی کی داڑھی پکڑ لی۔ اور کہنے لگا۔ کہ اگر کل قیامت کو ہم یہ کہیں۔ اے اللہ! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی انہوں نے ہمیں صراطِ مستقیم سے بہکا دیا۔ تو ہمارا یہ بہانہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔ پھر اس نے آپ کو کمرے سے نکال کر حویلی کے دروازے تک گھسیٹا۔ اس دوران عثمان غنی یہ کہہ رہے تھے۔ بیٹھے! تیرا باپ بھی میری داڑھی پکڑنے کی جرأت نہ کرتا اگر زندہ ہوتا)

روایت سوم: ازالۃ الخفاء:

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فِي ثَلَاثَةِ عَشَرَ حَتَّى
 انْتَهَى إِلَى عُثْمَانَ فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ فَقَالَ يَا حَتَّى
 سَمِعْتُ وَقَعَ أَصْرَاسُهُ وَقَالَ مَا أَخْنَى عَنْكَ مُعَاوِيَةُ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا أَخْنَى عَنْكَ ابْنُ عَامِرٍ مَا أَخْنَتْ عَنْكَ
 كُتُبُكَ فَقَالَ أَرْسِلْ لِي لِحْيَتِي يَا ابْنَ أَخِي أَرْسِلْ لِي
 لِحْيَتِي يَا ابْنَ أَخِي قَالَ نَارَ آيَتِهِ اسْتَعْدَى رَجُلًا مِنَ الْقَوْمِ
 بِعَيْنِهِ فَمَآءَ إِلَيْهِ بِمَشَقِّصٍ حَتَّى وَجَّأَ بِهِ فِي رَأْسِهِ
 فَاشْتَبَتْهُ قَالَ ثُمَّ مَرَّ ثُمَّ دَخَلُوا عَلَيْهِ حَتَّى
 قَتَلُوهُ۔

(ازالۃ الخفاء جلد چہارم ص ۳۶۱۔ ذکر شہادت عثمان
 غنی۔ مطبوعہ آرام باغ کراچی)

ترجمہ:

محمد بن ابی بکر تیرہ آدمیوں میں سے ایک تھے۔ (جو عثمان غنی پر حملہ آور تھے)
 یہاں تک کہ جب محمد بن ابی بکر، حضرت عثمان غنی کے پاس پہنچا۔ تو
 ان کی داڑھی اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔ پکڑ کر خوب جھوڑا یہاں تک
 کہ حضرت عثمان کے دانت آپس میں بجنے لگے۔ اور محمد بن ابی بکر
 نے کہا۔ اے عثمان! نہ معاویہ تمہارے کوئی کام آیا اور نہ ابن عامر
 اور نہ ہی تمہارے رقبہ جات کچھ کام آ سکے۔ یہ سن کر عثمان غنی نے کہا
 بیٹھے! میری داڑھی جھوڑ دے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ میں نے دیکھا

کُتھ بن بکر نے ایک مخصوص شخص کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ اور اُس نے قینچی سے عثمان غنی پر حملہ کر کے زخمی کر دیا۔ اور سر میں چبھا چھوڑا کر باہر گیا۔ پھر دوسرے حملہ آور اندر آئے۔ اور انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قتل (شہید) کر دیا۔

روایت چہارم: الاستیعاب؛

وَكَانَ مِنْ حَضَرَ قَتَلَ عُثْمَانَ وَقِيلَ إِنَّهُ شَارَكَ فِي دَمِهِ وَقَدْ نَفَى جَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْخَبَرِ أَنَّ شَارَكَ فِي دَمِهِ وَأَنَّهُ لَقَا قَالَ لَهُ عُثْمَانُ لَوْ رَأَاكَ أَبُوكَ لَمَرَّ بِرِضَ هَذَا الْمَقَامِ مِنْكَ خَرَجَ عَنْهُ وَتَرَكَهُ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِمْ مَنْ قَتَلَهُ وَقِيلَ إِنَّهُ أَشَارَ عَلَى مَنْ كَانَ مَعَهُ فَقَتَلُوهُ۔

(الاستیعاب بر حاشیہ الاصابہ فی تمییز الصحابة جلد ۲ ص ۳۲۹ حروف المیم۔ مطبوعہ بیروت جدید)

ترجمہ:

محمد بن ابی بکر ان لوگوں میں سے ہے جو قتل عثمان کے وقت موجود تھے۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ یہ ان کی خوزیری میں بھی شریک تھا۔ اہل علم و خیر کی ایک جماعت کا کہنا ہے۔ کہ محمد بن ابی بکر عثمان غنی کے قتل کرنے میں شریک تھا۔ اور جب حضرت عثمان غنی نے اسے یہ کہا۔ کہ اگر تیرا باپ (ابوبکر) آج تجھے اس حالت میں دیکھ پاتا تو وہ قطعاً خوش نہ ہوتا یہ سن کر محمد بن ابی بکر وہاں سے نکل گیا۔ اور عثمان غنی کا پیچھا چھوڑ دیا

پھر وہ لوگ اندر آ گئے۔ جنہوں نے عثمان غنیؓ کو شہید کر دیا تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ محمد بن ابی بکر کے اشارے پر لوگوں نے عثمان غنیؓ کو قتل کیا۔

لحہ فکریہ:

محمد بن ابی بکر کا قتل عثمان کے موقع پر موجود ہونا اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ بلکہ اندر داخل ہونے کے بعد عثمان غنیؓ کی داڑھی پکڑنے والا، انہیں نعتیں کہہ کر مخاطب کرنے والا، انہیں زخمی کرنے والا، اور ان کے قتل میں خوش ہونے والا یہ باتیں ہر تاریخ کی کتاب سے ثابت ہیں۔ اگرچہ اس میں اختلاف ہے کہ اس نے بنفس نفیس قتل کرنے میں حصہ لیا یا نہ لیا۔ لہذا قتل عثمان سے محمد بن ابی بکر کو بالکل بری ثابت کرنے والا کذاب ہے۔ اور ان افعال میں محمد بن ابی بکر کو بے قصور اور غیر مجرم قرار دینا پرلے درجے کی حماقت ہے۔ ایک طرف محمد بن ابی بکر کا تاریخی کردار اور دوسری طرف امیر معاویہ کے متعلق یہ حقیقت کہ انہوں نے محمد بن ابی بکر کو نہ خود شریک ہو کر قتل کیا۔ اور نہ اس کے قتل کا حکم دیا۔ اور نہ ہی توہین امین سلوک کیا۔ ان دونوں کرداروں کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر محمد بن ابی بکر کے بارے میں محدث ہزاروی کی زبان گنگ ہے۔ تو پھر امیر معاویہ کے بارے میں زیادہ خاموشی ہونی چاہیے تھی۔ اور اگر ایک اور پہلو سے دیکھا جائے تو بات اور بھی واضح ہو کر سامنے آئے گی۔ وہ یہ کہ ایک طرف قتل ہونے والے عثمان غنیؓ ہیں۔ اور دوسری طرف محمد بن ابی بکر ہے۔ عثمان غنیؓ کے کردار کی ایک جھلک پیش خدمت ہے۔ تاکہ ایسے عظیم کردار کے حامل شخص کے قتل میں شریک یا معاون اور گستاخ کی جرأت کا کچھ اندازہ ہو سکے۔

حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور

صحابہ کی نظر میں

ریاض النضر

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ أَنَّهُ قَالَ أَتَيْتُ عُثْمَانَ وَ هُوَ
مَحْضُورٌ اسْلَمَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا يَا نَحْيَ مَرْحَبًا يَا نَحْيَ
أَفَلَا أَحَدٌ نَكَ مَا رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ قُلْتُ بَلَى قَالَ رَأَيْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذِهِ الْخُحَّةِ
وَإِذَا خُوحَةٌ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ حَصْرُوكَ فَقُلْتُ نَعَمْ
فَقَالَ عَطَشُوكَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ دَلُّوْا مِيْنَ مَا
فَشَرِبْتُ حَتَّى رَوَيْتُ فَإِنِّي لَا حِدُ يَرُدُّ إِلَيْنِ كَتَفِي
وَبَيْنَ شَدَّ يَمِي قَالَ إِنْ شِئْتُ نَسَرْتُ عَلَيْهَمْ وَإِنْ
شِئْتُ أَفْطَرْتُ عَنْهُمْ نَاهَا قَالَ فَأَخْطَرْتُ أَنَّ
أَفْطَرَ عَنْهُمْ فَتَبَّلَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ - خَرَجَ ابْنُ الْخَيْرِ
الْحَاكِمِيُّ الْقُرَوِينِي (رياض النضر جلد سوم ص ۶۷ ذکر

رَوَا النَّبِيُّ - مَطْبُوعًا بِبَيْرُوتِ طَبْعُ جَدِيدٍ)

ترجیحاً، عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ میں عثمان غنی کے پاس حاضر ہوا۔ جب آپ کا محاصرہ کیا گیا تھا۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا یا اخی فرمایا۔ پھر فرمایا۔ کیا میں تجھے آج رات کا خواب نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا ضرور۔ فرمانے لگے۔ رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کھڑکی میں زیارت کی۔ آپ نے فرمایا کیا انہوں نے تمہیں محصور کیا ہے؟ میں نے کہاں ہاں۔ آپ نے فرمایا پیاس لگی ہے۔ میں نے عرض کیا جی حضور! آپ نے پانی کا ایک ڈول میری طرف بڑھایا میں نے پیا۔ یہاں تک کہ سیراب ہو گیا۔ اس کے پینے کے بعد میں اب تک اپنے کندھوں اور پستان کے درمیان ٹھنڈک محسوس کر رہا ہوں اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ اگر چاہو تو میں تمہاری مدد کروں! اور اگر تمہاری خواہش ہو کہ روزہ ہمارے ہاں اکر افطار کرو۔ میں نے عرض کیا حضور! میں یہی پسند کرتا ہوں۔ کہ روزہ آپ کے ہاں اکر افطار کروں۔ اس خواب کے بعد عثمان غنی کو اسی دن شہید کر دیا گیا۔

طبقات ابن سعد:

قَالَ أَخْبَرَنَا حَقَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا وَهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَقِيْبَةَ عَنْ أَبِي عُلْقَمَةَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ الْكَنْدِيِّ قَالَ نَامَ عُثْمَانُ فِي الْيَوْمِ الَّذِي قُتِلَ فِيهِ وَذَلِكَ الْيَوْمُ الْجُمُعَةُ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ قَالَ لَوْلَا أَنِّي يَقُولُ النَّاسُ تَمَتَّى عُثْمَانُ الْمَنِيَّةَ لَحَدَّثْتُكُمْ حَدِيثًا قَالَ قُلْنَا وَحَدَّثَنَا

أَصْلَحَكَ اللَّهُ فَلَسْنَا عَلَى مَا يَقُولُ النَّاسُ قَالَ إِنِّي رَأَيْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنَامِي هَذَا فَقَالَ إِنَّكَ
شَاهِدٌ فِينَا الْجُمُعَةَ۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۷۵، ذکر قتل عثمان
مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ کیا: (بخذت اسناد کثیر بن الصلت کنڈی بیان کرتے ہیں۔
کہ جس دن حضرت عثمان غنی کو شہید کیا گیا۔ وہ جمعہ کا دن تھا۔ اس دن آپ
نے خواب دیکھا۔ بیدار ہونے پر فرمایا۔ اگر لوگوں کی طرف سے اس قول
کا مجھے خدشہ نہ ہوتا۔ کہ عثمان غنی قتل ہونا چاہتا ہے۔ تو میں تمہیں خواب بیان کر
دیتا۔ ہم نے عرض کیا۔ اللہ آپ کا بھلا کرے۔ بیان کر دیجئے۔ ہم ایسی
باتیں نہیں کرتے والے جو دوسرے لوگ کہتے ہیں۔ اس پر عثمان غنی نے
کہا۔ میں نے خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صبح فرما
رہے تھے۔ اے عثمان! تو جمعہ میں ہمارے ساتھ حاضر (شریک) ہوگا
(یعنی جمعہ کے وقت تیری شہادت ہو چکی ہوگی۔)

طبقات ابن سعد:

قال اخبرنا عفان بن مسلم قال اخبرنا وهيب
قال اخبرنا داود عن زياد بن عبد الله عن ام
هلال بنت وكيع عن امرأة عثمان قال واحسبها
بنت الفراقصة قالت اغتفى عثمان فلما استيقظ
قال ان القوم يقتلونني فقلت كذا يا امير المؤمنين
قال اني رايت رسول الله و ابا بكر وعمر فقال

أَفْطِرُ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ أَوْ فَالَوْ إِنْكَ تَفْطِرُ عِنْدَنَا
اللَّيْلَةَ۔

طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۵، ذکر فضل عثمان
مطبوعہ بیروت

ترجمہ: حضرت عثمان غنی کی زوجہ بیان کرتی ہیں کہ عثمان غنی سو کر
اُٹھے تو کہنے لگے۔ لوگ مجھے قتل کر دیں گے۔ میں نے کہا ایسا ہرگز نہیں
ہو سکتا۔ یا امیر المؤمنین! کہنے لگے میں نے خواب میں رسول اللہ، ابوبکر،
اور عمر کو دیکھا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ آج رات افطار ہمارے پاس کرنی
ہوگی۔ یا فرمایا کہ تم آج افطار ہمارے پاس کرو گے۔

ازالة الخفاء:

عن ابن عمر رضي الله عنه ان عثمان اصبح فحدث
فقال اني رايت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام
الليلة فقال يا عثمان افطر عندنا فاصبح
عثمان صائما فقتل من يومه رضي الله عنه اخرج
الحاكم وعن ابن عباس قال كنت قاعدا عند النبي
صلى الله عليه وسلم اذ اقبل عثمان بن عفان رضي الله عنه
فلما دنا منه قال يا عثمان تقتل وانت تقرأ سورة
البقرة فتلع قطر من دمك على فسيكفيكم الله
يغبطك اهل المشرق واهل المغرب وتشقق
في عديد ربيعة ومضر وتبعث يوم القيامة

امیر المؤمنین علیؑ کل مخذول۔ از الہ الخفاف ۴ ص ۳۵۳ تا ۳۵۴ رسول اللہ علیہ السلامؐ پیشوایی

ترجمان: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی صبح اُٹھے۔ اور بیان فرمایا کہ میں نے آج رات خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے مجھے فرمایا۔ اے عثمان! آج ہمارے ہاں افطار کرنا۔ صبح عثمان غنی نے روزہ رکھ لیا۔ اور پھر اسی دن آپ قتل کر دیئے گئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا۔ اچانک عثمان بن عفان اُنکے۔ جب اور قریب اُگئے۔ تو حضور نے فرمایا۔ اے عثمان! تو تلاوت کرتے ہوئے قتل کیا جائے گا۔ اور تیرے خون کے قطرے سورۃ البقرہ کی آیت **فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ** پر گریں گے۔ اہل مشرق و اہل مغرب تم پر رشک کریں گے۔ ربیعہ اور مضر کے افراد کی تعداد برابر تیری شفاعت سے لوگ جنت میں جائیں گے۔ اور تو قیامت کے دن ہر ذلیل پر امیر المؤمنین بنا کر اٹھایا جائے گا۔

(اخرجہ الحاکم)

خلاصہ:

مذکورہ حوالہ بات سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو منظور و محبوب تھی۔ اور ان کی شہادت دراصل بارگاہِ رسالت میں حاضری کے مترادف تھی۔ مغرب و مشرق میں ان کی شہادت اپنی مثال آپ تھی۔ اسی منصب کی وجہ سے بے شمار لوگ ان کی شفاعت کی وجہ سے جنت جائیں گے۔ ایسے فضائل و مناقب کے ہوتے ہوئے اُن کا قتل کوئی معمولی بات نہ تھی۔ اور ان کے قاتل کوئی معمولی مجرم نہ تھے یہ تو تھے ان کے قتل ہونے سے پہلے کے کچھ واقعات اب چند ایسے اقوال

بھی پیش خدمت ہیں۔ جو آپ کی شہادت کے متعلق حضرات صحابہ کرام کی زبان حق سے نکلے۔

عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی شہادت پر حبیل القدر صحابہ کے دیکھ بھریے احوال

طبقات ابن سعد: قول عبد اللہ بن عباس

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَوْ أَجْمَعَ النَّاسُ عَلَى قَتْلِ
عُثْمَانَ لَرُمُوا بِالْحِجَارَةِ كَمَا رُمِيَ قَوْمٌ لُوطٍ
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ لَمْ يَطْلُبِ النَّاسُ يَدَ عُمَانَ
لَرُمُوا بِالْحِجَارَةِ مِنَ السَّمَاءِ۔ طبقات ابن سعد
جلد سوم ص ۱۰

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر
تمام لوگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک ہو
جاتے۔ تو ان سب پر اس طرح پتھر برستے جس طرح قوم لوط پر
برسائے گئے۔..... ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں
کہ اگر لوگ حضرت عثمان کے خون کا مطالبہ دقصاص نہ کرتے۔ تو
آسمانوں سے اُن پر پتھر برستے۔

۲: قول حمید الساعدی رضی اللہ عنہ

طبقات ابن سعد:

قَالَ أَبُو حَمِيدٍ السَّاعِدِيُّ لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ
وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَا بَدْرًا۔ اللَّهُمَّ إِنَّ لَكَ عَلَى

أَلَا أَفْعَلْ كَذًا وَلَا أَفْعَلْ كَذًا وَلَا أَضْعَكَ حَتَّى
الْقَاكَ-

طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۸۱ (ذکر اقبال اصحابِ رسول اللہ علیہ السلام)

ترجمہ: ابو حمید الساعدی نے قتل عثمان غنی کے موقع پر کہا۔ آپ بدری
صحابہ میں سے ہیں۔ اے اللہ! تیری خاطر میں اپنے اوپر فلاں فلاں
کام کرنے کو منع کر رہا ہوں۔ اور یہ بھی عہد کرتا ہوں۔ کہ مرنے تک ہنسنی
نہیں کروں گا۔

(۳) تاریخ طبری؛

قَالَ وَرَأَيْتُ إِنِّي تَرَكْتُ قَوْمًا لَا يَرْضُونَ إِلَّا بِالْقَوْدِ
قَالَ مِمَّنْ قَالَ مِنْ عِنْدِ نَفْسِكَ وَتَرَكْتُ سِتِّينَ أَلْفَ
شَيْخٍ يَبْكِي تَحْتَ قَمِيصِ عُثْمَانَ وَهُوَ مَذْصُوبٌ
لَهُمْ قَدْ أَلْبَسُوا مِنْ بَرْدِ مَشَقِّ فَقَالَ إِنِّي يَطْلُبُونَ
دَمَ عُثْمَانَ أَلَسْتُ مَوْثُورًا كَثِيرَةً عُثْمَانَ اللَّهُوَ
إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ-

(تاریخ طبری جلد سوم جزء ۵ ص ۱۲۳ مطبوعہ

بیروت جدید)

ترجمہ: (جب حضرت علی المرتضیٰ نے ایک شخص ملک شام بھیجا۔ تاکہ
وہاں کے حالات کا پتہ چلے۔ یہ آدمی واپس آیا۔ اور آپ کو حالات
بتاتے ہوئے کہا) میں اپنے پیچھے ایک ایسی قوم چھوڑ آیا ہوں۔ جو
عثمان غنی کے خون کا قصاص لینے سے کم کسی بات پر راضی نہیں۔ پوچھا
وہ قصاص کا مطالبہ کس سے کرتے ہیں۔ کہا۔ آپ سے۔ مزید کہا۔ کہ

میں نے شام میں ساٹھ ہزار بزرگ حضرات دیکھے جو عثمان غنی کی قمیص کے پاس بیٹھے رو رہے تھے۔ وہ قمیص دمشق کی جامع مسجد کے منبر پر رکھی ہوئی ہے۔ علی المرتضیٰ نے کہا۔ وہ مجھ سے بھلا یہ مطالبہ قصاص کیوں کرتے ہیں۔ کیا میں ان کے معاملہ میں عثمان کی طرح پریشان نہ ہوا تھا۔ پھر دعاء مانگتے ہوئے کہا۔ اے اللہ! میں عثمان غنی کے خون سے تیری بارگاہ میں بریت کر رہا ہوں۔

۴۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ

ریاض النضرہ:

عن سعید بن زید قال لو انك احدث
انقض لذي صنعتموه بعثمان
لكان محقوقا ان ينقض

(ریاض النضرہ جلد سوم ص ۱۸۱ ذکر استعظامہم قتله
مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: سعید بن زید کہتے ہیں کہ اگر ان لوگوں کی بد اعمالی پر اُحد پٹا ان کی پیٹھ پر آپڑے۔ تو بجا ہے۔ جنہوں نے عثمان غنی کے قتل میں شرکت کی۔

۵۔ طاؤس رضی اللہ عنہ

ریاض النضرہ:

عن طاؤس رضی اللہ عنہ قال له رجل ما رأيت

أَحَدًا أَجْرًا عَلَى اللَّهِ مِنْ فُلَانٍ قَالَ إِنَّكَ لَمْ تَرَقَاتِلْ
عُثْمَانَ - أَخْرَجَهُ الْبَغَوِيُّ -

ترجمہ: حضرت طاہر س رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کہنے لگا۔ میں نے فلاں
اومی سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ پر جرات کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ فرمایا۔
تو نے حضرت عثمان غنی کے قاتل نہ دیکھے۔ (وہ جرات میں اس
فلاں سے کہیں بڑھے ہوئے تھے)

۶۔ عبد اللہ بن سلام رضی

ریاض النضرہ:

عن عبد الله بن سلام قال لقد فتح الناس على
أنفسهم بقتل عثمان باب فتنة لا يغلق عنهم
إلى قيام الساعة -

ریاض النضرہ جلد سوم ص ۸۱ ذکر استعظامہم قتلہ
مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ: عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی کو
قتل کر کے لوگوں نے قیامت تک کے لیے اپنے اوپر فتنہ کا دروازہ
کھول دیا جو کبھی بند نہ ہو گا۔

۷۔ حماد بن سلمہ رضی

ازالة الخفاء:

رَوَى عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ كَانَ عُثْمَانُ

أَفْضَلُهُمْ مِنْهُ يَوْمَ وَلَّوْهُ وَكَانَ يَوْمَ قَتَلُوهُ أَفْضَلَ مِنْهُ يَوْمَ وَلَّوْهُ۔

(ازالۃ الخفاء جلد چہارم ص ۳۴۸ مطبوعہ آرام باغ کراچی)

ترجمہ: حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت عثمان غنی اُن لوگوں میں افضل تھے۔ جن میں سے آپ کو خلیفہ بنایا گیا۔ اور جس دن انہیں قتل کر دیا۔ اس دن وہ اور بھی زیادہ افضل تھے

اللہ تعالیٰ کی عدالت میں قتل عثمان کا معاملہ

ازالۃ الخفاء،

وَمِنْ أَقْوَالِ السَّيِّدِ الْمُجْتَبَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ مَا أَخْرَجَهُ أَبُو يَعْلَى أَنَّهُ قَامَ خَطِيبًا فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ فِي مَنَامِي عَجَبًا رَأَيْتُ الرَّبَّ تَعَالَى فَوْقَ عَرْشِهِ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قَامَ مِنْدًا قَائِمَةً مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى مَنْكَبِ رَسُولِ اللَّهِ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى مَنْكَبِ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَكَانَ بِيَدِهِ رَأْسُهُ فَقَالَ سَلْ عِبَادَكَ فِيمَ قَتَلُونِي فَأَنْشَبَ مِنَ السَّمَاءِ مِيزَابَانِ مِنْ دَمٍ فِي الْأَرْضِ قَالَ فَيُقِلُّ

لِعَلِّيَ إِلَّا تَرَى مَا يُحَدِّثُ بِهِ الْحَسَنُ قَالَ يُحَدِّثُ بِمَا
رَأَى وَآخَرَجَ الْحَاكِمُ عَنْ رَجُلٍ قَالَ رَأَيْتُ الْحَسَنَ
بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا خَرَجَ مِنْ دَارِ عُثْمَانَ جَرِيحًا
(۱- ازالة الخفاء جلد ۴ ص ۳۵۷ تا ۳۵۸ مطبوعہ آرام باغ کراچی)

(۲- ریاض النضرہ جزء ثالث ص ۷۷)

ترجمہ: بزرگ و محترم جناب امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا ایک قول ابوعلی
کی روایت کے مطابق یوں ہے۔ آپ نے ایک دفعہ دورانِ خطبہ
کہا۔ لوگو! میں نے گزشتہ رات ایک عجیب خواب دیکھا۔ وہ یہ کہ
میں نے عرشِ پررب کریم کو دیکھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے۔ اور عرش کے ستون میں سے ایک کے قریب قیام فرمایا۔ پھر ابو بکر صدیق
اُٹے۔ اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر اپنے ہاتھ
رکھے۔ بعد میں عمر بن الخطاب نے اُکرا ابو بکر کے کندھوں پر ہاتھ رکھے۔
اس کے بعد عثمان غنی تشریف لائے۔ اور ان کا سر ان کے ہاتھوں میں تھا
عرض کرنے لگے۔ اے پروردگار! اپنے بندوں سے پوچھئے کہ انہوں
نے مجھے کیوں قتل کیا ہے؟ پھر زمین کی طرف آسمان سے خون کے دو
پرنا لے بہہ نکلے۔ اس قول کے بعد کسی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
سے پوچھا۔ کیا آپ کو اپنے بیٹے حسن کی اس بات کا علم ہے؟ فرمایا
اس نے جو کچھ دیکھا بیان کر دیا ہے۔ حاکم نے بروایت قتادہ ایک شخص
سے بیان کیا۔ کہ میں نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو جناب عثمان کے گھر
سے نکلے دیکھا۔ آپ اس وقت زخمی تھے۔

قتل عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حادثہ حضرت

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نظر میں

ریاض النضرۃ:

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَوْمَ الْجَمَلِ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَلَقَدْ طَاشَ عَقْلِي يَوْمَ قَتَلَ عُثْمَانَ وَ أَتُكَّرْتُ نَفْسِي وَ جَاؤُنِي لِلْبَيْعَةِ فَقُلْتُ أَلَا أَسْتَحْيِي مِنَ اللَّهِ أَنْ أَبَايَعَ قَوْمًا قَتَلُوا رَجُلًا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ أَلَا أَسْتَحْيِي مِمَّنْ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلِكَةُ وَإِنِّي لَا مَسْتَحْيِي مِنَ اللَّهِ أَنْ أَبَايَعَ وَ عُثْمَانُ قَتِيلٌ فِي الْأَرْضِ لَمْ يُدْفَنْ بَعْدُ فَالْصَّرَفُ أَفْكَمَادُ فِنْ رَجَعَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ الْبَيْعَةَ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ إِنِّي مُشْفِقٌ مِمَّا أَقْدَمُ عَلَيْهِ تَفَرُّجَاتُ عَزِيمَةٍ فَبَايَعْتُ قَالَ فَقَالُوا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَكَأَنَّمَا صَدَعَ قَلْبِي وَقُلْتُ اللَّهُمَّ خُذْ مِنِّي حَتَّى تَرْضَى.

خرجه ابن السنمان في الموافقة والخجندی

في الاربعين -

ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۷۱

ترجہاً: قیس بن عباد کہتے ہیں کہ میں نے جنگِ جمل میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا۔ اے اللہ! میں تیرے سامنے دمِ عثمان سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ جس دن عثمان کو قتل کیا گیا۔ میری عقل اڑ گئی تھی اور میری روح بے چین ہو گئی تھی۔ لوگ میرے پاس آئے تاکہ بیعت کریں۔ میں نے انہیں کہا۔ کیا مجھے اللہ سے شرم نہیں آتی کہ ایسی قوم کی بیعت کروں جنہوں نے ایک ایسے شخص کو قتل کروایا۔ کہ جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کیا میں اس سے شرم نہ کروں۔ جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ اور میں (علی) اس بات سے شرماتا ہوں کہ ایک طرف عثمان غنی زمین پر قتل ہو کر پڑے ہوئے ہوں۔ اور دوسری طرف میں بیعت لینا شروع کروں۔ پھر لوگ واپس چلے گئے۔ جب عثمان غنی کو دفن کر دیا گیا۔ تو لوگوں نے پھر بیعت کا سوال کیا۔ میں نے کہا۔ اے اللہ! جو کچھ میں کرنے والا ہوں۔ اس سے مجھے ڈر لگتا ہے پھر جب تسلی ہو گئی۔ تو میں نے ان لوگوں سے بیعت لے لی۔ پھر لوگوں نے مجھے امیر المومنین کہا۔ تو عثمان غنی کی یاد کی وجہ سے یہ لفظ سن کر میرا کلیجہ کانپ اٹھا۔ اور اللہ سے میں نے دعا مانگی۔ اے اللہ! مجھ سے اپنی رضا کے مطابق کام لے۔ یہ واقعہ ابنِ اسمنان نے موافقہ میں اور جندی نے اربعین میں نقل کیا ہے۔

ملحوظ فکریں:

مذکورہ بالا حوالہ جات سے جو امور سامنے آتے ہیں۔ ان کو دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا خواب اور اس کی تائید حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زبان اور خود کو اپنے رب کے حضور قتل عثمان سے

برأت اور اس پر قلبی صدمہ کا اظہار وہ شواہد ہیں کہ شہادت عثمان کا واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا۔ اب اس واقعہ میں محمد بن ابی بکر کا طوط ہونا کوئی اختلافی امر نہیں لیکن محدث ہزاروی، کے ذہن باغی میں اس عظیم واقعہ نے ایک بھی کروٹ نہ لی۔ اور حضرت امیر معاویہ پر اعتراض کرنے کے لیے محمد بن ابی بکر کا طرفدار بنا جا رہا ہے۔ حضرت عثمان غنی کے ساتھ پیش آنے والے اس واقعہ کی حقیقت اور اصلیت اگر جاننا چاہتے ہو تو پھر کچھ شان عثمان غنی ملاحظہ کر لیں۔ تاکہ اس اُمینہ میں شہادت عثمان کی عظمت کا تصور آجائے۔

عثمان رضی اللہ عنہ کی عظمت

شان پرچند احادیث

عثمان غنیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حبشی رفیق

ریاض النضرہ:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ
يَوْمَ حُوصِرَ وَكَوُا لِقَى حَجْرًا لَمْ يَقَعْ إِلَّا عَلَى
رَأْسِ رَجُلٍ فَرَأَيْتُ عُثْمَانَ أَشْرَفَ مِنَ الْخَوْخَةِ
الَّتِي تَلِي مَقَامَ حَبْرَاءِ بَيْلٍ عَلَى النَّاسِ وَقَالَ

لِطَلْحَةَ أَلَيْسَ لَكَ اللَّهُ أَتَذْكُرُ يَوْمَ كُنْتُ أَنَا وَأَنْتَ
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْضِعٍ كَذَا وَكَذَا
لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ غَيْرِي وَغَيْرِكَ
قَالَ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا طَلْحَةُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنِّي إِلَّا وَمَعَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ
رَفِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّ عُثْمَانَ يَعْزِيْنِي رَفِيقِي
فِي الْجَنَّةِ قَالَ طَلْحَةُ اللَّهُمَّ نَعَمْ ثُمَّ انْصَرَفَ
خَرَجَهُ أَحْمَدُ

(ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۲۶ مطبوعہ بیروت
طبع جدید)

ترجمہ: زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں جس
دن عثمان غنی کا محاصرہ کیا گیا۔ وہاں گیا۔ اتنے آدمی تھے۔ کہ اگر کوئی
پتھر پھینکتا۔ تو وہ نیچے زمین پر گرنے کی بجائے کسی نہ کسی کے سر پر
پڑتا۔ میں نے دیکھا۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کھڑکی
سے جھانکا۔ جو کہ مقام جبریل سے ملی ہوئی ہے۔ اور کہا۔ اے طلحہ! تجھے
اللہ کی قسم دلاتا ہوں۔ کیا تجھے وہ دن یاد نہیں۔ جب میں اور تو دونوں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے۔ اور فلاں فلاں جگہ پر ہمارے
دونوں کے سوا کوئی اور آپ کا صحابی نہ تھا؟ جناب طلحہ کہتے ہیں۔
میں نے کہاں یہ درست ہے۔ پھر یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہا تھا۔ اے طلحہ! اللہ کے ہر ایک پیغمبر کے ساتھ اس کے صحابہ
میں سے ایک ساتھی ضرور جنت میں رفیق ہوگا۔ اور بے شک عثمان

جنت میں میرا رفیق ہے (کیا حضور نے یہ نہ فرمایا تھا؟) جناب طلحہ کہتے ہیں -
بخدا! ہاں۔ یہ کہہ کر آپ واپس تشریف لے آئے۔

رسول اللہ نے فرمایا عثمان غنی کا جنازہ فرشتے

پڑھیں گے

ریاض النضرہ:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ رَیَوْمَ یَمُوتُ
عُثْمَانُ نَصَلِي عَلَيْهِ مَلِیْکَةُ السَّمَاءِ قُلْتُ
یَا رَسُولَ اللَّهِ عِثْمَانُ خَاصَّةٌ أَمْ النَّاسُ عَامَّةٌ
قَالَ عِثْمَانُ خَاصَّةٌ وَخَرَجَهُ الْحَافِظُ الدَّمَشْقِیُّ
(ریاض النضرہ جلد سوم ص ۳۰ تا ۳۱ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے سرکار
دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے یہ سنا جس دن عثمان غنی
کا انتقال ہوگا۔ اس پر آسمانی فرشتے نماز پڑھیں گے۔ میں نے عرض کیا
یا رسول اللہ! یہ خاص کر عثمان کے لیے ہے یا عام مسلمانوں کے لیے؟ فرمایا
بالخصوص عثمان کے لیے ہے۔

قیامت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا

حساب و کتاب نہ ہوگا

ریاض النضرۃ:

عَنْ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
مَنْ أَوَّلُ مَنْ يُحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ (البوکی)
قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ قَالَ ثُمَّ مَنْ
قَالَ ثُمَّ أَنْتَ يَا عَلِيُّ قُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ آيْنَ عُمَانُ قَالَ إِنِّي سَأَلْتُ
عُمَانَ حَاجَةً سِرًّا فَقَضَاهَا سِرًّا فَسَأَلْتُ
اللَّهَ أَنْ لَا يُحَاسَبَ عُمَانُ - خروجه الحافظ

بن بشران - (ریاض النضرۃ جلد ۲ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کل قیامت کو سب سے پہلے کس کا حساب و کتاب ہوگا؟ فرمایا ابو بکر صدیق کا۔ میں نے پوچھا پھر ان کے بعد کس کا؟ فرمایا عمر بن خطاب کا۔ پوچھا پھر کس کا؟ فرمایا اے علی تیرا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ عثمان کہاں ہوں گے؟ فرمایا میں نے عثمان سے خفیہ ایک کام کہا تھا۔ اس نے خفیہ طور پر وہ کر دیا۔ تو

میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کے بارے میں سوال کیا تھا کہ اے اللہ!
عثمان کا حساب و کتاب نہ لینا۔ (لہذا آج عثمان کے حساب و کتاب
کی ضرورت نہیں)

عثمان غنی کی شفاعت سے ستر ہزار دوزخی
جنتی ہو جائیں گے

ریاض النضرۃ:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ لِيَشْفَعْ عُمَانُ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا عِنْدَ الْمِيزَانِ
مِنْ أُمَّتِي مِمَّنْ اسْتَوْجَبُوا النَّارَ۔ (ریاض النضرۃ)

جلد سوم ص ۴۰ مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں
کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شفاعت جو میزان کے قریب ہوگی۔
اس سے ستر ہزار ایسے آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔ جن پر دوزخ واجب
ہو چکی تھی۔

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنتی شادی میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت

ریاض النضرۃ:

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَبِتُّ لَيْلَتِي فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللَّهِ
فِي مَنَامِي وَهُوَ عَلَى بَرْدٍ وَنَاشِئٍ يَسْتَعْجِلُ وَعَلَيْهِ
حُلَّةٌ مِنْ نُورٍ وَبِيَدِهِ قَضِيبٌ مِنْ نُورٍ وَعَلَيْهِ
نَعْلَانِ شِرَازٍ مِثْلَانِ نُورٍ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَتِي أَنْتَ
وَأَبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ طَالَ شَوْقِي إِلَيْكَ
فَقَالَ إِنِّي مُبَادِرٌ لِأَنَّ عُثْمَانَ تَصَدَّقَ بِأَلْفِ
رَاحِلَةٍ وَأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ قَبِلَهَا مِنْهُ وَ
زَوَّجَهُ بِهَا عَرُوسًا فِي الْجَنَّةِ وَأَنَا ذَاهِبٌ
إِلَى عُرْسِ عُثْمَانَ - خَرَجَ الْمَلَأُ فِي سِيرَتِهِ

(ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۴۴)

ترجمہ: عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات خواب
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ ایک اعلیٰ نسل کے گھوڑے
پر جلدی میں تھے۔ آپ نے اس وقت نوری پوشاک پہن رکھی تھی ہاتھ
میں نور کی لالٹیاں اور پاؤں میں نعلین کہ جن کے تسمے نور کے تھے۔ میں
نے عرض کیا۔ آپ پر میرے ماں باپ قربان! مجھے آپ کے شوق دیدار

کی بڑی مدت سے طلب تھی۔ فرمانے لگے۔ مجھے جلدی ہے۔ کیونکہ عثمان نے ایک ہزار سواری کا صدقہ کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمایا ہے۔ اور عثمان کو جنت میں ایک دولہن عطاء فرمائی ہے۔۔۔ مجھے جلدی سے اُس کی شادی میں شرکت کرنا ہے۔

اہل بیت کی خدمت کرنے پر حضرت عثمان
کے لیے حضور علیہ السلام کا رات بھر دعا فرماتا

ریاض النضرہ:

وَمِمَّا وَرَدَ عَنْ دُعَائِهِ لِعُثْمَانَ عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ مَكَثَ الْبَحْمَدِ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ مَا طَعِمُوا
شَيْئًا حَتَّى تَضَاحَوْا هَبَابِنَا فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ
فَقَالَ يَا عَائِشَةُ هَلْ أَصَبْتُمُ بَعْدِي شَيْئًا فَقُلْتُ
مِنْ آيِنَ إِنَّ لَمْرَ يَأْتِنَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ عَلَى
يَدَيْكَ فَتَوَضَّاءَ وَخَرَجَ مُتَسَحِّبًا يُصَلِّي هَاهُنَا
مَرَّةً وَهَاهُنَا مَرَّةً يَدُ عُرَا قَالَتْ فَأَتَى عُثْمَانُ
مِنْ الْخِيَرِ النَّهَارِ فَاسْتَأْذَنَ فَهَمَمْتُ أَنْ أَجِيبَهُ
لَمَّا قُلْتُ هُوَ رَجُلٌ مِنْ مَكَائِثِ الصَّحَابَةِ لَعَلَّ
اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّمَا سَأَلَهُ إِلَيْنَا لِيَجْرِيَ عَلَى
يَدَيْهِ خَيْرًا فَادْنَيْتُ لَهُ فَقَالَ يَا أَمَتَاهُ آيِنَ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا بُنَيَّ
مَا طَعِمَ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ شَيْئًا فَدَخَلَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَيِّرًا ضَامِرَ
الْبَطْنِ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ لَهَا وَبِمَا رَدَّتْ
قَالَتْ فَبَكَى عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ وَقَالَ مَقْتًا
لِللَّهِ نِيًّا ثُمَّ قَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ مَا كُنْتَ بِحَقِيقَةٍ
أَنْ يُنْزَلَ بِكَ يَعْنِي هَذَا ثُمَّ لَا تَذْكُرِي نِسَاءَ
لِي وَلِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَلثَابِتِ ابْنِ قَيْسٍ فِي نَظَائِرِنَا
مِنْ مَكَائِثِ النَّاسِ ثُمَّ خَرَجَ فَبَعَثَ إِلَيْنَا
بِأَحْمَالٍ مِنَ الدَّقِيقِ وَأَحْمَالٍ مِنَ الْحِنْطَةِ
وَأَحْمَالٍ مِنَ التَّمْرِ وَبِمَسْلُوحٍ وَبِثَلَاثِمِائَةِ
دِرْهَمٍ فِي صُرَّةٍ ثُمَّ قَالَ هَذَا يُبْطِئُ عَلَيْكُمْ
ثُمَّ بَعَثَ بِخُبْزٍ وَشَوَاءٍ كَثِيرٍ فَقَالَ كُلُوا
أَنْتُمْ وَاصْنَعُوا بَعْدِي شَيْئًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
ثُمَّ أَقْسَمَ عَلَيَّ أَنْ لَا يَكُونَنَّ مِثْلَ هَذَا إِلَّا أَعْلَمْتُهُ
قَالَتْ وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ هَلْ
أَصَبْتُمْ بَعْدِي شَيْئًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْتُ
أَنَّكَ إِنَّمَا خَرَجْتَ تَدْعُو اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَقَدْ
حَلَمْتَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَنْ يَرُدَّكَ عَنْ سَرَايِكَ
قَالَ فَمَا أَصَبْتُمْ قُلْتُ كَذَا وَكَذَا حِمْلٌ بَعِيرٍ
دَقِيقًا وَكَذَا وَكَذَا حِمْلٌ بَعِيرٍ حِنْطَةً وَكَذَا

وَكَذَا حِمْلٌ بِعَيْرِ تَمْرٍ أَوْ ثَلَاثِمِائَةٍ دُرٍّ هَمٌّ فِي صُرَّةٍ
وَمَسْلُوقٌ خَا وَخَائِزًا وَشَوَاءٌ كَثِيرًا فَقَالَ مِمَّنْ
فَقُلْتُ مِنْ عَثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَتْ وَبِكِي وَذَكَرَ الدُّنْيَا
بِمَمَّتٍ وَاقْتَسَمَ عَلَى أَنْ لَا يَكُونَنَّ مِثْلَ هَذَا إِلَّا كَلِمَتُهُ
قَالَتْ فَلَمْ يَجْلِسِ النَّبِيُّ حَتَّى خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ
وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ فَقَدْ رَضِيتُ عَنْ
عَثْمَانَ فَارْضَ عَنْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - خَرَجَ الْحَافِظُ
إِلَى الْقَاسِمِ الدِّمَشْقِيِّ فِي الْارْبَعِينَ -

(ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۲۸ تا ۲۹)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی کے بارے میں جو دعائیں
فرمائیں۔ ان میں ایک کا واقعہ ٹوں ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو چاروں سے کھانے کے
لیے کچھ بھی نہ ملا تھا۔ حتیٰ کہ گھر کے بچے بک رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ اے عائشہ! کیا کسی کی طرف سے کچھ انتظام
ہوا ہے۔ عرض کرنے لگیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نہ دے تو پھر کہاں سے آئے
گا۔ پھر آپ نے وضو فرمایا۔ اور پریشانی کے عالم میں نکل کھڑے ہوئے
کبھی یہاں اور کبھی وہاں نماز ادا فرماتے۔ اور کبھی دعائیں مشغول ہو جاتے
فرماتی ہیں۔ کہ دن ڈھلے عثمان غنی تشریف لائے۔ اور اجازت طلب
کی۔ مجھے خیال آیا کہ میں اُن سے چھپ جاؤں۔ لیکن پھر دل میں آیا
کہ یہ مالدار صحابی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمارے ہاں
اس لیے بھیجا ہو۔ کہ ان کے ہاتھوں سے کوئی بھلائی ظاہر فرمانا ہو۔ پوچھا

اے والدہ محترمہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ میں نے کہا: بیٹے! ہم حضور کے گھر والوں نے چار دن سے کچھ بھی نہیں کھایا۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ کی حالت متغیر تھی۔ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے گفتگو سے آگاہ کیا۔ فرماتی ہیں: کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ اور کہنے لگے۔ اے دنیا! تجھے بربادی ہو۔ پھر عرض کیا۔ اے مادر محترم! آپ جب بھی ایسے حالات سے دوچار ہوں۔ تو ہم مالدار صحابہ کو اطلاع کر دینی چاہیے۔ میں ہوں عبدالرحمن بن عوف ہیں۔ ثابت بن قیس ہیں۔ کسی کی طرف پیغام بھیج دیا کریں۔ یہ کہہ کر عثمان غنی وہاں سے گھر آگئے۔ اور آٹا، گندم اور کھجوروں کے کئی اونٹ لاکر ہمارے ہاں بھیجے علاوہ ازیں چھلکا اتری بہت سی اشیاء کے ساتھ تین سودر ہم بھی بھیجے پھر کہا۔ جلدی میں یہ تمہاری خدمت ہو سکی۔ پھر بھٹنا ہوا گوشت اور روٹیاں کثیر تعداد میں بھیجیں۔ اور عرض کیا۔ خود کھاؤ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے تک ان کے لیے بھی تیار کر چھوڑو۔ پھر پکا وعدہ لیا۔ کہ جب بھی ایسی حالت آن پڑے تو مجھے اطلاع کرنا ہوگی۔ فرماتی ہیں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور پوچھا۔ اے عائشہ! کیا میرے جانے کے بعد تمہیں کچھ ملا ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ! آپ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ اور یہ بھی یقینی امر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کا سوال رد نہیں کرتا۔ پوچھا۔ اچھا تو پھر کیا کچھ ملا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ کہ آٹا، گندم اور کھجوروں کے بھرے اونٹ اور تین سودر ہم روٹیاں اور بھٹنا ہوا گوشت وغیرہ پوچھا کس نے دیا ہے؟ میں نے کہا عثمان بن عفان

فرماتی ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے۔ اور دنیا کی بربادی اور تنگی کا ذکر کیا۔ اور قسم دلوائی۔ کہ آئندہ ایسی حالت کی اطلاع عثمان غنی کو کیا کریں گے ام المؤمنین فرماتی ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہی قدموں واپس مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور اپنے ہاتھ بلند کرتے ہوئے دعا مانگی۔ اے اللہ! عثمان سے میں راضی ہوں۔ تو بھی اس سے راضی ہو۔ یہ دعائیہ کلمات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائے۔ (اس واقعہ کو حافظ ابوالقاسم دمشقی نے اربعین میں نقل کیا ہے)

ریاض النضرۃ :

عن ابی سعید الخدری قال رَمَقْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ إِلَى أَنْ طَلَعَ الْفَجْرُ يَدْعُو لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ يَقُولُ اللَّهُمَّ عَثْمَانُ رَضِيَتْ عَنْهُ فَأَرْضِ عَنْهُ..... قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِفْعَا يَدَيْهِ يَدْعُو لِعُثْمَانَ يَقُولُ يَا رَبِّ رَضِيَتْ عَنْ عَثْمَانَ فَأَرْضِ عَنْهُ فَمَا زَالَ إِفْعَا يَدَيْهِ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ - رياض النضره

جلد سوم ص ۲۸)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع رات سے طلوع فجر تک عثمان غنی کے حق میں یہ دعا فرماتے ہوئے دیکھا۔ اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں۔ تو بھی اس سے راضی ہو۔ یہی ابوسعید کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو ہاتھ اٹھا کر عثمان غنی کے لیے یہ دعا مانگتے دیکھا اور صبح تک یہی

کیفیت رہی۔ اسے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں۔ تو بھی راضی ہو۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

زمین و آسمان کا نور میں

ریاض النضرة:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا بَنِي
عُثْمَانَ بَنِي عَفَّانٍ قُلْنَا عَلِيلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ
قَالَ نَعَمْ فَهَامَ فَأَتْبَعْنَاهُ حَتَّى أَتَى مَنْزِلَ عُثْمَانَ
فَأَسَازَنَ فَأَذِنَ لَهُ فَدْخَلَ وَدَخَلْنَا فَوَجَدَ عُثْمَانَ
مَكْبُودًا عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ مَا لَكَ يَا عُثْمَانُ لَا تَرْفَعُ
رَأْسَكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَسْتَحْيِي يَغْنِي مِنِّي اللَّهُ
تَعَالَى قَالَ وَلِمَ ذَاكَ قَالَ أَخَافُ أَنْ يَكُونَنَّ عَلَيَّ
غَضَبَانِ فَقَالَ اللَّهُ النَّبِيُّ أَلَسْتَ حَافِرَ بَيْتِ رُومَةٍ
وَمَجْهَرِ جَيْشِ الْعُسْطَرَةِ وَالزَّائِدِ فِي مَسْجِدِي
وَبَاذِلِ الْمَالِ فِي رِضَى اللَّهِ تَعَالَى وَرِضَايَ وَمَنْ تَسْتَحْيِي
مِنْهُ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ هَذَا جِبْرِيلُ يُخَبِّرُنِي عَنْ
اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّكَ تَرُورُ أَهْلَ السَّمَاءِ وَمِصْبَاحُ
أَهْلِ الْأَرْضِ وَأَهْلَ الْجَنَّةِ - اخرجنا بالملاء

دریاض النضرة جلد سوم صفحہ نمبر ۲۱ مطبوعہ

بیروت طبع جدید

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ہمیں فرمایا۔ اٹھو تاکہ عثمان غنی کی بیماری پُرسی کریں۔ ہم نے عرض کیا۔ کیا وہ بیمار ہیں؟ فرمایا۔ ہاں۔ آپ کے ہمراہ پیچھے پیچھے ہم بھی چل پڑے۔ جب عثمان غنی کے گھر تشریف لائے۔ تو اندر آنے کی آپ نے اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر آپ اور ہم اندر داخل ہوئے۔ تو دیکھا کہ عثمان غنی منہ کے بل اوندھے پڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے پوچھا۔ عثمان! تمہیں کیا ہوا؟ سر کیوں نہیں اٹھاتے؟ عرض کی۔ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے۔ فرمایا۔ وہ کیوں؟ کہا اس خوف سے کہ وہ کہیں مجھ پر ناراض نہ ہو۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ کیا تو بر رومہ (رومہ نامی کنوواں) کا کھودنے والا، جلدی سے تیار ہونے والے لشکر اسلام کا سازو سامان مہیا کرنے والا، میری مسجد کو وسعت دینے والا اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور میری رضا میں اپنا مال خرچ کرنے والا نہیں ہے؟ اور کیا تو وہ نہیں ہے کہ جس سے آسمانی فرشتے بھی حیا کرتے ہیں؟ دیکھو ابھی جبریل نے آکر مجھے اللہ تعالیٰ کا پیغام دیا ہے کہ تو عثمان (آسمان والوں کا نور اور زمین و جنت والوں کا چراغ) ہے۔

بر رومہ کا مختصر واقعہ:

جب مدینہ منورہ میں مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے والے تشریف لائے تو مدینہ میں پانی کی قلت تھی۔ کیونکہ بنی غفار کے ایک آدمی کی ملکیت میں ایک کنوواں تھا۔ جسے بر رومہ کہا جاتا تھا۔ وہ اس کا پانی قیمتاً فروخت کر کے اپنے گھر کے اخراجات پورے کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا

کہ کنوؤاں دے کر جنت لے لو۔ لیکن اس نے معذرت کی۔ بعد میں عثمان غنیؓ نے ۳۵۰۰۰ ہزار درہم قیمت دے کر وہ خریدا اور فی سبیل اللہ وقف کر دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ حضور! جو آپ نے اس کنوؤ میں کے مالک سے وعدہ فرمایا تھا۔ وہ میرے ساتھ بھی ہونا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا۔ تیرے لیے بھی وعدہ ہے۔ اور جنت تجھ پر واجب ہو چکی۔

پیش کشی کے لیے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت

غزوہ تبوک کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تے تیاری کی خاطر صحابہ کرام کو ترغیب دلائی۔ تو عثمان غنیؓ نے اس کے جواب میں ایک سوانٹ سازو سامان سے لدے ہوئے پیش کیے۔ دوبارہ ترغیب پر عثمان غنیؓ نے پھر اتنے ہی اونٹ بمعہ سازو سامان حاضر کر دیئے۔ آپ یہ دیکھ کر منبر پر سے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ اور اعلان فرمایا۔ کہ عثمان! آج کے بعد تم کوئی بھی عمل کرو۔ وہ تمہیں نقصان نہ پہنچائے گا۔ ابو عمرو کی روایت کے مطابق عثمان کی طرف سے پیش کیے جانے والے اونٹوں کی تعداد ساڑھے نو سو بتائی گئی ہے۔ علاوہ ازیں پچاس گھوڑے بھی ساتھ کر دیئے۔ جناب قتادہ کی روایت کے مطابق عثمان غنیؓ نے ایک ہزار صحابہ کو اونٹوں پر اور ستر کو گھوڑوں پر جنگ کرنے کے لیے تیار کیا۔

توسیع مسجد نبویؐ

مسجد کی توسیع پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کا وعدہ فرمایا۔ عثمان غنیؓ نے پچیس ہزار درہم دے کر یہ سودا کر لیا۔ مسجد بیت اللہ کی توسیع کے لیے جب ایک

مکان کو اس میں شامل کرنے کا وقت آیا۔ تو مالک مکان نے مفت میں دینے سے معذوری کا اظہار کیا۔ اس کے بعد عثمان غنی نے دس ہزار عطا کر کے مکان خریدا اور پھر اسے مسجد الحرام میں شامل کر دیا۔

عثمان غنی کی دس خصوصیات

ریاض النضرۃ:

عن ابی بشور الفہمی قال سمعت عثمان بن عفان
 یقول لقد اُخْتُبْتُ رَجُلًا عَشْرًا اِنِّیْ لِرَابِعِ
 اَرْبَعَةٍ فِی الْاِسْلَامِ وَ جَلَّزْتُ جَیْشَ الْعُسْرَةِ
 وَ جَمَعْتُ الْقُرْآنَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ اُتَمَّنِیْ
 رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ عَلٰی اِبْلِیْتِہِ ثُمَّ
 تَوَفَّیْتُ فَرَّ وَ حَبَنِی الْاُخْرٰی وَ مَا تَغْنِیْتُ لِمَا تَمَنَّیْتُ وَ مَا
 وَضَعْتُ یَدِی الْیَمٰنِیَّ عَلٰی فَرْجِیْ مُنْذُ یَا یَعْتُ
 رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا مَرَّتْ بِیْ جُمُعَةٌ اِلَّا وَ اَنَا اَعْقِیْ
 فِیْہَا رَقِیْبَةً اِنْ لَا تَكُوْنُ عِنْدِیْ فَاَعْقِبُہَا بَعْدَ
 ذٰلِکَ وَلَا زَنْتِیْ فِی الْجَاہِلِیَّةِ وَلَا فِی الْاِسْلَامِ
 وَلَا سَرَقْتُ خَرَجًا لِّحَاکِمِی۔

(ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۳۳)

ترجمہ: ابی بشور الفہمی کہتے ہیں۔ کہ میں نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے
 سنا۔ فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دس خصلتوں سے مخصوص فرمایا ہے
 ۱۔ میں چوتھا مسلمان ہوں۔ ۲۔ جیش العسرہ کی تیاری کرنے والا ہوں

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ پاک میں قرآن کریم جمع کرنے والا ہوں۔

۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی بیٹی کا امین مقرر فرمایا۔ (یعنی میرے نکاح میں دی)۔ جب ان کا انتقال ہوا تو دوسری عطا فرمائی۔

۵۔ میں نے کبھی گانا نہیں گایا۔

۶۔ کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

۷۔ کبھی دایاں ہاتھ بیعت کرنے کے بعد شرمگاہ پر نہیں رکھا۔

۸۔ کبھی جمعہ ایسا نہ گزرا کہ غلام آزاد نہ کروں۔ اگر اس دن نہ ہوتا تو پھر دوسرے دن آزاد کر دیتا۔

۹۔ جاہلیت اور اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا۔

۱۰۔ اور کبھی چوری نہیں کی۔

غلامِ کلام:

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا خصوصیات جیسا کہ ظاہر ہے کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوئیں۔ اور ان میں سے ہر ایک خصوصیت ایسی ہے۔ جو پوری دنیا اور مافیہا سے افضل و اعلیٰ ہے۔ ذوالنورین کا خطاب کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ جس خلیفہ راشد کی صفات اس قدر عظیم ہوں۔ اور وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ اقدس سے ملی ہوں۔ ان پر حملہ کرنے والے کب تعریف کے قابل ہو سکتے ہیں۔ ”و محمدٌ شہزادِ رومی“، کا انداز تو ملاحظہ ہو۔ کہ جو عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل ہے۔ اُسے افضل الاصحاب، حافظ قرآن و سنت و غیرہ کے القاب دیئے جا رہے

ہیں۔ ایک طرف یہ اور دوسری طرف جناب عثمان غنی کے بارے میں ایک تعریفی کلمہ بھی زبان پر نہیں آتا۔ اس سے قارئین کرام آپ اندازہ لگالیں۔ کیا یہی رویہ ایک مسلمان کی شایانِ شان ہے؟

چند حوالہ جات حضرات صحابہ و ائمہ اہل بیت کے بھی ملاحظہ ہو جائیں۔ کہ انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلین کے بارے میں کن خیالات کا اظہار فرمایا

✽

www.katibewahi.com

قاتلانِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ

صحابہ کرام و ائمہ اہلبیت کی نظر میں

قاتلانِ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوزخی ہیں۔

حضرت حذیفہ

ازالۃ الخفاء،

وَمِنْ أَقْوَالِ صَاحِبِ سِرِّ رَسُولِ اللَّهِ حَدَّثَ يَفَّةَ بْنِ
الْيَمَانِ مَا أَخْرَجَهُ أَبُو بَكْرٍ عَنْ جُبْدِ بْنِ الْخَاسِرِ
قَالَ أَتَيْتُنَا حَدَّثَ يَفَّةَ حِينَ سَارَ الْمَصْرِيُّونَ
إِلَى عُثْمَانَ فَقُلْنَا إِنَّ هُوَ لَا يَفْقَدُ سَارُوا إِلَى مَذَا
الرَّجُلِ فَمَا تَقُولُ قَالَ يَقْتُلُونَهُ وَاللَّهِ قَالَ
قُلْنَا فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي الْجَنَّةِ وَاللَّهِ قَالَ قُلْنَا
أَيْنَ قَتَلْتَهُ قَالَ فِي النَّارِ وَاللَّهِ -

۱۔ ازالۃ الخفاء جلد چہارم ص ۲۵۸ تا ۲۵۹ مطبوعہ

آرام باغ کراچی)

۲۔ ریاض النضرہ جلد سوم ص ۱۰)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدان حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے اقوال میں سے ہے جسے جندب خیر سے ابو بکر نے بیان کیا۔ کہا ہم حذیفہ بن یمان کے پاس اس وقت حاضر ہوئے جب مصری لوگ عثمان غنی کو قتل کرنے کے لیے جا رہے تھے۔ ہم نے پوچھا۔ یہ لوگ حضرت عثمان کی طرف جا رہے ہیں۔ تو آپ کا کیا خیال ہے ان کا کیا ارادہ ہے۔ حضرت حذیفہ نے فرمایا بخدا! یہ انہیں قتل کریں گے۔ ہم نے پوچھا۔ قتل کے بعد عثمان غنی کا مقام کیا ہوگا؟ فرمایا خدا کی قسم! جنت میں ہم نے پھر پوچھا۔ ان کے قاتلوں کا ٹھکانہ کونسا ہوگا۔ فرمایا۔ بخدا! وہ جہنم میں ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر اور
عمار بن یاسر کو عثمان غنی کے قتل پر خوش ہونے کی
وجہ سے ڈانٹ پلائی۔

ازالة الخفاء:

وَمِنْ طَرِيقِ الْحَاطِبِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ
أَبِيهِ فِي قِصَّةِ طَوَيْلَةَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ حَاطِبٍ
فَقُمْتُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّا قَادِمُونَ
الْمَدِينَةَ وَالنَّاسُ سَائِلُونَ تَا عَنْ عُثْمَانَ فَمَا
ذَا الْقَوْلُ فِيهِ قَالَ فَأَعْتَمَ عَمَارُ بْنُ يَاسِرٍ
وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ مَا قَالَ فَقَالَ لِمَا

عَلَىٰ يَا عَمَّارُ يَا مُحَمَّدٌ قَقُولًا إِنَّ عُثْمَانَ إِسْتَأْشَرَ
وَأَسَاءَ الْأَمْرَةَ وَعَاقَبْتُمْ وَاللَّهُ فَأَسَاءَ الْعُقُوبَةَ
وَسَتَقْدِمُونَ عَلَى حَاكِمٍ عَدَلٍ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ شَرًّا
قَالَ يَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاطِبٍ إِذَا قَدِمْتَ الْمَدِينَةَ
وَسُئِلْتَ عَنْ عُثْمَانَ فَقُلْ كَانَ وَاللَّهِ مِنَ الَّذِينَ
الْمُتَوَاتِرَاتُ تَقْوَاهُ وَالْمُتَوَاتِرَاتُ تَقْوَاهُ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ
وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ -

(ازالۃ الخفاء جلد چہارم ص ۳۵۶ تا ۳۵۷ مطبوعہ کراچی)
ترجمہ: عبدالرحمن بن محمد اپنے والد سے ایک طویل قصہ بیان کرتے ہوئے
کہتے ہیں کہ میں نے کھڑے ہوتے ہوئے حضرت علی المرتضیٰ سے
عرض کیا حضور! ہم لوگ مدینہ منورہ جا رہے ہیں۔ اور لوگ ہم سے عثمان
غنی کے بارے میں پوچھیں گے۔ تو انہیں ہم کیا جواب دیں گے۔
یہ سن کر عمار بن یاسر اور محمد بن ابی بکر پریشان ہوئے۔ اور جو کہنا
چاہا کہہا۔ ان دونوں کو حضرت علی المرتضیٰ نے کہا۔ تم دونوں کہتے ہو کہ
عثمان غنی نے اپنوں کو ترجیح دی اور بری حکومت کی۔ اور اس پر
تم نے انہیں ستایا۔ خدا کی قسم! تم نے ان کے ساتھ برا سلوک کیا۔
عنقریب تمہیں ایک حاکم عادل کے سامنے جانا ہوگا۔ جو تمہارے مابین
درست فیصلہ کرے گا۔ پھر فرمایا۔ اے محمد بن حاطب! جب تم مدینہ منورہ
پہنچو اور لوگ تم سے عثمان غنی کے بارے میں پوچھیں۔ تو کہنا۔ خدا کی قسم!
وہ ان لوگوں میں سے تھے۔ جو ایمان لائے۔ پھر تقویٰ کی راہ پر چلے
اور ایمان میں پختہ ہوئے۔ پھر بد مزہ گاری میں کمال پر پہنچے اور احسان

کرتے رہے۔ اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ پر ہی مومنین کو توکل کرنا چاہیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں عثمان غنی سے اُن

کے قاتلوں کا نام پوچھیں گے

ریاض النضرۃ:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَوْفَى حَدِيثُ مُوْأَخَاتِهِ بَيِّنَ
أَصْحَابِهِ وَفِيهِ ثُمَّ دَعَا عُثْمَانَ وَقَالَ أَدْنُ يَا أَبَا
عَمْرٍ وَأَدْنُ يَا أَبَا عَمْرٍ وَكَلَّمَ يَزِيلُ يَدَ تَوَمُّنِهِ
حَتَّى الْصَّوْقُ رُكْبَتَهُ بَرَكِيَّتِهِ فَتَنَظَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ ثَلَاثَ
مَرَّاتٍ ثُمَّ تَنَظَّرَ إِلَى عُثْمَانَ وَكَانَتْ إِزْرَارُهُ مَعْلُولَةً
فَدَرَّهَا بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ أَجْمَعُ عِطْفِي رِدَا إِلَيْكَ
عَلَى نَحْرِكَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ لَكَ لَشَأًا نَافِيًا أَهْلَ السَّمَاءِ
أَبَا عَمْرٍ وَتَرِدُ عَلَى حَوْضِي وَأَوْدَ أَجْلِكَ تَتَجَبَّبُ
دَمًا قَاقُولُ مَنْ فَعَلَ بِكَ هَذَا؟ فَتَقُولُ فُلَانٌ
وَفُلَانٌ وَذَلِكَ كَلَامُ جَابِرٍ يُبْلِغُ خَرَجَ هَذَا الْقَدَرِ
أَبُو الْخَيْرِ الْحَاكِمِيُّ -

در ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۳۱ ذکر ان له لشأنا نافی

اهل السماء - مطبوعہ بیروت جدید

ترجہ گاہ:

زید بن ابی اوفی کہتے ہیں۔ کہ مواعیات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان غنی سے فرمایا۔ میرے قریب آؤ، میرے قریب آؤ۔ وہ اتنے قریب آگئے۔ کہ اپنے گھٹنے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کے ساتھ ملا دیئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف دیکھ کر تین مرتبہ سبحان اللہ کہا۔ پھر عثمان غنی کی طرف دیکھا۔ اس وقت عثمان غنی کی وہ چادر جو ان کے جسم پر تھی کچھ ڈھیلی ہو چکی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گردن پر پڑی چادر کو ہاتھ سے پکڑ کر فرمایا۔ عثمان! چادر کی دونوں طرف اپنے سینے پر سے گزارو۔ پھر فرمایا۔ اے عثمان! آسمان والوں میں تیری عظمت و شان کا چرچا ہے۔ تم حوض کوثر پر جب میرے پاس آؤ گے۔ تو تمہاری گردن کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ تو میں تم سے پوچھوں گا۔ تمہارے ساتھ یہ نعل کس نے کیا ہے؟ تو تم فلاں فلاں کا نام لو گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ جبریل امین علیہ السلام کا کلام ہے۔ (اس قدر الفاظ ابو الخیر حاکمی نے ذکر کیے۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان غنی کے دشمن کا جنازہ

نہیں پڑھا۔

ریاض النضرۃ:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ

رَجُلٍ يُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَلَمْ يَصَلِّ عَلَيْهِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا
رَأَيْتَكَ تَرَكَتَ الصَّلَاةَ عَلَى أَحَدٍ قَبْلَ هَذَا قَالَ (إِنَّهُ
كَانَ يَبْغِضُ عُثْمَانَ فَابْغَضَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ)
(خرجه الترمذی و خلعی)

(ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۳۰)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور
ایک جنازہ لایا گیا۔ تاکہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ لیکن آپ نے
اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔ پوچھا گیا۔ یا رسول اللہ! اس سے قبل ہم نے
آپ کو کسی کی نماز جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا؟ فرمایا یہ شخص عثمان غنی سے
بغض رکھتا ہے جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو گیا۔ (اس روایت
کو ترمذی اور طبری نے ذکر کیا ہے)

امام حسن رضی اللہ عنہ محمد بن ابی بکر کے نام کی بجائے اسے

”یا فاسق“ کہتے تھے

طبقات ابن سعد:

قَالَ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكَلَابِيُّ قَالَ
أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ قَالَ أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ قَالَ
لَمَّا أَدْرَكُوا بِالْعُقُوبَةِ يَعْنِي قَتْلَهُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ
قَالَ أَخَذَ الْفَاسِقُ ابْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ أَبُو الْأَشْهَبِ
وَكَانَ الْحَسَنُ لَا يُسَمِّيهِ بِاسْمِهِ إِنَّمَا كَانَ يُسَمِّيهِ

الْفَاسِقُ قَالَ فَاتَّخِذْ فَجُعِلَ فِي جَوْفِ حِمَارٍ ثُمَّ
أُخْرِقَ عَلَيْهِ۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۸۳ ذکر ماقال اصحاب

رسول اللہ - مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: امام حسن کہتے ہیں کہ جب قاتلانِ عثمان پکڑے گئے تو آپ نے
محمد بن ابی بکر کے بارے میں کہا۔ فاسق پکڑا گیا۔ ابو الانثرب کہتے ہیں
کہ امام حسن رضی اللہ عنہ محمد بن ابی بکر کا نام نہیں لیا کرتے تھے بلکہ ”فاسق“
کہہ کر ان کا ذکر کرتے تھے۔ کہا جب اسے پکڑا گیا۔ تو پھر ایک مردہ
گدھے کے پیٹ میں اسے رکھا گیا۔ اور بالآخر جلا دیا گیا۔

محمد بن ابی بکر کا بیٹا قاسم اپنے باپ کے لیے قتلِ عثمان

کی وجہ سے اس کے لیے مغفرت کی دعا کیا کرتا تھا

ابن خلکان:

قَالَ يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ مَا أَدْرَكْنَا أَحَدًا فَضَّلَهُ
عَلَى الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَقَالَ مَالِكٌ كَانَ الْقَاسِمُ
مِنْ فُقَهَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ
جَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ أَنْتَ أَعْلَمُ
أَمْ سَالِمٌ فَقَالَ ذَاكَ مُبَارَكٌ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ
كَرِهَ أَنْ يَقُولَ هُوَ أَعْلَمُ مِنِّي فَيَكُذِبُ أَوْ يَقُولَ
أَنَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَيُزَكِّي نَفْسَهُ وَكَانَ التَّائِبُ سَمِيعًا

وَ كَانَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ اَللّٰهُمَّ
اغْفِرْ لَاحِيٍّ ذَنْبُهُ فِي عَثْمَانَ

(ابن خلکان جلد چہارم ص ۵۹ ذکر قاسم بن محمد

مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: یحییٰ بن سعید کہتے ہیں۔ ہمیں کوئی شخص ایسا نہیں ملا جسے ہم قاسم بن محمد پر فضیلت دے سکیں۔ امام مالک کہتے ہیں۔ کہ قاسم بن محمد اس امت کے فقہاء میں سے تھا۔ محمد بن اسحاق بیان کرتا ہے کہ ایک شخص نے قاسم بن محمد سے پوچھا۔ آپ بڑے عالم ہیں یا سالم؟ کہنے لگے۔ وہ سالم مبارک ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔ کہ جناب قاسم نے یہ کہہ کر وہ (سالم) مجھ سے زیادہ علم والا ہے۔ جناب کیا تاکہ ان کو جھوٹا نہ کہا جاسکے اور اپنے آپ کو بڑا عالم اس لیے نہ کہا تاکہ کہیں تکبر نہ بن جائے۔ اور پھر اپنے آپ کو اچھا کہنے کی کمزوری اور نمانہ ہو جائے۔ حالانکہ ان دونوں بزرگوں میں درحقیقت جناب قاسم بن محمد زیادہ عالم تھے۔ یہی قاسم بن محمد سجدے کی حالت کہا کرتے۔ اے اللہ! میرے باپ کا وہ گناہ معاف کر دے۔ جو عثمان غنی کے بارے میں ہے۔

قاتلان عثمان پر علی المرتضیٰ کی لعنت

ریاض النضرۃ:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْفِيَّةَ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
لَعَنَ اللَّهُ قَتْلَةَ عُثْمَانَ فِي السَّهْلِ وَالْجَبَلِ
وَمَعَهُ أَنْ عَلِيًّا بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ تَلْعَنُ قَتْلَةَ

عُثْمَانُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ بِهِمَا وَجْهَهُ
فَقَالَ أَنَا لَعْنُ قَتَلْتُهُ عُثْمَانُ لَعْنَهُمُ اللَّهُ فِي السَّهْلِ
وَالْجَبَلِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا خَرَجَهُمَا ابْنُ السَّمَانَ
وخرج الثاني الحاكمي۔

ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۷۹ مطبوعہ ماہیروت طبع
(جدید)

ترجمہ: محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جنگِ جمل
کے دن حضرت عثمان غنی کے قاتلوں پر لعنت بھیجی۔ اور کہا۔ قاتلانِ عثمان
پر پہاڑوں اور ہوار زمین ہر جگہ لعنت ہو۔ یہی محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ سیدۃ عالمہ رضی اللہ عنہا،
قاتلانِ عثمان پر لعنت بھیجتی ہیں۔ تو آپ نے دونوں ہاتھ چہرے
تک بلند کر کے فرمایا۔ میں بھی عثمان کے قاتلوں پر لعنت بھیجتا ہوں۔
اللہ ان پر اونچی اونچی جگہ (ہر مقام پر) لعنت بھیجے۔ ان دونوں روایتوں
کو ابن اسحاق نے اور حروفِ آخری کو حاکمی نے ذکر کیا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

کے قاتلوں پر لعنت کی

ریاض النضرہ؛

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الزَّرَادِ قَالَ حَدَّثَنِي

رَحْبِلٌ كَانَ مَعَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ فِي الْحَمَامِ قَالَ
فَوَضَعَ الْحَسَنُ يَدَهُ عَلَى الْحَائِطِ وَقَالَ
لَعَنَ اللَّهُ قَتْلَةَ عَثْمَانَ فَقَالَ الرَّحْبِلُ
إِنَّهُمْ يَزْحَمُونَ أَنَّ عَلِيًّا قَتَلَهُ قَالَ قَتَلَهُ
الَّذِي قَتَلَهُ لَعَنَ اللَّهُ قَتْلَةَ عَثْمَانَ أَخْرَجَهُ

ابن السمان۔

رياض النضرہ جلد سوم ص ۸۰

ترجمہ:

عبید اللہ بن زرارہ کہتا ہے کہ مجھے اس آدمی نے بیان کیا۔ جو امام حسن
کے ساتھ حمام میں تھا۔ وہ یہ کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے دیوار پر ہاتھ رکھ
کہا۔ اللہ قاتلانِ عثمان پر لعنت بھیجے۔ اس آدمی نے کہا۔ لوگوں کا
خیال ہے کہ عثمان غنی کو حضرت علی المرتضیٰ نے قتل کیا ہے۔ کہا
انہیں جس نے قتل کیا۔ اس نے کیا۔ اللہ تعالیٰ کی عثمان غنی رضی اللہ عنہ
کے قاتلوں پر لعنت ہو۔ (اس کو ابن السمان نے ذکر کیا ہے)

قاتلانِ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے

حضرت علی المرتضیٰ اللہ تعالیٰ عنہ کی بددعا

رياض النضرہ:

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمِّي
أَوْ عَنِّي قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ الْجَمَلِ

نَادَى عَلَىٰ فِي النَّاسِ لَا تَرْمُوا بِسِهْمِي وَلَا تَطْعَنُوا بِرُمِيهِ
وَلَا تَضْرِبُوا بِالسَّيْفِ وَلَا تَبْدُوهُمْ بِقِتَالِ كَلْمِهِمْ
بِاللُّطْفِ وَقَالَ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ مِّنْ أَفْلَحٍ فَيَدِ أَفْلَحٍ
يَوْمَ الْيَوْمِ قَالَ فَتَرَفَقْنَا عَلَىٰ ذَٰلِكَ حَتَّىٰ أَتَانَا
حَدُّ الْحَدِيدِ ثُمَّ إِنَّ الْقَرْمَ نَادَوْا بِأَجْمَعِيْمِيَا
ثَارَتْ عُثْمَانُ قَالَ وَابْنُ الْحَنْفِيَّةِ إِصْمَانًا وَمَعَهُ
الْعَوَارِ فَنَادَاهُ عَلَىٰ يَا ابْنَ الْحَنْفِيَّةِ مَا يَقُولُونَ قَالَ
يَا امِيرًا مَوْمِنِينَ يَقُولُونَ يَا ثَارَتْ عُثْمَانُ قَالَ
فَرَفَعَ عَلَىٰ يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ اكْبِتْ قَتْلَةَ عُثْمَانَ
الْيَوْمَ لِيُوجُوْهُ هَلِيْجٌ..... خرجه الحسين القسطن

وابن السمان في المواقفة -

(ریاض النضرۃ جلد سوم صفحہ نمبر ۷۹)

ترجمہ: یحییٰ بن سید کہتے ہیں۔ کہ مجھے میرے چچا یا میرے باپ کے چلنے
بتایا۔ کہ جنگِ جمل کے دن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں بلند آواز
سے اعلان کیا۔ کہ کسی کو نہ تیر مارو، نہ کسی پر نیزہ چلاؤ اور نہ ہی تلوار سے
کسی پر وار کرو۔ اور نہ لڑائی میں پہل کرو۔ اپنے مقابل سے بڑی نرمی
سے بات کرو۔ اور کہا۔ کہ آج کے دن جو کامیاب ہو وہ کل قیامت
کو بھی کامیاب ہوگا۔ آپ کے اس اعلان پر لوگوں نے موافقت
کی۔ یہاں تک کہ ہم لڑائی بند کر چکے تھے۔ کہ کچھ لوگوں کی یکبارگی آواز
آئی۔ ”عثمان کا بدلہ، راوی کہتے ہیں۔ کہ ابن حنیفہ ہمارے امام تھے
اور ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے

پوچھا۔ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔ کہا۔ وہ کہتے ہیں، ”عثمان کا بدلہ، یہ سُن کر علی المرتضیٰ نے ہاتھ اٹھا کر یہ کلمات کہے۔ اے اللہ! عثمان غنی کے قاتلوں کو آج مُنہ کے بل اوندھا کر دے۔ (اس روایت کو حسین قطان اور ابن السمان نے موفقتہ میں ذکر کیا۔)

امام حسن کے صاحبزادے جب قتل عثمان کا

تصور کرتے تو ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر

ہو جاتی

ریاض النضرہ:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ قَدْ ذُكِرَ عِنْدَهُ
قَتْلُ عُثْمَانَ فَبَكَى حَتَّى بَلَ لِعَيْدَتِهِ - أَخْرَجَهُ
ابن السمان -

(ریاض النضرہ جلد سوم ص ۱۰)

ترجمہ: عبد اللہ بن حسن کے سامنے حضرت عثمان غنی کے قتل کا واقعہ ذکر کیا گیا۔ تو آپ رو پڑے۔ جس سے آپ کی داڑھی مبارک تر ہو گئی۔

ملحہ فکریہ:

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اوصاف و فضائل کے بعد آپ کے قتل کرنے والوں کے بارے میں اجلہ صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت کے ارشادات آپ نے

لاحظہ کیے۔ حضرت علی المرتضیٰ قاتلانِ عثمان پر لعنت کر رہے ہیں۔ امام حسن و محمد بن ابی بکر کو اس قتل میں شرکت کی وجہ سے نام کی بجائے فاسق کہہ کر بلاتے ہیں۔ محمد بن ابی بکر کے صاحبزادے اپنے باپ کی اس جرأت پر اللہ کے حضور دعا مغفرت کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اُن کا جرم معاف کر دیں۔ تو یہ ان کے لیے بہت بڑی سعادت ہوگی۔ اب ان حقائق کے پیشِ نظر دو محدث ہزاروی،، اسی محمد بن ابی بکر کو افضل الصحابہ وغیرہ القاب دے کر ان کے قتل کا ذمہ دار امیر معاویہ کو کوہنارہا ہے۔ اور خود ہی اُن پر ذمہ داری ڈال کر اُن پر لعن طعن کر رہے ہیں۔ یہ کس قدر بد نصیبی اور بد بختی ہے۔ ایک تو اس لیے کہ محمد بن ابی بکر کو پاک صاف کرنے کی جسارت کی جا رہی ہے جو تاریخِ اسلام کو جھٹلانے کی کوشش ہے۔ اور دوسرا اس لیے بھی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہ بذاتِ خود محمد بن ابی بکر کو قتل کیا۔ اور نہ ہی اُسے قتل کرنے کا کسی کو حکم دیا۔ بلکہ تاریخی حقیقت یہ ہے کہ ان کے گورنر عمرو بن العاص نے بھی معاویہ ابنِ حداد کو اس بات سے منع کیا تھا۔ کہ محمد بن ابی بکر کو قتل نہ کرنا۔ اس کی تفصیل قاتلانِ عثمان کے حشر کے موضوع میں آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ حقائق کو سمجھنے اور ان سے چشم پوشی نہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

حضرت عثمان غنی کے قتل میں شرکت کرنے

والوں کا حشر اور انجم

سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں مختلف اشخاص نے مختلف کردار ادا کیے۔ اور خدا کا کرنا کہ ان میں سے کوئی بھی دنیا میں بھی اللہ کی گرفت سے نہ بچ سکا۔ کیونکہ خود عثمان غنی کی شہادت ایک درس عبرت تھی۔ اور اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ہی دکھانا چاہتا تھا۔ کہ یہ قتل دو ناحق قتل، تھا۔ اور دوسری وجہ یہ بھی کہ اس واقعہ کے رونما ہونے پر حضرات صحابہ کرام نے اللہ کے حضور دعائیں مانگی تھیں۔ جو اس نے قبول فرمائیں۔ جلیل القدر صحابہ کی مانگی گئی دعائیں اور ان کی قبولیت پر ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

جلیل القدر صحابہ کرام کی قاتلان عثمان پر بددعائیں

اور ان کی قبولیت

البدایۃ والنتہایۃ؛

وَلَمَّا بَلَغَ زُبَيْرٌ مَقْتَلَ عُمَانَ وَكَانَ قَدْ خَرَجَ مِنَ الْمَدِينَةِ
قَالَ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ثُمَّ تَرَحَّصَ عَلَى
عُمَانَ وَبَلَغَهُ أَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوهُ نَدِمُوا فَقَالَ

تَبَّالْهُمُ ثُمَّ تَلَا قَوْلَهُ تَعَالَى مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً
وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ
تَوْصِيَةً وَلَا إِلَى أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ وَ بَلَغَ عَلِيًّا
قَتْلَهُ وَ تَرَحَّمْ عَلَيْهِ وَ سَمِعَ بِنَدَمِ الَّذِينَ قَتَلُوهُ
فَتَلَا قَوْلَهُ تَعَالَى كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ
إِنِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ
وَ كَمَا بَلَغَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَتْلَ عُثْمَانَ اسْتَغْفَرَ
لَهُ وَ تَرَحَّمْ عَلَيْهِ وَ تَلَا فِي حَقِّ الَّذِينَ قَتَلُوهُ قُلْ
هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ
سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسِبُونَ أَنَّهُمْ
يَحْسِنُونَ صُنْعًا ثُمَّ قَالَ سَعْدُ اللَّهُمَّ أَنْدِمْهُمْ
ثُمَّ خَذْهُمْ وَ قَدْ أَقْسَمَ بَعْضُ السَّلَفِ بِاللَّهِ
أَنَّهُ مَا مَاتَ أَحَدٌ مِنْ قَتْلِهِ عُثْمَانَ إِلَّا مَقْتُولًا
رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ وَ هَكَذَا يَتَّبِعُنِي أَن يَكُونَ
لِوَحْيِهِ (رَمْنَهَا) دَعْوَةٌ سَعْدِ الْمُسْتَجَابَةِ كَمَا
ثَبَتَ فِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ
مَا مَاتَ أَحَدٌ مِنْهُمْ حَتَّى جُنَّ -

(البدایۃ و النہایۃ جلد ہفتم ص ۱۱۹ ذکر قتلہ عثمان

رضی اللہ عنہ - مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ :

جب حضرت زبیرؓ کو عثمان غنیؓ کے قتل کی اطلاع ملی۔ آپ اس وقت

مدینہ میں تھے۔ تو یہ خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا۔ پھر حضرت عثمان کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا مانگی۔ اور جب انہیں یہ خبر ملی کہ قاتلانِ عثمان اپنے کیے پر نادم ہیں۔ تو فرمایا۔ ان کے لیے ہلاکت و بربادی ہو۔ پھر یہ آیت کریمہ پڑھی مَا یَنْظُرُونَ الخ۔ وہ صرف ایک چنچ کا انتظار کر رہے ہیں جو انہیں اُکرو دلو چلے۔ اور وہ اس وقت باہم جھگڑ رہے ہوں گے۔ اور جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان کے قتل کیے جانے کی اطلاع ملی! انہوں نے بھی اُن کے لیے رحمت کی دعا مانگی۔ پھر جب قاتلوں کی مذمت کا پتہ چلا۔ تو آپ نے یہ آیت پڑھی۔ ان کی مثل شیطان کی سی ہے جب وہ کسی آدمی کو کہہ کر کفر والیتا ہے۔ تو پھر اس سے اپنی بنیاری کا اظہار کرتا ہے اور کہتا ہے۔ میں رب العالمین کا خوف کھاتا ہوں اور جب قتل عثمان کی خبر حضرت سعد بن وقاص کو ملی۔ تو انہوں نے ان کے لیے استغفار رکھی۔ اور دعائے رحمت کی۔ اور قاتلوں کے بارے میں یہ آیات پڑھیں۔ کہہ دیجئے کیا میں تمہیں اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ نقصان میں رہنے والے لوگ نہ بتاؤں؟ وہ لوگ جنہوں نے دنیوی زندگی میں اپنی کوشش صرف کر دی۔ اور وہ سمجھتے رہے کہ انہوں نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ پھر حضرت سعد نے یوں کہا! اے اللہ! قاتلانِ عثمان کو پشیمان کر، پھر اُن کی گرفت فرما۔ سلف میں سے بعض نے اللہ کی قسم اٹھا کر کہا۔ کہ حضرت عثمان کے قاتلوں میں ہر ایک قتل ہو کر مرا۔ (یہ روایت ابن جریر نے ذکر کی ہے) اور یہ انجام چند وجوہ کی بنا پر ہونا ہی چاہیے تھا۔ ایک وجہ یہ کہ حضرت

سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا تھی۔ وہ اللہ نے قبول فرمائی۔ کیونکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے۔ جیسا کہ حدیث صحیح میں موجود ہے۔ بعض کا کہنا ہے۔ کہ ان قاتلوں میں سے جو بھی مرا وہ جنوں کی حالت میں مرا۔

عثمان غنی کے قتل میں شریک عمرو بن

— بدیل خزاعی اور نجیبی کا انجام

ازالة الخفاء؛

قَالَ قَدْ خَلَّ عَلَيْهِ أَبُو عَمْرٍو بْنُ بَدِيلِ الْخَزَاعِيِّ
وَالنَّجَبِيِّ قَالَ قَطَعْنَاهُ أَحَدُهُمَا بِمِشْقَصٍ فِي
أَوْدَاجِهِ وَعَلَاهُ الْآخِرُ بِالسَّيْفِ فَقَتَلُوهُ ثُمَّ انْطَلَقُوا
هَرَابًا يَسِيرُونَ بِاللَّيْلِ وَيَكْتُمُونَ بِالنَّهَارِ
حَتَّى أَتَوْا بَلَدًا أَبَيْنَ مَرَضٍ وَالشَّامُ قَالَفَكَتَمُوا
فِي غَارٍ قَالَ فَجَاءَ نَبِطِيُّ مِنْ تِلْكَ الْبَلَدِ مَعَهُ
حِمَارٌ قَالَ قَدْ خَلَّ زَبَانٌ فِي مِنْخَرِ الْحِمَارِ
قَالَ فَتَفَرَّحْتُ وَدَخَلْتُ عَلَيْهِمُ الْغَارَ وَطَلَبْتُ
صَاحِبَهُ فَرَأَوْهُمْ فَانْطَلَقَ إِلَى عَامِلِ مُعَاوِيَةَ قَالَ فَأَخْبِرْهُ
قَالَ فَآخَذَهُمْ مُعَاوِيَةُ فَضَرَبَ أَعْنَاقَهُمْ۔

ازالة الخفاء جلد چہارم ص ۳۷۰ حال شہادت عثمان

مطبوعہ آرام باغ کراچی

ترجمہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھرا ابو عمرو بدیل خزاعی

اور تنجیبی داخل ہوئے۔ ان دونوں میں سے ایک نے ایک چوڑی بھال کی برہی سے عثمان غنی کی گردن کی رگوں پر ضرب لگائی۔ اور دوسرے نے تلوار سے حملہ کر دیا۔ پھر وہ دونوں قتل کر کے بھاگ نکلے۔ دن کو چھپے رہتے اور رات کو سفر کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ مصر و شام کے درمیان واقع ایک شہر میں آ گئے۔ یہاں آ کر ایک غار میں چھپ گئے۔ ایک نبطی آیا۔ جو اسی علاقہ کا تھا اس کے ساتھ ایک گدھا بھی تھا اتفاق سے اس گدھے کی نتھنوں میں مکھیاں گھس گئیں۔ گھبراہٹ میں بھاگتے ہوئے وہ گدھا اسی غار میں جا گھسا۔ اس کا مالک اس کی تلاش میں تھا۔ جب وہ غار میں پہنچا تو اس نے ان دونوں مجرموں کو وہاں پایا۔ تو ان کی اطلاع امیر معاویہ کے گورنر کو دی۔ اس کے بعد انہیں گرفتار کر کے امیر معاویہ کے گورنر کے پاس لا یا گیا۔ اور پھر ان کی گردنیں اڑادی گئیں۔

توضیح:

ابو عمرو بن بدیل اور تنجیبی کے حالات حوالہ مذکورہ میں درج ہوئے۔ ذرا ان پر غور کیا جائے۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی بددعا کے الفاظ پیش نظر رکھے جائیں۔ تو یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قاتلان عثمان کے بارے میں من وعن قبول فرمائی۔ قاتل تو بہت بھاگے اور جان بچانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن بالآخر پکڑے گئے۔ اور قتل کر دیے گئے۔

کنانہ بن البشیر سودان بن حمران اور عمرو بن حمق کا کردار

طبقات ابن سعد،

قال عبد الرحمن بن عبد العزيز فسمعت ابن
 ابي عون يقول ضرب كنانة بن بشر جبينه و
 مقدم راسه بعمود حديد فخر لجبينه و
 ضربه سودان بن حمران المرادي بعد ما خر
 لجبينه فقتله واما عمرو بن حمق فوثب على
 عثمان فجلس على صدره و به رمق فطعنه تسع
 طعنات وقال اما ثلاث منعت فاني طعنتهن
 لله واما سب فاني طعنت اياهن لما كان في
 صدرى عليه قال و اخبرنا محمد بن عمر قال
 حدثني زبير بن عبد الله عن جده قال لما
 ضربه بالمشاقص قال عثمان بسم الله توكلت
 على الله و اذا الدم يسيل على اللحية يقطر والمصحف
 بين يديه فاتكا على شته الا يسر وهو يقول
 سبحان الله العظيم و ضربوه جميعا ضربة واحدة
 فضربوه و الله باي هر يحيى الليل في ركعة ويصل
 الرحم و يطعم الملهوف و يحمل الكل فرحمه الله -
 (طبقات ابن سعد جلد سوم م ۱ ذکر قتل عثمان بطبرستان و بيروت طبع جديد)

ترجمہ: عبدالرحمن بن عبدالعزیز کا کہنا ہے کہ میں نے ابن ابی عمون سے سنا۔ وہ کہہ رہے تھے۔ کہ کنعانہ بن بشر نے عثمان غنی کے ماتھے اور سر کے اگلے حصہ پر ایک لوہے کے ڈنڈے سے ضرب لگائی۔ اس پر آپ پہلو کے بل گر پڑے۔ اور سودان بن حمران نے پہلو کے بل گرنے کے بعد مارا۔ جس سے آپ کی موت واقع ہو گئی۔ عمر بن حمق عثمان غنی پر جھپٹا۔ اور آپ کے سینہ پر جا بیٹھا۔ اس وقت آپ کے کچھ ہی سالس باقی تھے۔ اس نے آپ کو نو نیزے مارے۔ اور کہنے لگا۔ ان میں سے تین تو میں نے اللہ کی رضا کی خاطر مارے ہیں۔ اور بقیہ چھ اس وجہ سے کہ میرے دل میں عثمان غنی کے بارے میں کچھ میل تھا۔ نہ بیر بن عبد اللہ اپنی جگہ سے بیان کرتے ہیں۔ کہ جب عثمان غنی کو برہنجیوں سے مارا جا رہا تھا تو آپ نے بسم اللہ اور توکل علی اللہ کے الفاظ کہے۔ اور خون کے قطرے آپ کی داڑھی میں سے گر رہے تھے۔ اور قرآن کریم آپ کے سامنے تھا۔ آپ نے اپنی بائیں جانب ٹیک لگائی۔ اور ”سبحان اللہ العظیم“ آپ کی زبان پر تھا۔ موجود تمام بواہیوں نے آپ پر کیا رگی حملہ کر دیا۔ اور قتل کر دیا۔ خدا کی قسم! حضرت عثمان غنی ایک رکعت میں ساری ساری رات گزارنے والے، صلہ رحمی کرنے والے، غریبوں کو کھانا کھلانے والے اور مشکلات برداشت کرنے والے تھے۔

اللہ ان پر رحم کرے۔

سودان ابن حمران کا انجام

البدایہ والنہایہ

ثُمَّ تَقَدَّمَ سَوْدَانُ بْنُ حَمْرَانَ بِالسَّيْفِ فَمَانَعَتْهُ
نَائِلَةٌ فَقَطَعَ أَصَابِعَهَا فَوَلَّتْ فَضْرَبَ عَجِيزَتَهَا
بِيَدِهِ وَقَالَ إِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ الْعَجِيزَةُ وَضْرَبَ عُثْمَانَ
فَقَتَلَهُ فَجَاءَ غُلَامٌ عُثْمَانَ فَضْرَبَ سَوْدَانَ فَقَتَلَهُ

(البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص ۱۸۸)

ترجمہ: پھر سودان بن حمران تلوار لیے قتل عثمان کے لیے آگے بڑھا۔ تو اس کو عثمان غنی کی زوجہ نائلہ نے روکنا چاہا۔ اس نے اُن کی انگلیاں کاٹ دیں۔ جب وہ پیچھے ہٹیں۔ تو اس نے ہاتھ سے اُن کے چوڑوں پر زور سے ضرب لگائی۔ اور کہنے لگا۔ اس کے چوڑے بڑے ہیں۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس نے قتل کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام آیا۔ اور اس نے سودان بن حمران کو جان سے مار ڈالا۔

عمر بن حلق کا انجرام

البداية والنهاية:

وَكَانَ مِنْ جُمْلَةِ مَنْ أَعَانَ حَبْرُ بْنُ عَدِيٍّ فَتَطْلَبَهُ
زِيَادٌ فَهَرَبَ إِلَى الْمُوَصِّلِ فَبَعَثَ مُعَاوِيَةُ إِلَى
نَائِبِهِ فَوَجَدُوهُ قَدْ اخْتَفَى فِي غَارٍ فَهَشَّتْهُ
حَيَّةٌ فَمَاتَ فَقَطَعَ رَأْسَهُ فَبَعَثَ بِهِ إِلَى مُعَاوِيَةَ
فَطَيَّفَ بِهِ فِي الشَّامِ وَعَنْ يَدِهَا فَكَانَ أَوَّلَ رَأْسٍ طَيَّفَ
 بِهِ ثُمَّ بَعَثَ مُعَاوِيَةُ بِرَأْسِهِ إِلَى زَوْجَتِهِ امْنَةَ بِنْتِ الشَّرِيدِ
وَكَانَتْ فِي سَجْنِهِ فَأَلْقَى فِي حُجْرٍ هَا قَوْضَعَتْ كَفَّهَا
عَلَى جَبِينِهِ وَلَشَمَتْ فَمَهُ وَقَالَتْ غَيَّبْتُمُوهُ أَعَنِي
طَوِيلًا ثُمَّ أَهْدَى يَتْمُوهُ إِلَى قَتِيلًا -

۱- البداية والنهاية جلد ہشتم ص ۲۸۸ (۲) - الاستیعاب

جلد دوم صفحہ ۵۲۳

ترجمہ: عمر بن حلق حبر بن عدی کے معاویہ میں سے تھا۔ جب زیاد نے اسے
طلب کیا۔ تو وہ موصل کی طرف بھاگ نکلا۔ پھر امیر معاویہ نے اپنا ایک
نائب اس کی تلاش میں بھیجا۔ ان لوگوں نے دیکھا۔ کہ وہ ایک غار میں
چھپا ہوا ہے۔ وہاں ایک سانپ نے اسے ڈسا اور وہ مر گیا۔
پھر اس کا سر کاٹا گیا۔ اور حضرت معاویہ کے پاس بھیج دیا گیا۔ اپنے

اسے شام وغیرہ میں پھرایا۔ یہ سب سے پہلا سر تھا۔ جو بازاروں میں گھمایا پھرایا گیا۔ اس کے بعد اس سر کو اس کی بیوی آمنہ بنت شریذ کے پاس بھیج دیا۔ یہ عورت اس وقت قید تھی۔ چنانچہ وہ سر اس کی گود میں ڈالا گیا۔ تو اس نے اپنا ہاتھ اس کے ماتھے پر رکھا۔ اور اس کے چہرہ کو چومے۔ اور کہا۔ تم نے اسے بہت عرصہ مجھ سے چھپائے رکھا۔ پھر جب اسے قتل کر دیا تو اس کے سر کو میرے ہاں بطور تحفہ و ہدیہ بھیج دیا؟

توضیح:

جیسا کہ گزشتہ ایک حوالہ میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ عمرو بن حمق نے حضرت عثمان کو نوزخم لگائے تھے۔ اور وہ مختلف ارادوں پر تھے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو راہنی کرنے کی نیت سے عثمان غنی پر تیر چلانے پر گزدرست نہیں۔ بہر حال اس کو اپنے کیے ہوئے ظلم کی اللہ تعالیٰ نے کئی گنا سزا دینا میں عطا کر دی۔ گھر سے بے گھر ہوا۔ غار میں چھپا۔ سانپ کے ڈسنے پر مر گیا۔ اس کا سر کاٹ کر امیر معاویہ کو پیش کیا گیا۔ پھر اسے شام کے شہروں میں سرعام پھرایا گیا۔ اور بالآخر اس کی بیوی کو ہدیہ کے طور پر دیا گیا۔ یہ سترائیں ایک سے ایک بڑھ کر باعثِ عبرت ہیں۔

کنانہ بن لبشر اور محمد بن ابی بکر کا انجم

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مصر کی گورنری قیس بن سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ کے سپرد کی مصری لوگ اگرچہ شہادتِ عثمان کے بعد عام طور پر غیر جانب دار ہو گئے تھے۔ لیکن ان کا ایک قبیلہ ”خریبتہ“، دل میں شہادتِ عثمان غنی کا صدمہ رکھتا تھا۔ یہ قبیلہ دس ہزار جنگجو جوانوں پر مشتمل تھا۔ جناب قیس بن سعد ان کی دلی حالت اور ظاہری

طاقت سے بھوبی آگاہ تھے۔ اس لیے وہ ان کے ساتھ فی الحال حسن سلوک کا برتاؤ کر رہے تھے۔ اور ان سے زبردستی بیعت لینے کو بہتر نہ سمجھتے تھے۔ جب خنزیر لینے کا وقت آیا۔ تو انہوں نے اپنا حصہ ادا کر دیا۔ اس کے باوجود حضرت علی المرتضیٰ نے قیس بن سعد کو ان کے متعلق لکھا۔ کہ اہل خربتہ سے میری بیعت لو۔ اور اگر انکار کریں۔ تو ان کے خلاف قوت استعمال کرو۔ اس کے جواب میں قیس بن سعد نے یہی لکھا۔ کہ اس سکیم پر فی الحال عمل کرنا دشوار ہے۔ لہذا وقت کا انتظار کرنا چاہیے۔ اُدھر دمشق میں مقرر کردہ جاسوسوں نے حضرت علی المرتضیٰ کو قیس بن سعد کے حسن سلوک کو غلط رنگ میں پیش کیا۔ اس کان بھرنے پر حضرت علی نے پھر سے قیس بن سعد کو حکم دیا۔ کہ انکار بیعت پر ان کے ساتھ جنگ کی جائے لیکن اس دفعہ بھی قیس بن سعد نے یہی عرض کیا۔ کہ ان لوگوں پر سختی کرنا، بغاوت کا روپ دھارے گی۔ لہذا انہیں ابھی ان کے حال پر چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ شہادت عثمان کا صدمہ ابھی ان کے دل میں ہے۔ ممکن ہے۔ کہ یہی صدمہ مقابلہ پر انہیں تیار کر دے۔ اور پھر سے شہادت عثمان کے مسئلہ پر ایک مصیبت کھڑی ہو جائے۔ اس رقعہ کے پہنچنے پر حضرت علی المرتضیٰ کو اپنے برادر زادہ عبداللہ بن جعفر نے مشورہ دیا۔ کہ آپ قیس کو معزول کر کے محمد بن ابی بکر کو اس کی جگہ بھیج دیں۔ بالآخر ایسا ہی جب کیا گیا۔ تو قیس بن سعد نے محمد بن ابی بکر کو تمام حالات سے آگاہ کر دیا۔ اور خود مدینہ منورہ آگئے۔ لیکن محمد بن ابی بکر نے نا تجربہ کاری کی بنا پر اہل خربتہ کو کہا۔ کہ تم یا تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لو۔ ورنہ اس ملک سے نکل جاؤ۔ اہل خربتہ نے انکار کر دیا۔ لڑائی شروع ہوئی۔ محمد بن ابی بکر کو پریشانی اٹھانی پڑی۔ اور وہ شکست خوردہ واپس آگیا۔ اُدھر اہل خربتہ نے خون عثمان کا بدلہ لینے کا آواز بلند کیا۔ دوسری

طرف سے امیر معاویہ نے محمد بن ابی بکر کے مقابلہ کے لیے عمرو بن العاص کو چھ ہزار فوج دے کر روانہ کر دیا۔ خود محمد بن ابی بکر نے کنانہ بن بشر کو دو ہزار فوج کے ساتھ بھیجا۔ اور پیچھے پیچھے خود بھی دو ہزار کا لشکر لے کر مقابلہ کے لیے نکل پڑا۔ عمرو بن العاص اور کنانہ بن بشر کی افواج میں لڑائی شروع ہو گئی۔ جس میں کنانہ اور اس کی فوج گھیرے میں آنے کی وجہ سے ختم کر دی گئی۔ جب محمد بن ابی بکر کو کنانہ کے مرجانے کا پتہ چلا۔ تو اس وقت اس کے اپنے فوجی بھی ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس پر محمد بن ابی بکر چھپ گیا۔

تاریخ طبری:

قَلَمًا رَأَى ذَاكَ مُحَمَّدٌ خَرَجَ يَمْشِي فِي الطَّرِيقِ حَتَّى
 انْتَهَى إِلَى خَرْبَةٍ فِي نَاحِيَةِ الطَّرِيقِ فَأَوَى إِلَيْهَا
 وَجَاءَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ حَتَّى دَخَلَ الْفُسْطَاطَ
 وَخَرَجَ مُعَاوِيَةُ بْنُ خُذَيْجٍ فِي طَلَبِ مُحَمَّدٍ
 حَتَّى انْتَهَى إِلَى عَلُوجٍ فِي قَارِعَةِ الطَّرِيقِ فَسَأَلَهُمْ هَلْ
 مَرَّ بِكُمْ أَحَدٌ تُنْكِرُونَ لَهُ فَقَالَ أَحَدُهُمْ لَا وَاللَّهِ
 إِلَّا أَنِّي دَخَلْتُ تِلْكَ الْخَرْبَةَ فَإِذَا أَنَا بِجَيْلٍ فِيهَا
 جَالِسٍ فَقَالَ ابْنُ خُذَيْجٍ هُوَ هُوَ وَرَبُّ الْكَعْبَةِ
 فَأُتِلَقُوا يَرْكُضُونَ حَتَّى دَخَلُوا عَلَيْهِ فَاسْتَخْرَجُوهُ
 وَقَدْ كَادَ يَمُوتُ عَطَشًا فَأَقْبَلُوا بِهِ فَنَحَوْا
 فُسْطَاطَ مِصْرٍ قَالَ وَوَثِبَ أَخُوهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ
 بْنُ أَبِي بَكْرٍ إِلَى عَمْرُو بْنِ الْعَاصِ وَكَانَ فِي جُنْدِهِ
 فَقَالَ أَتَقْتُلُ أَخِي صَبْرًا إِبْعَثْ إِلَى مُعَاوِيَةَ
 بْنِ خُذَيْجٍ فَإِنَّهُمْ فَبِعَثَ إِلَيْهِ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ

يَا مُرَّةَ أَنْ يَأْتِيَهُ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ
 أَذَلِكَ قَتَلْتُمْ كِنَانَةَ بْنَ بَشْرٍ وَأَخْلَى أُنَاعَنَّ
 مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ هَيْهَاتَ أَكْفَارُكُمْ خَيْرٌ مِنْ
 أَوْلِيكُمْ أَمْ لَكُمْ بَرَاءَةٌ فِي الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهُمْ
 مُحَمَّدٌ اسْقُونِي مِنَ الْمَاءِ قَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بَرٍّ
 خُذْ يَجِ لَا سَقَاةَ اللَّهُ إِنْ سَقَاكَ قَطْرَةٌ أَبَدَ إِنَّكُمْ
 مَتَعْتُمْ عُثْمَانَ أَنْ يَشْرَبَ الْمَاءَ حَتَّى قَتَلْتُمُوهُ
 صَائِمًا مُحَرَّمًا فَتَلَقَّاهُ اللَّهُ بِالرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ وَاللَّهُ
 لَا قَتْلَكَ يَا ابْنَ أَبِي بَكْرٍ فَيَسْقِيكَ اللَّهُ الْحَمِيمِ
 وَالْغَسَّاقُ قَالَ لَهُ مُحَمَّدٌ يَا ابْنَ الْيَهُودِيَّةِ
 السَّاجِدَةُ لَيْسَ ذَاكَ إِلَيْكَ وَإِلَى مَنْ ذَكَرْتَ إِنَّمَا
 ذَاكَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَسْقِي أَوْلِيَاءَهُ وَيُطْفِئُ
 أَعْدَاءَهُ أَنْتَ وَضَرَبَا وَكَ وَ مِنْ تَوَلَّاهُ أَمَا وَاللَّهِ
 لَوْ كَانَ سَيْفِي فِي يَدِي مَا بَلَغْتُمْ مِنِّي هَذَا قَالَ
 لَهُ مُعَاوِيَةُ أَتَدْرِي مَا أَصْنَعُ بِكَ أَذْخُلُكَ فِي
 جَوْفِ حِمَارٍ ثُمَّ أُحْرِقُهُ عَلَيْكَ بِالنَّارِ فَقَالَ لَهُ
 مُحَمَّدٌ إِنْ فَعَلْتُمْ بِي ذَلِكَ فَطَالَ مَا فَعَلَ ذَلِكَ ،
 يَا أَوْلِيَاءَ اللَّهِ وَإِنِّي لَا رَجُوَ هَذِهِ النَّارَ الَّتِي تُحْرِقُنِي
 بِهَا أَنْ يَجْعَلَهَا اللَّهُ عَلَيَّ بَرْدًا وَسَلَامًا كَمَا جَعَلَهَا
 عَلَيَّ خَلِيلِي إِبْرَاهِيمَ وَأَنْ يَجْعَلَ عَلَيْكَ وَعَلَى
 أَوْلِيائكُ كَمَا جَعَلَهَا عَلَى نَمْرُودَ وَأَوْلِيَائِهِ

إِنَّ اللَّهَ يُحْرِقُكَ وَمَنْ ذَكَرْتَهُ قَبْلُ وَإِمَامَكَ
يَعْنِي مُعَاوِيَةَ وَهَذَا أَشَارَ إِلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ
بِنَارٍ تَلْظِي عَلَيْكُمْ كَمَا خَبِتُ زَادَهَا اللَّهُ سَعِيرًا
قَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ إِنِّي إِنَّمَا أَقْتُلُكَ بِعُثْمَانَ قَالَ
لَهُ مُحَمَّدٌ وَمَا أَنْتَ وَعُثْمَانُ إِنَّ عُثْمَانَ عَمَلٌ
بِالْحَبْرِ وَنَبَذَ حُكْمَ الْقُرْآنِ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ
تَعَالَى وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ
هُمْ الْمَنَاقِبُونَ فَنَقَمْنَا ذَلِكَ عَلَيْكَ فَقَتَلْنَاهُ وَ
حَسُنْتَ أَنْتَ لَهُ ذَلِكَ وَنُظَرَا وَكَ فَقَدْ بَرَأْنَا اللَّهَ
إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ وَأَنْتَ شَرِيكُهُ فِي إِثْمِهِ
وَعَظِيمُ ذَنْبِهِ وَجَاعِلُكَ عَلَى مِثَالِهِ قَالَ فَغَضِبَ
مُعَاوِيَةُ فَقَدِمَهُ فَقَتَلَهُ ثُمَّ الْقَاهُ فِي جُيْنَةٍ جَارٍ
ثُمَّ احْرَقَهُ بِالنَّارِ -

(۱- تاریخ طبری جلد ششم ص ۵۹، ۶۰ سنہ ۳۸)

مطبوعہ بیروت طبع جدید)

(۲- البدایہ والنہایہ جلد ہفتم ص ۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸)

ابن اثیر جلد سوم ص ۳۵۶، ۳۵۷)

ترجمہ: جب محمد بن ابی بکر نے دیکھا کہ تمام ساتھی ساتھ چھوڑ چکے ہیں
تو وہ ایک راستہ پر چل پڑا۔ حتیٰ کہ ایک ویران مکان میں داخل ہوا
جو تھوڑا سا راستے سے ہٹ کر تھا۔ اُدھر عمرو بن العاص واپس خیمے
میں آگیا۔ اور معاویہ بن خدیج اس کھوج میں نکلا۔ کہہیں محمد بن ابی بکر

کاپتہ چل جائے۔ چلتے چلتے وہ ایک کھجور کی بنی ہوئی جھگی کے پاس آئے اور اس میں رہنے والوں سے پوچھا۔ کیا تم نے یہاں سے کوئی اجنبی گزرتے دیکھا ہے؟ ان میں سے ایک بولا۔ خدا کی قسم! ایک آدمی کے بارے میں اتنا علم ہے۔ کہ میں جب فلان ویران مکان کی طرف گیا۔ تو مجھے اچانک اس میں ایک اجنبی نظر آیا تھا۔ ابن خدیج نے کہا۔ وہ بجز محمد بن ابی بکر ہی ہے۔ اب وہ اس ویران مکان کی طرف ٹھوکریں لگاتے چل پڑے۔ جب اس میں داخل ہوئے۔ تو دیکھا کہ محمد بن ابی بکر پیاس کی شدت کے مارے قریب المرگ تھا۔ اسے وہاں سے نکال کر مصر کی طرف واقع خیمہ میں لے آئے۔ اسے دیکھ کر اس کا بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر چھلانگ لگا کر اٹھا۔ اور عمرو بن العاص کے پاس گیا۔ اور کہا۔ کیا آپ میرے بھائی کو ہاتھ باندھ کر قتل کرو گے؟ ابن خدیج کی طرف پیغام بھیجا۔ کہ وہ میرے بھائی کے خون سے رُک جائے۔ اس پر عمرو بن العاص نے ایک آدمی ابن خدیج کی طرف بھیجا اور پیغام دیا۔ کہ محمد بن ابی بکر کو میرے پاس بھیجا جائے۔ جب یہ پیغام ابن خدیج کے پاس پہنچا۔ تو اس نے کہا۔ کیا تم نے کنانہ بن بشر کو اس طرح قتل نہیں کیا؟ اور مجھے کہتے ہو۔ کہ محمد بن ابی بکر سے ہاتھ اٹھا لوں۔ بڑا افسوس ہے۔ کیا کفار تمہارے نزدیک ان لوگوں سے بہتر ہیں۔ کیا تمہارے پاس کوئی قرآنی دلیل ہے۔؟ محمد بن ابی بکر نے لوگوں کو پانی پلانے کا کہا۔ اس پر معاویہ بن خدیج نے کہا۔ تجھے اللہ ہمیشہ کے لیے ایک قطرہ بھی نہ دے۔ کیا تم نے عثمان غنی کو پیاس سے قتل نہیں کیا۔؟ وہ حالت احرام میں اور روزہ سے تھے۔ پھر وہ قتل کے بعد اللہ رب العزت

کے پاس مہر شدہ جنتی پانی پائیں گے۔ خدا کی قسم! اسے ابو بکر کے بیٹے میں تجھے ضرور قتل کروں گا۔ پھر اللہ تجھے روزخ کا گرم پانی اور پیپ پلائے گا۔ محمد بن ابی بکر نے کہا۔ اسے یہودن کے بیٹے! اسے جولا ہے کے بیٹے! یہ تیرے اختیار میں نہیں اور نہ ہی وہ تیرے اختیار میں ہے کہ جس کا تم نے ذکر کیا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ وہ اپنے دوستوں کو پلاتا ہے۔ اور دشمنوں کو پیا سا رلاتا ہے۔ وہ تم اور تمہارے ساتھی ہیں۔ جو اللہ کے دشمن ہیں۔ خدا کی قسم! اگر میری تلوار میرے ہاتھ میں ہوتی تو تم میرے ساتھ یہ معاملہ نہ کر سکتے۔ جو کرنے والے ہو۔ معاویہ نے کہا۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟ میں تجھے گدھے کے پیٹ میں ڈال کر آگ لگا کر جلانے والا ہوں۔ یہ سن کر محمد بن ابی بکر نے کہا۔ اگر تم ایسا کرنا چاہتے ہو تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اللہ کے دوستوں کے ساتھ ایسا ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ تم جس آگ میں مجھے ڈال کر جلانا چاہتے ہو۔ اسے اللہ تعالیٰ ابراہیم خلیل کی طرح میرے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بنادے گا۔ اور اسے تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لیے ایسا بنادے گا۔ جیسا کہ فرود اور اس کے ساتھیوں کے لیے بنائی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ تجھے اور جن کا تم نے ذکر کیا سب کو آگ میں جلائے۔ اور تیرے امام یعنی معاویہ کو بھی جلائے۔ اور کہا۔ کہ یہ آگ اے عمرو بن العاص تم پر شعلہ زن ہوگی۔ اور جب کبھی ٹھنڈی ہونے لگے گی۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اور بھڑکا دے گا۔ اس کو معاویہ نے کہا۔ کہ میں تجھے حضرت عثمان کے بدلے قتل کرنا چاہتا ہوں۔ محمد بن ابی بکر بولا۔ کہاں تم اور کہاں عثمان؟ بے شک عثمان نے ظلم کا راستہ اپنایا

اور احکامِ قرآن کو پھینک دیا۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے اشارے کے ساتھ فیصلہ نہیں کرتا وہ فاسق ہے۔ ہم نے تو عثمان سے اس وجہ سے انتقام لیا ہے۔ اور اسے قتل کر دیا ہے۔ اور تو اور تیرے ساتھی عثمان کے اس طریقہ کو اچھا سمجھتے ہو۔ اور انشاء اللہ ہمیں خداوند قدوس اس گناہ سے بری کر دے گا۔ اور تو اس کے گناہ میں شریک ہے۔ اور اس کے گناہ کے بڑا کرنے میں اس کا ساتھی ہے۔ اور اپنے آپ کو اسی ہنج پر ڈالنے والا ہے۔ یہ سن کر معاویہ غضب ناک ہوا۔ اور اگے بڑھ کر اسے قتل کر دیا۔ پھر ایک مڑے ہوئے گدھے (کی کھال) میں ڈال کر جلا دیا۔

مذکورہ حوالہ سے درج ذیل امور ثابت ہوئے

- ۱۔ محمد بن ابی بکر ایک نا تجربہ کار عامل تھا۔
- ۲۔ اس کے مد مقابل وہ لوگ تھے۔ جن کے دلوں میں عثمان غنی کے ناحق قتل کا شدید صدمہ تھا۔
- ۳۔ محمد بن ابی بکر کے مقابل میں لڑنے والی فوج کے اندر عمرو بن العاص کی سرکردگی میں اس کا بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر بھی تھا۔
- ۴۔ محمد بن ابی بکر اپنے آپ کو حق پر اور عثمان غنی رھنی اللہ عنہ کو ظالم اور احکامِ الہیہ کا منکر سمجھتا تھا۔
- ۵۔ اُسے اپنی صداقت پر اطمینان کی وجہ سے یہ خیال تھا۔ کہ اس کی خاطر جلائی جانے والی آگ اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا۔
- ۶۔ معاویہ بن خدیج نے اسے قتل کرنے سے پہلے کہہ دیا تھا۔ کہ تمہارا قتل

عثمان غنی کے قتل کے بدلہ میں کیا جا رہا ہے۔

۷۔ عبدالرحمن بن ابی بکر کی درخواست پر عمرو بن العاص نے معاویہ بن خدیج کو پیغام بھجوایا تھا۔ کہ محمد بن ابی بکر کو میرے پاس بھیج دو۔ لیکن انہوں نے جواب دیا۔ کہ جب تم نے کنا نہ بن بشر کو عثمان غنی کے قتل کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا ہے۔ تو محمد بن ابی بکر نے بھی تو وہی جرم کیا ہے۔ اس لیے اس کی خلاصی کیوں؟

ملحد فکریہ:

گزشتہ حوالہ جات سے ثابت شدہ امور بالا سے محمد بن ابی بکر کا معاملہ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ کہ انہیں کیوں قتل کیا گیا۔ جب یہ بات خود محمد بن ابی بکر کے قول سے عیاں ہے۔ کہ وہ حضرت عثمان غنی کے قتل میں ملوث ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ اور اعلائیہ کہتا ہے۔ کہ ہم نے عثمان غنی کو اس لیے قتل کیا۔ کہ وہ ظلم کا راستہ اپنائے ہوئے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے روگردانی کر چکے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کے احکام سے روگردانی کرنے والا، کافر، ظالم اور فاسق ہونے کی وجہ سے قتل کیے جانے کا مستحق ہے۔ لہذا اول تو ہم نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے نافرمان کو قتل کیا ہے۔ اور اگر کچھ تھوڑی سی بے احتیاطی ہو بھی گئی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں ہماری نیت کے خلوص کی وجہ سے معاف کر دے گا۔ اب جب اسے خود اعتراف ہے۔ کہ قتل عثمان غنی میں میرا ہاتھ ہے۔ تو پھر اس کی طرف سے درمحدث ہزاروی، کا صفائی پیش کرنا اور افضل الصحابہ کا لقب دے کر امیر معاویہ پر اس کے قتل کی ذمہ داری ڈالتے ہوئے شرم آنی چاہیے تھی۔ کیا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قتل محدث ہزاروی کی نظر میں درست تھا؟ کیا محمد بن ابی بکر کی طرح تم بھی عثمان غنی کو ظالم اور احکام الہیہ کا نافرمان سمجھتے اور کہتے ہو۔؟ اگر محمد بن ابی بکر کی طرف داری کا پاس ہو گا۔ تو عثمان غنی

کے بارے میں محدث ہزاروی کے بھی وہی نظریات ہوں گے۔ اگر ایسا ہی ہے۔ تو پھر تمہیں مبارک۔ اور اگر حضرت عثمان غنی کے قتل کو قتل ناحق کہتے ہو اور انہیں خلیفہ راشد سمجھتے ہو۔ اور ان کے اوصاف و کمالات کے معترف ہو۔ تو پھر ایسے عظیم صحابی کے قتل میں شریک محمد بن ابی بکر کی برادری اور وکالت کس لیے کی جا رہی ہے۔ اس مقام پر عدل و انصاف کا تقاضا تو یہ تھا۔ کہ ”محدث ہزاروی“ اتنا کہہ دیتا۔ کہ قتل عثمان میں محمد بن ابی بکر کی شرکت بہت بڑی غلطی تھی۔ اور اسی غلطی کی بنا پر اسے معاویہ بن خدیج نے قتل کر دیا۔ یاد رہے کہ جناب معاویہ بن خدیج کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابییت کا شرف حاصل ہے۔ اس کا ثبوت عنقریب آ رہا ہے، ہاں یہ بھی خیال رہے۔ کہ محمد بن ابی بکر اگرچہ اس نے خود بنفسہ عثمان غنی کے قتل میں حصہ نہ لیا تھا۔ لیکن قاتلین کو اس کی مکمل حمایت حاصل تھی۔ عثمان غنی کی وارثی پکڑنے والا اور ان کی توہین کرنے والا ضرور ہے۔ اگرچہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کی پرورش کی تھی۔ اور سیدہ عائشہ صدیقہ کا بھائی ہونے کی وجہ سے ان کو اس کے قتل کیے جانے پر دکھ ہوا۔ لیکن دونوں باتیں پیش نظر رکھ کر ہمیں یہی کہنا چاہیے۔ کہ عثمان غنی کی شہادت میں محمد بن ابی بکر کا ہاتھ اور پھر محمد بن ابی بکر کا آگ میں جلایا جانا مقدر تھا۔ اس لیے ہم اس کے لیے اور ان تمام حضرات کے لیے جو امیر معاویہ اور علی المرتضیٰ کے مابین جھگڑوں میں انتقال کر گئے۔ ان سب کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

ایک مشہور ترین

قتل عثمان ان کی اپنی غلطی کی بنا پر ہوا تھا

حضرت عثمان غنی کے قتل کو صحیح اور درست ثابت کرتے کے لیے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ آپ نے اپنے دور خلافت میں کتبہ پروری سے کام لیا۔ اور مختلف جگہوں پر اپنے رشتہ دار گورنروں کو مقرر کر دیئے جس کی وجہ سے لوگوں پر مظالم ڈھائے گئے۔ مثلاً مصر کی گورنری آپ نے عبداللہ بن ابی سرح کو دی تھی۔ ان کے مظالم کی مصریوں نے شکایات کیں۔ اور معزولی کا مطالبہ کیا عثمان غنی نے اس مطالبہ پر حضرت علی اور طلحہ کے مشورہ پر ان کی جگہ نیا گورنر محمد بن ابی بکر کو مقرر کر دیا۔ محمد بن ابی بکر کی تقرری مصریوں کی مرضی سے ہوئی تھی جب محمد بن ابی بکر اور مصر سے آئے ہوئے لوگ واپس جا رہے تھے۔ تو راستہ میں ایک اہم بات پیش آئی۔ جسے طبری نے یوں بیان کیا۔

تاریخ طبری:

حَدَّثَنِي جَعْفَرُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو وَعَلِي
قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
السَّائِبِ الْكَلْبِيِّ قَالَ إِنَّمَا رَجَدَ أَهْلُ الْمِصْرِ

إِلَى عُثْمَانَ بَعْدَ أَنْ صِرَافِهِمْ عَنْهُ أَتَاهُ أَدْرَكَهُمْ
غُلَامٌ لِعُثْمَانَ عَلَى جَمَلٍ لَهُ بِصَحِيفَةٍ إِلَى أَمِيرِ مِصْرٍ
أَنْ يَقْتُلَ بَعْضَهُمْ وَأَنْ يُصَلِّبَ بَعْضَهُمْ فَلَمَّا
أَتَوْا عُثْمَانَ قَالُوا هَذَا غُلَامُكَ قَالَ خَلَايَ
إِنْ طَلَقَ بَغَيْرِ عِلْمِي قَالُوا أَجَمَلُكَ قَالَ أَخَذَهُ
مِنَ الدَّارِ بَغَيْرِ أَمْرِي قَالُوا خَائِمُكَ قَالَ
فَقُتِلَ عَلَيْهِ الْخ.

در تاریخ طبری جلد پنجم ص ۱۱۵ مطبوعہ بیروت
ترجمہ: محمد بن السائب الکلبی کہتے ہیں۔ بے شک مصری لوگ عثمان
غنی کے ہاں سے ملے جانے کے بعد مڑ کر واپس اس لیے آ گئے۔
کہ راستہ میں انہیں عثمان غنی کا غلام ملا۔ جو ان کے اونٹ پر سوار تھا۔
اور اس کے پاس امیر مصر کی طرف لکھا ہوا۔ ایک رقعہ تھا۔ رقعہ کا
مضمون یہ تھا۔ کہ جب یہ لوگ واپس تہارے پاس مصر میں پہنچ جائیں
تو ان میں سے بعض کو قتل کر دینا۔ اور دوسروں کو پھانسی پر چڑھا
دینا۔ ان لوگوں نے غلام اور رقعہ وغیرہ پکڑ کر عثمان غنی کے پاس
آ کر پوچھا۔ کیا یہ آپ کا غلام ہے؟ کہا ہاں میرا غلام ہے لیکن میری
اجازت کے بغیر چلا گیا تھا انہوں نے پوچھا کیا جس اونٹ پر یہ سوار تھا۔
وہ آپ کا اونٹ نہیں فرمایا میری اجازت کے بغیر میرے گھر سے یہ
لے گیا تھا۔ انہوں نے پوچھا کیا اس رقعہ پر آپ کی مہر لگی ہوئی نہیں؟
آپ نے کہا۔ ہاں میری ہے۔ اس نے خود لگائی ہے۔ الخ

جب ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ ساری کاروائی عثمان غنی نے نہیں بلکہ ان کے سارے مروان نے کی ہے۔ تو مطالبہ کیا گیا کہ مروان کو ہمارے سامنے پیش کیا جائے۔ آپ نے اس خوف سے پیش نہ کیا کہ یہ لوگ اُسے قتل کر دیں گے۔ اب حالات نے یہ رخ اختیار کیا کہ محمد بن ابی بکر اور مصریوں نے یہ تہیہ کر لیا کہ عثمان غنی کی ایسی کنبہ پروری کا انہیں مزہ چکھایا جائے۔ چنانچہ انہوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کیا۔ اور بالآخر عثمان غنی قتل کر دیئے گئے۔ ان حالات و واقعات کے پیش نظر نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ قتل عثمان غنی خود ان کی زیادتی سے وقوع پذیر ہوا۔ محمد بن ابی بکر اور مصریوں کا اس میں قصور نہ تھا۔ اگر عثمان غنی، مروان کو سامنے لے آتے تو یہ واقعہ رونما نہ ہوتا۔ جب عثمان غنی کو بخوبی علم تھا کہ یہ شرارت یا سازش ان کے سارے مروان کی ہے۔ تو پھر اسے پیش کیوں نہ کیا گیا؟

جَوَابِ اَوَّل

اس اعتراض کا دار و مدار سائب کلبی کی بیانات پر ہے جو کذا شیعہ ہے

ہم نے ایک مستقل باب کے تحت ان کتابوں اور ان مصنفین کے بارے میں تفصیل سے بحث کر دی ہے۔ جن کے بارے میں اہل تشیع یہ کہتے ہیں کہ یہ کتابیں اہل سنت کی ہیں۔ اور ان کے مصنفین پکے سنی ہیں۔ یہاں اس کی دوبارہ وضاحت کی ضرورت نہیں۔ صرف اعتراض مذکورہ کے ضمن میں بطور جواب

عرض ہے۔ کہ تاریخ طبری کے مصنف ابو جعفر محمد بن جریر طبری میں تشیع پایا جاتا ہے اس لیے ان کی کتاب کی وہ روایات جو اہل تشیع کے حق میں اور اہل سنت کے خلاف جاتی ہوں۔ وہ ہم اہل سنت پر بطور حجت پیش نہیں کی جاسکتیں۔ علاوہ انہی روایت مذکورہ میں اس کا بنیادی راوی محمد بن السائب الکلبی باتفاق شیعہ و سنی، شیعہ ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

میزان الاعتدال؛

قَالَ يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا الْكَلْبِيُّ وَكَانَ سَبَائِيًّا قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ الْأَعْمَشُ إِشْقَ هَذَا السَّبَائِيَّةَ فَإِنِّي أَذْرِكُ النَّاسَ إِنَّمَا يُسَمُّوهُمْ الْكَذَّابِينَ. الخ.

(میزان الاعتدال جلد سوم ص ۶۲ حرف المیم)
ترجمہ: یزید بن زریع نے کہا کہ وہ کلبی سبائی تھا۔ ابو معاویہ نے بحوالہ اعمش کہا کہ اس (کلبی) سبائی سے بچو۔ کیونکہ میں نے بہت سے لوگوں کو اسے کذاب کہتے سنا ہے۔۔۔ روایت حدیث میں اس نے مناکیر ذکر کیے۔ بالخصوص جب ابو صالح عن ابن عباس کوئی روایت ذکر کرتا ہے۔ ابن جہان نے کہا کہ کلبی ان سبائیوں میں سے تھا۔ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ علی المرتضیٰ فوت نہیں ہوئے اور وہ یقیناً دنیا میں آئیں گے۔ اور پھر عدل و انصاف سے اسے بھر دیں گے۔ جیسا کہ اب ظلم سے بھری پڑی ہے۔ اگر کوئی بادل کا ٹکڑا نظر آتا ہے۔ تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس میں امیر المومنین علی المرتضیٰ جلوہ فرمایا۔ ہمام نے کہا کہ میں نے خود کلبی کی زبان سے سنا کہ

وہ اپنے آپ کو بانی کہتا تھا۔ اس طرح ابو عوانہ سے مروی ہے کہ کلبی کو انہوں نے یہ کلمات کہتے سنا۔ جبریل علیہ السلام، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی لکھا تھا۔ جب آپ بیت الخلاء جاتے تو پھر جبریل یہ حضرت علی المرتضیٰ کو وحی لکھواتا تھا۔

احیان الشیعہ :

وَكَانَ الْكَلْبِيُّ يَقُولُ أَنَا سَبَّاحِي أَيْ مِنْ أَصْحَابِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَبَّاءٍ أُولَئِكَ الَّذِينَ يَقُولُونَ إِنَّ
عَلِيًّا كَرِيْمٌ وَإِنَّهُ رَاجِعٌ إِلَى الدُّنْيَا قَبْلَ
قِيَامِ السَّاعَةِ فِيمَلَأُهَا عَدْلًا كَمَا مَلَأْتُ
حَبْرًا وَإِنْ رَأَى اسْحَابِيَةَ قَالُوا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ
فِيهَا۔

(احیان الشیعہ جلد ۹ ص ۳۳۹)

ترجمہ : کلبی اپنے آپ کو عبد اللہ بن سباء کے پیروں میں سے
گنا کرتا تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا عقیدہ یہ ہے کہ علی المرتضیٰ کا انتقال
نہیں ہوا۔ اور وہ قیامت سے قبل ضرور دنیا میں آئیں گے اور عدل و
انصاف سے دنیا کو اس طرح بھر دیں گے۔ جس طرح اب ظلم سے
اُٹی پڑی ہے۔ یہ لوگ جب کوئی بادل کا ٹکڑا دیکھتے ہیں۔ تو یہ کہتے ہیں۔
کہ علی المرتضیٰ اس میں ہیں۔

جَوَابُ دُفْعِ

غلام کے ہاتھوں امیر مصر کی طرف رقعہ کا
سروان کی طرف سے لکھا جانا بھی محققین کے
نزدیک غلط ہے

مقدمہ ابن خلدون:

وَقَامَ مَعَهُمْ فِي ذَلِكَ عَلَى وَعَائِشَةَ
وَالزُّبَيْرِ وَطَلْحَةَ وَغَيْرَهُمْ رُحَاوِلُونَ
تَسْكِينِ الْأُمُورِ وَرُجُوعِ عَثْمَانَ إِلَى رَأْيِهِمْ
وَعَزْلِ لَهُمْ عَامِلِ مِصْرٍ فَأَضْرَفُوا قَلِيلًا
ثُمَّ رَجَعُوا وَقَدْ لَبَسُوا بِكِتَابِ مُدَ لَيْسَ يَزْعُمُونَ
أَنَّهُمْ لَقَرُوهُ فِي يَدِ حَامِلِهِ إِلَى عَامِلِ مِصْرٍ بِأَنَّهُ
يَقْتُلُهُمْ وَحَلَفَ عَثْمَانُ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَ أَمَّا
مِنْ مَرُوانَ فَإِنَّهُ كَاتِبُكَ فَحَلَفَ مَرُوانُ
فَقَالَ لَيْسَ فِي الْحُكْمِ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا
فَحَاصِرُوهُ بِدَارِهِ ثُمَّ بَيَّتُوهُ عَلَى حِينِ

غَفَلَةٍ مِنَ النَّاسِ وَقَتَلُوهُ وَالْفَتْحَ يَابُ الْفِتْنَةِ -

مقدمہ ابن خلدون جلد اول ص ۲۶۹ مطبوعہ

بیروت سن طباعت ۱۴۱۲ھ

ترجمہ: (جب کوئی لوگوں نے مصر کے گورنر کی معزولی کا حضرت عثمان سے مطالبہ کیا۔ تو آپ نے انکار کر دیا۔) پھر حضرت علیؓ تھی سیدہ عائشہ صدیقہ زبیر اور طلحہ وغیرہ حضرات نے ان لوگوں کے بات ماننے کا مشورہ دیا۔ جس پر حضرت عثمان نے مصر کے گورنر کو معزول کر دیا۔ اب یہ لوگ واپس چل پڑے۔ اور تھوڑی دیر گزرنے کے بعد واپس آ گئے۔ اور ان کے ہاتھوں میں ایک رقعہ تھا۔ جس کے بارے میں انہوں نے یہ خیال کر لیا تھا۔ کہ یہ رقعہ عثمان غنی کے غلام (قاصد) سے پکڑا گیا ہے۔ وہ اس رقعہ کو مصر کے گورنر کی طرف لے جا رہا ہے۔ رقعہ میں لکھا تھا۔ کہ جب یہ لوگ وہاں پہنچیں تو انہیں قتل کر دیا جائے۔ یہ ماجرا دیکھ کر عثمان غنی نے قسم اٹھائی۔ کہ رقعہ میرا لکھا ہوا نہیں۔ میں اس میں کسی طرح بھی ملوث نہیں ہوں۔ ان لوگوں نے کہا۔ کہ ہمیں کچھ نہیں چاہیے۔ آپ اپنے کاتب مروان کو ہمارے سپرد کریں۔ مروان نے بھی قسم اٹھائی۔ کہ مجھے بھی اس رقعہ کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ اس پر عثمان غنی نے فرمایا اب اس سے بڑھ کر اس معاملہ میں تسلی بخش بات اور کیا ہو سکتی ہے؟ پھر ان لوگوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ پھر رات ڈھلتے وقت آپ پر حملہ کر دیا۔ جب کہ دوسرے لوگ ادھر سے بے خبر ہو چکے تھے۔ آپ کو قتل کر دیا۔ اور فتنہ کا دروازہ ہمیشہ کے لیے کھل گیا۔

جواب سوم

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھا کر اس فقرہ کو ایک منصوبہ کے تحت لکھ جانے کا اظہار فرمایا

تاریخ طبری؛

فَاتَا هُمُ النَّاسُ فَكَلَمُوهُمْ وَفِيهِمْ عَلِيٌّ
فَقَالَ مَا رَدَّ كُمْ بَعْدَ ذَٰلِكَ بِكُمْ وَرَجُوعِكُمْ
عَنْ رَأْيِكُمْ قَالُوا اخَذْنَا مَعَ بَرِيدٍ كِتَابًا
بِقَتْلِنَا وَآتَاهُمْ طَلْحَةَ فَقَالَ الْبَصَرِيُّونَ
مِثْلَ ذَٰلِكَ وَآتَاهُمْ زُبَيْرٌ فَقَالَ الْكُوفِيُّونَ
مِثْلَ ذَٰلِكَ وَقَالَ الْكُوفِيُّونَ وَالْبَصَرِيُّونَ
فَنَحْنُ نَنْصُرُ إِنْخَوَانَنَا وَنَمْنَعُهُمْ جَمِيعًا كَمَا
كَانُوا عَلَى مِيعَادٍ فَقَالَ لَهُمْ عَلِيٌّ كَيْفَ عَلِمْتُمْ
يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ وَ يَا أَهْلَ الْبَصَرَةِ بِمَا لَقِيَ أَهْلُ
مِصْرَ وَقَدْ سِرْتُمْ مَرَّاحِلَ ثُمَّ طَعَوْنِي ثُمَّ نَحُونَا
هَٰذَا وَاللَّهِ أَمْرٌ أَبْرِمُ بِالْمَدِينَةِ -

د تاریخ طبري جلد ۵ ص ۱۰۵ مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ: جب مصری اور کوئی لوگ پھر واپس آ گئے۔ تو مختلف لوگوں نے ان سے گفتگو کی۔ حضرت علیؑ نے ان سے پوچھا۔ جب تم لوگ یہاں سے جا چکے تھے۔ اور تم نے اپنی بات منوالی تھی۔ اب واپس کیوں آنا ہوا۔؟ کہنے لگے۔ ہم نے ایک مہاجر کے ہاتھوں ایک رقعہ پکڑا ہے۔ جس میں ہمارے قتل کا حکم درج تھا۔ ان لوگوں کے پاس حضرت طلحہؓ آئے۔ ان کو بھی انہوں نے یہی جواب دیا۔ پھر حضرت زبیرؓ آئے۔ تو کوئیوں نے وہی جواب دیا۔ کوئی اور بصری دونوں بول پڑے کہ ہم ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ اور ایک دوسرے کا دفاع کریں گے۔ یوں لگتا ہے کہ وہ پہلے سے یہ پروگرام بنا چکے ہیں۔ اس پر حضرت علیؑ نے پوچھا۔ کہ اسے کوئی اور بصری تمہیں یہ کیسے معلوم ہو گیا۔ کہ مصریوں کے ساتھ یہ معاملہ پیش آنے والا ہے۔ حالانکہ تم تو یہاں کافی دور جا چکے تھے۔ پھر تم واپس آ گئے۔ خدا کی قسم! یہ تم نے مدینہ میں ہی سازش تیار کر لی تھی۔

البدایۃ والنہایۃ:

قَالَ عَلِيٌّ يَا أَهْلَ مِصْرَ مَا رَدَّكُمْ بَعْدَ
ذِهِمَا بِكُمْ وَ رَجُوعِكُمْ عَنْ رَأْيِكُمْ فَقَالَ لَوْ
وَجَدْنَا مَعَ بَرِيْدِكُمْ كِتَابًا بِقَتْلِنَا وَ كَذَلِكَ
قَالَ الْبَصَرِيُّونَ لَطَلْحَةَ وَالْكُوفِيُّونَ لَزَيْدٍ
وَقَالَ أَهْلُ كُلِّ مِصْرٍ إِنَّمَا جِئْنَا لِنَنْصُرَ أَصْحَابَنَا
فَقَالَ لَهُمُ الصَّعَابَةُ كَيْفَ عَلِمْتُمْ بِذَلِكَ مِنْ
أَصْحَابِكُمْ وَقَدْ افْتَرَقْتُمْ وَ صَارَ بَيْنَكُمْ

مَرَّاحِلُ إِنَّمَا هَذَا أَمْرٌ اتَّفَقْتُمْ عَلَيْهِ فَقَالُوا
خَصُّوهُ عَلَى مَا أَرَدْتُمْ لَا حَاجَةَ لَنَا فِي هَذَا
الرَّجُلِ لِيَعْتَزِلَنَا وَنَحْنُ نَعْتَزِلُهُ يَعْشُرُونَ أَنَّهُ
إِنْ نَزَلَ عَنِ الْخِلَافَةِ تَرَ كُوَّةَ أَمْنًا.

البدایۃ والنهایہ جلد ہفتم ص ۷۲ مطبوعہ

بیروت طبع جدید

ترجمہ :

رجب کوئی اور بصری کافی مراحل جا کر واپس آ گئے۔ تو ان کے پاس
بہت سے لوگ آئے۔ جن میں علی المرتضیٰ بھی تھے۔ پوچھا کہ تم لوگ
جب جا چکے تھے۔ تو پھر واپس کیوں آنا ہوا۔ اور تم اپنے وعدے
سے پھر کیوں گئے ہو؟ کہنے لگے۔ وجہ یہ بنی ہے۔ کہ ایک قاصد سے
ہمیں رقعہ ملا۔ جس میں ہمارے قتل کا حکم تھا۔ پھر حضرت طلحہ بصریوں
کے پاس آئے۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ ادھر حضرت زبیر
کوفیوں کے پاس گئے۔ اُن کا جواب بھی یہی تھا۔ بصری اور کوفی کہنے
لگے۔ ہم ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ لہذا ایک دوسرے کی
مدد کریں گے۔ صحابہ کرام نے ان سے پوچھا کہ تمہیں اپنے ساتھیوں
کے بارے میں یہ خبر کیسے پہنچی حالانکہ تم ایک دوسرے سے کافی
دور جا چکے تھے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ تمہاری خفیہ چال ہے جو پہلے
سے ہی تم نے طے کر لی ہوئی تھی۔ کہنے لگے۔ جو تمہاری سمجھ میں ہے
وہ تمہیں مبارک ہو۔ بہر حال ہمیں اس شخص (عثمان غنی) کی کوئی ضرورت
نہیں۔ وہ ہمیں چھوڑ دے۔ اور ہم اس کی خلافت سے دستبردار

ہو جائیں۔ اس گفتگو سے اُن کا مقصد یہ تھا کہ اگر عثمان غنی خلافت سے دستبردار ہو جاتے ہیں۔ تو وہ پھر ہماری طرف سے امن میں ہیں (ورنہ جنگ کا خطرہ ہے)

خلاصہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جس خط کی بنا پر ملزم ٹھہرایا جا رہا ہے۔ اولاً اس کے وقت میں اختلاف ہے۔ یعنی یہ کہ کچھ لوگ مصر کے والی کی شکایت سے کر ائے۔ اور عثمان غنی نے ان کی بات مان کر محمد بن ابی بکر کو مصر کا عامل مقرر کر دیا تو ان لوگوں کو واپسی میں دوران سفر ایک قاصد سے یہ رقعہ ملا۔ دوسرا یہ کہ جب کوفہ و مصر کے کچھ لوگ بنیّت بغاوت اُٹے۔ لیکن صحابہ کرام نے ان کو سمجھایا یا بجھایا۔ اور وہ دونوں اپنے اپنے راہ پر چل دیئے۔ تو تقریباً تین منازل طے کرنے کے بعد دونوں قافلے واپس مدینہ اُٹے۔ تو حضرت علی المرتضیٰ و غیرہ نے ان سے واپسی کا سبب پوچھا۔ تو انہوں نے ایک رقعہ کا نام لیا۔ رقعہ ایک تھا۔ لیکن دو مختلف راستوں پر چلنے والے دو قافلے اسی رقعہ کو اپنی واپسی کا بہانہ بنا رہے ہیں۔ جس سے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہی نتیجہ اخذ کیا۔ کہ یہ من گھڑت ہے۔ اور ایک گھناؤنی سازش کے تحت یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔ اس حقیقت حال کے بعد بھی کوئی ذی ہوش یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کا سبب یہ رقعہ تھا؟

جوانِ جہان

علامہ محمد احمد جبار المولیٰ کا ایک بیان

حضرت علی المرتضیٰ کو یہ لوگ باوجود جھوٹا ہونے کے مجبور کرتے رہے۔ دشمنانِ غنی رضی اللہ عنہ کے پاس ہمارے ساتھ چلو۔ پہلے تو آپ نے انکار کیا۔ اس کے بعد آپ ان کے ساتھ چلنے پر راضی ہو گئے۔ تاکہ روبرو باتیں ہو کر حقیقتِ حال منکشف ہو جائے۔ تو حضرت علی نے چاکر امیر المومنین سے کہا۔ کہ یہ میرے پاس مصری، بھری اور کوئی لشکروں کے سرکردہ لوگ ہیں۔ انہوں نے دوسری مرتبہ آنے کے بعد اب یہ چھٹی کیا پیش کی ہے کہ یہ چھٹی آپ کے حکم سے لکھی گئی تھی۔ فرمایا نہیں۔ حضرت علی نے فرمایا۔ کہ ان لوگوں کا بیان ہے۔ کہ اس چھٹی کو آپ کا غلام لے جاتا تھا۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ کون سا غلام تھا۔ اور اس وقت کہاں ہے۔ اس کو پیش کریں۔ تاکہ اس کا بیان لیا جائے۔ اور اصلیت ظاہر ہو جائے۔ مگر کوئی ہوتا تو اس کو پیش کرتے۔ دم بخور رہ گئے۔ اور انہیں بغلیں جھانکنے کے سوا اور کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ اس کے بعد حضرت علی نے فرمایا۔ کہ بعض لوگوں کا گمان ہے۔ کہ یہ چھٹی آپ کے چچا زاد مروان کی لکھی ہوئی ہے۔ فرمایا جس کو دعوائے ہو وہ اس کا ثبوت دے۔ مگر کوئی شخص اس کو پائے ثبوت تک نہ پہنچا سکا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْبَيْتَةُ عَلَى مَنْ اَدْعٰى وَ اَلْيَمِيْنُ عَلَى مَنْ اَنْكَرَ۔ یعنی مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا اور انکار کرنے

والے یعنی مدعی علیہ پر قسم کھانا لازم ہے۔ کیونکہ حزب مخالف اپنے دعوے کے ثبوت میں کوئی گواہ پیش نہ کر سکا۔ اس لیے اب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر قسم اٹھانا لازم ٹھہرا۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا۔ کہ چونکہ یہ لوگ اپنے دعویٰ کو ثابت نہیں کر سکے۔ اس لیے اب قسم کھانا لازم ہے۔ چنانچہ میں قسم کھاتا ہوں کہ نہ میں نے چھٹی لکھی اور نہ لکھوائی اور نہ مجھے اس کا کوئی علم ہے۔ حضرت علی نے عثمان غنی سے عرض کی۔ کہ یہ مہرجو اس پر لگی ہوئی ہے۔ آپ کی ہے۔ تو فرمایا۔ مہر کی نقل محال نہیں۔ اگر اہل فتنہ کی نیت بخیر ہوتی۔ اور انہیں ہدایت و سعادت ازلی سے کچھ حصہ ملا ہوتا۔ تو امیر المومنین کے حلف اٹھانے پر اپنی ضد چھوڑ دیتے۔ مگر وہ اپنی ہٹ دھرمی پر اڑے رہے۔ اور کمال سیاہ باطنی سے کہنے لگے۔ کہ تم نے چھٹی بھجی یا نہ بھجی ہر حالت میں تم فرمانرواؤں کے اہل نہیں ہو۔ بہتر ہے کہ مسند خلافت سے علیہ ہو جاؤ۔ ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ میں موت سے نہیں ڈرتا اور خلافت سے دستبردار نہیں ہوتا۔

کتاب انصاف عثمان غنی ص ۶۶، ۶۷

مذکورہ بالا تحریر بالکل واضح اور دو ٹوک انداز میں یہ بتا رہی ہے۔ کہ وہ خط جس کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کا لوگ سبب بناتے ہیں۔ وہ بالکل جعلی اور من گھڑت تھا۔ عبداللہ بن سباء کی سازش تھی۔ جو شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر آکر منتج ہوئی۔

جواہرِ پنجم

محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمان غنی سے

ذاتی رنجش کا بدلہ لیا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سبب وہ جعلی رقعہ نہیں۔ بلکہ ایک سبب محمد بن ابی بکر کی ان کے ساتھ ذاتی عداوت و رنجش ہے۔ جس کا پس منظر یوں ہے۔ کہ ایک مرتبہ صغریٰ (۱۵ برس کی عمر) میں محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمان غنی سے کسی علاقہ کی حکومت کا مطالبہ کیا۔ جس پر آپ نے فرمایا۔ ابھی تم نا تجربہ کار ہو۔ اس لیے حکومت کے اہل نہیں ہو۔ بس اس کے بعد طعن و تشنیع کا سلسلہ چل نکلا۔ اور یہی بات ایک ثقہ تابعی کے الفاظ میں یوں منقول ہے۔

کامل ابن اثیر:

سَيَّلَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ
مَا دَعَاهُ إِلَى رَكُوبِ عُثْمَانَ قَالَ الْغَضَبُ وَالطُّعْ
كَانَ مِنَ الْإِسْلَامِ بِمَكَانٍ فَعَزَّهَ أَقْوَامٌ فَطَمَعَ وَ
كَانَتْ لَهُ دَلَّةٌ فَلَزِمَتْهُ حَقٌّ فَآخَذَهُ عُثْمَانُ
مِنْ ظَهْرِهِ فَاجْتَمَعَ هَذَا إِلَى ذَلِكَ فَصَارَ مَدْمَمًا
بَعْدَ أَنْ كَانَ مُحَقِّدًا۔

رکامل ابن اثیر جلد سوم ص ۱۸۱-۱۸۲ ذکر بعض سیرۃ عثمان مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ: محمد بن ابی بکر کے متعلق کسی نے جنابِ سالم بن عبداللہ سے پوچھا کہ اس نے عثمان غنی کا مقابلہ کیوں کیا؟ کہا: غصہ اور لالچ کی وجہ سے اسلام میں محمد بن ابی بکر کا ایک اعلیٰ مقام تھا لوگوں نے اسے دھوکہ دے کر اتروایا۔ پھر اس نے حکومت کا مطالبہ کیا۔ اور اس کے پاس معقول وجہ تھی۔ یعنی یہ کہ وہ ابوبکر صدیق کا بیٹا ہے اور مقابلہ پر ڈٹ گیا۔ جس پر عثمان غنی نے اسے اڑے ہاتھوں لیا۔ تو اسی بات نے محمد بن ابی بکر کو قابلِ مذمت بنا دیا۔ حالانکہ وہ اس واقعہ سے قبل قابلِ تعریف تھا۔

جواشیش

محمد بن ابی بکر ایک بزرگ صحابی معاویہ بن خدیج

کے ہاتھوں قتل ہوا

محمد بن ابی بکر کو جس شخص نے قتل کیا تھا۔ ان کا نام معاویہ بن خدیج ہے۔ اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ اور از روئے عقل یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ ان کے ہاتھوں محمد بن ابی بکر کا قتل و قتل ناحق، نہ تھا۔ کہ اگر معاویہ بن خدیج کی نظر میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ غلط ہوتے۔ اور محمد بن ابی بکر کا ان کے قتل میں شریک ہونا کوئی وجہ جواز رکھتا۔ تو آپ اسے قتل کرتے وقت یہ نہ کہتے۔ کہ میں تجھے ایسا ہی پایا سا قتل کروں گا۔ جیسا کہ تو نے عثمان غنی کو قتل کیا تھا۔ حقیقت یہ تھی۔ کہ معاویہ بن خدیج کو عثمان غنی کے ناحق قتل کیے جانے کا شدید صدمہ تھا اور اسے آپ ظالمانہ کاروائی سمجھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ درنام نہاد

محدث ہزاروی صاحب، جو یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک جلیل القدر صحابی حافظ قرآن و حدیث کو معاویہ نے قتل کیا یا کروایا۔ بالکل جہالت اور حقائق سے روگردانی ہے۔ محمد بن ابی بکر کو امیر معاویہ کے حکم سے قتل کیا گیا۔ اور نہ خود انہوں نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا بلکہ یہ کام معاویہ بن خدیج نے اپنی صوابدید کے مطابق کیا۔ اور معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونا راجح ہے اگرچہ ان کے تابعی ہونے پر سب متفق ہیں۔ اب ذرا محدثین کرام سے ان کی سیرت کے متعلق چند الفاظ ملاحظہ ہوں۔ تاکہ محمد بن ابی بکر کے قتل کرنے میں ان کی شخصیت نکھر کر سامنے آجائے۔

البدایۃ والنہایۃ:

ابن جفندہ بن قتیرہ الکندی الخولانی المصری
صَحَابِيٌّ عَلَى قَوْلِ الْأَكْثَرِيْنَ وَذَكَرَهُ ابْنُ
حِبَّانٍ فِي التَّابِعِيْنَ مِنَ الثَّقَاتِ وَالصَّحِيحِ الْأَوَّلُ
فَشَهِدَ فَتْحَ مِصْرَ وَهُوَ الَّذِي وَقَعَ إِلَى عُمَرَ
بِفَتْحِ الْأَسْكَدَرِيَّةِ وَشَهِدَ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ قِتَالَ الْبُرْبُرِ وَذَهَبَتْ عَيْنُهُ
يَوْمَئِذٍ وَوُلِيَ حُرُوفَ بَاكَثِيرَةَ فِي بِلَادِ الْمَغْرِبِ -

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۱ ص ۶۰، ۶۱)

ترجمہ:

معاویہ بن خدیج اکثر حضرات کے قول کے مطابق صحابی ہیں۔ اور ابن حبان نے انہیں ثقہ تابعین میں سے ذکر کیا ہے۔ اور صحیح پہلی بات ہے۔ یہ مصر کی فتح میں شریک جنگ تھے۔ اور حضرت عمر کے دور خلافت میں اسکندریہ کا فتح ہونا بھی ان کے مقدر میں تھا۔ اور بربڑ کے ساتھ لڑائی میں یہ

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ساتھ موجود تھے۔ اس لڑائی میں ان کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی۔ اور بہت سی لڑائیوں میں انہیں والی بنا کر بھیجا گیا۔

الاصابة في تميز الصحابة:

ذَكَرَهُ ابْنُ سَعْدٍ خِیَمَنْ وَ لِي مِصْرَ مِنَ الصَّحَابَةِ
وَقَالَ ابْنُ يونسَ یُكْنَى أَبَانَعِیمَ وَقَدْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ شَهِدَ فَتَحَ مِصْرَ ثُمَّ كَانَ
الْبَرَاءَةَ عَلَى عَمَرَ بِفَتْحٍ إِلَّا سَكُنْدَرِيَّةَ ذَهَبَتْ عَيْنُهُ
فِي غَزْوَةِ التَّوْبَةِ مَعَ ابْنِ سَرَحٍ..... وَ أَخْرَجَ لَهُ
أَبُو دَاوُدَ وَ النَّسَائِيُّ حَدِيثًا فِي السَّلَامَةِ فِي الصَّلَاةِ
وَ النَّسَائِيُّ حَدِيثًا فِي السَّهْوِ أَوْ بِأَلْحَجَامَةِ وَ الْغُسْلِ
وَ الْبَغْوِ حَدِيثًا قَالَ فِيهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ
غَزْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا
وَ مَا فِيهَا... لَكِنَّ ابْنَ حَبَّانَ ذَكَرَهُ فِي الصَّحَابَةِ
الْيُسَا.

الاصابة في تميز الصحابة جلد سوم ص ۳۳۱

حرف الميم

ترجمہ: ابن سعد نے معاویہ بن خدیج کو ان لوگوں میں سے ذکر کیا جو مصر
کے حکمران بنائے گئے۔ ابن یونس نے کہا ہے کہ معاویہ بن خدیج کی
کنیت ابونعیم تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور فتح مصر میں
موجود تھے۔ اسکندریہ کی فتح میں حضرت عمر کے پاس آئے۔ غزوہ
نوبہ میں ان کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ ابن سرح اس جنگ میں ان کے

ساتھ تھے۔ ابو داؤد اور نسائی نے ان سے ”وسھو فی الصلوۃ“ میں امام نسائی نے حجامت اور غسل کے ذریعہ دوا کرنے کی حدیث ان سے روایت کی۔ ابو یوسف نے کہا کہ ان کی ایک حدیث یہ ہے ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کی راہ میں ایک غزوہ یا ایک صبح و شام لڑنا۔ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔ ابن حبان نے اگرچہ معاویہ بن خدیج کو تابعی لکھا ہے۔ لیکن ایک قول میں انہیں صحابی بھی کہا ہے۔

ملحہ فکریہ:

محمد بن ابی بکر کے قاتل معاویہ بن خدیج کے متعلق آپ نے سطور بالا میں ملاحظہ فرمایا۔ وہ اکثر علماء کے نزدیک صحابی رسول ہیں۔ اور ان سے ائمہ حدیث نے روایت حدیث بھی کی ہے۔ اور مختلف جگہوں میں شرکت بھی فرمائی۔ جب یہ خود محمد بن ابی بکر کے قتل کی ذمہ داری اٹھاتے ہیں۔ تو محدث ہزاروی کو کیا ضرورت پیش آئی۔ کہ ان کو چھوڑ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو محمد بن ابی بکر کا قاتل اور پھر اس پر انہیں فاسق و فاجر بلکہ کافر تک کے الفاظ کہنے سے زبان نہ رکے۔ اس نام نہاد محدث کو یہ بھی یاد نہ رہا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام صحابہ کو عدول فرمایا اور پھر اہل سنت کا متفقہ نظریہ بھی قابل قبول نہ سمجھا۔ کہ حضرات صحابہ کرام کے باہم جھگڑے اجتہاد اختلاف، کے ضمن میں آتے ہیں۔ ہمیں ثالث بن کر ان میں کسی کو مجرم اور کسی کو بری کرنے کا حق نہیں۔

فاعتبروا یا اولی البصار

جوابِ ہفتم

فتنہ کے دن عثمان غنیؓ حق پر ہوں گے۔

(الحدیث)

البدایۃ والنہایۃ؛

وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ فِي جَامِعِهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
 بْنُ بَشَّارٍ ثنا عبد الوهاب الثقفي ثنا اليرب
 عن أبي قلابه عن أبي الأشعث الصنعاني
 أَنَّ خُطْبًا قَامَتْ بِالشَّامِ وَفِيهِمْ رِجَالٌ مِنْ
 أَصْحَابِ النَّبِيِّ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَرَّةٌ بْنُ كَعْبٍ
 فَقَالَ لَوْلَا حَدِيثُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَكَلَّمْتُ وَذَكَرَ الْفِتْنَتَيْنِ فَخَرَّ بِهَا
 فَمَرَّ رَجُلٌ مُتَقَنَّعٌ فِي ثَوْبٍ فَقَالَ هَذَا الْيَوْمَ يَذِ
 عَلَى الْهَدْيِ فَقُتِلَ إِلَيْهِ فَاذَاهُ وَعُثْمَانُ
 بْنُ عَفَّانٍ فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ فَقُلْتُ هَذَا
 قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
 (البدایۃ والنہایۃ جلد ۲ ص ۲۱۰ بعض الاحادیث
 الواردة فی فضائل عثمان - منطبوعہ بیروت

طبع جدید)

ترجمہ: امام ترمذی نے اپنی صحیح میں کہا ہے کہ ہمیں ابوالاشعث ضعیفی کے واسطے سے یہ حدیث پہنچی کہ بہت سے خطیب حضرات شام میں مقرر کیے گئے۔ ان میں سے ایک صحابی مرہ بن کعب بھی تھے۔ تو انہوں نے یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نہ سنی ہوئی۔ تو میں ہرگز اسے زبان پر نہ لائے۔ پھر انہوں نے فتنوں کا ذکر کیا۔ اور ان کے قریب وقوع ہونے کا بھی ذکر فرمایا۔ اسی دوران ایک شخص اپنا منہ کپڑے میں چھپائے وہاں سے گزرا۔ تو آپ نے دیکھ کر فرمایا۔ یہ شخص اس وقت ہدایت پر ہوگا۔ میں جب اس شخص کے پاس گیا۔ تو پتہ چلا کہ یہ عثمان بن عفان ہیں۔ میں نے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنا منہ کر کے عرض کیا۔ حضور یہ؟ فرمایا۔ ہاں۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن اور صحیح حدیث کہا ہے۔

ملحہ فکریہ :

عبداللہ بن سبا کی ذریت نے محمد بن ابی بکر کو بری کرنے اور عثمان غنی کے قتل کو جائز قرار دینے کے لیے جس حیلہ کو اختیار کیا تھا۔ ہم نے اس کے چھ عدد جوابات تحریر کر دیئے ہیں۔ وہ خط جسے قتل عثمان کے جواز کی وجہ بنایا جا رہا تھا۔ اس کی اصلیت بھی معلوم ہو گئی۔ کہ وہ سباؤں کی شرارت تھی۔ اس خط سے قسیمہ طور پر عثمان غنی نے براءت کر دی تھی۔ اور مروان نے بھی انکار کر دیا تھا۔ اور ہونا بھی ایسے ہی چاہیئے تھا۔ کیونکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے حضرت عثمان غنی کے بارے میں حق پر ہونے کے الفاظ نکل چکے تھے۔ اس لیے یہ کب ممکن تھا کہ عثمان غنی اس فتنہ میں حق کی بجائے ناحق جان دیتے۔ یوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی پوری ہوئی۔ اور آپ کو سباؤں نے ایک گھناؤنی

سازش کے تحت شہید کر دیا۔ اور ان سبائیوں کی آج وکالت کا بیڑا ایک ایسے شخص نے اٹھایا ہے جو سنی ہونے کے ساتھ ساتھ محدث ہونے کا بھی دعویدار ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حق کو پہچاننے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد بن ابی حذیفہ کا انجام

البدایۃ والنہایۃ؛

وَسَأَلَ مِنْ عُثْمَانَ أَنْ يُؤْتِيَهُ عَمَلًا فَقَالَ لَهُ مَتَى
مَا صِرْتَ أَهْلًا لِدَاكَ وَكَأَيْتُكَ فَتَعَبَّ فِي
نَفْسِهِ عَلَى عُثْمَانَ فَسَأَلَ مِنْ عُثْمَانَ أَنْ يُخْرِجَ إِلَى الْغَزْوِ قَازِدًا
لَهُ فَقَصَدَ الدِّيَارَ الْمِصْرِيَّةَ وَحَضَرَ مَعَ أَمِيرِهَا
عَبْدَ اللَّهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ غَزْوَةَ السَّوَارِ
كَمَا قَدْ مَنَا وَجَعَلْ يَنْتَقِصُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
وَسَاعَدَهُ عَلَى ذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَسَارَ
مَعَاوِيَةُ وَحَمْرُ وَابْنُ الْعَاصِ لِيُخْرِجَاهُ مِنْهَا لِأَنَّهُ
مِنْ أَكْبَرِ الْأَعْوَانِ عَلَى قَتْلِ عُثْمَانَ مَعَ أَنَّهُ كَانَ
قَدَرًا نَاهٍ وَكَفَلَهُ وَأَحْسَنَ إِلَيْهِ فَعَالَجَا دَخُولَ
مِصْرٍ فَلَمْ يَقْدِرَا حَكْمَ يَزِيدَ إِلَّا يَتَّخِذُ عَيْنَهُ حَتَّى خَرَجَ
إِلَى الْعَرِيشِ فِي أَلْفِ رَجُلٍ فَتَحَصَّنَ بِهَا وَجَاءَ
عَمْرُ وَبْنُ الْعَاصِ فَنَصَبَ عَلَيْهِ الْمَذْبِئَتَيْنِ حَتَّى

نَزَلَ فِي ثَلَاثَيْنِ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَتِلُوا -

۱۔ البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص ۲۵۱ ۳۶ مطبوعہ

بیروت طبع جدید

(۲۔ کامل ابن اثیر جلد سوم ص ۱۸۱)

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سگے ماموں جناب ابو حذیفہ کے لیے محمد بن ابی حذیفہ نے ابو بکر صدیق کے دور خلافت میں جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ تو محمد بن ابی حذیفہ کو عثمان غنی نے اپنی تربیت اور کفالت میں لے لیا۔ جب کچھ بڑا ہوا۔ تو عثمان غنی سے کہنے لگا۔ مجھے کسی جگہ کا عامل مقرر کر دو۔ آپ نے فرمایا۔ جب تو اس قابل ہو جائے گا تو میں تجھے ولایت دے دوں گا۔ اس جواب کی وجہ سے محمد بن ابی حذیفہ کا دل مارا ٹھکی سے بھر گیا۔ اس کے بعد جب اس نے ایک لڑائی میں جانے کی اجازت مانگی۔ تو عثمان غنی نے اجازت دے دی۔ یہ سیدھا دیا مصر یہ میں گیا۔ اور وہاں حاکم عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ساتھ غزوہ سواری کی طرف نکلا۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں۔ اب اس نے حضرت عثمان غنی کی شان میں برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ اور محمد بن ابی بکر نے بھی اس کام میں اس کی ہمنوائی کی۔۔۔۔۔ ان دونوں کے رویے کی امیر مصر جناب عبداللہ بن سعد نے حضرت عثمان غنی سے شکایت کی۔ لیکن آپ نے کوئی پرواہ نہ کی۔ اُدھر جب مصریوں نے عثمان غنی کے گھر کا محاصرہ کیا۔ تو ان دونوں نے والی مصر عبداللہ بن سعد کو وہاں سے نکال دیا۔ اور زبردستی مصر پر قبضہ کر لیا۔ مصر کے سابق والی عبداللہ بن سعد نے

شام پہنچ کر امیر معاویہ کو ان حالات کی خبر دی۔ اب امیر معاویہ اور عمرو بن العاص دونوں محمد بن ابی بکر کی سرکوبی کے لیے نکلے۔ کیونکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ یہ شخص عثمان غنی کے قتل کی سازش میں سرگرم تھا۔ حالانکہ عثمان غنی نے اس کی تربیت کی اور کفالت کی ذمہ داری اٹھائی تھی۔ اور اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک برتا تھا۔ ان دونوں نے مصر میں داخل ہونے کی ہر ممکنہ کوشش کی۔ لیکن کامیابی نہ ہو سکی۔ اب ان دونوں نے کسی داؤ اور حیلہ بہانہ سے محمد بن ابی بکر کو مصر سے نکلانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ بالآخر محمد بن ابی حذیفہ ایک ہزار فوج کی معیت میں عریش مصر کی طرف نکلا۔ اور قلعہ بند ہو گیا۔ عمرو بن العاص نے آکر اس پر حملہ کے لیے منجنیق گاڑی۔ یہ اپنے تئیں سائتھیوں کے ساتھ جو نہی نیچے اُترا۔ اُن تمام کو قتل کر دیا گیا۔

ملحد فکریہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کا ایک بہت بڑا داعی محمد بن ابی حذیفہ وہ شخص ہے جس کی خود عثمان غنی نے تربیت و کفالت فرمائی۔ اور ان تمام احسانات کو صرف اس لیے بالائے طاق رکھ دیا۔ کہ اس کے مطالبہ پر اپنے اسے امارت یا گورنری عطا نہ فرمائی۔ اور وہ بھی اس لیے کہ ابھی اس میں اس چیز کی اہلیت نہ تھی۔ یہ تصور تھا عثمان غنی کا کہ جس کی وجہ سے اس نمک حرام نے اپنے محسن کے قتل میں بھرپور اور مرکزی کردار ادا کیا۔ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ جو جلیل القدر تابعی ہیں۔ ان سے کسی نے پوچھا۔

کامل ابن اشیر:

مَا دَعَاهُ إِلَى الْخُرُوجِ عَلَى عُثْمَانَ فَقَالَ كَانَ يَتِيمًا

فِي حَجَرِ عَثْمَانَ الْعَمَلِ فَقَالَ يَا بَنِي لَوْ كُنْتُ رِضًا
لَا سَتَعْمَلُكَ -

(کامل ابن اثیر جلد سوم صفحہ نمبر ۱۸۱)

ترجمہ: کس بات نے محمد بن ابی حذیفہ کو حضرت عثمان کے خلاف بغاوت
پراکسایا۔ تو فرمایا۔ کہ یتیم ہو گیا تھا۔ اور عثمان غنی نے اسے داور اس کے
دوسرے بہن بھائیوں کو اپنی گود میں لیا۔ پھر ان کی اچھی طرح دیکھ بھال
کی۔ اور جب یہ کچھ بڑا ہوا۔ تو اس نے عثمان غنی سے عامل مقرر کیے
جانے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو اس قابل ہوتا۔ تو میں
تجھے یہ منصب عطا کر دیتا۔

صرف اسی پر بس نہیں۔ جب اس نے مصر جانا چاہا۔ تو عثمان غنی نے بہت
سامان دیا۔ تاکہ بوقت ضرورت پریشانی نہ ہو۔ لیکن ان تمام احسانات کے بدلہ
میں اس نے عثمان غنی کی مخالفت شروع کر دی۔ حتیٰ کہ جب آپ کو اس کی خبر
پہنچائی گئی۔ تو بھی اپنے بہت سامان روپیہ اسے بھیجا۔ کیونکہ آپ نے سمجھا۔
شائد بھوک کی وجہ سے وہ ایسا کر رہا ہے۔ ایک طرف اس قدر ہمدردی اور
دوسری طرف اس نے اپنا سارا سرمایہ ان لوگوں کی تیاری میں لگا دیا۔ جو عبداللہ بن
سبار کی سرکردگی میں عثمان غنی کے خلاف بغاوت کا پروگرام بنا رہے تھے۔
اب ایسے شخص کا ہم دردی کرنا دراصل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت
میں باغیوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ اور یہی کام محدث ہزاروی وغیرہ کر رہے ہیں
شور مچایا بارہا ہے۔ کہ امیر معاویہ نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ وغیرہ ایک
لاکھ ستر ہزار آدمیوں کو قتل کرایا۔ لیکن یہ کیوں نہیں ذکر کیا جاتا۔ کہ یہ لوگ حضرت
عثمان غنی کے قاتلین میں سے ہیں۔ تو اس طرح انہوں نے عثمان غنی کو تلوار

کے ذریعہ اس دنیا سے رخصت کیا۔ تقدیر نے ان کے ساتھ بھی دنیا میں ہی وہی سلوک برتنا۔
 کہ کسی کو بھی عام حالت میں موت نہ آئی۔ کوئی تلوار کی زردیں آیا۔ کسی کو آگ میں جلنا پڑا اور کوئی
 سانپ کے ڈسنے سے چل بسا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

عبداللہ بن سبا کا حشر

عبداللہ بن سبا کا تفصیلی تعارف تحفہ جعفریہ جلد اول کے ابتدائی صفحات میں
 مذکور ہو چکا۔ خلاصہ یہ کہ یہ ایک یہودی المذہب عالم تھا۔ اسے اور اس کے ساتھیوں
 کو اس بات کا انتہائی دکھ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور عمر بن الخطابؓ نے انہیں پہلے
 پہل مدینہ منورہ سے خیبر اور پھر وہاں فلسطین نکال دیا تھا۔ اس قماش کے
 لوگوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پال چلنا چاہی۔ لیکن ابو بکر صدیقؓ اور
 عمر بن الخطابؓ کے دور خلافت میں ان کی دال تگ ل سکی۔ لیکن عثمان غنیؓ کے
 دور خلافت میں کچھ پالیسی کی نرمی کی وجہ سے ان کو موقع مل گیا۔ مختلف شہروں
 میں انہوں نے عثمان غنیؓ کے خلاف محاذ آرائی شروع کر دی۔ بالآخر شہادت عثمان
 غنیؓ کا واقعہ پیش آگیا۔ اس یہودی کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔

رجال کشی:

وَيْلَكَ قَدْ سَخِرَ مِنْكَ الشَّيْطَانُ فَاجِجْ عَنْ
 هَذَا ثَقَلَتْكَ أُمُّكَ وَتُبْ فَإِنِّي فَحِيسَةٌ وَاسْتِنَابَةٌ
 ثَلَاثَةٌ أَيَّامٌ فَلَمْ يَكُفْ فَأَحْرَقَهُ بِالنَّارِ۔

(رجال کشی ص ۹۹ مطبوعہ کربلا طبع جدید)

ترجمہ: (یہودی ہوتے ہوئے عبداللہ بن سبار کا عقیدہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خلیفہ یوشع بن نون تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا۔ تو اس نے دو عقیدے اختراع کیے۔ ایک یہ کہ علی المرتضیٰ کی امامت بلا فصل ہے۔ اور دوسرا یہ کہ علی المرتضیٰ کے مخالفین پر تبرا بازی کرنا جائز ہے۔ پھر اور اگے بڑھ کر اس نے اپنے لیے نبوت اور علی المرتضیٰ کے لیے خدا ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اب اسے بلا کہ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا: تیرے لیے بربادی ہو! تجھ سے تو شیطان نے مسخرہ کیا ہے۔ اس عقیدہ کفریہ سے رجوع کر۔ اور سچے دل سے توبہ کر۔ اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ جس پر علی المرتضیٰ نے اسے قید کر دیا۔ اور تین دن کی مہلت دی۔ لیکن پھر بھی اس نے جب توبہ نہ کی۔ تو آپ نے اسے آگ میں ڈلوا کر ہلاک کروا دیا۔

حضرت عثمان غنی کی میت کے منہ پر تھپڑ

مارنے والے کا حشر

البدایۃ والنہایۃ؛

قَالَ الْبُخَارِيُّ فِي التَّارِيخِ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ
اسْمَاعِيلَ عَنْ عِيسَى بْنِ مَنْهَالٍ حَدَّثَنَا غَالِبٌ عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ سَلِيرٍ قَالَ كُنْتُ أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ
وَإِذَا رَجُلٌ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَمَا أَظُنُّ أَنَّ
تَغْفِرَ لِي فَقُلْتُ يَا عَبْدَ اللَّهِ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا

يَقُولُ مَا تَقُولُ قَالَ كُنْتُ اَعْطَيْتُ لِلّٰهِ عَهْدًا اِنْ
قَدَرْتُ اَنْ اَلْطَمَ وَجْهَ عُثْمَانَ اِلَّا لَطَمْتُهُ قَلَمًا
تُقِلَّ وَ وُضِعَ عَلَى سِرِّيْرِ فِي الْبَيْتِ وَالنَّاسُ
يُحْيِيُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ فَدَخَلْتُ كَاَنِّيْ اُصَلِّيْ
عَلَيْهِ فَوَجَدْتُ خِلْوَةً فَرَفَعْتُ الثَّوْبَ عَنْ
وَجْهِهِ وَلِحْيَتَيْهِ وَ لَطَمْتُهُ وَقَدْ يَبِسَتْ يَمِيْنِيْ
قَالَ ابْنُ سَيْرِيْنَ فَرَأَيْتُهَا يَا بَسَّةً كَأَنَّهَا
عُقُوْرٌ

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ ص ۱۹۱ ذکر صفۃ قتله
مطبوعہ بیروت جدید)

ترجمہ کیا: امام بخاری نے تاریخ میں جناب محمد بن سیرین سے نقل فرمایا کہ
میں ایک مرتبہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ اچانک ایک شخص دیکھنے میں آیا جو
یہ کلمات کہہ رہا تھا۔ وہ اسے اللہ! مجھے معاف کر دے۔ اور میرے خیال
میں تو مجھے معاف نہیں کرے گا، اس کے یہ الفاظ سن کر میں نے کہا۔
بندہ خدا! یہ کلمات جو میں نے تجھ سے سنے۔ کسی سے بھی نہیں سنے
(اس کی کیا وجہ ہے؟) وہ کہنے لگا۔ میں نے اللہ سے عہد کیا تھا۔ (یعنی قسم اٹھائی
تھی۔ کہ اگر مجھے عثمان غنی کو تھپڑ مارنے کا موقع ملا۔ تو میں ضرور ایسا کروں گا۔ پھر
جب انہیں قتل کر دیا گیا۔ اور ان کی میت چارپائی پر رکھی گئی۔ اور لوگوں
نے اُن کی نماز جنازہ پڑھی۔ میں بھی گویا اُن کی نماز جنازہ پڑھنے آیا۔ لیکن
میں نے جب دیکھا۔ کہ یہاں میرے اور عثمان غنی کی میت کے سوا
اور کوئی آدمی موجود نہیں۔ تو میں نے اُن کے چہرہ اور داڑھی سے کفن

ہٹا کر انہیں تھپڑ مارا تھا۔ اب اس حرکت کی وجہ سے میرا دایاں ہاتھ بے جان ہو گیا ہے
ابن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے اس بے جان ہاتھ کو دیکھا۔ یوں لگا جیسا کہ لکڑی ہے
ملحہ فکریہ :

سیدنا عثمان غنی کی میت کی توہین کرنے والے کا واقعہ امام بخاری سے اس
شخص کی زبانی سنا گیا۔ جو اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہے۔ اور ثقاہت اور قیامت
کے ساتھ ساتھ تابعیت کا اُسے شرف حاصل تھا۔ جب صرف میت کو تھپڑ
مارنے والے کی دنیا میں یہ منظر نظر آتی ہے۔ تو ایسے کی قیامت میں کیا سزا ہو
گی؟ اور پھر اس پر قیاس اُن لوگوں کا کیجئے۔ جو حضرت عثمان کے قتل میں شریک
تھے۔ جن کی محدث ہزاروی کو ہمدردی تڑپا رہی ہے۔ یہ واقعہ بھی ابن سیرین کی
زبانی اس شخص کا تھا جس نے عثمان غنی کی میت کو تھپڑ مارا۔ اب درج ذیل
واقعہ بھی ملاحظہ ہو جس کا تعلق آپ کی ذات سے بلا واسطہ نہیں۔ بلکہ آپ کی بیوی
کے ساتھ پیش آیا۔ وہ یہ ہے۔

عثمان غنی کی بیوی کے منہ پر تھپڑ مارنے والے

کاشر

ازالة الخفاء:

عن ابی قلابہ قال کُنتُ فی رَحْقَةٍ بِالشَّامِ سَمِعْتُ
صَوْتَ رَجُلٍ یَقُولُ یَا وَیْلَہُ النَّارُ قَالَ فَقُمْتُ
إِلَیْہِ وَإِذَا رَجُلٌ مَّقْطُوعُ الْیَدَیْنِ وَالرِّجْلَیْنِ مِنْ
خُفَیْنِ اَلْأَعْمَیْنِ مُنْکِبًا بِوَجْہِہُ فَسَأَلْتُهُ عَنْ

حَالِهِ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ مِمَّنْ دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ الدَّارَ
فَلَمَّا دَخَرْتُ وَنَهْ صَرَخْتُ زَوْجَتَهُ فَلَطَمَتْهَا فَقَالَ
مَا لَكَ قَطَعَ اللَّهُ يَدَيْكَ وَرَجُلَيْكَ وَأَعْمَى عَيْنَيْكَ
وَأَدْخَلَكَ النَّارَ فَاخْذُ ثَنِي رَحْدَةً عَظِيمَةً
وَخَرَجْتُ هَارِبًا مَا بَثْنِي مَا تَرَى وَلَمْ يَبْقَ مِنْ
دُعَائِهِ إِلَّا النَّارُ قَالَ فَكُلْتُ لَهُ بَعْدَ الْكَ وَسُحْقًا
رَخْرَجَهُمَا الْمَلَأُ فِي سِيرَتِهِ

۱۔ انالہ الخفاء جلد چہارم ص ۳۵۲ مطبوعہ آرام
باغ کراچی

۲۔ ریاض النضرۃ جلد سہم ص ۲۱ مطبوعہ
بیروت جدید

ترجمہ: ابوقلابہ بیان کرتے ہیں کہ میں ملک شام میں اپنے ساتھیوں
کے ساتھ تھا۔ کہ اچانک ایک شخص کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہا تھا
”ہائے اگ“ میں اس کے پاس گیا۔ تو دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ
کٹے ہوئے ہیں۔ اور جوتی پہننے کی جگہ سے دونوں پاؤں بھی کٹے ہوئے
ہیں۔ اور آنکھوں سے اندھا ہے۔ چہرہ کے بل زمین پر جھکا ہوا ہے
میں نے اس سے اس کا حال پوچھا۔ کہنے لگا۔ میں ان بدقسمت لوگوں
میں سے ہوں جو عثمان غنی کو قتل کرنے کی خاطر ان کے گھر پر حملہ آور
ہوئے تھے۔ جب میں عثمان غنی کے قریب پہنچا۔ تو ان کی بیوی
مجھ پر چلائی۔ میں نے اسے تھپڑ مار دیا۔ اس پر عثمان غنی نے کہا مجھے
کیا ہو گیا۔ (کہ تو نے میری بیوی کو تھپڑ مارا ہے) اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ

پاؤں کاٹے اور تیری آنکھوں سے تجھے محروم کر کے آگ میں داخل کرے
عثمان غنی کی ان باتوں سے مجھے سخت خوف لاحق ہوا۔ اور میں وہاں سے
بھاگ کھڑا ہوا۔ پھر جو کچھ میرے مقدر میں تھا تم دیکھ رہے ہو۔ اب
اُن بد دعاؤں میں صرف ایک ہی باقی رہ گئی ہے۔ وہ آگ میں جلنا،
ہے۔ اب قلابہ کہتے ہیں۔ میں نے اس کی یہ باتیں سن کر اُسے کہا۔ دُوری
ہو تیرے لیے۔ اور خرابی ہو۔

لوحہ فکریہ:

اس واقعہ سے بھی ثابت ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بالواسطہ یا
بلاواسطہ اہانت کرنے والا دنیا میں بھی اللہ کی پکڑ سے نہ بچ سکا۔ اسی طرح آج بھی اگر
جو لوگ ان کے متعلق نازیبا الفاظ کہتے ہیں وہ اللہ کی گرفت سے نہ بچ سکیں گے۔
عثمان غنی کی مظلومیت جنہیں نظر نہیں آتی۔ اور قاتلانِ عثمان و باغیانِ خلیفہ سوم
کی طرفداری میں سرگرواں ہیں۔ انہیں اپنے اس رویہ پر نظر ثانی کرنی چاہیے کیونکہ
ہو سکتا ہے۔ کہ اس وجہ سے ان کی گرفت ہو۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مالک ابن اشتر کی موت

البدایۃ والنہایۃ:

فَلَمَّا سَارَ الْأَشْجَرُ إِلَيْهَا وَانْتَهَى إِلَى الْقُلْزَمِ
اسْتَقْبَلَهُ الْخَاسِرُ وَهُوَ مُقَدَّمٌ عَلَى الْخِرَاجِ
فَقَدَّمَ إِلَيْهِ طَعَامًا وَسَقَاهُ شَرَابًا مِنْ عَسَلٍ فَمَاتَ
مِنْهُ فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةُ وَعَمَرَ أَهْلَ
الشَّامِ قَائِمُونَ إِنَّ اللَّهَ جُنُودًا مِنْ عَسَلٍ وَقَدْ ذَكَرَ

ابْنُ جَرِيرٍ فِي تَارِيخِهِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ قَدْ تَقَدَّمَ
إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِي أَنْ يُحْتَالَ عَلَى الْأُشْتَرِ لِيَقْتُلَهُ وَوَعْدَهُ
عَلَى ذَلِكَ بِأَمْوٍ فَقَفَعَلَ
ذَلِكَ وَفِي هَذَا النَّظَرِ وَبِتَقْدِيرِ صِخْتِهِ فَمُعَاوِيَةُ
يَسْتَجِيزُ قَتْلَ الْأُشْتَرِ لِأَنَّهُ مِنْ قَتْلِهِ عُثْمَانُ
وَالْمَقْصُودُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ وَاهْلَ الشَّامِ فَرِحُوا أَفْرَحًا
شَدِيدًا لِمَوْتِ الْأُشْتَرِ النَّخَعِيِّ۔

رالبداية و النهاية جلد ۳ ص ۳۱۳ ذکر شد و دخلت سن
ثمان و ثلاثين۔ مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ: جب اشتر مصر کی طرف چل دیا۔ اور قلعہ پر پہنچا۔ تو خاندان اس کے
استقبال کے لیے آیا۔ جو ان دنوں خراج کی وصولی کے لیے یہاں آیا ہوا
تھا۔ اس نے اشتر کو کھانا بھیجا۔ اور پانی میں ملاشہد پلانے کے لیے ارسال
کیا۔ اشتر اس خورد و نوش کے بعد فوت ہو گیا۔ جب اس کی فوتیگی کی خبر
حضرت معاویہ، عمرو بن العاص اور دوسرے اہل شام کو ملی۔ تو انہوں نے
کہا۔ اللہ تعالیٰ کی فوج شہد میں بھی ہے۔ ابن جریر نے اپنی تاریخ میں یہ
ذکر کیا ہے۔ کہ امیر معاویہ نے اس آدمی کو پیغام بھیج رکھا تھا۔ کہ حیلہ بہانہ
سے اشتر کو قتل کر دیا جائے۔ اور اس پر تمہیں انعامات ملیں گے۔ لیکن
اس میں اعتراض ہے۔ اور اگر اسے درست تسلیم کر بھی لیا جائے۔ تو پھر
یوں بات بنے گی۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اشتر ایسے اشخاص
کا قتل کرنا جائز تھا۔ کیونکہ یہ لوگ قتل عثمان میں شریک تھے۔ مقصد یہ ہے
کہ جب اشتر مرا تو امیر معاویہ اور شامی لوگ انتہائی خوش ہوئے۔

مروایا۔ بہر حال ان کی موت طبعی نہ ہوئی۔ اور ایسا اسی لیے ہوا کہ حضرت عثمان غنی کے قاتلوں اور شریک قتل لوگوں کے لیے خود اجلہ صحابہ کبار نے اللہ سے دعائیں کیں۔ اب وہ لوگ کس طرح بچ سکتے تھے؟

حکیم بن جبہ اور اس کے دیگر بصری باغیوں

کا حشر

تاریخ طبری :

وَأَصْبَحَ حَكِيمُ بْنُ جَبَلَةَ فِي خَيْلِهِ عَلَى رَجُلٍ فِيمَنْ تَبِعَهُ مِنْ عِبْدِ الْقَيْسِ وَمَنْ نَزَعَ إِلَيْهِمْ مِنْ أَقْنَاءِ رِبْعَةٍ ثَمَرٍ وَجَهْوَانٍ وَكَارِ الرِّزْقِ وَهُوَ يَقُولُ لَسْتُ بِأَخِيهِ إِنْ لَمْ أَنْصُرْهُ وَجَعَلَ يَشْتُمُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَسَمِعَتْ إِمْرَأَةً مِنْ قَوْمِهِ فَقَالَتْ يَا ابْنَ الْخَيْبَةِ أَنْتَ أَوْلَى بِذَلِكَ فَطَعْنَهَا فَقَتَلَهَا فَغَضِبَتْ عَبْدُ الْقَيْسِ إِلَّا مَنْ كَانَ اعْتَمَرَ مِنْهُمْ فَقَالُوا أَفَعَلْتَ يَا لَأَمْسٍ وَعَدْتُ بِمِثْلِ ذَلِكَ الْيَوْمَ وَاللَّهِ لَنَذُحَنَّكَ حَتَّى يُقَيِّدَكَ اللَّهُ فَرَجَعُوا وَتَرَكَوْهُ وَهَنَى هُثَمَانُ بْنُ حَنْيَفٍ فِيمَنْ خَزَا مَعَهُ هُثَمَانُ بْنُ عَفَانَ وَحَصَرَ مِنْ نَزَاعِ الْقَبَائِلِ كُلِّهَا وَحَرَّضُوا أَنْ لَا مَقَامَ لَهُمْ بِالْبَصْرَةِ فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَأَنْتَهُ بِبِهِمْ إِلَى الذَّابُوقَةِ عِنْدَ دَارِ الرِّزْقِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ

لَا تَقْتُلُوا إِلَّا مَن قَاتَلَكُم وَتَاذَرُوا مَن لَّمْ يَكُن مِّن قَتْلِهِ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَيَكُفَّ عَنَّا فَإِنَّا لَا نُرِيدُ إِلَّا قَتْلَهُ عُثْمَانُ وَلَا نَبْدَأُ أَحَدًا فَإِنَّا نُسَبِّحُ حَكِيمَ الْقِتَالِ وَلَمْ يَزِرْ عِ الْمُنَادَى لِلْمُنَادَى فَقَالَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَمَعَ لَنَا ثَارَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَصَرَةِ اللَّهُمَّ لَا تَبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا وَأَقْدِمْنَهُمُ الْيَوْمَ فَأَقْتَلَهُمْ قَبَاؤُهُمْ الْقِتَالِ فَأَقْتَتَلُوا أَشَدُّ قِتَالًا وَمَعَهُ أَرْبَعَةُ ثَوَادٍ فَكَانَ حَكِيمٌ بِحَيَالٍ طَلْحَةُ وَزَيْدٌ بِحَيَالِ الزُّبَيْرِ وَابْنُ الْمَحْدَشِ بِحَيَالِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَتَابٍ وَحَرْقُوصُ بْنُ زَهَيْرٍ بِحَيَالِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَذَحَفَ طَلْحَةُ لِحَكِيمٍ وَهُوَ فِي ثَلَاثِمِائَةٍ رَجُلٍ وَجَعَلَ حَكِيمٌ يَضْرِبُ بِالسَّيْفِ فَأَقَى عَلَيْهِ رَجُلٌ وَهُوَ رَاشِيْتُ رَأْسِهِ عَلَى الْخِرَفَةِ قَالَ مَا لَكَ يَا حَكِيمٌ قَالَ قَتَلْتُ قَالَ مَن قَتَلَكَ قَالَ وَسَادَتِي فَأَحْتَمَلَهُ فَضَمَّهُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِهِ فَتَكَلَّمَ يَوْمَئِذٍ حَكِيمٌ وَأَنَّهُ لَقَاكُمْ عَلَى رَجُلٍ وَأَنَّ السَّيُوفَ لَتَأْخُذُ هُمْ فَمَا يَتَعَتَّعُ وَيَقُولُ إِنَّا خَلَفْنَا هَذَيْنِ وَقَدْ بَايَعَا عَلِيًّا وَاعْطِيَاهُ الطَّاعَةَ ثُمَّ أَقْبَلَا مَعَ الْفَيْنِ مُحَارِبَيْنِ يَطْلُبَانِ يَدَ عِثْمَانَ بْنِ عَفَانَ فَفَرَّقَا بَيْنَنَا وَنَحْنُ أَهْلُ دَارِ وَجَوَارِ

اللَّهُمَّ إِنَّهُمَا لَمَرُّ يُرِيدَا عِثْمَانَ فَنَادَى مُنَادٍ
 يَا خَبِيثٌ جَدَعْتَ حِلِينَ حَضَّكَ نَكَالُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
 إِلَى كَلَامٍ مِّنْ نَّصِيكَ وَأَصْحَابِكَ بِمَا رَكِبْتُمُ
 مِنَ الْإِمَامِ الْمَظْلُومِ وَفَرَّقْتُمُ مِنَ الْجَمَاعَةِ
 وَأَصْبَحْتُمُ مِنَ الذِّمَاءِ وَنَلِثْتُمُ مِنَ الدُّنْيَا
 فَذَقُوا بِأَلِ اللَّهِ عَذَّ وَجَلَّ وَانْتِقَامَهُ وَأَقِيمُوا
 فِيمَنْ أَنْتُمْ وَقْتِلْ ذُرِّيْعَ وَمَنْ مَعَهُ وَأَفْلَتْ
 حَرْقُوصُ بْنُ زُهَيْرٍ فِي نَفَرٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَلَجِئُوا
 إِلَى قَرْمِصِمْ وَنَادَى مُنَادٍ الرَّبَّيرَ وَطَلْحَةَ
 بِالْبَصْرَةِ إِلَّا مَنْ كَانَ فِيهِمْ مِّنْ قِبَالِكُمْ أَحَدٌ هَمِّنْ
 عَزَّ الْمَدِينَةَ فَلْيَا تَنَابَهْرُ فَجِئْتُ بِهِمْ كَمَا
 يُجَاءُ بِالْكَلابِ فَتَقْتُلُوهُ (تاریخ طبری جلد ۵ ص ۱۷۹-۱۸۰ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: صبح کی حکیم ابن جبلة نے اپنے لشکر کے ساتھ ایسے آدمی کے پاس جس کی اتباع میں عبدالقیس
 کے لوگ آرہے تھے۔ اور اس آدمی کے پاس جوان سے جھگڑا کر رہا تھا قوم ربیعہ
 پھر یہ سب دار رزق کی طرف متوجہ ہوئے۔ حکیم بن جبلة یہ کہتا جاتا
 تھا۔ کہ میں اس کا بھائی نہیں ہوں اگر اس کی مدد نہ کروں۔ اسی دوران
 اس نے سیدہ عائشہ صدیقہ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ جب یہ کجواست
 اس کے قبیلہ کی ایک عورت نے سُننے۔ تو کہنے لگی۔ جو کچھ تو عائشہ صدیقہ
 کے متعلق کہہ رہا ہے۔ اس کا حق دار تو تو ہے۔ اس پر حکیم بن جبلة نے
 اُسے تیرا کر ختم کر دیا۔ اس پر عبدالقیس کے لوگ عفتہ میں آگئے۔ مگر چپند
 پیرو کار خاموش رہے۔ وہ بولے کہ اے حکیم! تو نے کل بھی ایسے ہی کیا

اور وہ زخموں کی حالت میں اپنا سر دوسرے شخص پر رکھے ہوئے تھا۔ اس نے پوچھا اے حکیم تجھے کیا ہوا۔ اس نے کہا۔ مجھے قتل کر دیا گیا ہے۔ پوچھا کس نے قتل کیا ہے۔ اس نے کہا میری ٹانگ نے۔ اُس نے اسے اٹھایا۔ اور اس کے سر آدمیوں کے ساتھ ملا دیا۔ اُس وقت حکیم نے ایک ٹانگ پر کھڑے کھڑے کچھ باتیں کیں۔ وہ یہ کہ تلواریں ان کو قتل کریں گی۔ جھوٹی خبریں نہیں۔ اور یہ بھی کہہ رہا تھا۔ کہ ہم نے طلحہ و زہر کو خلیفہ بنایا۔ حالانکہ انہوں نے علی المرتضیٰ کی بیعت کی تھی۔ اور ان کی اطاعت بھی قبول کی تھی۔ پھر ہم سے جنگ کرنے اور عثمان غنی کے خون کا مطالبہ کرنے بھی آگئے۔ انہوں نے ہمارے درمیان پھوٹ ڈال دی۔ حالانکہ ہم شہر والے ہیں۔ اے اللہ! یہ خون عثمان کا طلب گار نہیں ہے۔ پھر منادی نے پکارا۔ اے خبیث! جب تجھے اللہ کے عذاب نے آگھیرا۔ تو تجھے اس شخص کی باتیں یاد آگئیں۔ جس نے تجھے اور تیرے ساتھیوں کو بغاوت پر آمادہ کیا۔ تم امام مظلوم عثمان غنی کے خون کے مرتکب ہوئے۔ اور جماعت کو چھوڑ دیا۔ لوگوں کو قتل کیا۔ دنیا سمیٹی۔ لہذا اللہ تعالیٰ کا انتقام اور عذاب چکھ۔ اور جن میں سے ہوا نہیں میں رہو۔ ذریعہ اور اس کے ساتھی قتل کر دیئے گئے۔ عرقوں اپنے ساتھیوں سمیت بچ کر قوم میں پناہ لینے پر مجبور ہو گیا۔ اس پر حضرت زبیر اور طلحہ کے منادی نے بصرہ میں یہ اعلان کیا۔ کہ لوگو! تمہارے قبائل میں سے جو شخص مدینہ کی لڑائی میں شریک تھا۔ اُسے ہمارے سامنے پیش کیا جائے۔ چنانچہ ان لوگوں کو کتوں کی طرح گھسیٹ کر لایا گیا۔ اور پھر

قتل کر دیا گیا۔

تاریخ طبری:

حدثنا عمر بن شعبة قال حدثنا ابوالحسن
عن عامر بن حفص عن أشياخه قال
فَضَرَبَ عُنُقَ حَكِيمِ بْنِ جَبَلَةَ رَجُلٍ مِنَ الْحَمْدَانِ
يُقَالُ لَهُ ضَخِيمٌ فَمَالَ رَأْسُهُ فَتَعَلَّقَ بِجِلْدِهِ
فَصَارَ وَجْهُهُ فِي قَفَا..... قَالَ عامر ومسلمة
قُتِلَ مَعَ حَكِيمِ ابْنُهُ الْأَشْرَفُ وَآخُوهُ الرَّعْبِلُ
بَنُ جَبَلَةَ.

(تاریخ طبری جلد پنجم ص ۱۸۲ تا ۱۸۳ مطبوعہ
بیروت جدید)

ترجمہ: ابن حفص اپنے شیوخ سے ناقل کہ حمدان قبیلہ کے ایک آدمی نے
حکیم بن جبلہ کی گردن پر وار کیا جس کا نام ضخیم تھا۔ اس سے اس کا سر
جھک گیا۔ اور صرف کھال باقی رہ گئی۔ جس سے اس کا چہرہ کچھلی طرف
ہو گیا۔ طاہر اور مسلمہ کہتے ہیں۔ کہ حکیم کے ساتھ اس کا بیٹا
اشرف اور اس کا بھائی رعل بن جبلہ بھی قتل کر دیئے گئے۔

مرحہ فکریہ:

حکیم بن جبلہ وہ شخص ہے جس نے باغیانِ عثمان اور قاتلانِ عثمان میں
بھرپور حصہ لیا۔ اور اس کے ساتھ مقابلہ کے وقت حضرت طلحہ و زبیر نے
اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔ کہ ہم اب مطمئن ہیں۔ کہ جو مد مقابل ہمارے ہاتھوں
مرے گا۔ وہ ناحق نہیں۔ بلکہ قاتلِ عثمان ہونے کی وجہ سے اس کا یہ انجام

ہو گا۔ حکیم بن جبہ وہی شخص ہے جس کی بہادری اور شجاعت کا رافضی گن گاتے ہیں کیونکہ اس نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تبرا بازی کی تھی جس سے منع کرنے پر اس نے اپنے ہی قبیلہ کی ایک عورت کو قتل کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قتل عثمان پر شرکت اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تبرا بازی کے عوض اس سے جو انتقام لیا۔ آپ سطور بالا میں اس کی جھلک دیکھ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی پر ایک ذرا بھر ظلم نہیں کرتا۔ لیکن لوگ اپنے اوپر خود ظلم کرتے ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

www.katibewahid.com

حکمتِ شہزادوی

کا

امیر معاویہ پر مذکورہ الزامات کے آخر میں تین امور پر شتمل ایک فائدہ

الزام نمبر ۱۵، اور اس کا جواب ہم نے بالتفصیل تحریر کر دیا ہے۔ اس الزام کے ذیل میں ”فائدہ“ کے عنوان سے بھی کچھ باتیں ذکر کی گئیں۔ جو بطور خلاصہ تین امور ہیں۔

امراؤل:

ایک لاکھ ستر ہزار مومن ہمارے انصار کے قاتل امیر معاویہ کو ”رضی اللہ عنہ“ کہنا قرآن کی مخالفت اور لاعلمی ہے۔

امردوم:

وہ مکاکہ جہنوں نے اس مسئلہ میں یہ کہہ کر دستخط کر دیئے۔ کہ ہم قرآن و حدیث کی بجائے علماء و مشائخ کی بات مانیں گے۔ یہ تمام مکاکے حرام المحرمین اور صوامع ہند کے قتاوی کے مطابق، کافر، مرتد اور زندیق ہو گئے۔

امرسوم:

اور جو ان ملاؤں کا ساتھ دے گا۔ وہ قرآنی آیات کے حکم کے مطابق ان ہی کے حکم میں ہو گا۔
جواب امراؤل:

جہاں تک ایک لاکھ اور ستر ہزار مقتولین کی تعداد کا معاملہ ہے۔ اس کا کوئی

قطعی اور تسلی بخش حوالہ موجود نہیں محض ”محدث ہزاروی“ کی مقرر کردہ تعداد ہے بہر صورت اگر اتنے بھی تھے۔ تو ان کے قتل کی وجہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ اس کی ذمہ داری قاتلان عثمان اور باغیان خلیفہ ثالث کے سر پر پڑتی ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس سے بری ہیں۔ عبداللہ بن سلام کا واضح ارشاد گزر چکا ہے۔ کہ اگر کسی قوم نے کسی نبی کے خلیفہ کو قتل کر دیا۔ تو اس کے بدلے ۳۵ ہزار قتل کر دیئے گئے۔ جب عام پیغمبروں کے خلیفہ کا یہ معاملہ ہے۔ تو ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کے قتل کی وجہ سے اگر ایک لاکھ ستر ہزار قتل ہونے مقدر ہو چکے تھے۔ تو اس میں امیر معاویہ کا قصور کیا تھا؟ رہا یہ معاملہ کہ حضرت امیر معاویہ کو درضی اللہ عنہ، کہنا قرآن کی مخالفت اور جہالت ہے۔ تو امام غزالی، قاضی عیاض، ابن ہمام، امام عبد الوہاب شعرائی اور حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ بھی ان حضرات میں سے ہیں۔ جو امیر معاویہ پر ”رضی اللہ عنہ“ بولتے ہیں۔ ”محدث ہزاروی“ کی ان کے مقابلہ میں قرآن دانی اور علمیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس لیے اس مقام پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد ذکر کرنا کافی ہو گا۔ آپ نے فرمایا۔ جب کوئی کسی دوسرے پر لعن طعن کرتا ہے۔ تو اگر وہ ایسا ہی ہے۔ تو فبہا ور نہ خود قائل پر وہ لعنت لوٹ آتی ہے امام شعرائی اور غوث پاک تو بالاتفاق اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق ہیں۔ اب ان پر بالواسطہ لعنت کرنے والا خود ملعون ٹھہرا۔ حضرت عثمان غنی کی درپردہ مخالفت اور ان کے باغیان و قاتلان کی غم خواری کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا نکلتا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

جواب دوم:

جن ملاؤں نے قرآن و سنت کے مقابلہ میں اپنے علماء و مشائخ کی

بات پر دستخط کیے۔ اس سے مراد حق نواز، ایم اللہ دتہ اور ایم ظہور الہی ہیں۔ اگرچہ ان کا مالہ و ما علیہ ہمیں معلوم نہیں۔ اور نہ ہی ان کے دستخطوں کے بارے میں کچھ کہا جاسکتا ہے لیکن اتنی بات ضرور کہیں گے۔ کہ اگر انہوں نے ایسا ہی کیا ہے۔ تو واقعی ان پر فتویٰ لگے گا۔ اس سے ایک بات یہ بھی سامنے آتی ہے۔ کہ حسام الحرمین اور صوام ہندیہ وہ کتابیں ہیں۔ جن کی حقانیت اور بے رعایتی محدث ہزاروی وغیرہ کو بھی مسلم ہے۔ اگر ان کا مذکورہ فتوے ان ملاخوں پر فٹ آیا۔ تو اس کے ساتھ ہم ایک فتوے کی طرف توجہ مبذول کراتے ہیں۔ حسام الحرمین امام اہل سنت مولانا احمد رضا بریلوی کی تصنیف ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بدخواہوں کے بارے میں ان کا فتویٰ درج ذیل ہے۔

احکام شریعت: مسئلہ

جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ علمائے اہل سنت والجماعت کی خدمت میں گزارش ہے۔ اُجکل اکثر سنی فرقہ باطلہ کی صحبت میں رہ کر چند مسائل سے بدعتیہ ہو کر رہ گئے ہیں۔ اگرچہ حضور کی تصنیف کثیرہ میں بہت سے مسائل موجود ہیں لیکن احقر کی نگاہ سے یہ مسئلہ نہیں گزرا اس واسطے اس کی زیادہ ضرورت ہوگی۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت زید کہتا ہے۔ کہ وہ لالچی شخص تھے۔ یعنی انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور آل رسول یعنی امام حسن سے لڑکر ان کی خلافت لے لی۔ اور ہزار ہا صحابہ کو شہید کیا۔ بکر کہتا ہے۔ کہ میں ان کو خطا پر جانتا ہوں۔ ان کو امیر نہ کہنا چاہیے۔ عمرو کا یہ قول ہے۔ کہ وہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں۔ ان کی توہین کرنا گمراہی ہے۔ ایک اور چوتھا آدمی جو اپنے آپ کو سنی المذہب کہتا ہے۔ اور کچھ علم بھی رکھتا ہے۔

(حق یہ ہے کہ وہ نیراجاہل ہے۔) وہ کہتا ہے۔ کہ سب صحابہ اور خصوصاً ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضا اور حضرت عثمان رضوانہ اللہ علیہ لالچی تھے۔ کیونکہ رسول اللہ کی نعمت مبارک رکھی تھی۔ وہ اپنے خلیفہ ہونے کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔ ان چاروں شخصوں کی نسبت کیا حکم ہے۔ اور ان کو اہل سنت و جماعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں اور حضور کا اس مسئلہ میں کیا مذہب ہے۔ جواب مدلل عام فہم ارقام فرمائیے۔

بینوا و تو جروا۔

جواب:

اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابہ سید المرسلین کی دو قسمیں فرمائی ہیں۔ ایک وہ جو قبل فتح مکہ مشرف باسلام ہوئے۔ اور راہ خدا میں مال خرچ کیا۔ جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ جو بعد میں (مشرف باسلام ہوئے) پھر فرمایا۔ وَ كَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنٰی دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا۔ ان کو فرماتا ہے۔ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ۔ وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَةً۔ اس کی بھنک تک نہ سنیں گے۔ وَ هُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَزَعُ الْاٰخِرُ۔ قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی۔ وَ تَتَلَقَّوْهُمْ الْمَلٰٓئِكَةُ۔ فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ هٰذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ۔ یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔ رسول اللہ کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے۔ تو جو کسی صحابی پر طعنہ کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کا ذبیہ ہیں۔ ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔ رب عزوجل نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرما دیا۔

کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا۔ وَاللّٰهُ
 بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔ اور اسے خوب خبر ہے جو کچھ تم کرو گے۔ بایں ہمہ
 میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔ اس لیے جو بکے وہ اپنا سر کھائے۔ خود
 جہنم جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء ابام قاضی عیاض
 میں فرماتے ہیں۔

وَمَنْ يَكُونُ يَطْعَنُ فِي مُعَاوِيَةَ فَقَدْ اَلَيْكَ مِنْ حِلَابِ
 الْهَوَاوِيَةِ۔

جو حضرت امیر معاویہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں سے ایک کتا ہے۔
 ان چار شخصوں میں عمر کا قول سچا ہے۔ زید بکر جھوٹے ہیں۔ اور چوتھا شخص سب سے بدتر
 خبیث رافضی بدتر برائی ہے۔۔۔۔۔۔ یہ خبیثاء خذ لہم اللہ تعالیٰ
 صحابہ کو ایذا نہیں دیتے۔ بلکہ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ حدیث
 میں ہے۔

مَنْ اَذَاہُمْ فَقَدْ اَذَانِي وَمَنْ اَذَانِي فَقَدْ اَذَى اللّٰہِ وَمَنْ
 اَذَى اللّٰہِ فَيُوشِكُ اللّٰہُ اَنْ يَّاْخُذَہُ۔

جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔ جس نے
 مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔ اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب
 ہے۔ کہ اللہ اس کو گرفتار کرے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
 کتبہ عبد المذنب احمد رضا عفی عنہ۔

(احکام شریعت حصہ اول ص ۵۴، ۵۵)

اعلیٰ حضرت کے مذکور فتوے سے ریح امورِ ثابت ہوئے

۱۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسئلہ خلافت میں لالچی کہنے والا جھوٹا ہے۔

۲۔ جس کا عقیدہ ہے کہ امیر معاویہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں۔ لہذا ان کی توہین گناہ ہے۔ یہ عقیدہ درست ہے۔

۳۔ فتح مکہ سے قبل اور اس کے بعد مشرف باسلام ہونے والے صحابہ کرام صحتی ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے میں حقیقت یہ ہے۔ کہ آپ فتح مکہ سے قبل مسلمان ہو چکے تھے۔ لیکن اس کا اظہار یوم فتح پر کیا تھا

۴۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے صحتی ہونے کا وعدہ اپنے علم کے ہوتے ہوئے فرمایا کہ ان کے اُتدہ اعمال کیا ہوں گے۔

۵۔ ان آیات کے مضمون کی شہادت کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرنا خود جہنمی ہونا ہے۔

۶۔ قاضی عیاض کے ارشاد کے مطابق امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کشتاخ ”جہنمی کتا“ ہے۔

۷۔ جھوٹی روایات اور واقعات کا ذبہ کو لے کر صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کرنا اور ان کے مقابلہ میں فضائل و عظمت کی صریح آیات سے روگردانی۔ کسی سنی اور مسلمان کا کام نہیں ہے۔

ملحہ فکریہ:

محدث ہزاروی نے جن ملاؤں کا ذکر کیا۔ نہ ہم نے ان کی تحریرات دیکھیں۔ اور نہ ہی ان کی شکلیں۔ لیکن خود محدث ہزاروی کی تحریرات ہمارے پاس موجود ہیں۔ جن میں اس نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کافر، مرتد، زندیق اور منافق ایسے الفاظ سے لکھا ہے لہذا صاحب حسام الحرمین اعلیٰ حضرت کا فتوے اس کے بارے میں ہم نے اس لیے درج کیا۔ کہ ان کے فتاویٰ کا حوالہ دے کر یہ اقرار کیا جا رہا تھا۔ کہ شخص قابل اعتبار ہے اور اس کے فتاویٰ مبنی پر حقیقت ہیں۔ اب قارئین کرام آپ اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کی روشنی میں ”محدث ہزاروی“ کی حیثیت اور مقام معلوم کر لیں۔

مشک انست کہ خود بگوید نہ انکم عطار بگوید

فاعتبروا یا اولی الابصار

امر سوم کا جواب:

جو ان ملاؤں سے محبت اور دوستی رکھے گا۔ وہ بھی ان کے حکم میں ہوگا محدث ہزاروی کے اس فتوے سے مراد اگر یہ ہے۔ کہ مذکورہ تین مولوی چونکہ قرآن و سنت کے مقابلہ میں علماء و مشائخ کے اقوال کو تسلیم کرتے ہیں۔ اس لیے وہ کافر ہوئے۔ اور کافر کو کافر جان کر دوست بنانے والا بھی کافر ہے۔ تو ہمیں یہ تسلیم۔ اور اگر مذکورہ عبارت کا مطلب یہ ہو۔ کہ چونکہ یہ تین مولوی، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ”رضی اللہ عنہ“ کہتے ہیں۔ انہیں مسلمان جتنی سمجھتے ہیں۔ لہذا اس عقیدہ کی بنا پر وہ تینوں خارج از اسلام ہیں۔ اور جو بھی ان جیسا عقیدہ رکھے یا ان کے ساتھ اس عقیدہ کی بنا پر دوستی کا دم بھرے۔ وہ کافر ہے۔ یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہماری طرح معاذ اللہ کافر منافق و غیرہ نہ کہے۔ وہ خود کافر ہے۔ اور جو امیر کی توہین نہ کرے۔ وہ بھی ملعون ہے۔ تو پھر یہ بات یہیں تک نہ رہے گی۔ بلکہ اس کی زد میں حضرت امام حسن و حسین اور بہت سے صحابہ کرام بھی آجائیں گے

امیر معاویہ کی ان حضرات نے بیعت کی۔ حسنین کریمین تو لاکھوں درہم بطور ہدیہ ان سے ہر سال قبول کرتے رہے۔ (جس کے ثبوت پر بہت سے حوالہ جات تحفہ جعفریہ اور عقائد جعفریہ کی مختلف مجلدات میں مذکور ہیں) تو محدث صاحب! بتلائیے۔ کافرو زندقہ کی بیعت کرنے والا اور اس سے وظیفہ وصول کرنے والا آپ کے خیال میں کیسا ہے؟ امام حسین میدان کربلا میں یزید جیسے فاسق و فاجر کی بیعت نہ کرنے کی بنا پر شہید ہوئے ایک طرف یہ ہمت و شجاعت اور دوسری طرف ایک کافرو زندقہ کی بیعت کر لینا کیونکر ممکن ہو تو معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرات صحابہ کرام بمعہ حسنین کریمین کے جنتی اور مسلمان سمجھتے تھے۔ کاش! محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کو یہ بات سمجھا جائے! اور اپنی دنیا و آخرت برباد ہونے سے بچا سکیں۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

وَسَيَعْلَمُ الْكَفَّارُ لِمَنْ عَصَى الدَّارَ -

واللہ اعلم بالصواب

❦

الزام نمبر (۱۶)

دین اسلام سے پہلا باغی معاویہ بالاجماع
مبتدع ہے۔

اور مبتدع کا حکم شرعی یہ ہے۔ اَلْبُغْضُ وَالْعَدَاوَةُ وَالْإِعْرَاضُ
عَنْهُ وَالْإِهْمَانَةُ وَالطَّعْنُ وَاللَّعْنُ (فتاویٰ رضویہ ص ۵۷ طبع بریلوی)

جواب:

”محدث ہزاروی“ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دین اسلام کا پہلا
باغی اپنے زعمِ باطل کے مطابق قرار دے کر پھر اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ سے باغی
مبتدع کا حکم ذکر کیا ہے۔ حوالہ مذکورہ میں ترجمہ گول مول کر دیا گیا۔ اور اپنے قاری کو
یہ باور کرانے کی مکارانہ کوشش کی گئی۔ کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ وہی بات اعلیٰ حضرت
بریلوی بھی کہہ رہے ہیں۔ یہاں ہم یہ ذکر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اعلیٰ حضرت
نے مذکورہ الفاظ علامہ محقق سعد الملة والدین تفتازانی کے ذکر کیے۔ جو انہوں نے مقاصد
اور شرح مقاصد میں لکھے ہیں۔

فتاویٰ رضویہ:

حُكْمُ الْمُبْتَدِعِ الْبُغْضُ وَالْعَدَاوَةُ وَالْإِعْرَاضُ عَنْهُ
وَالْإِهْمَانَةُ وَالطَّعْنُ وَاللَّعْنُ۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد پنجم)

حصہ دوم ص ۷۷، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔

ترجہاں: بد مذہب کے لیے حکم شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض و عداوت رکھیں۔ روگردانی کریں اس کی تذلیل و تحقیر بجالائیں۔ اس سے لعن طعن کے ساتھ پیش آئیں۔ لاجرم ثابت ہوا کہ بد مذہب کو سنیہ کا شوم ہر بنانا گناہ و ناجائز ہے۔

علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”بتدرج“ کا حکم ذکر کیا۔ اور اس سے مراد ”بد مذہب“ ہے۔ جیسا کہ ترجمہ سے بھی ظاہر ہے۔ اس سے محدث ہزاروی یہ دھوکہ دینا چاہتا ہے کہ معاویہؓ علامہ تفتازانی ایسے حمید علامہ نے بھی جب امیر معاویہ کے متعلق ایسا فتوے دیا ہے۔ تو ہمیں بھی تسلیم کرنا چاہیے۔ اور اس کے مطابق امیر معاویہ پر لعن طعن کرنا اور انہیں قابل بغض و عداوت سمجھنا چاہیے۔ لیکن حقیقت حال پر محدث ہزاروی نے جان بوجھ کر وہ ڈالا تاکہ گمراہ کرنے میں آسانی رہے۔ اُسے علامہ تفتازانی سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے نزدیک واقعی ایسے ہیں۔ جیسا کہ محدث ہزاروی نے تاثر دینے کی کوشش کی ہے؟ جواب ملتا ہے۔

علامہ تفتازانی امیر معاویہ کو فاسق نہیں کہتے

بلکہ ان کی خطائے اجتہادی کے ہی قائل ہیں

شرح مقاصد:

وَالْمُخَالِفُونَ بُغَاةٌ... لِقَوْلِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِخْوَانُنَا بَغَوَا عَلَيْنَا وَلَيْسُوا كُفَّارًا وَلَا فَسَقَةً وَلَا ظُلَمَةً لِمَا لَهُمْ مِنَ التَّائْوِيلِ وَإِنْ كَانَ بَاطِلًا فَغَايَةُ الْأَمْرِ أَنْهُمْ أَخْطَاؤُنَا فِي الْاجْتِهَادِ وَذَلِكَ لَا يُوجِبُ التَّقْسِيْقَ

فَضْلًا عَنِ التَّكْفِيرِ وَلِلَّهِ مَا مَنَعَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَصْحَابَهُ مِنْ لَعْنِ أَهْلِ الشَّامِ وَقَالَ إِخْوَانُنَا
بَغَوْا عَلَيْنَا۔

شرح مقاصد جلد دوم ص ۳۰۵ مطبوعہ لاہور
(طبع جدید)

ترجمہ: اور مخالف باغی ہیں۔ انہیں باغی اس لیے کہا گیا۔ کہ حضرت علی
المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ ہمارے ہی بھائیوں نے ہمارے
خلاف بغاوت کی۔ لیکن نہ وہ کافر ہیں۔ اور نہ ہی فاسق و ظالم۔
کیونکہ بغاوت کے جواز پر ان کے پاس دلیل تھی۔ اگر وہ باطل ہی
تھی۔ لہذا زیادہ سے زیادہ یہ ہے۔ کہ ان حضرات نے اجتہادی
غلطی اور خطا کی۔ اور ایسی خطا کا مرتکب اس کا حقدار نہیں۔ کہ اس کو
لازمًا فاسق کہا جائے۔ چہ جائے کہ اسے کافر قرار دے دیا جائے
یہی وجہ تھی۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ نے اپنے ساتھیوں کو منع کر دیا تھا
کہ وہ شامیوں پر لعنت نہ بھیجیں۔ اور فرمایا۔ وہ ہمارے بھائی ہیں
بغاوت پر اتر آئے ہیں۔

مذکورہ عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ علامہ تفتازانی کے نزدیک امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ مستحق لعن طعن ہرگز نہیں۔ بلکہ خطائے اجتہادی کی وجہ سے اور دلیل
کے ہونے کی وجہ سے وہ بالکل قابل ملامت نہیں۔ ہاں ان کی دلیل چونکہ
باطل تھی۔ اس لیے بمقابلہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کی حیثیت کمزور ہو گئی۔
لیکن اس کے باوجود انہیں ظالم و فاسق نہیں کہا جائے گا۔ اور یہ کیونکر جائز
ہوتا جبکہ حضرت علی المرتضیٰ انہیں اپنا بھائی کہہ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ

خود علامہ نے دو ٹوک الفاظ میں ذکر فرمایا۔ کہ فاسق و فاجر ایسے الفاظ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو موصوف کرنا یہ رافضیوں کا معمول ہے۔ اور ان کا مذہب ہے۔

شرح مقاصد:-

وَمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الشَّيْعَةُ مِنْ أَنَّ مُعَارِبِي عَلِيٍّ كَفَرُوا
وَمُخَالِفُوهُ خَسَقُوا..... فَمِنْ إِجْتِرَاءِ أَتَمِّهِمْ وَجْهًا لَا
قِيَمَ حَيْثُ لَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ مَا يَكُونُ بِتَأْوِيلٍ
وَاجْتِهَادٍ الْخ

(شرح مقاصد جلد دوم صفحہ نمبر ۳۰۵)

ترجمہ: شیعوں کا یہ مذہب کہ علی المرتضیٰ کے ساتھ لڑنے والے کافر اور ان کے مخالف فاسق ہیں۔ یہ ان شیعہ لوگوں کی دین پر انتہائی جرات ہے۔ اور ان کی بہت بڑی جہالت ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس مقام پر یہ فرق نہ کیا۔ (اور سمجھا) کہ اس کے پیچھے تاویل اور اجتہاد کا رفرما تھا۔

گویا علامہ تفتازانی کے مذکورہ الفاظ کے مطابق خود و محدث ہزاروی، ان لوگوں میں سے ہونے کی وجہ سے جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتے ہیں۔ کفر شیعہ ہے اس لیے فتوے مذکورہ کے مطابق اہل سنت کو ایسے نام نہاد و پیر سے گوسوں دور رہنا چاہیے:- اور اگر اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ ان نزدیک امیر معاویہ چونکہ مبتدع باغی ہیں۔ اس لیے فتویٰ مذکورہ کے مستحق ہیں۔ تو یہ تاثر بھی پہلے تاثر کی طرح گمراہ کن اور لاعلمی کا مظہر اتم ہے۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت نے ترجمہ حوالہ مذکورہ میں مبتدع کا معنی ”بد مذہب“ کیا ہے۔ اور گزشتہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اعلیٰ حضرت جنتی اور کامل الایمان سمجھتے ہیں

بد مذہب وہ جو اہل سنت کے مسلمہ معتقدات کے خلاف ہیں۔ اگر امیر معاویہ واقعی ایسے ہی تھے۔ تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو داپنا بھائی، نہ فرماتے۔ اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ میں آپ نے خود ذکر کیا۔ کہ اس کی زد میں آنے والا وہ شخص ہے۔ جو اپنی سنی بیٹی کی شادی بد مذہب کے ساتھ کرے۔ گنج شادی کا مسئلہ اور کہاں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بغاوت کا واقعہ۔

مختصر یہ کہ امیر معاویہ کو جب علی المرتضیٰ اپنا بھائی فرمائیں۔ تو ایک کافرو زندیق کو اپنا بھائی قرار دینے والا بھی بد مذہب ہونے کی وجہ سے ان الفاظ کا مستحق قرار پائے گا۔ جو محدث ہزاروی نے ذکر کیے۔ اور دوسری طرف اعلیٰ حضرت تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لعن طعن کرنے والے کو کافر سمجھتے ہیں اور اسے جہنمی کتاب سمجھتے ہیں۔ ان شہادتوں کے ضمن میں ”محدث ہزاروی“ کو اپنی جگہ تلاش کرنی چاہیے۔

فاعتبروا یا اولیٰ الالبصار

الزام نمبر ۱

معاویہ اپنے ڈکوک کے حق میں تمام مسلمان کا
قطعی جماعتی عقیدہ ہے کہ وہ باغی خارجی ہیں۔

نہایت امر ہم البغی والخروج
شرح عقائد نفسی خارجی نا صبی ملانے اس پر پردہ ڈالتے ہیں
اور چھپاتے ہیں

جواب:

”محدث ہزاروی، انجمن عبارت شرح عقائد کے حوالہ سے نقل کی ہے

اسے کمال چالاکی سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ ان الفاظ کا مصداق یعنی باغی اور
خارجی ہوتا امیر معاویہ ہیں۔ اور یہ تمام مسلمانوں کا اجماعتی عقیدہ ہے۔ قبل اس کے کہ ہم

اس دم بریدہ عبارت سے محدث ہزاروی کا استدلال کا جواب دیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ ”خارجی“ کی تعریف کر دیں۔ اہل سنت کے ہاں خارجی وہ

لوگ ہیں جنہوں نے حضرت علی کے ساتھ جنگ صفین میں شرکت کی۔ اور جب

امیر معاویہ اور علی المرتضیٰ کے درمیان صلح کے لیے عمرو بن العاص اور ابو موسیٰ

اشعری کو بطور ثالث مقرر کیا گیا۔ تو ان لوگوں نے لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ يَا

اِنْ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ کا نعرہ بلند کیا۔ اور شور مچا دیا۔ کہ ثالث مقرر کرنے کی

بنا پر علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ دونوں کافر ہو گئے ہیں۔ یعنی خارجی وہ شخص ہے

جو علی المرتضیٰ کو بھی کافر سمجھتا ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ محدث ہزاروی نے جو امیر معاویہ کے بارے میں "خارجی" کافر ذکر کیا۔ یا اس کا سہارا علامہ نسفی کی عبارت غایۃ امرہم البغی والخروج سے لیا۔ اُس کا معنی اور مطلب اصطلاحی خارجی نہیں کیونکہ خارجی تو امیر معاویہ اور علی المرتضیٰ دونوں کے کفر کے قائل تھے۔ بلکہ یہاں خروج سے مراد یہ ہے کہ امیر معاویہ نے خون عثمان کا مطالبہ کیا۔ اور حضرت علی المرتضیٰ کی بیعت نہ کی۔ اور دونوں کے درمیان اس مسئلہ پر لڑائی ہو گئی اس رطائی کو بغاوت

اور اسی بیعت نہ کرنے کو خروج کہا گیا ہے۔ اسی معاملہ پر پچھلے التزام کے جواب میں ہم نے علامہ تفتازانی کی عبارت پیش کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ چونکہ امیر معاویہ کا بیعت نہ کرنا اور جنگ پر آمادہ ہو جانا دلائل پر مبنی تھا۔ اگر وہ دلائل باطل تھے اس بنا پر ان کی یہ اجتہاد ہی غلطی کہلائے گی۔ جس کی بنا پر ان کو فاسق و ظالم کہنا بھی جائز نہیں۔ بلکہ انہیں ایسے الفاظ سے یاد کرنا شیعوں کا مذہب ہے۔ امام موصوف نے شرح عقائد میں دیکھے گئے۔ الفاظ ایک بحث کے ضمن میں لکھے ہیں۔ بحث یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام کے باہمی جھگڑے اور خصومات کے بارے میں ہم اہل سنت کو کیا عقیدہ رکھنا چاہیے۔ اس سلسلہ میں خصوصاً امیر معاویہ کا نام لے کر فرماتے ہیں۔

شرح عقائد:

و بِالْجُمْلَةِ لَمْ يَنْقُلْ عَنِ السَّلَفِ الْمُجْتَبِينَ
وَالْعُلَمَاءِ الصَّالِحِينَ جَوَانَ اللَّعْنِ عَلَى مُعَاوِيَةَ وَ
أَحْزَابِهِ لِأَنَّ غَايَةَ أَمْرِهِمُ الْبَغْيُ وَالْخُرُوجُ عَلَى الْإِمَامِ
وَهُوَ لَا يُوجِبُ اللَّعْنَ.

د شرح عقائد نسفی ص ۱۱۲ مطبوعہ کراچی جدید و کیف

ترجمہ:

خلاصہ کلام یہ کہ سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین میں سے کسی سے بھی امیر معاویہ اور آپ کے ساتھیوں پر لعنت کرنے کا جواز منقول نہیں ان حضرات کے بارے میں انتہائی طور پر پوچھا جاسکتا ہے۔ کہ انہوں نے امام کے خلاف بغاوت کی اور اس کی اطاعت سے خروج کیا۔ لیکن یہ بات ان پر لعنت کرنے کا سبب نہیں بن سکتی۔

خلاصہ کلام:

شرح مقاصد میں لفظ ”یعنی اور خروج“ کس پس منظر میں کہا گیا۔ اور پھر اس کے بعد ان دونوں کے حامل پر کیا حکم لگایا گیا؟ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی نے یہ دونوں باتیں گول کر دیں۔ تاکہ قارئین کو فریب اور چکر بازی سے یہ باور کرایا جاسکے کہ تمام مسلمان اجماعی طور پر امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو ”باغی اور خارجی“ کہتے ہیں۔ حالانکہ علامہ تفتازانی اسی عبارت سے ان حضرات کا اجماعی عقیدہ یہ بیان کر رہے ہیں۔ کہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں میں سے کسی پر لعنت کا جواز اجماع امت سے ثابت نہیں۔ کیونکہ وہ احادیث مبارکہ جو فضائل صحابہ میں بالعموم مذکور ہیں۔ مثلاً۔ جس نے کسی میرے صحابی کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔ اور میں نے مجھے ایذا دی۔ اس نے اللہ کو ایذا دی۔ اور اللہ تعالیٰ کو ایذا دینے والا عنقریب اسکی پکڑ میں آئے گا۔ یہ اور ایسی دیگر احادیث جس طرح علی المرتضیٰ سلیمان فارسی اور دیگر صحابہ کرام کو شامل ہیں۔ اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بوجہ صحابی رسول ہونے کے اس میں شامل ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ عمرو بن العاص بھی شامل ہیں۔ ان میں سے کسی پر لعن طعن کرنے والا بدعتی اور فاسق ہے۔

چیلنج

”سب سے پہلا باغی اور مبتدع امیر معاویہ ہیں“ محدث ہزاروی کے پاس اس موضوع اور اپنے اس باطل عقیدہ کو ثبوت کرنے کے لیے صرف اور صرف علامہ تفتازانی کی کتاب شرح عقائد اور شرح مقاصد کے سوا کوئی حوالہ نہیں۔ اور جو اس حوالہ میں ہے۔ وہ آپ کے سامنے آگیا۔ اب ہم محدث ہزاروی کو کھلے بندوں چیلنج کرتے ہیں۔ کہ علامہ تفتازانی کی کسی کتاب سے کوئی ایک ایسی عبارت دکھادیں جس میں انہوں نے امیر معاویہ کو کافر زندق اور مرتد وغیرہ کہا ہو۔ تو بیس ہزار روپے انعام ملے گا۔ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُخْرِجَ مِنْهَا النَّاسُ بِأَعْيُنِهِمْ فَذُكِّرُوا تِلْكَ۔ اس کے برعکس ہم لکھ چکے ہیں۔ کہ علامہ موصوف نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق و فاجر کہنے والے کو بدعتی اور فاسق کہا ہے۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

الزام نمبر ۱۸

رسول خدا کا حکم از روئے قرآن سنت یہ ہے کہ
وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةَ عِنْدَهُ مِنْ اللَّهِ الْخ
حضور نے فرمایا۔ جس سے شرعی علم دریافت طلب ہوا اور اس
نے اسے نہ بتایا۔ دوزخ کی لگام دیا جائے گا۔

جواب؛

وہ ایسوں کا حکم، ایسوں سے مراد محدث ہزاروی کی یہ ہے۔ جو علماء

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خارجی اور باغی نہیں کہتے۔ حالانکہ (محدث ہزاروی کے نزدیک امیر معاویہ کا باغی خارجی ہونا علامہ تفتازانی نے بالاجماع لکھا ہے۔ تو یہ نہ کہنے والے واصل ایک مسئلہ کو جان بوجھ کر چھپا رہے ہیں۔ چونکہ یہ ایک شرعی مسئلہ ہے لہذا اس کے چھپانے والے (یعنی امیر معاویہ کو باغی خارجی کی بجائے پکامون اور عبتی کہنے والے) دوزخ کی لگام دیئے جائیں گے۔

آئیے ذرا حقیقت حال بیان کریں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین جو جھگڑے ہوئے۔ ہم اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ان میں علی المرتضیٰ صحیح تھے۔ اور امیر معاویہ غلطی پرکین ان کی غلطی اجتہادی تھی۔ یہ شہادت یا مسئلہ تھا۔ جو ہم نے ہرگز نہیں چھپایا۔ بلکہ اب بھی اور ہر وقت اسے سرعام بتانے کے لیے تیار ہیں۔ رہا یہ معاملہ کہ امیر معاویہ چونکہ (معاذ اللہ) خارجی ناصبی اور کافر و زندیق ہیں۔ اور یہ بات اہل سنت کے کچھ ملانے جانتے ہوئے نہیں کہتے۔ اس لیے وہ حق کو چھپانے والے بنتے ہیں۔ تو ہم محدث ہزاروی وغیرہ سے دریافت کریں گے۔ کہ ذرا ان اکابر امت کی نشاندہی کر دی جائے جنہوں نے حضرت امیر معاویہ کو ان الفاظ سے یاد کیا ہو۔ جو تم استعمال کرتے ہو۔ اگر یہی کتمان شہادت اور دوزخ کی لگام کا سبب ہے۔ تو پھر ساری امت کے اکابر اس میں شامل ہو جائیں گے۔ اگر کوئی بچے گا۔ تو محدث ہزاروی اینڈ کمپنی مثلاً امام شعرانی شیخ عبدالقادر جیلانی۔ مجدد الف ثانی وغیرہ اکابر نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پکامون صحابی رسول اور عبتی سمجھا ہے۔ تو محدث ہزاروی کے فتویٰ کے مطابق یہ حضرات ظالم اور کتمان شہادت کے مرتکب ہوئے۔ اگر ایسا ہی ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کے دوست اور محبوب کون ہوں گے؟ دامن کو ذرا دیکھو ذرا بند قبا دیکھو سبے حیا باش ہرچہ خواہی کن کا مصداق کیوں بنتے ہو۔

روحانی تجربہ:

قبلہ پیر و مرشدی سید باقر علی شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت
 کیلیا نوالہ شریف فرماتے ہیں۔ کہ میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں۔ کہ جو شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
 کا گستاخ ہو گا۔ اسے ولایت ہرگز نہیں مل سکتی۔ کیونکہ یہ واقعہ میرے ساتھ
 بیت چکا ہے۔ کہ میں نے سید ہونے کے ناطے سے حضرت امیر معاویہ
 رضی اللہ عنہ کی شان میں تھوڑی سی بے احتیاطی برقی۔ تو اس کی وجہ سے میرے
 فیوض و برکات سبھی منقطع ہو گئے۔ دوسری طرف مجدد الف ثانی کا فیصلہ ہے
 کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد تاقیامت کسی ولی کو ان کے توسل کے بغیر
 ولایت نہیں مل سکتی۔ اب سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو ”محدث ہزاروی“
 کی منطق پر دیکھیں۔ تو کچھ یوں دلیل دے گی۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ
 رضی اللہ عنہ کو پکا مومن اور جنتی سمجھا۔ اس بنا پر اپنے انہیں خارجی باغی نہ کہہ کر ظلم کیا۔
 اور اس سے بڑھ کر۔ کہ جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ اور امام حسن
 رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کی بیعت کر لی تو اس واقعہ کے پیش نظر سرکار غوث
 پاک تو امیر معاویہ کو فاسق کہنے پر بھی آمادہ نہیں۔ لہذا محدث ہزاروی کے نزدیک
 سرکار غوث پاک جب ظالم ٹھہرے۔ تو پھر ان سے ولایت کی مہر لگانا کون
 تسلیم کرے گا۔ یعنی جسے محدث ہزاروی ظالم کہہ رہا ہو۔ اور پھر اپنے آپ کو
 ولایت سے موصوف بھی مانتا ہو۔ تو اس سے کوئی پوچھے۔ کہ مجدد الف ثانی
 کے عقیدہ کے مطابق آج کسی کو ولایت نہیں مل سکتی۔ جب تک اسے غوث
 پاک سے عقیدت نہ ہو۔ اور تم تو اپنے زعم باطل کے مطابق انہیں ظالم کہتے
 یا سمجھتے ہو۔ بھلا تم کو ولایت کس توسل سے ملے گی۔؟ تو معلوم ہوا کہ رجحانی ولایت

تو محدث ہزاروی کے پاس ہے نہیں ہاں شیطانی ولایت حد کمال تک ہو تو اس میں کوئی اعتراض نہیں۔ اس لیے اعلیٰ حضرت کے فتوے کے مطابق وہ اس کے بعد جو کوئی بکے اپنا سر کھائے۔ اور جہنم جائے، صاحب نسیم الریاض علامہ خفاجی کے بقول وَمَنْ يَكُونُ يَطْعَنُ فِي الْمَعَاوِيَةِ ذَاكَ مِنْ كَلَابِ الْهَآوِيَةِ۔ اگر شیطان اپنے دوست کو جہنم میں ساتھ رکھے تو کوئی عجیب بات نہ ہوگی۔

نوٹ: شرح عقائد کی ایک ادھوری اور دم بریدہ عبارت محدث ہزاروی نے لکھ کر یہ ثابت کر دیا تھا۔ کہ علامہ تفتازانی کے نزدیک تمام امت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے۔ کہ امیر معاویہ باغی اور خارجی ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ امت کے کسی مجتہد اور صالح شخص نے آپ پر لعن طعن کو جائز قرار نہیں دیا۔ شرح عقائد کی مذکورہ عبارت پر یعنی لم ينقل عن السلف المجتهدين والعلماء الصالحين جواز اللعن على معاوية کے حاشیہ پر وضاحت کی گئی ہے

شرح عقائد: کے حاشیہ پر

وَلِهَذَا قُلْنَا لَا يَجُوزُ اللَّعْنُ عَلَى مَعَاوِيَةَ لِأَنَّ
عَلِيًّا صَالِحًا مَعَهُ وَتَوَكَّأَنَّ مَسْتَحَقًّا لِلْعَنْ لَكَانَ
لَا يَجُوزُ الصَّلْحُ مَعَهُ۔

(شرح عقائد ص ۱۱۲ و یکف عن ذکر الصحابة الابعاد)

ترجمہ: اسی لیے ہم کہتے ہیں۔ کہ امیر معاویہ پر لعنت کرنا جائز نہیں کیونکہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ صلح کر لی تھی۔ اس لیے اگر وہ لعنت کے مستحق ہوتے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ صلح کرنا باہر گز جائز نہ ہوتا۔

الزام نمبر ۱۹

حضور نے بدعت کے حق میں فرمایا:-

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ

متفق علیہ

(مشکوٰۃ)

جواب:

”محدث ہزارویؒ نے، چونکہ بزعم خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد بالا کا مصداق بنایا اور پھر ان پر مردود ہونے کا حکم بھی لگا دیا۔ حالانکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا درج بالا ارشاد اُن پر منطبق نہیں ہوتا۔ بلکہ احتمال قوی نہیں بلکہ بوجہ یہ ارشاد خود محدث ہزارویؒ اینڈ کمپنی پر منطبق ہوتا ہے۔ انہیں دراصل علامہ تفتازانی کی ایک عبارت سے غلط فہمی ہوئی۔ عبارت یہ ہے۔

شرح مقاصد:

إِنَّ أَوَّلَ مَنْ بَغَى فِي الْإِسْلَامِ مَعَاوِيَةَ لِأَنَّهُ قَتَلَ
عُثْمَانَ لَمْ يَكُنْ كَوْنًا بَغَاءً بَلْ ظُلْمَةٌ وَأَنَّهُ
لِعَدَمِ الْإِعْتِدَادِ بِشُبُهَائِهِمْ - (شرح مقاصد

جلد دوم ص ۲۰۶)

ترجمہ کا: اسلام میں سب سے پہلا بغاوت کرنے والا امیر معاویہؓ
ہے۔ کیونکہ حضرت عثمان غنیؓ کے قاتل باغی نہ تھے بلکہ ظالم تھے۔
اس لیے کہ ان کے شبہات اور دلائل کسی کام کے نہ تھے علامہ موصوف

کہنا یہ چاہتے ہیں کہ خلیفہ وقت کے خلاف جس شخص نے باولائیل اور قوی شبہات کی بنا پر بغاوت کی وہ امیر معاویہ ہیں۔ وہ دلائل و شبہات کیا تھے؟ یہی کہ حضرت عثمان غنی کے خون کا بدلہ لیا جائے۔ ورنہ ہم اہل شام علی المرتضیٰ کی بیعت نہ کریں گے۔

اب دلیل کے ساتھ بغاوت کی ابتداء کرنا اور عام اصطلاح میں مبتدع یا بدعتی دونوں کو محدث ہزاروی ایک سمجھ بیٹھا۔ اور عام مبتدع کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے دلیل کے ساتھ پہلے اختلاف کرنے والے پر چسپاں کر دیا۔ اس غلط طریقہ استدلال سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ معاذا اللہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی مبتدع اور مردود کہتے ہیں۔ گویا بارگاہ رسالت سے امیر معاویہ کا مبتدع ہونے کی وجہ سے مردود ہونا ثابت ہو گیا۔ تو پھر اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے؟ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک میں جس ”محدث“ کا ذکر ہے اور جسے مردود کہا گیا ہے۔ وہ اور ہے اور جسے علامہ نقی زانی نے ”اول باغی“ کہا۔ وہ اور ہے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مذکورہ خود ”محدث ہزاروی اینڈ کمپنی“ کے لیے تازیانہ نہیں بن سکتا؟ وہ اس طرح کہ آج تک کسی دور میں امت مسلمہ کے اکابر نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کجا کرنا کیا۔ اس کی ابتداء یہ لوگ کر کے مبتدع ہونے کی وجہ سے مردود نہ ٹھہریں گے؟

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر ۲

اللہ خالق کائنات کا حکم ہے۔ وَلَوْ تَلَوْتُمُ الْقُرْآنَ بِالْبَاطِلِ
ہے۔ یقیناً آیت ۱۲ خلافتِ راشدہ ہے۔ معاویہ کی بغاوت باطل
ہے۔ مسلمان گندے ستھرے بڑے بھلے کی پہچان کریں۔

جوابِ اول:

مذکورہ بالا آیت کریمہ اہل کتاب کے ایک کر توت پر نازل ہوئی۔ ان کا وطیرہ تھا۔
کہ حق و باطل کو گھول میں کر بیان کرتے تھے۔ تاکہ امتیاز نہ رہنے کی وجہ سے لوگ کسی سے
منہ نہ چڑھیں۔ لیکن محدث ہزاروی آیت کریمہ کا شان نزول کچھ یوں بیان کرتا
ہے۔ کڑا آیت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ گویا اللہ تعالیٰ
کا ارشاد ہے۔ مسلمانو! حق (یعنی خلافتِ راشدہ) کو باطل (یعنی بغاوتِ امیر معاویہ)
کے ساتھ خلط ملط نہ کرو۔ بلکہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حق پر سمجھو۔ اور امیر معاویہ کو باطل پر
اسی طرح علی المرتضیٰ کو ستھرا اور بھلا سمجھو۔ اور ان کے مقابلہ میں آنے والے امیر معاویہ
کو گندا اور برا سمجھو۔ دونوں کو حق نہ سمجھو۔ اور نہ ہی دونوں کو ستھرا بھلا کہو۔ بات ٹھیک
ہے۔ لیکن محدث ہزاروی کا انداز دھوکہ دہی بتاتا ہے۔ کہ اس کی نیت کیا ہے۔
ہم بارہا کہہ چکے ہیں۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اجتہادی غلطی پر تھے اور ان کے
مقابل علی المرتضیٰ صحیح تھے۔ لیکن اجتہادی غلطی کو دشمنی اور عناد کی غلطی قرار دے لینا
زی حماقت ہے۔ یہی فرق محدث ہزاروی نے پیش نظر نہ رکھا۔ جس کی بنا پر خود
گستاخ اور دوسروں کو گستاخی کی ترغیب دی۔ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے
بغاوت باطل اور عناد ہی ہوتی تو پھر اکابرین امت ان پر وہی فتویٰ دیتے جو

محدث ہزاروی کو سو جہا ہے۔ اگر علی المرتضیٰ کے مقابلہ میں انا بطلانِ عنادی کی دلیل ہے اور پھر اس پر کفر و نفاق کا فتوایے چسپاں کرنا ہے۔ تو پھر سیدہ عائشہ صدیقہ، طلحہ اور زبیر وغیرہ حضرات کے بارے میں کہا کہو گے؟ یہ وہ حضرات ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دے دی ہے۔ جنتی شخص اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا مستحق ہوتا ہے۔ نہ کہ اس پر لعنت ہوتی ہے۔ اس لیے ان حضرات پر لعن طعن کرنا بارشادِ رسول اللہ خود اپنے اوپر لعن طعن کرنا ہے۔ ان تمام حضرات کی اجتہادی خطا کی وجہ سے یہ ایک گنا ثواب کے پھر بھی مستحق ٹھہرے۔ اگر اجتہادِ صحیح کا ثواب علی المرتضیٰ نے لوٹ لیا۔ کجا استحقاقِ ثواب اور کجا ان پر لعنت کا جواز؟ کیا محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا وہ قول بھی یاد نہ آیا۔ جو مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہے۔ کسی نے پوچھا یا علی! یصفین میں مقتولین کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا۔ سب جنتی ہیں۔ علی المرتضیٰ جنتی کہیں۔ یہ انہی کو باطل کے پجاری کہہ کر کبھی مبتدع کا خطاب تھوپے اور کبھی کافرو زندقہ کی گولی مارنے کی کوشش کرے۔ شرم تم کو مسکرائیں آتی۔

رہا گندے ستھرے اور بُرے بھلے کا امتیاز و پہچان تو اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ بھی فرما دیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی سے کسی نے پوچھا کہ امیر معاویہ اور عمر بن عبد العزیز دونوں میں سے زیادہ مرتبہ کس کا ہے؟ فرمایا۔ جس روز امیر معاویہ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے۔ تو ان کے گھوڑے کے سُم سے لگ کر اُڑنے والا غبار عمر بن عبد العزیز سے بہتر ہے۔

صاحبِ نسیم الریاض نے اسی موضوع پر کیا خوب تحریر فرمایا۔

نسیم الریاض :-

مَنْ شَتَّمَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أبا بكر أو عمر أو عثمان أو عليًا أو معاوية أو عمرو
 بن العاص ابن وائل السهمي فإن قال كانوا على
 ضلالٍ كفر قتل ولعمري قوله بل قال أَرَأَيْتَ
 قَبْلَ إِسْلَامِهِمْ فَإِنْ فِيهِ تَكْذِيبُ لِرَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِجَمِيعِ الْأُمَّةِ وَهَذَا مَذْهَبُ
 مَالِكٍ وَلَمْ يَذْكُرْ اسْتِثْنَائِيَهُ هُنَا وَإِنْ شَتَّمَهُمْ
 أَيْ شَتَّمَ الصَّحَابَةَ بِغَيْرِ هَذَا الْمَذْكَورِ مِنَ
 الضَّلَالِ وَالْكَفْرِ بَلْ شَتَّمَ بِمَا هُوَ مِنْ حِسِّ
 مُشَاتَمَةِ النَّاسِ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ فِيمَا يَجْرِي
 بَيْنَهُمْ نِكَلٌ أَيْ عُرُوبٌ نَكَالًا شَدِيدًا إِيْمَا يُوجِبُهُ
 مِنْ ضَرْبٍ مُؤْلِمٍ وَنَحْوِهِ - نسیم الریاض جلد ۲
 ص ۵۶۵ مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ: جواب ثانی

جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی مثلاً ابوبکر صدیق،
 عمر، عثمان، علی، معاویہ اور عمرو بن العاص کو کہا کہ یہ حضرات گمراہ اور
 کافر تھے۔ تو اس کو قتل کیا جائے۔ اور اس کی کوئی تاویل قبول
 نہ کی جائے۔ بلکہ اگر وہ کہتا ہے کہ میری مراد ان کے اسلام لانے سے
 پہلے کی حالت تھی۔ تو بھی نہ تسلیم کی جائے۔ کیونکہ اس کے ایسا کہنے میں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام امت کی تکذیب لازم آتی ہے

یہ ہے امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب۔ اس جگہ آپ سے کوئی استثنائی صورت ذکر نہ کی ہوگی۔ اور اگر کسی نے حضرات صحابہ کرام میں سے کسی کو مذکورہ الفاظ کی بجائے یعنی گمراہ اور کفر کے علاوہ کوئی اور گالی دی۔ جیسا کہ عام لوگ ایک دوسرے کو گالی دیتے ہیں۔ تو اسے سخت ترین تعزیر لگائی جائے۔ جس سے اس کو شدید درد ہو۔

ملحد فکریہ:

علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب ذکر کیا جو دراصل حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمہ ہے۔ بحوالہ نسیم الریاض جلد چہارم ص ۵۶۴ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَاصْرَبْهُ... فَلَجِلْدٌ جو میرے کسی صحابی کو گالی بچھے اسے کوڑے مارو۔ اُسے سزا دو۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد خود فیصلہ کرتا ہے کہ کون گندہ ہے اور کون ستھرا کون بُرا ہے۔ اور کون بھلا ہمیں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ ہی کافی ہے۔ اب محدث ہزاروی اینڈ کمپنی اگر جان بوجھ کر گستاخانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ بننا چاہتے ہیں۔ تو ان کی مرضی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ارشاد ہے۔ ”میرے تمام صحابہ عادل ہیں، اس فیصلے کے بعد کسی اور کے فیصلے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ ہوگی۔“

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر ۲۱

سات امور پر مشتمل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ اَجْعَلُوا اَیْمَتَکُمْ خِیَارَکُمْ
اپنی نماز کے امام ان کو بناؤ جو تم میں بہترین ہوں۔ معاویہ، اللہ رسول کا باغی اور منافق
اہل اصحاب کو گالیاں دینے والا اور ان پر اور ان سے محبت کرتے والوں پر لعنت
کرنے والا اور ان سے ۹۹ جنگ کرنے والا ہے۔ شراب پینے پلانے والا،
سود کے بیوپار کرنے والا ہے۔ جو تلا صوفی امام اس پر رضی اللہ عنہ کہنے والے ہیں
وہ دراصل اللہ رسول کو گالیاں دینے والے پر اللہ کی رضا کا کفر کہنے والے ہیں۔
ان کے پیچھے نہ نماز جائز ہے نہ جنازہ نہ ان کو سلام دینا جائز نہ ان سے دعا
سلام رشتہ پیار روا ہے۔ ان سے تعاون تو لا مسلمان کو انہی جیسا بنا دینے
والا ہے۔

محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں ساسا موسیٰ جاتے ہیں درج ذیل ہیں

امراؤلہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے بارے میں فرمایا۔ اچھے شخص کو امام بناؤ۔

امردوم:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا باغی اور منافق ہے۔

امر سوم:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اور آپ کے صحابہ کو گالیاں دینے والا ہے۔

امر چہارم: اس نے صحابہ کرام اور آلِ بیت سے ۹۹ جنگیں لڑیں۔

امر پنجم: شراب پینے پلانے والا اور سگڑ کا رو بار کرنے والا ہے۔

امر ششم:

امیر معاویہ کو دورِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے والا کفر بگتا ہے۔

امر ہفتم:

امیر معاویہ سے دوستی رکھنے والے کو امام نہ بنایا جائے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ اور اس سے رشتہ ناظم بالکل ختم کر دیا جائے۔

”مذکورہ سات عداموں کے بالترتیب جوابات“

جواب امراول:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی حق ہے۔ کہ امام اچھا ہی ہونا چاہیے۔ اس سے مراد امامتِ صفرائی یعنی کسی مسجد کا امام بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن بہتر اور اولیٰ یہ کہ اس سے مراد امام المسلمین (خلیفہ) لیا جائے۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دونوں امانتیں نصب ہوئیں۔ اور اسے عملی طور پر تسلیم کرنے والوں میں امام حسن حسین جیسے بزرگ بھی شامل ہیں۔ کتب حدیث و تاریخ میں یہ بات درجہ شہرت رکھتی ہے۔ کہ حسنین کریمین نے حضرت امیر معاویہ کی بیعت کر کے ان کی امامت کبریٰ و خلافت کو تسلیم کیا۔ اور ان کی اقتدار میں نمازیں بھی ادا کیں۔ اب اس جگہ محدث ہزاروی وغیرہ سے کوئی یہ دریافت کرے۔ کہ حسنین کریمین نے امیر معاویہ کی بیعت

انہیں اچھا سمجھ کر کی تھی یا بُرا؟ علاوہ ازیں امیر معاویہ کی طرف سے ہر سال بیش بہا ہجرت خائف یہ حضرات قبول فرماتے رہے۔ وہ اچھا امام سمجھ کر یا بُرا؟

جواب امر دوم:

(معاذ اللہ) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کافر تھے اور کافر ہی رہے صرف منافقانہ طور پر مسلمان ہوئے؟ یہ نظریہ اور عقیدہ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم اس کے ایک پسندیدہ بزرگ کا حوالہ پیش کیے دیتے ہیں۔ اس سے آپ خود فیصلہ کرنے میں مطمئن ہو جائیں گے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ:

(اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِيهِ) قَوْلُهُ
وَاهْدِيهِ تَبْشِيرًا لِأَنَّ الَّذِي كَانَ بِمَدْلُوقِهِ قَوْلًا
يَتَّبَعُهُ كُلُّ أَحَدٍ فَكَمَلَ ثُمَّ تَسَمَّرَ وَإِذَا ذَهَبَ
إِلَى الْمَعْنَى الثَّانِي كَانَ مَهْدِيًّا تَاكِيدًا وَقَوْلُهُ إِهْدِيهِ
تَكْمِيلًا يَعْنِي أَنَّهُ كَامِلٌ مُكَمَّلٌ وَلَا إِنْ تَيَّابَ أَنَّ
دُعَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجَابٌ فَمَنْ
كَانَ هَذَا أَحَالَهُ كَيْفَ يُرْتَابُ فِي حَقِّهِ وَمَنْ
أَرَادَ زِيَادَةً بَيَانٍ فِي مَعْنَى الْهَدَايَةِ فَاعْلَيْهِ
بِفَتْوَحِ الْغَيْبِ - (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱۱ ص ۲۳۱)

مطبوعہ ملتان طبع جدید (باب جامع المناقب فصل ثانی)

ترجمہ: (اے اللہ! معاویہ کو ہادی مہدی بنا دے۔ اور اس کے ساتھ

ہدایت عطا فرما۔) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امیر معاویہ کے بارے میں

”واہد بہ“، فرماتا پچھلے کلام کی تائید ہوگی۔ کیونکہ جو شخص (یعنی امیر معاویہ)

ہادی اور مہدی کا مصداق بن کر عظیم کامیابی حاصل کر چکا۔ اس کی ہر شخص اتباع کرے گا۔ سو وہ کامل ہو جائے گا۔ اور اگر دوسرا معنی کیا جائے۔ تو ”مہدیا“ تاکید بنے گا۔ اور ”اھد بدہ“ اس کی تکمیل ہوگی۔ یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کامل اور مکمل تھے۔ اور یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہی ہوتی ہے۔ لہذا جس کی حالت یہ ہو (یعنی وہ ہادی، مہدی ہو۔ اور دوسرے کے لیے سبب ہدایت بھی بنا ہو۔) اس کے بارے میں کس طرح شک کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر ہدایت کے معنی میں کسی کو زیادہ تحقیق کی گئی ہو۔ تو اسے فتوح الغیب کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

محہ فکر یہ:

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہادی مہدی اور کامل مکمل فی الایمان ہونے میں شک کرتا ہے۔ ہمیں اس کے اسلام میں شک ہے۔ کیونکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مجسم ہیں۔ جو مستجاب تھی۔ لہذا ہادی مہدی اور کامل و مکمل کے منکر کے بارے میں جب یہ حکم تو محدث ہزاروی اینڈ کمپنی جو امیر معاویہ کو کافر، منافق کہہ رہے ہیں۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہو سکتا ہے۔ یہی کہ ان تائبیناروں اور عاقبت بربادوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ لوگ پرے درجے کے مکار، حیلہ باز اور کذاب ہیں۔

جواب امر سوم:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آل پاک و صحابہ کرام کو گالیاں دیتے تھے۔ محدث ہزاروی کا یہ الزام ان روایات کے بل بوتے پر ہے۔ جو ابو جعفر محمد بن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں درج کیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے برسر منبر اپنے تمام گورزوں کو حکم دیا تھا۔ کہ علی المرتضیٰ کو گالی دیں۔ اس قسم کی روایات دراصل

الزام مذکورہ کی بنیاد میں لیکن ذرا اس پہلو سے دیکھیں۔ کہ محمد بن جریر طبری خود اہل تشیع میں سے اور روایت مذکورہ کا راوی ہشام بن محمد کلبی اور لوط بن یحییٰ دونوں کثر شیعہ ہونے کے ساتھ کذاب اور وضع بھی ہیں۔ ان کی روایات کی نصوص قرآنیہ اور تصریحات حدیثیہ کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ رجن کے فتاویٰ پر محدث ہزاروی کو بھی یقین ہے۔ ایسی روایات کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

احکام شریعت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو کسی صحابی پر طعن کرے۔ اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر روایات کا ذکر ہے ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں رب عزوجل نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرمایا۔ کہ دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرما دیا۔ **وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ** اور اللہ کو خوب خبر ہے۔ جو کچھ تم کو کر گے۔ بایں ہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ کر چکا ہوں۔ اس کے بعد جو کوئی بکے اپنا سر کھائے خود جہنم جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔

وَمَنْ يَكُونُ يَطْعَنُ فِي مُعَاوِيَةَ فَذَاكَ مِنَ كَذَابِ

الْمُحَاوِيَةِ

(احکام شریعت حصہ اول ص ۵۴)

ملحہ فکریہ:

چونکہ محدث ہزاروی بار بار امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں طعن کرتا ہے۔ اس لیے ہمیں بھی متعدد دفعہ اعلیٰ حضرت کی مذکورہ تحریر پیش کرنا پڑی۔ بہر حال اعلیٰ حضرت نے ایسے تمام لوگوں کے ایسے منہ بند کر دیئے۔ کہ اب حق قبول

کرنے کے سوا اور کوئی چارہ ان کے پاس نہ رہا۔ ورنہ ازلی بدبختی تو ان کے ساتھ ہے ہی وہ احادیث کہ جن کے ہمارے کچھ لوگ حضرات صحابہ کرام کے مابین اچھے بُرے کا فیصلہ کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ ان کی حیثیت ایک طرف اور دوسری طرف آیات قرآنیہ ہیں۔ بھلا کلام الہی سے بڑھ کر سچ کس کلام میں ہوگا۔ اسی نے تمام صحابہ کے بارے میں یہ اعلان فرمایا۔ کہ وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں۔ جنت میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ روز قیامت فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ یہ سب کچھ اس کے باوجود فرمایا جا رہا ہے۔ کہ ان حضرات کے اعمال انتقال تک اُس اللہ واحد علام الغیوب کے سامنے تھے! اس نے اپنی ذاتی علم کی بنا پر ان جھگڑوں اور تنازعات کو جانتے ہوئے اس کے بعد جو کچھ ان صحابہ کرام کے ساتھ سلوک ہونے والا تھا۔ اُس کا پہلے سے ہی اعلان فرمادیا۔ اب محدث ہزاروی اینڈ کمپنی اللہ کے فیصلہ سے ناخوش ہو کر یا اس کی تکذیب کی سعی کرنے میں مصروف ہیں۔ تو پھر اعلیٰ حضرت کے بقول اپنا سر کھائیں جہنم جائیں۔ یا علامہ خفاجی کے ارشاد کے مطابق ہاویہ کے کتے کہلائیں گے۔ یہیں کیا اعتراض۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

جواب امر چہارم و پنجم:

۹۹ جنگیں کرنا، اور شراب پینا پلانا اور سودی کاروبار کرنا ان کے متعلق ہم الزام نمبر ۱۳، ۱۴ میں بالتفصیل گفتگو کر چکے ہیں۔ مختصر یہ کہ شراب پینے کی روایت مجمع الزوائد کے حوالہ سے ”حرام شراب“ کے لفظوں سے مذکور نہیں۔ اسی طرح سود کھانے کی روایت مجتہد فیہ اور مؤولہ روایت ہے۔ ایک مجتہد ہونے کی وجہ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد سے اسے جائز قرار دیا۔ اس پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

جواب امر ششم: امیر معاویہ کو ”رضی اللہ عنہ“ کہنے والا کفر بکتاہ ہے

محدث ہزاروی نے اس کی تقریر کچھ یوں ہے۔ کہ چونکہ امیر معاویہ نے علی المرتضیٰ پر لعن طعن کروایا اس طرح اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا۔ تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت و رضا کی دعا مانگنا گویا کفر بکتاہے۔ جہاں تک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن والی روایت کا معاملہ ہے۔ اس کی تحقیق ہم نے تمغہ جعفریہ جلد پنجم ص ۱۸۱ تا ۱۸۶ پر کر دی ہے۔ خلاصہ یہ کہ ایسی روایات قطعاً قابلِ حجت و استدلال نہیں۔ پھر ان کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لعن طعن کا اثر کیوں کر پہنچ گیا۔ لہذا جو شخص ویسا نہ ہو جیسا مخالف اسے قرار دے رہا ہے۔ تو پھر مخالف کا الزام صرف مخالف کے دل کی بھڑاس ہی ہوگی۔ اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہو سکتی۔ دررضی اللہ عنہ، کہنے والوں میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مجدد الف ثانی، عنوث اعظم، شہاب الدین ہروردی وغیرہ اکابر ہیں۔ اگر بقول محدث ہزاروی یہ حضرات کفر یکنے والے ہیں۔ تو پھر خدا حافظ۔

جواب امر ہفتم:

امیر معاویہ کو دررضی اللہ تعالیٰ عنہ، کہنے والے کے پیچھے کوئی نماز جائز نہیں۔ اور نہ اس سے رشتہ ناظر درست۔

ذرا دل تھام کر بتائیے کہ حسنین کریمین کی نمازوں کا کیا بنا جو انہوں نے خود امیر معاویہ کے پیچھے ادا فرمائیں۔ یہاں تو امیر معاویہ کو دررضی اللہ عنہ، کہنے والے کی امامت کا حکم بتایا جا رہا ہے۔ وہاں تو خود امیر معاویہ امام اور ان کی اقتداء کرنے والے نو جوانانِ جنت کے سردار۔ اسی طرح رضی اللہ عنہ کہنے والے امت کے اکابر کے پیچھے نمازیں پڑھنے والوں کی نمازوں کا حشر بھی اس فتوے کی زد میں ہے امام حسن کا جنازہ اور ان کی بھین ام کلثوم بنت علی کا جنازہ سعید بن العاص اموی نے پڑھایا۔ جو مکہ کا گورنر تھا۔ یہ گورنر بھی بنی امیہ سے تعلق کی بنا پر امیر معاویہ کو

رضی اللہ عنہ کہنے والوں میں سے تھا۔ اسی طرح مروان بن حکم نے حضرت علی المرتضیٰ کی صاحبزادی کا جنازہ پڑھا۔ کیا یہ نمازیں درست تھیں؟ اگر نہیں تو یہ حضرات نماز جنازہ کے بغیر مدفون ہوئے اور اگر درست تھیں۔ تو محدث ہزاروی کے فتوے کا جنازہ نکل گیا۔ رہا رشتہ ناطہ تو چند رشتے ملاحظہ ہوں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل سے چھ رشتے ناطے

۱۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی ہمشیرہ ام حبیبہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد کیا۔

۲۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور بہن ہند بنت ابی سفیان سے علی المرتضیٰ کے بھتیجے عبداللہ بن حارث نے شادی کی۔

۳۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بھانجی لیلیٰ کا نکاح امام حسین رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ جس سے علی اکبر پیدا ہوئے۔

۴۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھتیجی لبابہ بنت عبد اللہ بن عباس کا عقد ولید بن عتبہ بن ابی سفیان یعنی امیر معاویہ کے بھتیجے کے ساتھ ہوا۔

۵۔ رطلہ بنت محمد بن جعفر یعنی علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی پوتی کی شادی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی عتبہ کے پوتے سے ہوئی۔

۶۔ امام حسن کی پوتی نفیسہ کا عقد امام معاویہ رضی اللہ عنہ کے پوتے ولید بن عبد الملک بن مروان سے ہوا۔

ان رشتے ناطوں کے بارے میں محدث ہزاروی کی گلفشانی دیدنی ہوگی۔ اور پھر اگر کوئی یہ پوچھ بیٹھے۔ کہ ایسے رشتوں سے جو تمہارے نزدیک ناجائز تھے۔ ان سے پیدا ہونے والی اولاد کے بارے میں کیا خیال ہے؟ یہ تمام مفاسد اور بُرے نتائج دراصل حسد و بغض کی پیداوار ہیں۔ جسے محدث ہزاروی دل سے لگائے اور امیر معاویہ پر لعن طعن کا ادھار کھائے بیٹھا ہے اللہ تعالیٰ

عقل سلیم اور قلب مطمئنہ عطاء فرمائے۔

نوٹ:

اوپر ذکر کیے گئے رشتے کوئی فرضی نہیں۔ بلکہ ان کی پوری تحقیق و حوالہ جات ہم نے تحفہ جعفریہ جلد دوم ص ۳۰۴ تا ۳۱۴ پر رقم کر دیئے ہیں۔ وہاں ان کی تسلی کی جا سکتی ہے۔

فاعتبروا یا اولی البصار

الزام نمبر ۲۲

حضرت امیر معاویہ کی صحابی یا رضی اللہ عنہ کہنا
کفری کام ہے

معاویہ چونکہ اللہ رسول دین اسلام سے علی الاعلان باغی طاعنی کافر منافق منکر مخالف ہو کر اسی حال پر مر رہے۔ اس دشمن اسلام و ایمان کو اصحاب پاک میں ملانا اور اس پر رضی اللہ عنہ پڑھنا قطعاً ناروا اور کفری کام ہے۔ وہ ان لوگوں سے ہے جن کا قرآن نے بیان فرمایا۔ قَدْ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا
وہ کفر کے ساتھ فتح مکہ میں آئے اور اسی کفر کے ساتھ باغی خارجی ہو کر دین اسلام سے نکل گئے۔ ۶/۱۱ مائدہ۔ اس کے حامی منافقوں نے اس پر پردہ ڈالا ہوا ہے۔ یہ سب اللہ رسول کی اشد توہین و مہتک کرنے والے ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے مذہب حنفی میں ایسے ہر شخص کا حکم ہے۔ کہ وہ باغی خارجی کافر مرتد زندیق ہے

اس کی عورت اس کے عقد نکاح سے نکل کر طلاق ہو گئی ہے۔ اور اس سے بچنا ہر مومن مسلمان کا دینی ایمانی کام ہے۔ اور ان کے پیچھے نماز زندان کا کوئی کام اسلامی درست ہے۔ (روا اللہ و رسولہ اعلم)

حدیث ہے۔ **يَا هُمُ وَايَاكُمْ لَا يَصِلُوْا نِكْمًا وَلَا يَفْتَنُوْا نِكْمًا** فتاویٰ حسام الحرمین اور فتاویٰ صوام ہندیہ کے تین سوا یک مشائخ علماء اور مفتیان دین کے تمام فتوے کافر فاسق مرتد زندیق ہونے کے معاویہ پرستوں اور اس پر رضی اللہ عنہ کہنے والوں پر بلا کم و کاست لگ گئے ہیں۔ اور یہ سب ایسے کافر و مرتد ہیں کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے تو رد کرے یا اس بارہ بحث و حجت مزاحمت تکرار کرے ان کے ساتھ تعلق تعاون ان کی حمایت تائید و دوستی کرے رشتہ چاہے آشنائی روارکھے۔ وہ بھی انہیں جیسا دشمن دین و ایمان ہے۔ اللہ کا حکم ہے۔ **وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ** ماائدہ آیت ۵۱ اللہ کا فرمان ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ** الخ ممتحنہ آیت نمبر ۱۳، اللہ کا حکم ہے۔ **لَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ** ۱۲ ہود آیت ۵۲ اللہ کا حکم ہے۔ **فَلَا تَقْعُدُوا بِعْدِ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ** انعام آیت ۶۸، اے اہل اسلام اے اہل دین اسلام کے باغی ظالم و دشمن آل و اصحاب معاویہ کو ماننے اور اللہ رسول کو نہ ماننے والوں سے قطع تعلق کر کے دین و ایمان کو بچاؤ ورنہ جو چاہو انجام سوچ لو۔

جواب:

مذکورہ الزام و راصل سات امور کا مجموعہ ہے۔

امراول: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باغی کافر منافق تھے اور انہی اوصاف پر ان کا انتقال ہوا۔

امردوم: امیر معاویہ کو صحابی شمار کرنا کفر ہے۔

امرسوم: قَدْ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ الْخ امیر معاویہ رض اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں اُتری۔

امرحہارم: امام اعظم رض کے نزدیک ایسا شخص کافر مرتد ہے جس کا کوئی کام اسلامی نہ ہو۔

امریٰ پنجم: معاویہ پرستوں پر حسام الحارین اور صوارم ہندیہ کے تمام فتوے لاکھ ہوتے ہیں۔

امرفششم: معاویہ پرستوں سے دوستی کرنے والا بھی کافر اور جو اس کے کفر میں شک لائے وہ بھی کافر۔

امرہفتم: معاویہ کو ماننے اور خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننے والوں سے بچنا ضروری ہے۔

جواب امراول:

جہاں تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بغاوت کا معاملہ تھا (کہ جس کی بنا پر انہیں کافر و منافق و مرتد قرار دیا جا رہا ہے) ہم بار بار عرض کر چکے ہیں کہ یہ اجتہادی غلطی کی بنا پر سب کچھ ہوا۔ اور اجتہادی غلطی پر بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک گنا ثواب و اجر کا مشرودہ ہے۔ حضرت عثمان کے قاتلوں سے دم عثمان کے بدلہ کا مطالبہ تھا۔ جو امیر معاویہ نے پیش کیا تھا۔ یہ کوئی شرعاً ناجائز مطالبہ نہ تھا۔ بات بڑھی اور معاملہ لڑائی تک پہنچ گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ محاذ آرائی ہوئی۔ جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا۔ تو یہی امیر معاویہ ہیں۔ کہ امام حسن و حسین ان کی بیعت کرتے۔ اور ان کی امامت و خلافت کو عملاً بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اگر محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کی منطق دیکھی جائے۔ کہ امیر معاویہ باغی تھے۔

کافر و مرتد تھے۔ اسی پر مرے۔ تو یہ سوال خود بخود ذہن میں ابھرے گا۔ کہ جس کے باپ سے بغاوت کی گئی وہی اپنے باپ کے باغی اور کافر و مرتد کی بیعت کر رہے ہیں۔ اب کافر و مرتد کی بیعت کرنے پر حسنین کو یحییٰ کے بارے میں کیا کہو گے؟ معلوم ہوا کہ خواجہ تہاوی غلطی ہوئی تھی۔ وہ حسنین کو یحییٰ کے علم میں تھی۔ اور یہ دونوں شاہزادگان انہیں مومن سمجھتے تھے۔ ان حضرات نے جس سال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔ اور جس سے بہت بڑے فتنہ کا دروازہ بند ہو گیا۔ اُسے ”عام الجماعة“ کہا گیا ہے۔ اس لیے پہلے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اختلاف کو بغاوت کا نام دینا ہی زیادتی ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ حسنین کا بیعت کر لینا رہے سہے شکوک و شبہات کو دور کر دیتا ہے۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی صحت کی دلیل بنتا ہے۔ اسی مسئلہ پر سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے گفتگو فرمائی۔ ملاحظہ ہو۔

شواہد الحق؛

وَأَمَّا خِلَافَةُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سَفْيَانَ فَثَابِتَةٌ صَحِيحَةٌ
بَعْدَ مَوْتِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبَعْدَ خَلْعِ الْحَسَنِ
بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَتَسَلُّهُ عَنِ الْخِلَافَةِ
وَتَسْلِيْمِهَا إِلَى مُعَاوِيَةَ كَمَا رَأَى رَأَاهُ الْحَسَنُ وَمُضْلِحَةً
عَامَةً تَحَقَّقَتْ لَهُ وَهِيَ حَقٌّ وَمَا الْمُسْلِمِينَ وَ
تَحْقِيقُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَسَنِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ يَصْلَحُ اللَّهُ
تَعَالَى بِهِ بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ
هُوَ جَبَّتْ أَمَامَتُهُ بَعْدَ الْحَسَنِ لَهُ فَسُمِّيَ عَامَةً
عَامَ الْجَمَاعَةِ لِإِذْ تَفَاعَى الْخِلَافُ بَيْنَ الْجَمِيعِ وَاتَّبَاعِ

الْكُلِّ لِمَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا تَنْتَه لَمْ يَكُنْ هُنَاكَ
مُنَازَعَةً ثَالِثَةً فِي الْخِلَافَةِ -

دشوا هذا الحق صفحہ نمبر ۲۷۰ مطبوعہ مصر الغوث الجیلانی -
ترجمہ :- بہر حال علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے انتقال اور امام حسن
کی دستبرداری کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت صحیح
اور ثابت ہے۔ امام حسن نے امیر معاویہ کے حق میں دستبرداری اس
رائے کی بنا پر کی تھی کہ اسی میں مصلحت عامہ تھی۔ وہیہ کہ مسلمانوں کی
خونریزی کی حفاظت ہو گئی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول
کی تحقیق ہو گئی۔ ”بے شک میرا یہ بیٹا (امام حسن) سید ہے۔ اللہ تعالیٰ
اس کے سبب مسلمانوں کے دو بہت بڑے گروہوں میں صلح کر دے گا“
لہذا امام حسن کے دستبردار ہونے کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت
واجب ہو گئی۔ اسی بنا پر اس سال کا نام ”عام الجماعة“ پڑا۔ کیونکہ تمام
لوگوں کے مابین اختلاف ختم ہو گیا۔ اور امیر معاویہ کی خلافت پر سب نے
اتفاق کر لیا۔ کیونکہ یہاں کوئی تیسرا آدمی ایسا نہ تھا۔ جو مسئلہ خلافت
میں جھگڑنے والا ہو۔

ملخص فکریہ :

سرکارِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کو امام حسن و حسین سے جو نسبى تعلق ہے۔ اس کی
محدث ہزاروی کو ہوا بھی نہیں لگی۔ خود اپنے گھر کی بات بیان فرماتے ہوئے کہا
کہ حسن کی دستبرداری کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے حق ہونے میں کوئی عذر
باقی نہ رہا۔ اس لیے تمام موجود امت مسلمہ نے اسے تسلیم کر لیا۔ سرکارِ غوثِ پاک
اپنی وسعتِ نظر کا تحدیثِ نعمت کے طور پر یوں ذکر فرماتے ہیں۔ فَظَرَرْتُ

إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا - كَخَرْدَلَةٍ عَلَى حُمْرٍ أَتَّصَالٍ - میں اللہ کے شہروں کو لگاتار اس طرح دیکھتا ہوں۔ کہ جس طرح ہاتھ پر رکھارائی کا دانہ۔ تو جن کی وسعت نظر کا یہ عالم انہیں تو امیر معاویہ کی خلافت، واجب اور صحیح نظر آرہی ہے۔ اور محدث ہزاروی جسے دن کے وقت چوٹی نظر نہ آئے۔ وہ ان کی شان میں اندھوں کی طرح بکتا جاتا ہے۔ حق وہی ہے۔ جو سیدنا عوث اعظم کے ارشادات میں موجود ہے۔

جوابِ امردوم:

”امیر معاویہ کو صحابی کہنا کفریہ کام ہے، اس بارے میں ہم محدث ہزاروی سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ صحابی، کی تعریف جو کتب میں موجود ہے۔ اُسے تسلیم کرتے ہو یا نہیں؟ اگر تسلیم ہے۔ تو اہل سنت کی کتب معتبرہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو۔ ”صحابی“ کہا گیا ہے۔ اور اگر وہ تعریف تسلیم نہیں بلکہ تمہارے نزدیک اپنی بنائی ہوئی تعریف ہے۔ تو اُسے اپنے پاس ہی رکھو۔ جماعت کو چھوڑنے کی وجہ سے ”شَدَّ فِي النَّارِ“ کا مصداق بنو۔ جہاں تک امیر معاویہ کے صحابی ہونے کا معاملہ ہے۔ تو خود عبداللہ بن عباس ایسے مجتہد صحابی اس کا اظہار فرماتے ہیں۔

تطهير الجنان:

وَ مِنْهَا ثَنَاءُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَلَى مُعَاوِيَةَ وَ هُوَ مِنْ أَجْلِ آلِ بَيْتٍ وَ التَّابِعِينَ لِعَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَ الْكَرِيمِ - فَفِي صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ عَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ مُعَاوِيَةَ أَوْ تَرَبُّعَةً فَقَالَ إِنَّهُ فَقِيهٌ وَ فِي رِوَايَةٍ أَنَّكَ صَحَبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هَذَا مِنْ أَجْلِ مُنَاقِبِ مُعَاوِيَةَ

أَمَّا أَقْلًا فَلَا تَنْفِقُهُ أَحِلُّ الْمَرَائِبِ عَلَى الْإِطْلَاقِ
وَمِنْ ثَمَرِ دَعَا نَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ
عَبَّاسٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَأَمَّا ثَانِيًا
فَصُدُّوا هَذَا الْوَصْفَ الْجَلِيلَ لِمُعَاوِيَةَ مِنْ
عَظَمَ مُنَاقِبِهِ كَيْفَ وَقَدْ صَدَّرَ لَهُ مِنْ
حَبْرِ الْأُمَّةِ وَتَرْجُمَانِ الْقُرْآنِ وَابْنِ عَمْرِو
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنِ عَمْرِو عَلِيٍّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَالْقَائِمِ بِبُصْرَةِ عَلِيٍّ فِي حَيَاتِهِ وَ
بَعْدَ وَفَاتِهِ وَصَحَّ ذَلِكَ عَنْهُ فِي الْبُخَارِيِّ الَّذِي هُوَ
أَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ الْقُرْآنِ وَإِذَا ثَبَتَ مَعَ هَذِهِ الْكَمَالَاتِ
فِي الرُّوَاةِ وَالْمَرْوِيِّ عَنْهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ فَقِيهٌ فَقَدْ
اجْتَمَعَتْ الْأُمَّةُ أَهْلُ الْأُصُولِ وَالشُّرُوعِ عَلَى أَنَّ
الْفَقِيهَ فِي عُرْفِ الصَّحَابَةِ وَالسَّلَفِ الصَّالِحِ
وَقُرُونِ آخِرِينَ بَعْدَهُمْ هُوَ الْمُجْتَبَى
الْمُطْلَقُ -

(تطهير الجنان واللسان ص ۲۰-۲۱ مطبوعہ مصر)

مصر طبع جدید)

ترجمہ کیا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں سے ایک یہ بھی ہے
کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی تعریف کی۔ ابن عباس
رضی اللہ عنہ اہل بیت کے جلیل القدر افراد اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پیروں
میں سے ہیں۔ صحیح البخاری میں جناب عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کریں نے ابن عباس سے کہا کہ امیر معاویہ ایک رکعت کے ساتھ وتر پڑھتے ہیں۔ فرمایا۔ وہ فقیہ ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف پایا ہے۔ ابن عباس کا یہ جواب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب کے سلسلہ میں ایک مینار ہے۔ اول یوں کہ خود فقہ اعلیٰ مرتبہ علی الاطلاق رکھتی ہے۔ اسی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ابن عباس کے لیے ان الفاظ سے دعا مانگی۔ اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا فرما۔ دوسری وجہ سے یوں کہ وہ فقیہ کا لفظ امیر معاویہ کے حق میں اس شخصیت کی زبان سے نکلا۔ جن کے خود مناقب عظیم ہیں۔ جو ہر الامۃ اور ترجمان القرآن ایسے عظیم لقب رکھتے ہیں۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد اور علی المرتضیٰ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ جو علی المرتضیٰ کے ان کے زندگی اور ان کے انتقال کے بعد بھی ان کے معاون رہے اور پھر یہ روایت صحیح بخاری میں ہے جو کتاب اللہ کے بعد اصح الکتاب کا درجہ رکھتی ہے۔ جب ان خوبیوں اور کمالات جو کہ رواۃ اور مروی عنہ میں ہیں۔ یہ ثابت ہوا۔ کہ امیر معاویہ فقیہ ہیں۔ تو یہاں پر اصول و فروع کے تمام علماء اس بات پر متفق ہوئے۔ کہ صحابہ کرام اور سلف صالحین اور ان کے بعد کے اجلہ علماء کرام کے ہاں فقیہ کا لفظ مجتہد مطلق کے لیے بولا جاتا ہے۔

توضیح:

مذکورہ بالا روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کے بارے میں دو باتیں فرمائیں۔ ایک یہ کہ وہ فقیہ ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت (صحابی ہوئے) کا شرف حاصل ہے۔ جب ایسی شخصیت جو بارگاہِ سالک

سے ”فقہ فی الدین“ کی مستجاب دعا پائیں جنہیں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خارجیوں کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لیے ان پر اعتماد کریں۔ اس کے بعد امیر معاویہ کے صحابی ہونے میں اور کسی دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور اسی روایت سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ امیر معاویہ کو باغی کہنا خود بغاوت ہے۔ کیونکہ لقبول ابن عباس آپ فقیہ (مجتہد مطلق) تھے اور مجتہد مطلق کو کسی کی تقلید کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لیے اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنی اجتہادی رائے علیحدہ قائم کی۔ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی رائے کو تسلیم نہ کیا۔ تو اس سے ان کا باغی ہونا ثابت نہ ہوگا۔ یہی بات تطہیر الجنان نے صراحتاً ذکر کی ہے۔

تطہیر الجنان:

هُوَ الْمُجْتَهِدُ الْمُطْلَقُ وَآلَهُ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَحْمَلَ
بِاجْتِهَادِ نَفْسِهِ وَلَا يَحْجُوزُ لَهُ أَنْ يُقْلِدَ غَيْرَهُ فِي
حُكْمٍ مِنَ الْأَحْكَامِ بِوَجْهِ كَمَا مَرَّ وَحَيْثُ يَنْتَجِ
مِنْ ذَلِكَ عُدْوَانٌ مَعَاوِيَةَ فِي مَعَارِكِهِ لِعَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ
وَجْهَهُ وَإِنْ كَانَ الْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ - (تطہیر الجنان ص ۲۱)

ترجمہ:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد مطلق تھے۔ اور یقیناً ان پر واجب تھا۔ کہ وہ اپنے اجتہاد پر عمل کریں۔ اور یہ جائز نہ تھا۔ کہ کسی دوسرے مجتہد کی کسی حکم میں کسی وجہ پر تقلید کرتے۔ اس مقام پر پہنچ کر یہ نتیجہ اخذ کیا جائے گا۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ساتھ جھگڑے کئے۔ ان میں وہ معذور تھے۔ اگرچہ حق علی المرتضیٰ کے حق میں تھا۔

جواب امر سوم: ”قَدْ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ“

اس آیت کریمہ سے ثابت کیا گیا۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سچے دل سے نہ اسلام لائے اور پھر جیسے آئے ویسے ہی نکل گئے۔ ہم محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ آیت مذکورہ کا شان نزول یہ دکھا دیں۔ کہ یہ آیت امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ تو منہ مانگا انعام پائیں۔ گویا محدث علیہ ما علیہ کہنا یہ چاہتے ہیں۔ کہ آیت مذکورہ فتح مکہ کے وقت اُن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جنہوں نے اب اسلام قبول کیا تھا۔ ان میں سے ایک امیر معاویہ بھی تھے۔ تو دراصل صرف امیر معاویہؓ کے ایمان و اسلام پر اعتراض نہیں بلکہ ان تمام صحابہ کرام پر اعتراض ہے۔ جو فتح مکہ کے وقت مشرف باسلام ہوئے۔ اور ان میں ایک شخصیت حضرت عباسؓ کی بھی ہے اب یہی کفر و ارتداد کا فتویٰ ان کی طرف بھی رُخ کرے گا۔ اور یوں اُدھر سے اپس لوٹ کر محدث ہزاروی کے گلے کا طوق بن جائے گا۔ تفاسیر و احادیث کی کتب میں آیت مذکورہ کا شان نزول اہل کتاب کے ایک گروہ کو بتایا گیا۔ جو تھوڑی دیر کے لیے اسلام لایا۔ اور پھر چھوڑ گیا۔ لیکن فتح مکہ کے روز ایمان لانے والے صحابہ اور اس سے قبل و بعد سب کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ **وَكَلَّا وَعَدَا اللَّهُ الْحُسْنٰی**۔ سب سے ہمارا اچھا وعدہ ہے۔ یہ نص صریح ان کے قطعی حتمی ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس کے خلاف محدث ہزاروی انہیں کافر و مرتد اور مرتد کے خطاب دے رہا ہے۔ ہر ذی عقل مسلمان یہی کہے گا۔ کہ اس محدث کا دماغ جل گیا ہے۔ اللہ کی پھٹکار کا نشانہ بنا ہوا ہے۔

نوٹ :

اگر حضرت عباسؓ کے بارے میں اس مقام پر کوئی یہ کہے۔ کہ انہوں نے فتح مکہ سے قبل اسلام قبول کر لیا تھا۔ لہذا ان پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسی طرح تحقیق سے ثابت ہے۔ کہ امیر معاویہؓ بھی اس سے پہلے مسلمان ہو

چکے تھے۔ فتح مکہ کے واقعہ سے ایک سال پہلے عمرۃ القضاۃ کے موقعہ پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کھونے کی خاطر آپ کی حجامت بنائی تھی۔ آپ اس سفر میں انہیں ساتھ لائے تھے۔ لہذا دونوں حضرات کا معاملہ یکساں ہے۔

جواب امر چہارم:

”ایسے آدمی کا حکم امام اعظم کے نزدیک کافر اور زندیق اور مرتد ہے الخ“، محدث ہزاروی کا (ایسے آدمی) سے مراد (سیاق و سباق کے حوالہ سے) وہ شخص ہے جو امام و خلیفہ حق کے خلاف بغاوت کرے۔ تو ہم پوچھتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ نے کس کتاب میں اس کے بارے میں مذکورہ الفاظ فرمائے ہیں۔ اگر کسی کتاب میں دکھا دو۔ تو منہ مانگا انعام دیں گے۔ امام اعظم کی احتیاط تو یہاں تک ہے کہ یزید تک پر صراحتہ کفر کا فتوے نہ دیا۔ اگرچہ امام احمد بن حنبل وغیرہ نے اس پر کفر کا حکم لگایا ہے۔ عقائد جعفریہ جلد دوم میں یزید کے متعلق تفصیلی بحث موجود ہے۔ بہر حال امام اعظم کی طرف ایسے من گھڑت فتوے کی نسبت ایک عیارانہ ہی نہیں۔ بلکہ اسلام دشمنی کی چال ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب اجلہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی کاتب وحی کہتے ہوں۔ تو امام اعظم سے یہ فتویٰ کیونکر متوقع کہ وہ انہیں معاف اللہ کافر، زندیق اور مرتد کہیں۔

جواب امر پنجم:

حسام الحرمین میں تین سو ایک مشائخ کا فتوے معاویہ پرستوں پر لگتا ہے۔ ان کی بیویوں کو طلاق ہو گئی الخ۔ محدث ہزاروی سے ہم پوچھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے حسام الحرمین میں مذکورہ فتوے کیا امیر معاویہ کے ماننے والوں پر لگایا ہے؟ آپ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دشمن اور بدخواہ دائرہ اسلام سے خارج اور جہنمی کتا ہے۔ جب امیر معاویہ کے خلاف پر یہ فتوے تو ان کے

حامی اور نام لیوا کے بارے میں تو یہ فتوے ہرگز نہ ہوگا۔ اس لیے اعلیٰ حضرت نے مذکورہ باتیں دراصل ان لوگوں کے بارے میں کہیں۔ جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دشمن ہیں۔ گویا محدث ہزاروی کا فتوے خود اعلیٰ حضرت پر بھی چسپاں ہوگا۔ اور یہی نہیں بلکہ حضرات صحابہ کرام ائمہ مجتہدین، اولیاء امت ان میں سے کسی کی بیوی کا نکاح قائم نہ رہے۔ اور پھر اس کے مفاسد جو ہیں۔ وہ سب کے سامنے ہیں۔ اس لیے معاملہ کچھ الٹ سا معلوم ہوتا ہے۔ وہ یوں کہ ان تمام حضرات کو معاویہ پرست کہہ کر محدث ہزاروی نے اسلام سے خارج کر دیا۔ اور ان کی ازواج کا نکاح ختم کر دیا۔ لیکن اس کثیر تعداد میں راسخ العقیدہ مسلمانوں کو کافر کہہ کر محدث ہزاروی کا اسلام و ایمان جاتا رہا۔ اب اپنے نکاح کی خیر منائے۔ کاش کوئی اس کی بیوی اور بچوں کو آگاہ کرتا۔ کہ تمہارے ابا جان نے کیا کیا ظلم ڈھائے ہیں۔ اور اپنے کتوتوں سے تمہاری حالت ناگفتہ بہ کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق ہدایت مرحمت فرمائے۔

جواب امر ششم:

”معاویہ پرستوں کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ معاویہ پرست تو وہ لوگ ہیں۔ جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مومن صحابی رسول اور جنتی مانتے ہیں۔ ان لوگوں کو کافر کہنا یا سمجھنا بعد کی بات ہے۔ اس سے زیادہ اہم خود امیر معاویہ کی ذات کا مسئلہ ہے۔ اگر کوئی شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کافر کہے۔ تو اس کے بارے میں محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کا فتوے اس سے بھی سخت ہونا چاہیے۔ کیونکہ معاویہ پرستوں کو کافر اسی لیے کہا گیا۔ کہ انہوں نے امیر معاویہ کو کافر نہیں سمجھا۔ یعنی کسی کے کفر کو تسلیم نہیں کیا۔ لیکن خود کافر نہیں ہیں۔ ان لوگوں کے کفر میں شک کرنے والا بھی اگر کافر ہے۔ تو پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کفر کا منکر ان سے بھی بدتر ہوگا۔ ہم اس سے قبل امت کے چند اکابر حضرات کی اس بارے میں تحریرات پیش کر چکے ہیں جن

میں امام شمرانی، سرکار غوثِ پاک مجددِ الف ثانی وغیرہ بھی ہیں۔ ان حضرات نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمان، صحابی اور جنتی فرمایا۔ لہذا ان کا کفر بہت شدید ہوا۔ معاذ اللہ پھر کافر کے لیے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب نصِ قرآنی سے منع ہے۔ اب محافل گیارہویں شریف بھی ناجائز ہو گئیں۔ ایسے ہی ”محدثوں“ کے بارے جو صرف اپنے آپ اور اپنے چیلے چانٹوں کو مسلمان سمجھتا۔ اور امتِ مسلمہ کو بمعہ اکابر کے دائرہ اسلام سے خارج کہتا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ۔ جو جماعت سے نکل گیا۔ وہ جہنمی ہوا۔ امتِ مسلمہ کے اکابر کو محدث نے کافر بنایا۔ لیکن خود محدث کو حدیثِ رسول نے جہنمی کر دیا۔ اور آپ ہی کے ارشادات نے امتِ مسلمہ کو گمراہی سے بچا لیا۔ فرمایا۔ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ عقائدِ باطلہ سے توبہ کی توفیق دے۔ (۱۱ ص ۱۰)

جواب امر ہفتم:

”معاویہ کو ماننے والے اور خدا و رسول کو نہ ماننے والے سے بچنا ضروری ہے، گویا جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمان مانتا ہے۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کا منکر ہے۔ اور جو اللہ و رسول کو ماننے اس کے لیے لازم ہے۔ کہ وہ امیر معاویہ کو مسلمان نہ سمجھے۔ محدث ہزاروی نے اس منطق کے ذریعہ بھی اپنے سوا تمام امتِ مسلمہ کو خدا و رسول کا منکر بنا ڈالا۔ اس کا جواب ہو چکا ہے۔ لہذا مزید کی ضرورت نہیں۔“

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر ۲۳

فقہاء احناف کے ہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
ظالم و جابر حکمران تھے

پیارے برادرانِ ملت و دین و ملک! ہمیں موجودہ ماحول میں ہر وقت دشمن
ملت و ملک کی طاقت کے مقابلہ میں طاقت کی ضرورت ہے۔ اور
اس کے لیے اتحاد و جہاد لازم ہے۔ اور اس کا اہتمام صحیح نظام خلافت
اور مکمل دستور اسلام کی بحالی بغیر دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ لہذا علم و خود کا ناقابل
انکار اعلا ہے۔ کہ نظام خلافت و دستور اسلام کی بحالی بغیر دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ جسے
فتنہ بغاوت نے تباہ کیا۔ بس کائناتِ دین و ایمان میں خلافت راشدہ سے بغاوت
چودہ طبق میں وہ ظلم عظیم ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ اور ظالموں پر کتاب و سنت میں
لعنت کا شمار نہیں۔ فتح القدر جلد ۷ ص ۲۶۳ طبع بیروت پر ہے۔ دو بی جتوب
معاویہ، تصریح ہے معاویہ کے ظالم ہونے کی۔ مسلمان مومن بھائیو! کسی
کی نہ بلکہ اپنے رب کی سُنو۔ لَا يَنْتَهِ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ۝ ۱۱ بقرہ ص ۲۴ امیر
کوئی عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔ تفسیر احکام القرآن ابو بکر جصاص حنفی جلد ۷ ص ۶۹
طبع بیروت میں خلاصہ کہ ظالم کے لیے اللہ کا کوئی نہ عہد نہ کوئی عہد ہے۔
لہذا معاویہ باغی ظالم مبتدع کے لیے کوئی رتبہ نہیں۔ مرقاۃ ص ۱۷۱ میں عمار بن

والی حدیث کی شرح میں ہے۔ فَكَانُوا طَائِعِينَ بَاغِيْنَ بِهَذَا الْحَدِيثِ
مبارزق الا زبار شرح مشارق الانوار جلد ۲ ص ۱۷۹ طبع مصر میں ہے۔ وَكَانُوا
طَائِعِينَ بَاغِيْنَ بِهَذَا الْحَدِيثِ معاویہ اینڈ کو اس مشہور متواتر حدیث سے
طاغی باغی ظالم مبتدع ہوئے۔ اور باغی ظالم مبتدع بد مذہب کا حکم شرح مقاصد جلد ۲
ص ۲۷۰ طبع لاہور پر اور فتاویٰ رضویہ کتاب النکاح باب المحرمات ص ۵۳ طبع بریلوی پر
لکھا ہے۔ بد مذہب کے لیے حکم شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض و عداوت رکھیں۔
روکروانی کریں۔ اس کی تذلیل و تحقیر بجالائیں۔ اس سے لعن طعن کے ساتھ پیش آئیں۔

محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں پانچ امور پائے جاتے ہیں
جو وجہ ذیل نقل کیے جاتے ہیں

امراؤل: اول یہ کہ ملک و ملت کے دشمنوں کے خلاف اتفاق و اتحاد وقت
کی ضرورت ہے۔

امر دوم: ظالم پر بے شمار لعنتیں ہیں۔

امر سوم: فتح القدر میں امیر معاویہ کے لیے جو بمعنی ظلم کا لفظ مستعمل ہوا۔
لہذا انہیں ظالم کہنا پڑے گا۔

امر چہارم: ظالم کو اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد و عہدہ نہیں پہنچتا۔

امر پنجم: مرقات میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق طاغی باغی اور ظالم کا
لفظ امیر معاویہ کے بارے میں موجود ہے۔

جواب امراؤل:

دشمن کے خلاف اتحاد و اتفاق بہت مبارک لیکن دشمن کون؟ اگر محدث ہزاروی
کے نظریہ کے مطابق دشمن ملک و ملت وہ لوگ ہیں۔ جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور انہیں کافر و زندیق نہیں کہتے۔ ان کے خلاف اتحاد و اتفاق

ہونا چاہیے۔ تو پھر محدث ہزاروی نے اپنے چیلے چانٹوں سمیت ایک مخالف گروپ تشکیل دے دیا ہے۔ اب وہ اس اپیل کے ذریعہ چاہتے ہیں کہ کچھ اور لوگ بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھ کر ان کے ساتھ آئیں لیکن ایسا ناممکن نظر آتا ہے۔ اور اگر دشمن سے مراد دیوبندی وہابی وغیرہ مخالفان اہل سنت ہیں تو جب ہمارے فتویٰ کے مطابق امت کے تمام اولیاء اصفیاء علماء بوجہ عدم تکفیر معاویہ دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔ تو انہیں اپنے ساتھ ملا کر ان دیوبندیوں وہابیوں کے خلاف اتحاد و اتفاق کی اپیل کا کیا معنی۔ پھر بہت سے دیوبندی اور وہابی بھی امیر معاویہ کو مومن و مسلمان سمجھتے ہیں اس لیے اتحاد و توفیق کی یہ اپیل سمجھ سے اسی طرح بالاتر ہے جس طرح محدث ہزاروی کی دوسری تحریرات وابیات ہیں۔

جواب امر دوم؟

”ظالم پر کتاب و سنت میں بے شمار لعنتیں ہیں“، لفظ ظالم سے مراد (محدث ہزاروی کے نزدیک) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس لیے ظالم پر لعنت والی آیات و احادیث امیر معاویہ پر منطبق ہوتی ہیں۔ ہم دریافت کرتے ہیں کہ قرآن کریم کا علم تمہیں زیادہ ہے۔ یا باب العلم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو۔ یہی علی المرتضیٰ ہیں کہ جنہوں نے امیر معاویہ اور ان کے رفقاء پر لعنت بھیجنے سے منع فرما دیا ہے۔ اس کے ثبوت کے لیے مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ کی ایک حدیث ہم نقل کر چکے ہیں۔ اسی طرح شرح مقاصد کی عبارت بھی ذکر ہو چکی۔ کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل شام (یعنی امیر معاویہ اور ان کے ساتھی) ہمارے دینی بھائی ہیں۔ انہوں نے ہم پر بغاوت کی۔ لیکن اس بغاوت کی بنا پر وہ نہ کافر ہیں نہ فاسق۔ اس لیے کوئی شخص ان پر لعنت نہ کرے۔ مصنف ابن شیبہ جلد ۵ کا حوالہ بھی گزر چکا ہے کہ جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین کے مقتولین کے بارے

میں پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ وہ سب جنتی ہیں۔ ان حوالہ جات کو سامنے رکھا جائے اور ادھر محدث ہزاروی کے انوکھے اجتہاد کو دیکھا جائے۔ ایک طرف علی المرتضیٰ کے جن کے ساتھ امیر معاویہ کی جنگ ہوئی۔ اور دوسری طرف چاچا خواہ مخواہ (محدث ہزاروی) جو باہم جنگ کرتے ہیں۔ وہ ان سے کہیں زیادہ قرآن و سنت کے عالم تھے۔ وہ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جنتی اور دینی بھائی فرمائیں۔ اور یہ کنوئیں کا مینڈک ان کی ذات پر ناروا حملہ کرے۔ سورج پر تھوکنے والے پر تھوک واپس آیا کرتا ہے۔

جواب امر سوم:

فتح القدر میں امیر معاویہ کے لیے ”جَوْر“ کا لفظ استعمال ہوا۔ یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صاحب جورِ ظالم تھے۔ ان کا ظالم ہونا ایک معتمد مسلمان کے حوالہ سے ہے اس لیے جب یہ ظالم ہوئے۔ تو وہ تمام لعنتیں جو قرآن و سنت میں ظالم کے لیے ہیں۔ وہ امیر معاویہ پر پڑیں۔ بات دراصل یہ ہے۔ کہ محدث ہزاروی کو اپنے باطل مسلک کی خاطر کہیں سے اُٹ پٹا بنگ مل جائے وہ دلیل بن جاتا ہے۔ اور بڑے مکرو فریب سے اُسے کبھی اجماع امت کے عنوان سے اور کبھی کسی اور مسحور کن انداز سے پیش کیا جاتا ہے۔ اور بڑے مکرو فریب سے ایک لفظ لے کر قارئین کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ اہل سنت حنفی مسلک کا ایک بہت بڑا علامہ جب امیر معاویہ کو جائز (ظالم) کہہ رہا ہے۔ تو پھر ایرے غیرے کو اس پر کیوں اعتراض؟ ہم کہیں گے۔ کہ اگر واقعی تمہیں صاحب فتح القدر کی تحقیق و تصانیف پر یقین ہے۔ تو فیصلہ جلد ہو جائے گا۔ جس طرح ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں۔ کہ اعلیٰ حضرت کی تصنیف حسام الحرمین اور عامی تصنیف سوارم ہندیہ کے بہت سے فتوے محدث صاحب نے جڑ سے لٹکتے۔ ہم نے انہی حضرات کے وہ فتاویٰ پیش کئے جو انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرنے والوں کے متعلق دیئے تھے۔ اب اگر اعلیٰ حضرت

کی شخصیت تمہارے نزدیک مستلم ہے۔ (کیونکہ تم نے ان کے فتویٰ کو پیش کر کے تسلیم کر لیا) تو پھر ان کا فیصلہ یہ ہے۔ کہ امیر معاویہ کو کافر و ظالم کہنے والا جہنمی ہے۔ اور ہاویہ کا مستحق ہے۔ اور اگر آپ کی شخصیت مستلم نہیں۔ تو پھر لوگوں کو دھوکہ دینے کی خاطر ان کا نام استعمال کیوں کر رہے ہو۔ اسی طرح صاحب فتح القدير کا معاملہ بھی ہے قبل اس کے کہ ہم حوالہ مذکورہ کے بارے میں کچھ لکھیں۔ پھر یہ بات دہراتے ہیں۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مابین لڑائی ہوئی۔ اور یہ لڑائی اجتہادی خطا کی بنا پر تھی۔ ہمیں تسلیم ہے۔ کہ حق حضرت علی المرتضیٰ کی جانب تھا۔ لیکن اس کے باوجود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کافر اور مرتد قرار نہیں پاتے۔ دوسری بات یہ کہ باعنی کا لفظ جہاں امام برحق کے خلاف بلا وجہ اور بلا دلیل خروج اور بغاوت کرنے والے پر بولا جاتا ہے اسی طرح اس کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جس نے کسی دلیل کا سہارا لے کر امام کی مخالفت کی ہو۔ اسی طرح لفظ وظالم، بمعنی زیادتی کرنے والا اور معنی فاسق و فاجر اور کافر بھی ہے۔ ان چند باتوں کے بعد ہم اصل الزام کی طرف آتے ہیں۔

فتح القدير کی مذکورہ عبارت ایک مسئلہ کی تحقیق میں ہے مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح ایک عادل حاکم اگر کسی کو قضاۃ کا عہدہ پیش کرے۔ تو اس کی طرف سے اس کو قبول کر لینا کوئی جرم نہیں کیا اگر اس عادل حاکم کے خلاف بغاوت کرنے والا کسی کو یہی پیش کش کرے۔ تو اسے قبول کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اس مسئلہ کے متعلق صاحب ہدایہ نے فرمایا۔ کہ سلطان جائز (ظالم) سے عہدہ قضاۃ قبول کرنا درست ہے۔ اور اس کی دلیل کے طور پر یہ بات پیش کی۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کے عہدے حضرات صحابہ کرام نے قبول کیے تھے۔ باوجود اس کے کہ حق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔

صاحب فتح القدير نے ہدایہ کی اس عبارت کو لیا۔ اور چونکہ اس سے ایک

وہم پڑتا تھا کہ مسئلہ اپنے مقام پر درست لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بطور مثال پیش کر کے صاحب ہدایہ نے اُن کے جائزِ ظالم ہونے کی تصریح کر دی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تاویم آخر جائز اور ظالم خلیفہ تھے۔ لہذا آپ کو اب انہی الفاظ سے یاد کرنا درست قرار پایا۔ اس وہم کو دور کرنے کے لیے صاحب فتح القدر لکھتے ہیں۔

فتح القدر :-

هَذَا تَصْرِيحٌ بِجَوْرِ مُعَاوِيَةَ وَالْمُرَادُ فِي خُرُوجِهِ
لَا فِي أَقْضَيْتِهِ ثُمَّ إِنَّمَا يَسْتَمِرُّ إِذَا شَبَّتَ أَقَّةً وَ لِي
الْقَضَاءِ قَبْلَ تَسْلِيَةِ الْحَسَنِ لَهُ وَ أَمَّا بَعْدَ تَسْلِيَةِ
فَلَا وَ يُسَمَّى ذَالِكَ الْعَامُ عَامَ الْمُحَاجَّةِ رَفَعَ الْقَدِيرُ
جلد ۲ ص ۴۶۱ مطبوعہ مصر

ترجمہ کیا : یہ تصریح اس امر کی ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا۔ اس میں امیر معاویہ جائز تھے۔ نہ یہ کہ آپ اپنے فیصلوں میں ظالم تھے۔ پھر یہ بات کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کچھ صحابہ نے عہدہ قضا قبول کیا اور یہ قبول کرنا جائز و ظالم حاکم سے قبول کرنا ہے اس وقت ثابت ہو سکتی ہے۔ جب یہ ثابت کیا جائے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی کو جب قضا کا عہدہ پیش کیا تھا۔ اس وقت امام حسن نے خلافت سے دستبرداری نہیں فرمائی تھی۔ اور اگر اس پیش کش کے وقت سے پہلے امام حسن دستبردار ہو چکے تھے۔ تو پھر جائز حاکم سے عہدہ قبول کرنے کی یہ مثال درست نہ بنے گی۔ کیونکہ اب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت صحیحہ ہو گئی۔ اس سال کو

عام المحاجۃ کا نام دیا گیا۔

گویا وہ وہم جو صاحب ہدایہ کی عبارت سے پڑتا تھا۔ کہ امیر معاویہ کو دم آخر تک جائز کہنا جائز ہو گیا۔ اور اسی ظلم و جور پر ان کا انتقال ہوا۔ لہذا اب اگر انہیں کوئی شخص ظالم کہتا ہے۔ تو صاحب ہدایہ کے قول کے مطابق درست ہے۔ اس وہم کو صاحب فتح القدر نے صاف فرما دیا۔ فرمایا۔ پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ امیر معاویہؓ کو جائز کہنا اس وقت تک درست تھا۔ جب تک امام حسن نے ان کے حق میں دستبرداری نہ فرمائی تھی۔ جب وہ دستبردار ہو گئے۔ اور ان کے ہاتھ پر بیعت بھی کر لی۔ اب امیر معاویہ پر جائز کا اطلاق قطعاً غلط ہے۔ اس لیے بقیہ دور خلافت ان کا ظالمانہ نہیں بلکہ عادلانہ گزرا۔ اور اسی پر ان کا انتقال ہوا۔ لہذا اب کوئی شخص ان کو جائز و ظالم نہیں کہہ سکتا۔ امام حسن کی دستبرداری کے بعد جن صحابہ کرام نے امیر معاویہ سے عہدہ قضاء قبول کیا۔ وہ اس مسئلہ کے تحت داخل ہی نہیں ہیں کہ کسی ظالم حاکم سے عہدہ قضاء قبول کرنا درست ہے یا نہیں؟

اب آئیے صاحب فتح القدر کے مشرب و مسلک کی طرف امیر معاویہ کے بارے میں ان کا کیا نقطہ نظر ہے۔ امیر معاویہ کے مناقب کی بحث میں ہم ان کا نظریہ بیان کر چکے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ ”و بغاوت سے قبل امیر معاویہؓ کو کافر و منافق کہنا ہرگز جائز نہیں۔ اگرچہ علی المرتضیٰ کے خلاف لڑنے کی وجہ سے ان کو باغی کہا گیا۔ لیکن یہ بغاوت اجتہادی غلطی کی بنا پر تھی۔ لہذا اس کی وجہ سے بھی آپ پر لعن طعن کرنا جائز نہیں۔ اور پھر جب امام حسن نے ان کے حق میں دستبرداری فرمائی اور ان کی بیعت کر لی۔ تو اب انہیں کافر کہنا تو دور کی بات ہے۔ باغی اور ظالم کہنا بھی جائز نہیں ہے۔“

اگر محدث ہزاروی ایندکینی کو فتح القدر پر اعتماد ہے۔ تو پھر انہیں یہی عقیدہ

و نظریہ اپنا ناپا بیٹے جو ہم نے سطور بالا میں بالاختصار بیان کیا۔ یہ لوگ خود لعن طعن کرنے والے اور دوسروں کو اس کی ترغیب دینے والے اور صاحبِ فتح القدر و دلائل سے اس کے عدم جواز پر زور دینے والے ہیں۔ اس تفصیل کے بعد قارئین کرام آپ پر حقیقت منکشف ہو گئی ہوگی۔ کہ ہم نے اوپر جواب کے شروع میں کچھ کہا تھا۔ بات وہی ہے یعنی یہ لوگ اپنا اٹو سیدھا کرنے کے لیے ہر کی عبارتیں سیاق و سباق سے ہٹا کر اور کمال مکرو فریب کے ساتھ پیش کر کے قارئین کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں۔ کہ ہماری تحقیق جیسی کسی کی تحقیق نہیں۔ اس لیے دوسروں کی باتیں چھوڑو۔ اور ہماری دم مضبوطی سے تھامو۔ ہم پھر بھی دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں صراطِ مستقیم دکھائے۔ اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جواب امر چہارم:

احکام القرآن کے حوالہ سے لَا يَنْتَظِرُ الظَّالِمِينَ کے تحت یہ ثابت کیا گیا۔ کہ چونکہ معاویہ ظالم ہے۔ اس لیے اسے کوئی عہد اور عہدہ نہیں مل سکتا یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ محدث ہزاروی نے اس آیت کو بھی اپنے مقصد کے لیے ٹوڑ موڑ کر پیش کیا ہے۔ واقعہ یوں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جب ابراہیم علیہ السلام کو چند کلمات سے آزمایا۔ تو آزمائش میں پورا اترنے پر فرمایا: اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا، میں تمام لوگوں کے لیے تمہیں امام بنانے والا ہوں۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا جوش دیکھا۔ تو عرض کیا: "قَالَ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِي" میری اولاد میں سے بھی (امام ہوگا) تو جواب آیا۔ لَا يَنْتَظِرُ الظَّالِمِينَ میرا عہد ظالموں کے لیے نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امام بنائے جانے کا مطلب یہ ہے۔ کہ آپ کو دیگر انبیاء کرام کی طرح نبی ہونے کے علاوہ ایک اور خصوصیت عطا کی جا رہی ہے۔ وہ یہ کہ انبیاء کرام کی تعلیمات ان کے امتیوں یا

ایک مخصوص زمانے کے لوگوں تک محدود ہوئی تھیں۔ لیکن اسے ابراہیمؑ: تمہاری تعلیمات کا کافی حصہ میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر بھی اسی طرح جائز رکھوں گا۔ جس طرح تمہاری امت کے لیے ہے۔ اور پھر وہ تعلیمات تا قیامت لوگوں کا معمول بنا دینے کی وجہ سے تمہیں اس طرح تمام آنے والے لوگوں کا امام بنا دیا گیا ہے۔ یہ امامت دراصل نبوت ہی ہے۔ نبوت سے علیحدہ کوئی منصب نہیں۔ جیسا کہ اہل تشیع کا عقیدہ ہے۔ اب ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا جا رہا ہے۔ کہ میرا یہ عہد: منصبِ امامت و نبوت (ظالم کی نہیں ملے گا۔ احکام القرآن کی اصل عبارت ملاحظہ ہو احکام القرآن:۔

(لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ) أَنَّهُ التَّبَوُّهُ وَعَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ أَرَادَ أَنَّ الظَّالِمَ لَا يَكُونُ إِمَامًا وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ لَا يَلْزَمُ الْوَفَاءُ بِعَهْدِ الظَّالِمِ فَإِذَا أَحَقَّدَ عَلَيْكَ فِي ظُلْمٍ فَانْقُضَتْهُ وَقَالَ الْحَسَنُ لَيْسَ لَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدٌ يُعْطِيهِمْ عَلَيْهِ خَيْرٌ فِي الْآخِرَةِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ جَمِيعُ مَا رَوَى مِنْ هَذَا الْمَعَانِي يَحْتَمِلُهُ اللَّفْظُ وَجَائِزٌ أَنْ يَكُونَ جَمِيعُهُ مَرَادَ اللَّهِ تَعَالَى وَهُوَ مُحْتَمَلٌ عَلَى ذَلِكَ عِنْدَ نَافِلٍ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الظَّالِمُ نَبِيًّا وَلَا خَلِيفَةً لِنَبِيِّ وَلَا قَاضِيًا وَلَا مَنْ يَلْزَمُ النَّاسَ قَبُولُ قَوْلِهِ مِنْ أُمُورِ الدِّينِ مِنْ مُنْتَهَى أَوْ شَاهِدٍ أَوْ مُخْبِرٍ

عَنِ النَّبِيِّ خُبْرًا۔ (احکام القرآن الجزء الاول ص ۶۹)

مطبوعہ: بیدار و تیز آیت لا ینال عہدی الظالمین

صحابہ کو ”عدول“ فرمایا۔ اور چترنشین کریمین نے جب صحابہ معاویہ کی امارت و امامت کو تسلیم کر کے ان کی بیعت کر لی۔ اگر ان دونوں اور دیگر صحابہ کرام نے امیر معاویہ کو ظالم سمجھا تھا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلافت و رزی انہوں نے کی۔ نہ کہ امیر معاویہ نے اور اگر ان کا اقدام درست تھا۔ اور یقیناً درست تھا۔ تو پھر آیت کا مصداق امیر معاویہ کو بتانا ایک ظلم عظیم ہے۔ علاوہ ازیں مشکوٰۃ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امیر معاویہ کے حق میں یہ دعا بھی نقل فرمائی۔ اللھم اجعلہ ہادیامہدیا۔ اے اللہ! معاویہ کو ہادی اور مہدی بنا۔ یہ اس مستجاب الدعوات شخصیت کی دعائے جہنیں اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ صاحب مرقات ملا علی قاری اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

مرقات شرح مشکوٰۃ:

وَلَا رَيْبَ أَنَّ دُعَاءَ النَّبِيِّ مُسْتَجَابٌ فَمَنْ كَانَ

هَذَا حَالَهُ كَيْفَ يُرْتَابُ فِي حَيْثُ مَرَقَاتِ شَرْحِ

مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۳۸

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا یقیناً مستجاب ہے۔ سو جس شخص کی یہ حالت ہو۔ اس کے بارے میں شک کیے جانے کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے۔

ان تمام شواہد سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہرگز ہرگز و لا یُنَالُ عِلْدِی الظَّالِمِینَ کا مصداق نہیں بنتے۔ بلکہ کلاً وَعَدَ اللّٰهُ الْحَسَنٰی وغیرہ آیات ان کے فضائل اور عبتی ہونے کی قطعی دلیلیں ہیں۔

جواب امر پندجم:

تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَّةُ۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے

میں حضور کا ارشاد گرامی ہے۔ اس حدیث کے تحت ملا علی قاری رقمطراز ہیں و ذکر عمار یا سر کو قتل کرنے والا امیر معاویہ ہے، لہذا وہ طاعنی باعنی ظالم ہوا۔ اس لیے ایسے شخص پر لعن طعن جائز ہے۔ اس کے بعد محدث ہزاروی نے کہا کہ یہ شرح مقاصد اور فتاویٰ رضویہ کے مطابق ایسے شخص پر لعن طعن کرنا واجب ہے۔

قارئین کرام! جہاں تک مرقات شرح مشکوٰۃ کی عبارت کا معاملہ ہے تو اس میں ظالم باعنی کالفظ ہمیں نظر نہیں آیا۔ بالفرض اگر مان لیا جائے۔ تو پھر شرح مقاصد اور فتاویٰ رضویہ کے حوالہ جات بیکار ہوں گے۔ کیونکہ ان دونوں حضرات نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن سے منع کیا ہے۔ اور سختی سے روکا ہے یہ شرح مقاصد میں ہے۔ لَيْسَ تَوَاقُّفًا وَلَا فَسْقًا وَلَا ظُلْمًا۔ امیر معاویہ اور ان کے ساتھی نہ تو کافرو فاسق تھے۔ اور نہ ہی ظالم، فتاویٰ رضویہ میں ہے۔ جو امیر معاویہ پر لعن طعن کرے۔ وہ مسلمان نہیں۔ بلکہ جہنمی کتا ہے۔ اب اس طرف آئیے۔ کہ کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ واقعی صاحب مرقات ملا علی قاری کے نزدیک ظالم باعنی ہے۔ جیسا کہ محدث ہزاروی نے ان کے کلام سے ثابت کر کے شرح مقاصد اور فتاویٰ رضویہ کے فتوے سے لعن طعن کا جواز بلکہ وجوب پیش کیا ہے۔

امیر معاویہؓ کے متعلق حسبِ مرقاة ملا علی قاری

کے نظریات

مشکوٰۃ:

وَعَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَأَلْتُ رَبِّي عَنْ اخْتِلَافِ أَصْحَابِي مِنْ بَعْدِي فَأَوْحَى إِلَيَّ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ أَصْحَابَكَ عِنْدِي بِمَنْزِلَةِ النَّجُومِ فِي السَّمَاءِ بَعْضُهَا أَقْوَى مِنْ بَعْضٍ وَ لِكُلِّ نَوْءٍ رَحْمَنٌ أَخَذَ بِشَيْءٍ مِنْهَا ثُمَّ عَلَيْهِ مِنْ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِي عَلَى هُدًى قَالَ وَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ فَبِأَيِّهِمْ رَاقِبٌ يَهْتَدِيهِمْ (رواه زرین)

(مشکوٰۃ ص ۵۵۴ باب مناقب صحابہ الفصل الثالث)

(مطبوعہ نور محمد کراچی)

ترجمہ:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے اپنے رب سے اپنے صحابہ کرام کے اختلاف کے بابت سوال کیا۔ جو میرے پردہ کر جانے کے بعد رونما ہوں گے۔ تو میری طرف اس نے وحی کی۔ اے محمد

یقیناً تمہارے صحابہ میرے نزدیک آسمانی ستاروں کی مانند ہیں بعض
بعض سے اقوامی ہیں۔ اور بھی نور ہیں۔ لہذا جس نے اُن کے اختلاف
میں سے کسی کو لے لیا۔ وہ میری طرف سے ہدایت پر ہے۔ اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے اصحاب ستاروں جیسے
ہیں۔ ان میں سے جس کی تم اقتداء کرو گے۔ ہدایت پا جاؤ گے۔

مرقات شرح مشکوٰۃ :

قَالَ السَّيِّدُ جَمَالُ الدِّينِ الظَّاهِرُ أَنَّ مُرَادَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْإِخْتِلَافَ الَّذِي فِي الدِّينِ مِنْ غَيْرِ إِخْتِلَافٍ لِلْغَرَضِ
الَّذِي يُنَوَّى فَلَا يَشْكُلُ بِإِخْتِلَافٍ بَعْضِ الصَّحَابَةِ
فِي الْخِلَافَةِ وَالْإِمَارَةِ قُلْتُ الظَّاهِرُ أَنَّ إِخْتِلَافَ
الْخِلَافَةِ أَيْضًا مِنْ بَابِ إِخْتِلَافٍ فَرُوعِ الدِّينِ
النَّاشِئِ عَنْ إِجْتِهَادِ كُلِّ لَامِنِ الْغَرَضِ الَّذِي يُنَوَّى
الصَّادِرِ عَنِ الْحَظِّ النَّفْسِيِّ۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۸۰)

ترجمہ: سید جمال الدین نے کہا۔ کہ اختلاف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی مراد اختلاف دینی ہے۔ جو دنیوی غرض نہ رکھتا ہو۔ لہذا آپ کے
اس ارشاد پر یہ اشکال وارد نہ کیا جائے۔ کہ بعض صحابہ کرام نے خلافت
اور امامت میں اختلاف کیا تھا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اختلاف خلافت
بھی ظاہری طور پر دینی فروعی اختلاف کے ضمن میں آتا ہے۔ جو ہر ایک
کے اپنے اپنے اجتہاد سے پیدا ہوا۔ اس میں بھی کوئی دنیوی غرض نہ تھی
جو خواہشات نفسانی کا حصہ لیے ہوئے ہو۔

۲۔ مرقات شرح مشکوٰۃ:

فَرَحِمَ اللَّهُ مَنْ أَنْصَفَ وَلَمْ يَتَعَصَّبْ وَلَمْ يَتَعَسَّفْ
وَلَوْلَا الْإِقْتِصَادُ فِي الْإِعْتِقَادِ لَيَلَّا يَقَعَ فِي جَانِبِي
سَبِيلِ الرِّشَادِ مِنَ الرِّفْضِ وَالنَّصَبِ بِأَنَّ رَحِيبَ
جَمِيعِ الْأَلِّ وَالصَّحْبِ - (مرقات شرح مشکوٰۃ

جلد ۱ ص ۱۷۱ باب فی المعجزات فصل اول)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے۔ جو انصاف پر چلا۔ اور
تعصب و بہٹ دھرمی کو چھوڑ کر اعتقاد میں اس نے صحیح راہ اختیار
کیا۔ اور اس نے رخص و نصب کو چھوڑ کر بھلائی کا راستہ اپنایا۔ اپنی تمام
آل رسول اور صحابہ کرام سے دوستی کا عقیدہ رکھا۔

۳۔ مرقات شرح مشکوٰۃ۔

فلا يشكل باختلاف بعض الصحابة في الخلافة والامارة
قلت الظاهر ان اختلاف الخلافة ايضا من باب اختلاف
فروع الدين الناشئ عن اجتihad كل لامن الفرض الديني
المصدر عن الحظ النسفي - (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۸۰) اب مناقب صحابہ
حاصل ترجمہ: صحابہ کرام کے درمیان جو اختلاف خلافت اور امامت میں ہوئے
یہ فروع دین سے ہے۔ اصول دین سے نہیں۔ اور پھر یہ ان کے درمیان
جو اختلاف ہے۔ یہ اجتihadی ہے۔ عنادی یا نفسانی نہیں ہے۔

شرح شفاء: ملا علی قاری: بر حاشیہ نسیم الریاض
وَقَالَ سَاحَنُونَ مَنْ كَفَّرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ
الَّذِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ آؤُ عَثْمَانَ الْغَيْرُهُمَا

كُمَاوِيَّةَ وَعَمْرُو بْنِ الْعَاصِ يُؤْجَعُ بِصَيْغَةِ الْمَجْهُولِ
مُتَحَقِّفًا أَوْ مُشَدِّدًا -

(شرح شفاء جلد چہارم ص ۵۶۶)

ترجمہ: سحنون کہتے ہیں۔ جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی مثلاً

علی المرتضیٰ یا عثمان غنی یا ان دونوں کے علاوہ جیسا کہ معاویہ اور عمرو بن العاص

(رضی اللہ عنہم) کو کافر کہتا ہے۔ اُسے سخت ترین سزا دی جائے گی۔

۵۔ شرح شفاء: ملا علی قاری،

وَحَكِي ابْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي زَيْدٍ عَنْ سَحْنُونٍ

فَيُحْمَنُ قَالًا فِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَحَلِي

أَنَّهُمْ رَأَى كُلَّهُمْ كَالْوَأْنِ فِي ضَلَالٍ وَكُفْرٍ قَتِلَ

وَمَنْ شَتَمَ غَيْرَهُمْ رَأَى غَيْرَ الْخُلَفَاءِ إِلَّا رُبْعَةً

مِنَ الصَّحَابَةِ كُمَاوِيَّةَ وَغَيْرِهِ بِمِثْلِ هَذَا الْقَوْلِ

نُكِلَ الْتِكَالَ الشَّدِيدِ -

(شرح شفاء ملا علی قاری بر حاشیہ نسیم الریاض جلد چہارم ص ۵۶۶)

ترجمہ:

سحنون نے ابو محمد بن ابی زید نے حکایت کی۔ کہ جو شخص ابو بکر صدیق،

عمر فاروق، عثمان غنی، اور علی المرتضیٰ ان سب کو گمراہ اور کافر کہتا۔

ہے۔ اُسے قتل کر دیا جائے۔ اور جو ان خلفائے اربعہ کے علاوہ

کسی صحابی مثلاً معاویہ وغیرہ کو گالی بکتا ہے۔ اسے عبرت ناک

سزا دی جائے۔

ملحد فکریا :-

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے امیر معاویہ کے بارے میں ہم نے چند اقتباسات پیش کیے۔ ان میں صاف عیاں کہ حضرات صحابہ کرام کے مابین باہمی اختلاف کو وہ اجتہادی اختلاف سمجھتے تھے۔ اور سب صحابہ کرام کو بلا استثناء امیر معاویہ وغیرہ آسمان ہدایت کا درخشندہ ستارہ کہتے تھے۔ اور ان کے باہمی اختلاف کو دنیوی غرض اور نفسانی خواہشات سے دور سمجھتے تھے۔ اور پھر خلفائے اربعہ میں سے کسی کی تکفیر کرنے والے کے قتل کا حکم اور دیگر صحابہ کرام پر لعن طعن کرنے والے کو عبرت ناک سزائیں دیتے تھے۔ اور اس شخص کو اللہ تعالیٰ کا محبوب و منظور نظر سمجھتے تھے جو رفض و نصب سے ہٹ کر اہل سنت کے راستے یعنی صراطِ مستقیم پر گامزن ہے۔ یہ تھا۔ ملا علی قاری کا نظریہ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بقول محدث ہزاروی طاعنی یا سنی ظالم کافر مرتد وغیرہ کہنا تو کیا ایسے قائل کی سخت ترین سزا کے حق میں تھے۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ

الزام نمبر ۲۲

بانی کفر و بغاوت بدعت معاویہ نے علی اور انکی
محبت والوں پر عن طعن اور غلیظ گالیوں کا
بکواس خطبہ جمعہ میں ۲۱ھ سے جاری کیا
اور کرایا

اور ہمیشے میں رسول اللہ نے فرمایا۔

مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي وَمَنْ سَبَّنِي فَقَدْ سَبَّ اللَّهَ

جس نے علی کو گالی دی۔ بے شک اس نے مجھ کو گالی دی۔ اور جس نے مجھے گالی دی
بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی۔ جامع صغیر جلد دوم ص ۱۷۲ طبع بیروت
پس فتاویٰ حسام الحرمین اور فتاویٰ صوامع ہندیہ پر عرب و عجم کے تین سو ایک علماء
مشائخ حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی کے قطعی اجماعی فتوے اس مجرم پر لگ گئے جس نے اللہ رسول
کی توہین ہتک گالی، عن طعن کے خبیث جرم کا ارتکاب کیا۔ چاہے خیر القرون کا ہو یا
بعد کا چاہے کوئی عرب کا ہو یا عجم کا چاہے کوئی صحابی ہو یا غیر صحابی چاہے کوئی مطیع ہو
یا باغی چاہے معاویہ ہو یا ابوسفیان یا ہندہ چاہے حکم ہو یا مروان چاہے یزید ہو یا
اس سے مزید چاہے مجتہد ہو یا نادان
چاہے مقلد یا غیر مقلد چاہے

اہل حدیث ہو یا اہل قرآن چاہے قادیانی ہو یا لاہوری چاہے سنی ہو یا شیعہ چاہے سید ہو یا غیر
سید چاہے تلمذ ہو یا پیر چاہے اعلیٰ ہو یا ادنیٰ چاہے نعت خوان ہو یا تبرّات چاہے اپنا ہو
یا بیگانہ چاہے نیا ہو یا پرانہ ان پر ایسی فتویٰ ہے۔ یہ کسی فرقہ یا فرد سے ضد و تعصب کی بنا
پر نہیں دین حق اسلام اور اللہ رسول کا قطعی حکم ہے۔ وَ بِالْجُمْلَةِ قَوْلَ الطَّائِفِ
حُكْمُهُمْ كُفَّارٌ مُّرْتَدٌ وَنَ خَارِجُونَ عَنِ الْإِسْلَامِ

يَا جَمَاعَ الْمُسْلِمِينَ وَقَدْ قَالَ فِي الْبِزَازِ بِهِ
وَالدَّرُ وَالْعَرِيرُ وَفَتَاوَى الْخَيْرِيَّةِ وَمَجْمَعُ
الْأَنْهَارِ وَالْأَمُخْتَارِ وَغَيْرَهَا مِنْ الْمَعْتَمَدَاتِ
الْأَسْفَارِ فِي مِثْلِ هَؤُلَاءِ الْكُفَّارِ مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِ وَ
عَذَابِهِ فَقَدْ كَفَرَ۔

جوان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔ فتاویٰ حسام الحرمین
اور فتاویٰ صوامم ہندیہ منگا کر خود پڑھو پھر سوچو کیا ایسے مجرم پر صحابی کا اعتقاد کرنا۔ اور
فلاں کتاب و سنت رضی اللہ عنہ پڑھنا عین اس فتوے کی زد میں نہیں آتا۔ ضرور آتا ہے۔ پھر
ایسوں کی خوش اعتقادی کی کتاب کا نام بہار بغاوت کی بجائے۔ بہار شریعت رکھنا۔
اور اس قرآن کو جس میں اللہ کا قرآنُ الْيَوْمِ الْكَمْدِ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَثْمَمْتِ الْغِ
تکمیل الایمان نہ ماننا بلکہ اس کے برعکس کسی کی کتاب یا اپنی کتاب کو ماننا کیا قرآن پاک
پر ایمان ہے۔ یا کفر معاذ اللہ ایک مومن کو عداقت کرنے والے کا حکم فُجْرًا أَوْ جَهَنَّمُ
خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ الْآيَةُ توحس نے ایک لاکھ
ستر ہزار مومن مسلمان مہاجرین و انصار قتل کیے کرا کے اس پر رضی اللہ عنہ پڑھنا
قرآن پاک کا کھلم کھلا کفر مقابلہ نہیں تو اور کیا ہے

محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں پانچ عدد
امور پائے جاتے ہیں جو درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں

امراؤں: امیر معاویہ نے اپنے دور خلافت میں جمعہ کے خطبہ میں علی المرتضیٰ پر

لعن طعن کا سلسلہ شروع کیا۔

امرد دوم:

حضرت علی المرتضیٰ کو گالی دینا رسول اللہ کو گالی دینے اور اللہ کو برا بھلا کہنے کے برابر ہے۔ لہذا ایسے شخص پر تین سو ایک علماء کا فتوے کفر و ارتداد لگے گا۔ ان میں سے چاہے کوئی اہل حق ہو یا اہل ہو کسی کی استثناء نہیں۔

امرد سوم: امیر معاویہ کو صحابی کہنے والا بھی اسی فتوے کی زد میں ہے۔

امرد چہارم: جو لوگ امیر معاویہ کو صحابی کہتے ہیں۔ ان کی کتاب کا نام ”بہار شریعت“ کی بجائے بہار بغاوت ہونا چاہیے۔ اور تکمیل قرآن کا انکار کفر ہے۔

امرد پنجم:

ایک لاکھ ستر ہزار مسلمانوں کو قتل کرنے والے کو رضی اللہ عنہ کہنا قرآن کریم کی کھلی مخالفت ہے۔ کیونکہ اس میں ایک مسلمان کے قتل کرنے والے کو دوزخی کہا گیا ہے۔

جواب امرا و قل:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ الزام کہ انہوں نے اپنے دورِ خلافت میں علی المرتضیٰ پر لعن طعن کا سلسلہ خطبہ میں شروع کیا۔ یہ روایت تاریخ طبری میں ہے۔ اور جن راویوں سے مذکور ہے۔ ان میں لوط بن یحییٰ اور ہشام بن محمد سائب الکلبی بھی ہیں۔ ہم اس روایت کی مفصل تحقیق و بحث تحفہ جعفریہ جلد پنجم ص ۱۴۱ پر کر چکے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اول تو علامہ طبری جو اس کا مؤجد ہے۔ وہی قابل استدلال و حجت نہیں۔ علاوہ ازیں اس روایت کے مذکورہ دونوں راوی کثر شیعہ ہونے کے ساتھ ساتھ کذاب بھی ہیں۔ ان سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کسی تعریف و اچھائی کی امید نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ اس واقعہ کی خود کتب شیعہ تردید کرتی

ہیں۔ وہ اس طرح کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جب امیر معاویہ کے حضور مناقب و فضائل بیان کیے گئے۔ تو امیر معاویہ سن کر زار و قطار رو بنے لگے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔
امالی شیخ صدوق:

عن الاصبغ بن نباتہ قال دخل ضرار بن ضمرة
النهمشلی علی معاویہ بن ابی سفیان فقال له صف لي
عليًا قال..... فاذا اتبسم فعن مثل اللؤلؤ المنظوم
فقال معاویہ زدني من صفته فقال ضرار رحم
الله عليك كان والله طويل السهاد قليل الرقاد
يشلوا كتاب الله اثناء الليل واطراف النهار...
قال فبكى معاویہ وقال حسبك يا ضرار كذا لك
كان والله علي رحيم الله ابا الحسن.

۱۔ امالی شیخ صدوق ص ۳۷۱ المجلس الحادی
والتسعون مطبوعه قمر جدیدہ حلیۃ الابرار
جلد اول ص ۳۳۸ مطبوعه قمر

ترجمہ: ضرار بن ضمیر ہشلی ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
کے ہاں گیا۔ تو آپ نے اسے فرمایا۔ کچھ علی المرتضیٰ کی خوبیاں بیان کرو۔
کہا جب آپ تبسم فرماتے تھے۔ تو گویا موتی جھڑتے تھے۔ امیر معاویہ
نے فرمایا۔ کچھ اور بیان کرو۔ ضرار بولا۔ علی المرتضیٰ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے
وہ کم سونے والے، زیادہ شب بیدار اور رات دن قرآن کریم کی تلاوت
کرنے والے تھے۔ یہ سن کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ اور فرمانے
لگے۔ بس کرو ضرار۔ خدا کی قسم! علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایسے ہی تھے۔ خدا

الوالحسن پر رحم فرمائے۔

ملحہ فکریہ:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اوصاف فرمائش کر کے سنتے اور سن کر زار و قطار روتے ہیں۔ تو پھر ان کے بارے میں یہ کہنا۔ کہ انہوں نے اپنے دور میں خطبہ کے دوران علی المرتضیٰ پر لعن طعن کا رواج دیا۔ ان دونوں میں کیا مناسبت ہو سکتی ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ ایسی روایات جن میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علی المرتضیٰ پر لعن طعن کرنا منقول ہے۔ وہ کسی مخالف کی تراشی ہوئی ہیں۔ اور ناقابل وثوق ہیں امر دوم کا جواب:-

حضرت علی المرتضیٰ کو گالی دینے والا دراصل اللہ و رسول کو گالی دیتا ہے۔ جب ہم یہ ثابت کر چکے ہیں۔ کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت امیر معاویہؓ پر جو لعن طعن کا الزام لگایا گیا۔ سرے سے اس کا وجود نہیں۔ تو پھر اس پر تفریع بٹھانا زری حماقت ہوگی۔ اور پھر اس ضمن میں اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ کا چسپاں کرنا دوسری حماقت ہوگی۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت کے نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مومن کامل اور جنتی ہیں۔ اس لیے انہیں ماننے والے اُن فتوؤں کی زد میں نہیں آسکتے۔ محدث ہزاروی اُن فتاویٰ کی ہمہ گیری کو اپنے مذموم مقاصد کی خاطر بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ وہ فتوے ہر ایک پر جاری ہوگا۔ چاہے وہ صحابی ہو یا غیر صحابی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اعلیٰ حضرت نے کہاں کسی صحابی پر ایسا فتوے لگایا ہے۔ یہ تقسیم اس لیے کرنی پڑی کہ حضرت امیر معاویہؓ کو داخل کرنے کی انتھک کوشش تھی۔ حالانکہ آپ ان میں ہرگز داخل نہیں۔ پھر کسی صحابی پر کفر کا فتوے لگ جائے۔ تو اسے صحابی کون مانے گا۔ تو معلوم ہوا کہ اس تعمیم میں محدث ہزاروی کی مراد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھی۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

جواب امر سوم:

”امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی ماننے والا کافر ہے۔ ہم اس بارے میں لکھ چکے ہیں۔ کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں صحابی کہا۔ وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ ”جرالامۃ“ اور ترجمان القرآن کے القاب عطا ہوئے۔ ان کے علاوہ تابعین کرام تبع تابعین اور امت کا اجماع انہیں صحابی مانتا ہے۔ اتنے مسلمانوں کو یک قلم کافر قرار دے دینا دراصل اپنے کفر کی تصدیق کرنا ہے۔ اور خبیث باطنی کا اظہار مقصود ہے۔

جواب امر چہارم:

باقی رہا بہارِ شریعت کا نام بہارِ بغاوت ہونا چاہیے تھا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کتاب میں صرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے صحابی اور مومن ہونے کی بات ہی نہیں۔ بلکہ عبادات و معاملات اور نکاح و طلاق کے تقریباً تمام مشہور مسائل اس میں موجود ہیں۔ لہذا اگر اسے بہارِ بغاوت کہا جائے۔ تو نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کتاب کے ہر ایک مسئلہ میں ایمان و اسلام سے بغاوت ہے۔ اور وہ سبھی مسائل محدث ہزاروی اور ان کے چیلے چانٹے اُن پر عمل پیرا ہیں لہذا جو باغی گناہیں سائل پر عمل کرنے وہ بھی باغی۔ اور اگر وہاں بہارِ شریعت کا امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہنا۔ یہ بات محدث ہزاروی کو کڑوی لگی۔ اس بنا پر اس کی کتاب مورد الزام ٹھہری۔ تو پھر قرآن کریم، کتب تفاسیر اور کتب احادیث کو کیا کہو گے۔ کیونکہ ان میں کسی کے اندر اجمالاً اور کسی میں تفصیلاً امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایمان و خبیثی ہونے کا تذکرہ ہے۔ معلوم یہی ہوتا ہے کہ عداوت اور حسد کی آگ نے محدث ہزاروی کا باطن اتنا جلادیا ہے۔ کہ وہ قرآن کریم وغیرہ کو مورد الزام ٹھہرا دیں گے۔

جواب امر پنجم:

”ایک لاکھ ستر ہزار مومنوں کا قاتل امیر معاویہ، اس الزام کی کئی مرتبہ تردید ہو چکی ہے۔ ان احباب کی شہادت دراصل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی

وجہ سے وقوع پذیر ہوئی۔ لہذا ان کے قتل کے ذمہ دار وہ باغی ہیں اور قاتلانِ عثمان ہیں جن سے قصاص کا مطالبہ کیے جانے کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا۔ ان تفصیل کی تکرار کی ضرورت نہیں۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

نوٹ:

ان چوبیس عدد الزامات کے بعد محدث ہزاروی نے ایک واقعہ نقل کیا ہے جس میں ناٹے کے کچھ طلباء نے اس کے خلاف فتویٰ چھاپا جس میں علماء و مشائخ کا محدث ہزاروی سے اختلاف کا ذکر ہے۔ ان میں کوئی حاجی زمان نامی شخص ہے۔ جس پر محدث ہزاروی کے عتاب کا بھی ذکر ہے۔ ہم نے چونکہ علمی اور عوامی الزامات کا جواب دینا تھا۔ وہ دے دیا۔ اس قسم کے ذاتی الزامات سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے ہم اس کی بحث میں الجھنا نہیں چاہتے۔ لیکن یہ بات بہر حال حق ہے کہ علماء و مشائخ کرام محدث ہزاروی کے ساتھ اتفاق نہیں۔

نعرہ حق چار یار

بدعت ہے اور جاہلوں کی اختراع ہے مزاروی

نعرہ تحقیق جاہل بے علموں اور دین ایمان سے ناواقفوں کی ایجاد اور بدعت ہیں۔ اور ناقابل قبول ہے نہ لائق اختیار و منکر معروف نہیں مومن کی شانِ یَا مُؤْمِنُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ حدیث میں ہے۔ جنتیوں کی ۱۲۰ صفیں ہوں گی جس میں انتہائی میری امت کی اور چالیس باقی انبیاء کی امتوں کی ہوں گی۔ اس سے پتہ چلا کہ حضور کی امت کی اکثریت اہل حق ہے جو جنت میں ہوگی۔ یا اس سے مراد آلِ اصحاب ہیں تو وہ انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب ہیں۔ ان میں سے صرف چار حق ہیں۔ تو ناحق ایک لاکھ تیس ہزار نو سو چھپانوے ہوئے۔ اب بتاؤ کہ اس بدعتی نعرے میں تو صرف چار یار حق ہیں۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایک لاکھ چوبیس ہزار سے اکثر حق ثابت ہوتے ہیں۔ اور بدعتی منکر نعرہ اس کے خلاف ہے۔ جو قابلِ مردود ہے۔ لہذا قرآن میں ہے۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ۔ یہ جاہلوں کا نعرہ ہے۔ یہ تحقیق منکر بدعت ہے۔ اور اس آیت کے مقصد کے بھی خلاف ہے۔ لہذا مردود ہے۔ مسلمانوں کو ترک کر دینا لازم ہے۔ حضورؐ کے سب یار حق ہیں۔ جو ناحق ہیں۔ وہ آپ کے نہیں۔ بلکہ مطلقاً باغی ہیں۔

جواب:

”حق چار یار“ کا نعرہ پورا یوں ہے۔ نعرہ خلافت۔ حق چار یار۔ اس نعرے کی اصل یہ ہے۔ کہ اہل تشیع کے عقائد و نظریات یہ کہتے ہیں۔ کہ تین خلفاء ابوبکر، عمر فاروق

عثمان رضی اللہ عنہم (خلیفہ نافع تھے۔ انہوں نے خلافت پر غاصبانہ قبضہ کیے رکھا۔ اور یہ کہ یہ تینوں ظالم تھے۔ (معاذ اللہ) صرف اور صرف خلافت حضرت علی المرتضیٰ کا حق تھی۔ اہل تشیع کے اس نظریہ کے ابطال اور اہل سنت اپنے عقیدے کے اظہار کے لیے اس نعرہ کو اپنائے ہوئے ہیں۔ گویا باواز بند سنی یہ کہتا ہے۔ کہ میرے عقائد کے مطابق چاروں خلفائے رسول حق تھے۔ صرف علی المرتضیٰ ہی پر اور ان سے پہلے تینوں نافع ہوں یہ مرگز نہیں۔ اس لیے اس نعرے کا مقصد خلفائے اربعہ کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ واضح کرنا ہے۔ اور اہل تشیع کے صرف ایک کو حق کہنے کی تردید مقصود ہے۔ یہ نہیں کہ ہمارے نزدیک تمام صحابہ کرام میں سے صرف یہی چار حق پر تھے۔ اور بقیہ تمام (معاذ اللہ) حق سے دور تھے۔ اس نعرے سے ایک اور بات واضح کرنا بھی مراد ہے۔ وہ یہ کہ ان چاروں خلفائے مابین جو فرضی اختلافات اور من گھڑت واقعات کے ذریعہ دشمنی اور عداوت ثابت کرتے ہیں۔ وہ غلط ہے۔ بلکہ یہ چاروں باہم شیر و شکر تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”رَحْمَاءُ بَيْنَهُمْ“ کی تصویر تھی۔ نعرے کی اصلیت، واضح کرنے کے بعد اب ہم اس دلیل کی طرف آتے ہیں جس کا سہارا محدث ہزاروی نے لیا۔ یعنی اگر چار ہی حق پر ہیں۔ تو ایک لاکھ تیس ہزار نو سو چھپا نو سے صحابہ کرام حق پر نہ رہے اس طرح کل قیامت کو ۱۲۰ صفیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی کس طرح پوری ہوں گی؟ ہم اس دلیل کو بے دلیل کرنے کے لیے چند مثالیں پیش کرتے ہیں جس سے قارئین کرام کو محدث ہزاروی کی علمیت کا بھی کچھ اندازہ ہو جائے گا۔

محدث ہزاروی کی جاہلانہ بھڑک کے رد میں

تین مثالیں

مثال اول:

بعینہ یہی بات حضرات انبیائے کرام کے بارے میں کہی جاسکتی ہے یعنی جب کوئی شخص ”محمد رسول اللہ“ کہتا ہے۔ (اور یقیناً ہر مسلمان یہ کہتا ہے۔) تو اس نے ان الفاظ سے فقط سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کا اقرار کیا۔ اب ایک لاکھ اور تیس ہزار نو سو چھپا نوے پیغمبروں کی نبوت اور رسالت کا اس میں کوئی ذکر نہ ہونے کی وجہ سے ان کی رسالت کی تکذیب یا عدم اقرار لازم آئے گا۔ جس کی بنا پر ایک بنیادی اسلامی عقیدہ نہ رکھنے کی وجہ سے ایسا قائل ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا۔ وہ عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کی نبوت پر ایمان لایا جائے۔

مثال دوم:

محدث ہزاروی کا ایک نعرہ ہے ”پنجتن پاک“ یعنی صرف پانچ شخص ہیں جو پاک ہیں۔ اور ان کے علاوہ سبھی ناپاک ہیں۔ اور یہ لازم ہے۔ کہ پاک لوگوں کے سوا جنت میں کوئی نہ جائے گا۔ لہذا غنبتی صرف پانچ آدمی ہوئے۔ یقیناً تمام دوزخی۔ ان پانچ میں سے ایک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی دوسری شخصیت علی المرتضیٰ اور تیسری امام حسن چوتھی امام حسین اور پانچویں سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں ان میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو امتی نہیں بلکہ صاحب امت ہیں۔ امتی صرف چار رہ گئے۔ اب ان چار حضرات سے ۱۲۰ صفیں کٹیں

پوری ہوں گی؟ اور خود محدث صاحب کہاں ہوں گے۔

مثال سوم:

اسی طرح جب کوئی شخص ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ”صدیق“، عمر رضی اللہ عنہ کو ”فاروق“، عثمان رضی اللہ عنہ کو ”غنی“ کہتا ہے۔ تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا۔ صدیق صرف ابو بکر ہیں۔ کوئی صحابی اس صفت سے موصوف نہ تھا۔ توسب کا کاذب ہونا لازم آیا۔ فاروق صرف عمر ہی ہوں۔ دوسرے تمام صحابہ حق و باطل کے درمیان امتیاز کرنے کی صلاحیت نہ ہو۔ اور عثمان غنی کے ماسوائے تمام صحابہ کرام میں بخل و کجوسی موجود ہو۔ حالانکہ ہرگز ایسا نہیں۔ لیکن محدث ہزاروی کے قانون کے مطابق یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ محدث ہزاروی کا قانون جسے ”مفہوم مخالف“، کہا جاسکتا ہے اپنے محل وقوع پر غلط ہے۔ اور اس قانون کی زد سے شاید ہی کوئی بچے۔

نوٹ:-

تمام تر زور اس بات پر ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمان نہ مانا جائے۔ انہیں رضی اللہ عنہ کی دعائے دی جائے۔ انہیں صحابی رسول نہ سمجھا جائے بلکہ انہیں قاتل، ظالم، کافر، زندیق، مرتد اور باغی و طاعی مانا سمجھا جائے۔ اور جو انہیں ایسا نہ سمجھے مانے وہ بھی کافر ہے۔ اب اس عقیدے کے ماننے والے اہل تشیع تو ہیں ہی ان کے ساتھ ساتھ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی بھی شامل ہو گئی۔ لیکن محدث ہزاروی چونکہ اپنے آپ کو رافضی شیعہ کہلانے کی بجائے سنی کہلاتے ہیں۔ اس طرح وہ اہل تشیع کو بھی شاہد مسلمان نہیں سمجھتے۔ کیونکہ جب امیر معاویہ کو مسلمان سمجھنے والے ان کے نزدیک مسلمان نہیں۔ کافر ہیں۔ تو چار پانچ صحابہ کرام کے علاوہ سب کو مرتد کہنے والے کب مسلمان ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ صرف ہمارا خیال ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے نزدیک وہ مسلمان ہوں۔ بہر حال ہمارے خیال کے مطابق اگر وہ

اہل تشیع کو مسلمان نہیں مانتے۔ تو باقی مسلمان ہی رہ گئے۔ جو ان کے طرف دار ہیں۔
 (یعنی محدث ہزاروی اور ان کے چیلے چانٹے) اب کل قیامت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کے امت کی ۱۲۰ صفیں انہیں پورا کرنا ہوں گی۔ اور صفت بھی ایسی کہ جس میں کروڑوں
 آدمی ایک صف میں ہوں گے۔ تو پتہ چلا کہ جب یہ لوگ ماجھے گا مے سب اکٹھے ہو
 جائیں۔ تو ۱۲۰ گنا ایک صف بھی نہ بنا سکیں گے۔ اس لیے انہیں اپنی فکر کرنا چاہیے
 اور اکثریت کے عقائد و نظریات کی طرف رجوع کر لینا چاہیے۔ اور امت کے تمام
 اولیاء کرام، علمائے عظام اور مجتہدین ذی وقار کے نقش قدم پر چل کر اپنی عاقبت برباد
 ہونے سے بچالیں۔ اور رافضیوں کو خوش کرنے کی بجائے اہل سنت کو اپنا سمجھیں۔
 کیونکہ سنی کہلاتے ہیں جب تک ان عقائد و نظریات باطلہ سے سچی توبہ اور رجوع
 نہیں کرتے۔ اس وقت تک ان کی کوئی بات اہل سنت کے لیے نہ حجت بن سکتی
 ہے۔ اور نہ ہی اس سے حق چھپ سکتا ہے۔ ہاں رافضی غوش ہوں گے۔

محدث ہزاروی کے اشیہار کے ماخذ اور مراجع

۱	احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم	۹	شرح عقائد نسفی سعد الدین تفتازانی
۲	شرح مقاصد علامہ تفتازانی	۱۰	ارشادات امام اعظم ابو حنیفہ
۳	مسلم شریف، مسلم بن حجاج	۱۱	فتح القدیر محمد بن عبد الواحد المعروف ابن ہمام
۴	مسند امام احمد حنبل، امام احمد بن حنبل	۱۲	احکام القرآن ابو بکر حبصا
۵	طحاوی شریف، ابو جعفر طحاوی	۱۳	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری
۶	حسام الحرمین مولانا احمد رضا بریلوی	۱۴	در مختار
۷	صوام ہندیہ، مولانا جشت علی	۱۵	فتاویٰ خیریہ علامہ خیر الدین رملی
۸	فتاویٰ رضویہ، علی حضرت فاضل بریلوی	۱۶	مشکوٰۃ شریف ولی الدین محمد بن عبد اللہ

چیلنج

ان سولہ عدد و مراجع سے مختلف مقامات پر محدث ہزاروی نے حوالہ جات سے یہ ثابت کرنے کی سر توڑ کوشش کی ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرنا واجب ہے۔ وہ کافر، مرتد اور زندیق ہے۔ اُن کو مسلمان ماننے والے بھی کافر ہیں۔ اُن سے کوئی رشتہ ناظر حرام ہے۔ ہم آخر میں محدث ہزاروی کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ ان کتب کے مصنفین میں سے کسی ایک کا صراحت کے ساتھ وہ عقیدہ ثابت کر دیں۔ جو خود محدث ہزاروی کا ہے تو فی حوالہ پچاس ہزار روپیہ نقد انعام پائیں۔ خصوصاً اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی (صاحب الحزمین فتاویٰ رضویہ) کے ارشادات چونکہ بہت جگہ بطور حوالہ ذکر کیے ہیں۔ ان کا کوئی واضح قول و فتوے اپنے حق میں ثابت کر دیں۔ تو فی حوالہ ایک لاکھ روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا لَنْ

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ

حکمت ہزاروی

کے رسالہ بنام ”خبیر نامہ“ کی چھ عدد تحریرات

جس رسالہ سے ہم اقتباسات پیش کر رہے ہیں۔ اس کا نام ”خبیر نامہ“ ہے۔ جس کی مقصدیت ان الفاظ کے ساتھ نمایاں طور پر رسالہ کے نام سے اوپر والی سطریں موجود ہے۔ ”کائناتی مسائل کا حل بحالیِ خلافت و دستور اسلام“ یہ ”خبیر نامہ“ شوال فیقہ ۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۹۸۷ء کا ہے۔ اور اس کی سرپرستی کرنے والے یہ حضرت ہیں ”امیر تحریک خلافت ابوسعود سید محمود شاہ محدث ہزاروی خالقاہ محبوب آباد شریف حمیلیاں ہزارہ“

تحریرِ اوّل: علومِ مصطفیٰ کے امین علیؑ اور صرف علی المرتضیٰ ہیں۔ خبیر نامہ ص ۳۔
تحریرِ دوم: ہر صحابی بقاضائے عشق اسی امید میں تھا کہ اسی کا نام پکارا جائے گا۔ مگر دوسرے روز معلم کائنات نے اپنے وحیِ دائمی علی المرتضیٰ کو طلب کیا۔ خبیر نامہ
تحریرِ سوم: حضرت علی المرتضیٰ وہ سید الاولیاء ہیں جن کو سید الانبیاء کی صحبت بابرکت سے یہ شانِ خدا داد عطا ہوئی۔ کہ آپ مومنوں کے مشکل کشا ہیں۔ بالعموم تمام صحابہ کرام اور بالخصوص خلفاء ثلاثہ کو جب بھی کوئی مشکل علمی، عملی، روحانی، دنیاوی و اخروی پیش آئی۔ تو انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ مشکل کشا ہی کی طرف رجوع کیا۔ خلافتِ صدیقی میں منکرینِ زکوٰۃ کا مسئلہ درپیش ہوا۔ تو خلیفہ راشد ابو بکر نے ان کے خلاف جہاد کا حکم دے دیا۔ متعدد صحابہ حتیٰ کہ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ یہ لوگ زکوٰۃ کے علاوہ تمام ارکانِ اسلام کے قائل ہیں کلمہ پڑھتے ہیں۔ اس لیے آپ کیسے ان کے خلاف اعلانِ جہاد

کہتے ہیں۔ آپ کے پاس شرعی دلیل کیا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا بظاہر اس وقت میرے پاس کوئی دلیل شرعی نہیں۔ مگر میرے ایمان و قلب کا یہی فیصلہ ہے۔ اگر تم جہاد میں شریک نہیں ہوتے تو صدیق اکیلا ہی ان منکرین کے خلاف جہاد کرے گا۔ اس وقت خلیفہ راشد اور دیگر صحابہ عجیب کش مکش اور مشکل میں مبتلا ہو گئے۔ اتنے میں خلیفہ راشد کے مشیر اور ان سب کے مشکل کشا علی المرتضیٰ تشریف لاتے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں۔ کیوں پریشان ہو۔ حضرت صدیق و فاروق سارا قصہ بیان کرتے ہیں۔ تو آپ مسکرا کر ان سب کی مشکلیں یوں حل فرماتے ہیں۔ کہ خلیفہ المسلمین ابو بکرؓ نے جو فیصلہ کیا ہے۔ وہ حق ہے۔ یہ منکرین زکوٰۃ ان تمام قرآنی آیات سے منحرف ہیں۔ جن میں اللہ نے اَقِمْوَا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ کا حکم دیا ہے۔ ایک آیت قرآنی کا منکر مرتد ہے۔ تو یہ لوگ تو متعدد آیات قرآنی کے منکر ہیں۔ لہذا ان کے خلاف جہاد فرض ہے۔ یہ نہی عہد فاروقی میں متعدد واقعات رونما ہوئے۔ جن میں آپؑ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مشکلیں حل فرمائیں۔ خبر نامہ ص ۵-۶

تحریر چہارم:

عشق کی حق دار صرف ذاتِ مصطفیٰ ہے یا وہ ذاتِ مرتضیٰ ہے جسے مصطفیٰ کے واسطے سے ایسا قرب حق ملا۔ کہ اس کے چہرہ کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ اور اس علیؑ کو تمام انبیاء سے جدا اور تمام اولیاء سے زیادہ فضیلت عطا ہوئی یعنی حضرت علی المرتضیٰ کو اللہ نے ایک ایسی خصوصی شان عطا کی ہے۔ جو کسی نبی ولی کو عطا نہیں ہوئی۔ وہ یہ کہ آپؑ ہم نام مولے ہیں۔ یعنی آپؑ کو اللہ تعالیٰ اپنا نام عطا کیا ہے خبر نامہ ص ۸۔

تحریر پنجم:

مولوی بہت کم ہیں۔ اب تو اتنے کم ہیں کہ یہ کہنا درست ہے کہ تقریباً ہی نہیں

قحط الرجال کا زمانہ ہے جس دن باقی ماندہ بھی نہ ہوں گے۔ نہ زمین نہ آسمان رہے گا قیامت برپا ہوگی۔ خبر نامہ ص ۸

تحریر ششم :- امیر معاویہ باطنی جنبی ہے جو پاک نہیں ہو سکتا (معاذ اللہ)
شرعی طور پر بیوی سے صحبت کرنے سے جنابت ظاہری ہوتی ہے۔ طہارت ظاہری یعنی غسل سے پاک ہو جاتی ہے۔ اور زانی جب تک قلب سلیم سے توبہ نہ کرے۔ اور اس پر شرعی حد جاری نہ ہو جائے۔ اس کی طہارت باطنی نہیں ہوتی۔ باطنی طور پر جنبی ہی رہتا ہے۔ باغیوں ناصبیوں کو اللہ تعالیٰ نے طہارت باطنی کی مرتے دم تو فیق ہی نہ دی۔ کوئی مائی کالال باطنی اول کی بغاوت سے توبہ ثابت نہیں کر سکتا۔ عام طور پر جہالت سے لوگ جنابت باطنی کے غسل کی اہمیت کو نہیں جانتے تاکہ ہر بندہ جنابت سے پاک اپنی پاکی کا نتیجہ جانے۔ دلوں کی ناپاکی گندگی ظلم اور بغاوت ہے۔ خبر نامہ ص ۹۔

چھ عدد تحریرات کی بالترتیب تردید

تردید تحریر اول:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم شریفہ کا واحد امین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اگر اس حصہ کو درست تسلیم کر لیا جائے۔ تو لازم آئے گا۔ کہ بقیہ تمام صحابہ کرام سے جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہیں۔ وہ ناقابل اعتبار ہیں۔ کیونکہ وہ ان میں ”امین“ نہیں تھے۔ ان حضرات میں حضرت ابو ہریرہ عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم بھی شامل کیونکہ ان میں سے کوئی علی المرتضیٰ نہیں۔ پھر وہی ابو ہریرہ کہ جن کی درخواست پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یادداشت کے لیے انہیں چادر پھلنے کو کہا۔ اُس میں آپ نے دو ہاتھ بھر علم ڈال کر اسے سینہ سے لگانے کا

حکم دیا۔ اس کی برکت سے حضرت ابو ہریرہؓ کو لاکھوں کی تعداد میں احادیث کبھی ذہن سے نہ اتریں۔ عبداللہ بن عباس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی دعا ہے اللہ! ابن عباس کو دین کی فقہ عطا فرما۔ علاوہ ازیں کتب احادیث کو اٹھا کر دیکھیں۔ تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں دیگر صحابہ کرام کی مرویات کئی گنا زیادہ ہیں۔ اس لیے اگر انہیں امین نہ کہا جائے۔ اور ان کی امانت کی تصدیق نہ کی جائے تو دین کا ایک معتبر حصہ ختم ہو جائے گا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ محدث ہزاروی کا صرف اور صرف علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو امین علوم مصطفیٰ قرار دینا بایں وجہ کہ ان میں شیعیت کا اخلاط ہے اور سنت محض دکھلاوے کی ہے۔

تردید تحریر دوم:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ”وصی رسول“ ہیں مطلب یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت تھی۔ کہ میرے وصال کے بعد میرا جانشین اور خلیفہ علی المرتضیٰ ہیں۔ اس امر کی تفصیل ہم نے تحفہ جعفریہ جلد اول میں کر دی ہے۔ مختصر یہ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دار فانی سے انتقال فرمانے کا وقت آیا۔ تو اس وقت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گود میں آپ کا سر انور تھا۔ اس آخری وقت میں اگر وصیت فرمائی تھی۔ تو اس کے روایت سیدہ عائشہ صدیقہ سے ہی ہو سکتی تھی۔ آپ سے کسی کتاب حدیث میں ایسے مضمون کی کوئی ایک روایت موجود نہیں ہے اس لیے ”وصی رسول“ کا عقیدہ ہم اہل سنت کا عقیدہ نہیں۔ ہاں کتب شیعہ میں اس بارے میں مواد موجود ہے۔ وہ یہ کہ آپ نے آخری وقت حضرت عباس اور دیگر اہل بیت سے فرمایا تم میں سے کون ہے جو میری جانشینی اختیار کرے؟ حضرت عباس نے عرض کی۔ میں اس بوجہ کو نہیں اٹھا سکتا۔ اس کے بعد علی المرتضیٰ نے اسے قبول کر لیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ هَذَا خَلِيفَتِي وَ وَصِي وَ اخِي۔ یہ میرا خلیفہ، وصی

بھائی ہے۔ اس سے شیعہ یہ معنی اخذ کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کو اپنے بعد بلا فصل خلافت کی وصیت فرمائی تھی۔ اس لیے تینوں خلفاء غاصب اور ظالم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل شیعہ کی اذان میں ”علی وصی رسول اللہ“ کے الفاظ موجود ہیں۔ اب آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ”وصی رسول“ کا عقیدہ کن کا ہے۔ اور محدث ہزاروی اس عقیدے کی تبلیغ کر کے اپنے آپ کو کن لوگوں میں شمار کر چکا ہے

فاعتبروا یا اولی الابصار

تردید تخریر سوم:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مشکل کشا باذن اللہ ضرور ہیں۔ مگر ان کی اس صفت کا مطلب یا انداز بیان یہ نہیں ہونا چاہیے۔ کہ کسی دوسرے عظیم المرتبت صحابی کی میں شان میں گستاخی ٹپکتی ہو۔ یہی واقعہ جو محدث ہزاروی نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مشکل کشائی میں ذکر کیا۔ اور اس میں ابو بکر صدیق و دیگر صحابہ کرام کے علم و فکر کو معمولی حیثیت دی۔ اسی واقعہ کو اہل سنت علماء نے بھی صدیق اکبر کی کمال ذہانت اور خداداد بصیرت کی دلیل کے طور پر ذکر کیا ہے۔ اور واقعہ کو جس انداز سے محدث ہزاروی نے بیان کیا۔ اس میں جان بوجھ کر اصل باتوں کو یا تو ذکر ہی نہ کیا گیا۔ اور جنہیں ذکر کیا گیا۔ وہ بھی اپنے مطلب کو پیش نظر رکھ کر غلط بیٹھ کر دیا۔ آئیے اس واقعہ کو تمام باتوں سمیت بحوالہ دیکھیں۔ تاکہ فرق واضح ہو جائے۔

ریاض النضرہ:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَمَّا تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَخْلَفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ حُمُرُ لَا بِيْ بِكَرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عليه وسلم امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا
لا اله الا الله فمن قال لا اله الا الله عصمتي ماله
و نفسه الا بحقه وحسابه على الله فقال ابو بكر
والله لا قاتلن من فرق بين الصلوة والزكاة
فان الزكاة حق المال والله لو منعوني عقالا
كانوا يؤدؤوها الى رسول الله لقاتلناهم على
منعها وقال عمر فوالله ما هو الا ان رأيت
ان الله شرح صدر أبي بكر للقتال فعرفت
انه الحق اخرجاه وعنه لما قبض
رسول الله صلى الله عليه وسلم وارتدت
العرب وقالوا لا نؤدي زكاة فقال ابو بكر
لو منعوني عقالا لجاهدناهم عليه فقلت يا
خليفة الرسول الله تألف الناس وارضى بهم
فقال لي اجباري في الجاهلية وخواري في الاسلام
انه قد انقطع الوحي وتم الدين او ينقص
وانا حتى خرجت النساء بهذا اللفظ ومعناه

فی الصحیحین - ریاض النفر ذکر شدہ بأسرہ جداول ص ۱۴۱

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔ ابو بکر صدیق خلیفہ مقرر ہو گئے۔ تو کچھ عرب
قبائل نے کفر کا راستہ اختیار کیا۔ جب ان کے خلاف ابو بکر صدیق
نے جہاد کا اعلان فرمایا۔ تو حضرت عمر نے کہا۔ اے ابو بکر! آپ

ان لوگوں سے کس بنا پر جہاد کریں گے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کے خلاف اس وقت تک جہاد کرتا رہوں جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں۔ اور اگر کوئی شخص اس کلمہ کا اقرار کر لیتا ہے۔ تو اس نے اپنی ذات اور مال و اسباب محفوظ کر لیا۔ ہاں اگر کسی کی حق تلفی ہو تو دوسری بات ہے۔ اور اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔ یہ سن کر صدیق اکبر بولے! خدا کی قسم! میں ہر اس شخص سے جہاد کروں گا۔ جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان تفریق کرے گا۔ بے شک زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ خدا کی قسم! اگر انہوں نے ایک رستی دینے سے انکار کیا جو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کرتے تھے۔ تو بھی میں ان سے ضرور جہاد کروں گا پس عمر بن الخطاب بولے۔ خدا کی قسم! میں نے یہی جانا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق کا سینہ جہاد کرنے کے لیے کھول دیا ہے۔ مجھے ان کی حقانیت معلوم ہو گئی یہ روایت بخاری اور مسلم دونوں نے بیان کی ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب ہی یہ بھی روایت ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے اٹھا لیے گئے۔ اور کچھ عرب دین سے پھر گئے۔ اور کہنے لگے ہم زکوٰۃ نہیں ادا کریں گے۔ ابوبکر صدیق نے کہا۔ اگر انہوں نے ایک رستی زکوٰۃ کی دینے سے انکار کیا تو میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔ میں نے کہا۔ اے رسول اللہ کے خلیفہ! لوگوں سے مہربانی اور شفقت سے پیش آؤ۔ مجھے کہنے لگے۔ تم اسلام لانے سے قبل اتنے سخت اور اسلام لانے کے بعد اتنے نرم؟ دیکھو وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ اور دین مکمل ہو چکا ہے۔ کیا لوگ دین میں نقص و کمی کریں اور وہ بھی میری زندگی میں؟ (یہ کیسے ہو سکتا ہے) یہ روایت ان الفاظ سے نسائی نے ذکر کی ہے۔ اور اس سے ملتا جلتا معنی بخاری و مسلم میں مروی

ہوا ہے۔

توضیح :-

نسائی اور اس کا ہم معنی مضمون بخاری و مسلم میں جو موجود ہے۔ وہ آپ نے دیکھا۔
 محدث ہزاروی نے لکھا ہے کہ ابو بکر صدیق سے جب عمر بن الخطاب نے مانعین زکوٰۃ
 کے خلاف جہاد کرنے کی وجہ اور دلیل پوچھی۔ تو وہ کوئی دلیل پیش نہ کر سکے۔ ان کی پریشانی
 کو حضرت علی نے حل کر دیا۔ حالانکہ اصل واقعہ میں عمر بن الخطاب کے دریافت کرنے پر بلکہ
 جہاد سے منع کرنے پر ابو بکر صدیق نے دوز بردست و لائل پیش فرمائے۔ جن کو سن کر
 عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پکارا اٹھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے واقعی ابو بکر صدیق کا سینہ اس معاد
 میں کھول دیا ہے۔ اور جو کچھ آپ نے فیصلہ فرمایا۔ وہی حق ہے۔ پہلی دلیل یہ تھی کہ مانعین
 زکوٰۃ کیا اتنا زکوٰۃ کے حکم سے منکر ہونے کی وجہ سے دائرہ اسلام میں ہیں کہ ان سے جہاد نہ
 کیا جائے؟ یعنی نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت میں تفریق ہرگز قابل قبول نہیں۔ دوسری دلیل یہ کہ
 جب بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام ہم تک مکمل طور پر پہنچا دیے۔ اب نئی وحی
 آئے اور وہ پہلے سے موجود حکم زکوٰۃ کو منسوخ کر دے یہ ناممکن ہے۔ اس لیے میری
 زندگی میں اس قسم کی حرکتیں برداشت نہیں کی جاسکتیں۔ ان و لائل کے ہوتے ہوئے
 یہ کہا جا رہا ہے کہ ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی دلیل شرعی نہیں۔ کیا یہ
 رفض و تشیع نہیں؟ محدث ہزاروی کی طرح اہل تشیع اسی پر زور دیتے ہیں کہ خلفائے ثلاثہ
 کو بے علم اور معاطہ فہمی سے عاری بنا کر پیش کیا جائے۔ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ان کا
 مشکل کشا ثابت کیا جائے۔ مانعین زکوٰۃ کا یہی واقعہ علمائے اہل سنت نے حضرت
 صدیق اکبر کے مناقب میں بیان کیا ہے۔ اور محدث ہزاروی اس کو تنقیص ابو بکر
 اور منقبت علی المرتضیٰ کے روپ میں بیان کر رہا ہے۔ اس سے محدث ہزاروی کی
 نظریاتی حدود کا پتہ چل سکتا ہے۔

ریاض النضرہ کی عبارت سے منقبت علی

ثابت ہوتی ہے کہ منقبت صدیق

ایک ضمنی اعتراض

ریاض النضرہ کی جو عبارت پہلی سطور میں مذکور ہوئی۔ اُس سے تو واقعی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی منقبت بیان ہوتی ہے لیکن اس عبارت سے ذرا آگے والی عبارت میں خود صاحب ریاض النضرہ کے الفاظ اس امر کی تائید کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورے دینے کی بنا پر ابو بکر صدیق نے اعلان جہاد کیا تھا۔ لہذا واقعہ کا دار و مدار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورے پر ہونے کی وجہ سے یہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی منقبت بنتا ہے نہ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ریاض النضرہ کی اگلی عبارت ملاحظہ ہو۔

ریاض النضرہ:

وَعَنْ يَحْيَى ابْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ
لَمَّا امْتَنَعَ مَنْ امْتَنَعَ مِنْ دَفْعِ الزَّكَاةِ إِلَى أَبِي
بَكْرٍ جَمَعَ أَبُو بَكْرٍ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ فَشَاوَهُمْ
فَفِي أَمْرِهِمْ خَاخِلَةٌ فَأَقْبَلَهُ فَقَالَ لِعَلِّي
مَا قَوْلُ يَا أَيُّهَا الْحَسَنُ قَالَ أَقُولُ لَكَ إِنْ تَرَكْتَ

شَيْئًا مِمَّا آخَذَهُ رَسُوْلُ اللهِ مِنْهُمْ فَأَنْتَ عَلَى
خِلَافِ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ قَالَ أَمْثَلُ لِي قُلْتُ ذَاكَ
لَأَقَاتِلَنَّهُمْ وَإِنْ مَنَعُوْنِي عَقْلًا - اخرجہ ابن
السمانی فی الموافقة -

دریاض النضرۃ جلد اول صفحہ نمبر ۱۲۷ (ذکر شدہ باسم)

ترجمہ: یحییٰ ابن عمر اپنے باپ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔
کہ جب کچھ لوگوں نے ابو بکر صدیق کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ تو ابو بکر
صدیق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو مشورہ کے لیے طلب کیا۔
انہوں نے اس بارے میں مختلف مشورے دیئے۔ پھر ابو بکر صدیق نے
علی المرتضیٰ سے کہا۔ اے ابوالحسن! آپ کا کیا ارشاد ہے؟ فرمانے لگے
اگر تو نے ان اشیاء زکوٰۃ میں سے ایک بھی چھوڑ دی۔ جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لیا کرتے تھے۔ تو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا مخالفت ہوگا۔ ابو بکر
یہ سن کر بولے۔ اگر یہ بات ہے۔ تو پھر ان میں سے ایک رستی کے زکوٰۃ کے
طور پر نہ دینے پر بھی جہاد کروں گا۔ اس روایت کو ابن سمان نے موافقت
میں ذکر کیا۔

جواب اقل:

روایت سابقہ جو نسائی شریف میں موجود ہے۔ وہ صحیح ہے۔ اور اس کی معنوی
تائید بخاری و مسلم بھی کرتی ہیں۔ اس لیے ایسی صحیح روایت کے مقابلہ میں ابن سمان کا
قول کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ اس لیے محدث ہزاروی کے من گھڑت واقعہ کی اس سے
اگر یہ تائید ہوتی نظر آتی ہے۔ لیکن اس سے کوئی فائدہ نہیں۔

جواب دوم: اس روایت میں کوئی ایسا لفظ دکھا دو۔ کہ جس کا معنی محمد ہزاروی

والے بیان کردہ معنی سے ملتا جلتا ہو۔ یعنی ابو بکر صدیقؓ سخت پریشان تھے۔ اور کہہ رہے تھے۔ کہ جہاد کے فیصلے کے حق میں میرے پاس کوئی دلیل شرعی نہیں ہے۔ پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے منہس کر فرمایا۔ تم بے علمی کی بنا پر پریشان ہو۔ اس کی دلیل قرآن کریم میں موجود ہے۔ جب اس قسم کا کوئی لفظ اس روایت میں موجود نہیں۔ تو پھر محدث ہزاروی کا ہتک امیر روتیہ کہاں سے ثابت ہوگا؟ علاوہ انہیں اس روایت میں اتنا موجود ہے کہ جب اس قسم کا کوئی مشورہ دینے پر ابو بکر صدیقؓ نے اعلانِ جہاد فرمایا۔ لیکن اس احتمال کو کون رد کرے گا۔ کہ آپؓ نے اعلانِ جہاد اب اس لیے کیا۔ کہ پہلے صرف ان کی اپنی رائے اور اپنے دلائل تھے۔ اب ان کی تصدیق کچھ صحابہ کرام اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی فرمادی۔ گویا ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ العین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کو درست تسلیم کرتے ہیں۔ اسی رائے کی توثیق علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی کر دی۔ لہذا یہ واقعہ ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل میں شمار ہوگا۔ کہ ایسے صاحبِ البرائے تھے۔ کہ ان کی تائید و توثیق علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی کرتے تھے۔ ابو بکر صدیقؓ کی اس واقعہ پر صحابہ کرام نے بھی حقانیت کی تعریف کی۔

ریاض النضرہ:-

عن ابی رجا العطار دی قال دخلت المدینة
فرايت الناس مجتمعين ورايت رجلا يقبل
راس رجل وهو يقول انا فداك ولولا انت
لهلكنا فقلت من المقبل ومن المقتل قال ذاك عمر
يقبل راس ابي بكر في قتاله اهل الردة اذمنعوا
الزكاة حتى اتوا بها صاغرين (خرجه في
الصفحة في فضائله)

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ كَرِهْنَا ذَاكَ ثُمَّ حَمِدْنَا فِي
الْإِنْتِهَاءِ وَرَأَيْنَاهُ رَشِيدًا لَوْلَا مَا فَعَلَ أَبُو بَكْرٍ
لَا لَحَدَ النَّاسُ فِي الزَّكَاةِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَخْرَجِهِ
الْقَلْبِيِّ (دریاض النضرہ جلد اول ص ۱۴۸) ذکر شدہ باسم

ترجمہ: ابو رجاء العطار دی کہتے ہیں۔ میں جب مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔
تو لوگوں کا ایک مجمع دیکھا۔ اور اس میں ایک شخص دوسرے کے سر کا بوسہ
لے رہا ہے۔ اور کہہ رہا تھا۔ میں تم پر قربان۔ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو
جاتے۔ میں نے کسی سے پوچھا۔ یہ دونوں کون کون ہیں؟ کہا۔ کہ بوسہ
دینے والے عمر بن الخطاب ہیں۔ اور جن کا سر چومنا جا رہا ہے۔ وہ ابو بکر صدیق ہیں اسکی وجہ ابو بکر صدیق
کا مالعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ آپ نے ان کے خلاف جہاد
کیا یہاں تک کہ وہ سرنگوں ہو کر پلٹ آئے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ مالعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنے کو ہم اچھا
نہ سمجھتے تھے۔ پھر جب جہاد ہوا۔ اور اس کے نتائج سامنے آئے۔ تو ہم
سب نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس پر تعریف کی۔ اور ہم نے انہیں
بہترین رہنما پایا ہے۔
اگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

جو کچھ انہوں نے کیا نہ کرتے۔ تو زکوٰۃ کے معاملہ میں لوگ قیامت تک
بے دین ہو جاتے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے علم و فضل کا مقام

ریاض النضرہ:

حَیْنَ اُرْتَدَّ النَّاسُ وَحُمْتُ بِالْأَمْرِ مَا لَمْ
يَقُمْ بِهِ خَلِيفَةُ نَبِيِّ فَتَهَضَّتْ حَیْنًا وَهَنَ
أَصْحَابُكَ وَبَرَزَتْ حَیْنًا اسْتَكَاثُوا وَقَوَّيْتَ
حَیْنًا ضَعُفُوا وَلَزِمْتَ مِنْهَا جَرَسُؤْلَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ هَمُّوا كُنْتَ خَلِيفَةً حَقًّا
لَمْ تُنَازَعْ وَلَمْ تُصَدَعْ بِزُحْمِ الْمُنَافِقِينَ وَكَبَّتِ
الْكَافِرِينَ وَكَرِهَ الْحَاسِدِينَ وَعَظِظَ الْبَاغِينَ قُمْتَ
بِالْأَمْرِ حَیْنًا فَشَلُّوا وَثَبْتَ إِذْ اسْتَعْمُوا وَمَصَّيْتَ
بِنُورِ اللَّهِ إِذَا وَقَفُوا فَاتَّبَعُوكَ فَهَكَذَا وَكُنْتَ
أَخْفَضَهُمْ صَوْرَةً وَأَعْلَاهُمْ قُوَّةً وَأَمْثَلَهُمْ
كَلَامًا وَأَصْوَرَهُمْ مَنْطِقًا وَأَطْوَلَهُمْ صُمْتَ
وَأَبْلَغَهُمْ قَوْلًا وَأَشَجَّعَهُمْ نَفْسًا وَأَعْرَفَهُمْ
بِالْأُمُورِ وَأَشْرَفَهُمْ عَمَلًا كُنْتَ وَاللَّهُ لِلدِّينِ
يَعْتُوبًا (الزِّيَادَةُ النُّصْرَةُ جِلْد دوم ص ۲۶۲)

ذکر ثناء علی رضی اللہ عنہ عند وفاته

ترجہ: اے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تم وہ شخصیت ہو کہ جب کچھ لوگوں نے ارتداد کی راہ اپنائی۔ تو تم نے معاملہ کو درست کرنے کے لیے ایسا اقدام کیا۔ جو کسی نبی کا خلیفہ نہ کر سکا۔ جب تمہارے ساتھی کمزوری دکھانے لگے تو تم نے کام کر دکھایا۔ جب وہ سامنے آنے سے گھبرائے تو نے سامنا کیا۔ جب وہ کمزور ہوئے تو تو نے انہیں قوت پہنچائی۔ جب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے روگردانی کا ارادہ کیا۔ تو تم نے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا۔ تم وہ خلیفہ برحق ہو۔ کہ جن سے کسی نے جھگڑا نہ کیا۔ اور منافقین و کافرین و حاسدین کو ناکام و ذلیل کرنے سے تمہارا کچھ نہ بچا۔ اور تم نے لوگوں کے بزدل ہونے کے وقت استقامت دکھائی اور ان کے پیچھے ہٹنے کے وقت تم نے ثابت قدمی کا اظہار کیا۔ اور تم اللہ کے نور رواں دواں رہے۔ جب لوگ ٹھہر چکے ہیں۔ لوگوں نے تمہاری اقتدار میں ہدایت پائی۔ تم ان میں سے آواز کے اعتبار سے سب سے آہستہ آواز والے تھے۔ اور مرتبہ سے سب سے بلند گفتگو میں سب سے زیادہ معتبر بولنے میں سب سے کم بولنے والے، ان میں سب سے بڑے بہادر معاملات کو سب سے زیادہ بہتر سمجھنے والے عمل میں تمام سے بڑھ کر شریف اور بخدا دین کے لیے تم بادشاہ تھے۔ جیسا کہ شہد کی مکھڑوں کا بادشاہ ہوتا ہے۔

امام باقرؑ کے نزدیک صدیق اکبر کا مقام و علم و فضل

کشف الغمہ:

وعن عروۃ بن عبد اللہ قال سألت أبا جعفر محمد بن علی

عَلَيْهِمَا السَّلَام عَنْ حِلْيَةِ السُّيُوفِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ
 قَدْ حَلَّى أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَيْفَهُ
 قُلْتُ خَتَمُوا الصِّدِّيقَ؟ قَالَ فَوَثَبَ وَ ثَبَةً وَاسْتَقْبَلَ
 الْقَبِيلَةَ وَ قَالَ نِعْمَ الصِّدِّيقُ نِعْمَ الصِّدِّيقُ نِعْمَ
 الصِّدِّيقُ
 فَمَنْ لَمْ يَقُلْ لَهُ الصِّدِّيقُ
 فَلَا صَدَقَ اللَّهُ لَهُ قَوْلًا فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ۔

(کشف الغمہ فی معرفۃ الائمۃ جلد دوم ص ۱۲۷)

فی معارج الامام ابی جعفر الباقر مطبوعہ تبریز)
 ترجمہ کیا: عروہ بن عبداللہ کہتا ہے کہ میں نے ابو جعفر امام باقر علیہ السلام سے پوچھا
 کیا تلوار پر زیورات لگانے درست ہیں؟ فرمایا۔ اس میں کوئی گناہ نہیں۔
 تحقیق ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار پر زیورات چڑھائے تھے۔ میں نے
 عرض کیا۔ آپ انہیں صدیق کہہ رہے ہیں؟ یہ سن کر وہ اچھلے اور قبلہ رخ ہو کر
 فرمانے لگے۔ وہ کیا خوب صدیق تھے وہ کیا خوب صدیق تھے۔ وہ کیا
 خوب صدیق تھے۔ جو شخص انہیں صدیق نہیں کہتا۔ اس کی کوئی بات اللہ تعالیٰ
 دنیا و آخرت میں سچی نہ کرے۔

لحمہ فکرمیا:

خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زبان اقدس سے حضرت صدیق اکبر رضی
 کے علم و فضل پر جو جامع الفاظ منقول ہیں۔ اُن کو بھی آپ نے پڑھا۔ اور پھر امام باقر رضی
 نے مسئلہ کی تشفی اور تسلی کے لیے جو حوالہ دیا۔ اُسے بھی آپ مد نظر رکھیں۔ اور دوسری
 طرف محدث ہزاروی کی بے مغز باتوں کو بھی دیکھیں۔ خود فرق واضح ہو جائے گا۔ کہ
 محدث ہزاروی نے یہ سب تانا بانا اسی لیے بنایا کہ ابو بکر صدیق کی فضیلت کو کم کیا۔

جائے۔ یوں اس نے اپنے اندر شیعیت کے پودے کا بیج ثابت کر دکھایا۔ کہاں ابو بکر صدیق کے بارے میں یہ گھڑنا کہ ان کے پاس بالعمین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنے کی کوئی دلیل شرعی نہ تھی۔ اور کہاں خود علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اُن کو اپنے ساتھیوں میں سے سب سے بڑا صاحبِ علم فرمانا۔ ایک مسلمان کی نظر میں علی المرتضیٰ اور امام باقر رضی اللہ عنہما کے قول کے مقابلہ میں ایک گئے گزرے نام نہاد و محدث کی باتوں کا کوئی وزن نہیں ہو سکتا۔

خاعتبروا یا اولی الابصار

ترجیدِ تحریر چارم:

اللہ تعالیٰ نے علی المرتضیٰ کو اپنا نام ”مولیٰ“ عطا فرما کر ایسا مقام عطا کر دیا۔ جو کسی نبی ولی کو حاصل نہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اسماء گرامیہ میں سے ”مولیٰ“ اسم ہے یا نہیں۔ اس بحث کو تھوڑی دیر کے لیے ہم چھوڑ کر پہلے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اہل سنت اور اہل تشیع کے درمیان مختلف فیہ مسائل میں سے ایک مسئلہ فضیلت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بھی ہے۔ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کے بعد افضل ترین انسان ابو بکر پھر عمر پھر عثمان اور پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم) ہیں۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ کوئی غیر نبی، نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔ اور اہل تشیع کا نظریہ یہ ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تمام نبیوں سے بھی افضل ہیں۔ دونوں نظریات کو سامنے رکھ کر محدث ہزاروی کی بات کو دیکھیں۔ تو صاف نظر آئے گا۔ کہ وہ شیعیت کی ترجمانی کر رہا ہے۔ اور اس عقیدہ سے اُس نے اپنے شیعہ ہونے پر مہر ثبت کر دی ہے۔

اب آئیے اصل بات کی طرف وہ یہ کہ ”مولیٰ“ کا نام اللہ تعالیٰ نے علی المرتضیٰ کو عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی اس عطا کا علم محدث ہزاروی کو کیونکر ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اس قسم کی باتیں یا تو قرآن کریم سے ثابت ہوتی ہیں۔ یا پھر احادیث رسول کے ذریعہ ان تک رسائی ہو سکتی ہے۔ کسی اور کو تو اللہ تعالیٰ کے متعلق اس

تھا۔ اور آج بھی وہی کر رہا ہے۔ خدا کی قسم! ہم تیرا ساتھ چھوڑ دیں گے اور اللہ تعالیٰ تجھے قید کرادے گا۔ اور تجھ سے بدلہ لے گا۔ یہ کہہ کر وہ اسے چھوڑ کر چلے گئے ماس کے بعد عثمان بن صفیہ ان لوگوں میں چلا گیا۔ جنہوں نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا تھا۔ یہ لوگ سمجھے کہ بصرہ میں ہمارا رہنا مشکل ہے۔ لہذا وہ عثمان بن صفیہ کو لے کر زابوقہ میں دارِ رزق میں پہنچ گئے۔ سیدہ عائشہ نے حکم دیا۔ کہ تم اُسی سے لڑنا جو تم سے لڑے۔ اور یہ اعلان کرادو۔ کہ جو تم میں سے قاتل عثمان نہیں۔ وہ بچ جائے۔ کیونکہ ہم صرف قاتلانِ عثمان کا ارادہ کیے ہوئے ہیں ہم کسی پر ایذا نہ کریں گے۔ حکیم نے لڑائی شروع کر دی۔ اور منادی کی کوئی پروا نہ کی۔ یہ دیکھ کر جناب طلحہ اور زبیر نے کہا۔ قابلِ تعریف وہ اللہ رب العزت کہ جس نے ہمارے لیے بصری لوگ خود بخود جمع کر دیے تاکہ ہم ان سے قتل عثمان کا بدلہ لے لیں۔ اے اللہ! ان میں سے آج کسی کو زندہ نہ چھوڑنا۔ اور ان سے خوب بدلہ لینا۔ لڑائی چھڑ گئی حکیم کے ساتھ چار اور بھی لیڈر تھے۔ اب حکیم کا مقابلہ طلحہ کے ساتھ، ذریح کا زبیر کے ساتھ، ابنِ محدث کا عبدالرحمن بن عتاب کے ساتھ، قرقص بن زبیر کا عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ حضرت طلحہ نے حکیم سے مقابلہ کیا تو اس وقت اس کے ساتھ تین سوار حملے تھے وہ تلوار کے ساتھ لڑ رہا تھا۔ ایک آدمی آیا اور اس نے اس کی ٹانگ کاٹ دی۔ وہ نزدیک ہوا۔ اور اس کی کٹی ہوئی ٹانگ کو پکڑ لیا۔ اور اپنے مقابل کو مارا۔ وہ اس کے بدن کو لگی۔ اور اس کو گرا دیا۔ وہ اس کے پاس گیا۔ اور اس کو قتل کر دیا۔ پس اس کے پاس ایک آدمی آیا۔

آگاہ نہیں کرتا۔ اب ہم دریافت کرتے ہیں۔ کہ اس عطاءے الہی پر کون سی نص تھائی پاس ہے؟ مَا تَوْابِرُهَا نَكْمَرَانٌ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ اسی مقام کو اور واضح کرنے کے لیے دو باتیں پیش خدمت ہیں۔ تاکہ مزید تسلی ہو سکے۔

۱۔ تاریخ اور سیرت کی تقریباً تمام کتب متداولہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اسماء میں سے ”مولیٰ“ کہیں بھی موجود نہیں۔

۲۔ کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ وہ کتاب ہے۔ جس کے مصنف نے اہل بیت کے ہر فرد کے القاب، اسماء اور کنیت وغیرہ بھی درج کیے ہیں۔ اسی طرح تنقیح المقال میں بھی جو روایات کے نام والقاب و کنیت وغیرہ تفصیل سے بحث کرتی ہے۔ ان دونوں شیوہ مسلک کی تفصیلی اور تحقیقی کتب میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لفظ ”مولیٰ“ کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

نوٹ:-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک حدیث کے الفاظ میں اس لفظ کا استعمال ہوا ہے۔ وہ یہ ہے۔ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاَهُ فَعَلَيْهِ مَوْلَاةٌ۔ جس کا میں (محمد) مولیٰ اس کا علی مولیٰ ہے۔ اس سے مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ سو اس سلسلہ میں گزارش ہے۔ کہ اگر صرف مولیٰ کے لفظ کو دیکھا جائے۔ تو اسی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے اس لفظ کا استعمال فرمایا۔ لہذا محدث ہزاروی کی یہ بڑ لگانا کہ کسی نبی کو یہ نام نہ ملا۔ غلط ہو گیا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی صحابہ کرام کے لیے لفظ مولیٰ کا استعمال فرمایا۔ تو پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تخصیص کہاں سے آگئی؟ دوسری بات یہ ہے۔ کہ ”مولا علی مولاہ“ میں لفظ ”مولا علی“ موضوع اور ”مولاہ“ محمول ہے۔ نحو و منطق کے ابتدائی قواعد جاننے والا طالب علم بھی سمجھتا ہے۔ کہ اسم کا اسم پر حمل نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ وصف کا حمل نام

پر ہوتا ہے۔ لہذا لفظ مولیٰ علی المرتضیٰ کا نام نہیں بلکہ وصف ہے۔ جسے بے علمی سے محدث ہزاروی نام (اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کا) کہہ رہا ہے۔

چیلنج

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے ”مولیٰ“ کا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے پر محدث ہزاروی اور ان کے چیلے چانٹے قرآن کریم سے تو کجا کسی منہ مرفوع صحیح حدیث سے ثابت کر دیں۔ تو منہ مانگا العام حاصل کریں۔ ورنہ تسلیم کر لیں کہ ہمارا دعویٰ باطل ہے۔

تردید تحریریں بیحد

”مولوی ختم ہو چکے ہیں۔ قحط الرجال ہے۔ باقی ماندہ ختم ہونے پر قیامت آ جائے گی،“ محدث ہزاروی کی اس بے پر کی عبارت کو بار بار پڑھیں۔ اور انہیں اتنے بڑے جھوٹ پر کھل کر داد دیں۔ مشاہدہ کو کس ڈھٹائی کے ساتھ جھٹلایا جا رہا ہے۔ امت مسلمہ میں دو چار نہیں لاکھوں کی تعداد میں علماء حق اور اولیاء اللہ موجود ہیں۔ جو خدا داد صلاحیت کے ساتھ اس کے دین کی خدمت میں شب و روز مصروف ہیں۔ خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ قیامت تک چالیس ایسے آدمی ہر دور میں موجود رہیں گے۔ جن کی خصلت ابراہیم علیہ السلام والی ہوگی۔ گویا محدث ہزاروی ضمنی طور پر اس ارشاد نبوی کی تکذیب کر رہا ہے۔ ہاں اگر مطلب یہ ہے کہ ہمارے ہم عقیدہ (محدث ہزاروی کے ہم عقیدہ) ختم ہو چکے ہیں۔ اور صرف چند باقی ہیں۔ اور اس عبارت سے اُن کا مطلب یہ ہے۔ کیونکہ جو شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کافر و مرتد نہ کہے وہ بھی کافر اور اسے کافر نہ سمجھنے والا بھی کافر۔ اس طرح امت مسلمہ میں سے صرف یہی چند ”مولوی“ بچے رہیں گے۔ اور ان کی بدولت زمین و آسمان

قائم ہیں۔ جب یہ کوچ کر گئے۔ تو دنیا و مافیہا ختم ہو جائے گی۔ اور قیامت تک قائم ہو جائے گی۔ تو جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ سوچ اور عقیدہ ہو۔ تو پھر مولوی، اسمعادی ہی مولوی ہوں گے۔ دوسرے تمام اکابرین امت، علماء ربانین اور مشائخ عظام مولوی تھے نہ اب ہیں۔ اور نہ ان کو مولوی کہا جاسکتا ہے۔

تردید تحریر ششم:

بائنی ناصبیوں کو روحانی طہارت نہ ملنے کی وجہ سے وہ باطنی طور پر ناپاک ہوتے ہیں۔ محدث ہزاروی کا اس سے مقصد یہ ہے۔ کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو اس کے نزدیک بائنی ناصبی ہیں) باطنی اور روحانی طور پر چنبی تھے۔ اُن کی اس جنابت سے پاکیزگی کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ اُدھر امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ مسلمان صحابی اور جنتی کہنے والے بھی بائنی ناصبی کے طرفدار ہونے کی وجہ سے روحانی باطنی طور پر پلید ٹھہرے۔ محدث ہزاروی کی یہ خبیث تحریر مروت اسے اور اُس کے چند نام لیواؤں کو طہارت کا منصب عطا کرے گی۔ ان کے سوا تمام اکابر امت امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ صحابی اور جنتی کہتے ہیں۔ وہ زندہ تھے تو بھی ناپاک اور مرنے کے بعد بھی اُن کی ناپاکی قائم۔ یا لویں کہہ لیجئے۔ کہ عبداللہ بن عباس، امام شعرائی، سرکار غوث پاک امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں بریلوی۔ مجدد الف ثانی سرہندی یہ سب لوگ روحانی نجس ہیں۔ جن کو مخلوق خدا غوث پاک کہتی ہے۔ محدث ہزاروی کی خباثتوں نے انہیں غوث ناپاک یا غوث پلید (معاذ اللہ) بنا دیا۔

ان تمام امور کو پیش نظر رکھ کر ایک صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہی فیصلہ کرے گا کہ محدث ہزاروی ایک شیعہ ہے۔ اور محض تصنع اور بناوٹ کے طور پر سنی بن کر گمراہ کر رہا ہے۔ اور کچھ بھولے بھالے لوگ اس کے خبیث جال میں پھنس کر اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے نیک و پاک بندوں پر ناروا۔ اور

بے ایمانہ الزامات لگا کر سورج کی طرف تھوکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم خلوص نیت سے عرض گزار ہیں کہ ان حقائق کو خوب اچھی طرح پڑھیں۔ اور پھر اپنے دل کے دروازہ پر دستک دیں۔ کہ کیا آواز اندر سے آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے نیک بندوں کی محبت عطا فرمائے۔

فَاِخْتَبِرُوْا يٰۤاَوَّلِيَ الْاَبْصَارِ

www.katibewahi.com

باب دوم

نکاحِ ام کلثومؓ با حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے

متعلق محرمِ مناری کے بدعقیدہ

بیانات

حضرت علی المرتضیٰ کی صاحبزادی ام کلثومؓ کا
فاروقِ اعظم سے نکاح ایک من گھڑت افسانہ
ہے

(معاذ اللہ)

باب دوم:

نِكَاحِ اُمِّ كَلْثُومٍ بِاحْضَرَتِ عُمَرَ رَضِيَ

مُتَعَلِّقُ مُحَمَّدٍ هَزَارُ رَوَى كَيْدَ عَقِيدَةٍ

بیانات

حضرت علی المرتضیٰ کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے نکاح ایک من گھڑت افسانہ ہے

(معاذ اللہ)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے نکاح کا انکار بھی شیعہ کرتے ہیں۔ اور ان کے انکار کا ایک پس منظر ہے۔ وہ یہ کہ اگر اس عقد کو تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی ساواست کرام سے دشمنی اور علی المرتضیٰ کی ان سے ناراضگی کے تمام افسانے مھرے کے مھرے رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ ان کے نزدیک سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اہل بیت کے دشمن تھے اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ انہیں اچھا نہیں سمجھتے تھے اہل تشیع کے اس نظریہ پر جس قدر دلائل ہیں۔ ہم نے ان کا بالاستیعاب جواب دیا ہے۔ جو تحفہ جعفریہ جلد دوم میں بالخصوص اور دیگر مجلدات میں مختلف مقامات پر بالعموم مذکور ہیں۔ ہم نے خود ان کی کتب معتبرہ سے اس عقد کو ثابت کیا ہے۔

اور یہ بھی کہ علی المرتضیٰؓ نے یہ عقد رضا و رغبت کیا تھا۔ یہاں اس موضوع پر گفتگو کرنے کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی۔ کہ محدث ہزاروی اس مسئلہ میں جہاں جمہور اہل سنت کے خلاف چلا ہے وہاں اس نے اس مسئلہ میں اہل تشیع کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ اسے من گھڑت افسانہ قرار دیا۔ اور کسی سنی کی کتاب میں اس کے وجود کا انکار کیا۔ اور یہ کہا کہ جن کتب اہل سنت میں یہ واقعہ منقول ہے۔ وہ موضوع واقعہ ہے۔ اور دعوائے کیا کہ قیامت تک اسے کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ ہم پہلے محدث ہزاروی کی من و عن عبارت نقل کرتے ہیں۔ اور پھر اس کے جواب کی طرف متوجہ ہوں گے۔ محدث ہزاروی نے یہ مسئلہ اپنی تین تصنیفات جامع الخیرات۔ شرافتِ سادات۔ السیف المسلول میں لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

”محمود ہزاروی کا بیان اول“

جامع الخیرات: ۱ اور جو نقل محض ہیں مثلاً ام کلثوم کے عقد کا افتراء با حضرت عمرؓ کہ روایات کی کتب و کافیوں میں ہے۔ ہم اہل سنت کی بعض کتب میں بھی نقل کیا گیا ہے۔ جو درپردہ ایک قسم کا تبرعِ ناپاک ہے جو ہم اہل سنت والجماعت کے نزدیک قابلِ صد تردید ہے۔ مستحقِ تقلید کہ یہ وہ نقل موضوع و افسانہ مضطرب ہے۔ کہ تا قیامت خود ثابت ہونا ممکن نہیں چہ جائیکہ وہ آئندہ کے لیے سند اثبات بنے۔ حاشا و کلا پس خود ثابت نہیں چہ جائیکہ مثبت ہو۔

۱۔ جامع الخیرات ص ۲۵۵ تا ۲۵۶ (۲۔ شرافتِ سادات ص ۴۳)

۳۔ السیف المسلول ص ۱۹ تصنیفات محمود محدث ہزاروی)

جواب:

محدث ہزاروی کی مذکورہ تحریر جہاں خلاف واقعہ و حقیقت ہے اس کے ساتھ

ساتھ ساداتِ کرام کی توہین۔ تمام علمائے اہل سنت کی توہین اور اپنی جہالت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کا عقد باحضرت عمر بن الخطاب ایسا مسئلہ ہے جس کی تصدیق چودہ سو سالہ تاریخ کر رہی ہے۔ اتنے واضح واقعہ کو چیلنج کرنا کتنی حماقت ہے۔ پھر اس نکاح کے انعقاد کی وجہ سے جو اولادِ ام کلثوم و عمر بن الخطاب ہوئی۔ اس کا انکار کیا جا رہا ہے۔ اس مسئلہ کا تعلق تین علوم سے ہے کتب اعدا و پیش، کتب نسب اور کتب تاریخ۔ ان تینوں اقسام کی کتب میں اس مسئلہ کو واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ ان کتب کی روایات کو موضوع اور من گھڑت قرار دینا سراسر جہالت ہے۔

نوٹ:

محدث ہزاروی نے راقم کو اس سے قبل کئی مرتبہ خطوط کے ذریعہ لکھا کہ تحفہ جعفریہ اور عقائد جعفریہ آپ کی بہترین تصنیف میں ہے۔ اور میں اپنے مرید بن کو ان کے خریدنے اور پڑھنے کا حکم دیتا رہتا ہوں۔ جب تحفہ جعفریہ جلد سوم میں مطاعن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جوابات کے ضمن میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے راقم نے لکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمار بن یاسر کو فرماتا تھا قَتَلْتُكَ الْفَتَى الْبَاعِيَةَ اور پھر امیر معاویہ کا انہیں قتل کر دینا ثابت کر رہا ہے۔ کہ امیر معاویہ باغی ہیں۔ کہ ”اللّٰوَالِی الْمَصْنُوعَہ فی احادیث الموضوعة“ میں عمار بن یاسر کے قتل کی خبر کو بہت زیادتی کے ساتھ نقل کیا گیا۔ اور اس کو ابویوب انصاری سے ثابت کیا گیا۔ کہ اس حدیث کے بیان کرنے والے وہ ہیں۔ اور جب جنگ صفین سے واپس ہوئے تو اُسے روایت کیا۔ علامہ السیوطی نے اسے مزید اضافہ کے ساتھ نقل کیے جانے کو موضوع کہا ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں شامل ہی

نہیں ہوئے۔ تو پھر ان کے نام سے معالی راوی نے یہ روایت گھڑی ہے۔ جب یہ جلد محدث ہزاروی کے پاس پہنچی۔ تو اس نے مجھے لکھا۔ کہ یہ حدیث تو بخاری شریف میں بھی موجود ہے۔ بخاری میں اگرچہ ضعیف حدیث تو ہو سکتی ہے۔ لیکن موضوع نہیں۔ راقم نے اس وقت بوجہ بھارہ کو اس کا جواب نہ دیا۔ صحت یا باہر اس کا تفصیلی جواب لکھا۔ جو آپ حضرات نے پڑھ لیا ہے۔ یہ واقعہ ذکر کرنے کی ضرورت اس لیے محسوس کی۔ کہ محدث ہزاروی کو اقرار ہے۔ کہ بخاری شریف میں من گھڑت اور موضوع روایت نہیں ہے۔ اب اگر ہم اس بخاری شریف سے یہ ثابت کر دکھائیں۔ کہ ام کلثوم کا عقد عمر بن الخطاب سے ہوا تھا۔ تو پھر اسے موضوع اور من گھڑت افسانہ کہنا کس قدر اندھیر مگر رہے۔

کتب احادیث سے ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ

کا عمر بن الخطاب سے نکاح کا ثبوت

بخاری شریف:

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَا يُونُسُ عَنْ
ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ أَنَّ عُمَرَ
ابْنَ الْخَطَّابِ قَسَمَ مِرْوَطًا بَيْنَ نِسَاءٍ مِنْ نِسَاءِ
الْمَدِينَةِ فَبَقِيَ مِرْطٌ جَيِّدٌ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ
مَنْ عِنْدَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَعْطِ هَذَا بِنْتَ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي عِنْدَكَ
يُرِيدُ وَنَا أُمَّ كَلْثُومٍ بِنْتُ عَلِيٍّ فَقَالَ عُمَرُ

أُمّ سَلِيطَ أَخَقَّ وَا م سَلِيطَ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ
بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ
فِي ذَلِكَ كَأَنَّكَ تَنْزِصِرُ لَنَا الْقِرْبَ يَوْمَ أُحُدٍ -

ربخاری شریف جلد اول کتاب الجہاد

صفحہ نمبر ۳۰۳ (حمل النساء الکرم الی الناس)

ترجمہ: ثعلبہ بن ابی مالک بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ مدینہ منورہ کی عورتوں میں
چادریں تقسیم فرمائیں۔ ایک عمدہ چادر بچ گئی۔ حاضرین میں سے کسی
نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو
دے دیں۔ جو آپ کے عقید میں ہیں۔ اس سے اُن کی مراد ام کلثوم بنت
علی المرتضیٰ تھی۔ اس پر عمر بن الخطاب نے کہا۔ ام سلیط اس کی زیادہ
حق دار ہے۔ ام سلیط ایک انصاری عورت تھی۔ جس نے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ حضرت عمر نے مزید فرمایا کہ یہ ام سلیط وہ عورت
ہے۔ جو احد کے دن پانی کی مشکیں بھر بھر کے ہم مجاہدوں کو
پلائی رہی۔

حدیث مذکور کی تشریحات

فتح الباری:

(قوله يريدون ام كلثوم) كان عُمَرُ قَدْ تَزَوَّجَ

أُمّ كلثوم بنتِ عَلِيٍّ وَأُمّها فاطمةٌ وَلِهَذَا قَالُوا

لَهَا بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَكَاثَتْ قَدْ وُلِدَتْ فِي حَيَاتِهِ وَهِيَ أَصْغَرُ بَنَاتِ
فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ۔

(فتح الباری جلد ۶ ص ۶۰) باب حمل النساءِ اکرم الی الناس

ترجمہ: سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے حضرت عمر بن الخطابؓ نے نکاح کیا تھا۔ اور آپ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لطف سے تھیں۔ اسی لیے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کہا گیا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی پیدا ہو چکی تھیں۔ اور سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی آپ سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔

ارشاد الساری:

(هَذَا ابْنَتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الَّتِي عِنْدَكَ يُرِيدُونَ) ذَوِّ حَتَّكَ امِ كَلْثُومِ
بِضْمِ الْكَافِ وَالْمُثَلَّثَةِ (بْنَتِ عَلِيٍّ) وَكَانَتْ أَصْغَرَ
بَنَاتِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَأَوْلَادِ بَنَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
يُنْسَبُونَ إِلَيْهِ۔ (باب حمل النساءِ اکرم الی الناس)
(ارشاد الساری جلد پنجم صفحہ نمبر ۸۴)

ترجمہ: حاضرین کا بنت رسول اللہ کہنے سے مراد عمر بن الخطابؓ کی بیوی سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ تھیں۔ اور یہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کی اولاد خود آپ کی طرف لوگ منسوب کیا کرتے ہیں۔
لمحہ فکریہ: یہ بھی روایت اس حدیث کی کتاب کی کہ جس پر خود

محدث ہزاروی کو یقین ہے کہ اس میں کوئی حدیث موضوع نہیں ہے۔ اس حدیث کی تشریح میں شارحین کرام نے بالاتفاق اس بات کو تسلیم کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا عقدا م کلثوم بنست علی المرتضیٰ سے ہوا تھا۔ اور یہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔ اور نہ ہی کسی شراح نے کوئی تنقید کی ہے۔ اگر جمہور اہل سنت سے اختلاف کیا ہے تو وہ نام نہاد سنی محدث ہزاروی سے کیا ہے۔ نام نہاد ہم نے اس لیے کہا کہ عنقریب آپ ایک اشتہار کی عبارت ملاحظہ کریں گے۔ جس میں بہت سے علماء کرام اور پیران عظام حتیٰ کہ محدث ہزاروی کے پیرو خانہ کا فتویٰ نقل ہوگا۔ جس سے محدث ہزاروی پر رافضی ہونے کا فتوہ مذکور ہے مسئلہ مذکورہ کا اثبات ایک اور حدیث کی کتاب سے ملاحظہ ہو۔

کنز العمال:

عن ابی جعفر ان عمر بن الخطاب خطب الی علی بن ابی طالب ابنتہ اُمّ کلثوم فقال علیؑ انما جلسیت بناتی علی بیتی جعفر فقال عمر انک جلیسہا یا علیؑ فواللہ ما علی ظہر الارض رجل یرصد من حسن صحابتہا ما اُرصد فقال علیؑ قد فعلت فجاء عمر الی مجلس المنہاجیین بین القبر والمنبر وكانوا یجلسون ثم علو وعثمان والزبیر والطاحیہ وعبد الرحمن بن عوف فلما کان الشیخ یأتی عمر بن الخطاب من الافاق جاءهم فاجابهم بید الک فاسکسارهم فیہ فجاء عمر فکان الرفیو فی

فَوَقَّعُوهُ وَقَالُوا اِيْمَنَ؟ يَا امير المؤمنين قَالَ يَا بِنْتَ عَلِيٍّ بِنِ
اَبِي بَن طَالِبٍ ثُمَّ اَنْشَاءُ يُخْبِرُهُمْ فَقَالَ اِنَّ الَّذِي
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مُّنْقَطِعٌ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا سَبَبِي وَنَسَبِي وَكُنْتُ قَدْ صَحَبْتُهُ
فَاَحْبَبْتُ اَنْ يَكُوْنَ هَذَا اَيْضًا۔

(۱۔ کنز العمال جلد ۱۲ ص ۶۲۲ حدیث نمبر ۵۱۷۷ مطبوعہ

حلب طبع جدید) ام کلثوم بنت علی

(۲۔ طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۶۳۳ (۲۶۳)

(۳۔ ذخائر عقبیٰ ص ۶۱ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

(۴۔ اصابہ فی تمایز الصحابة جلد ۲ ص ۶۲ (۲۹۲)

(۵۔ الاستیعاب جلد چهارم ص ۲۹۰ بر حاشیہ الاصابہ)۔

ترجمہ: حضرت ابو جعفر سے روایت ہے۔ کہ حضرت عمر بن الخطاب

رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کی صاحبزادی

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا عقد طلب کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا۔

کہ میں نے اپنی بیٹیوں کو اولاد جعفر کے لیے روک رکھا ہے۔ حضرت عمر

نے پھر کہا۔ اے علی! مجھے یہ رشتہ دے دو۔ خدا کی قسم! روئے زمین

پر مجھ جیسا کوئی شخص اس (ام کلثوم) سے حسن سلوک کرنے والا نہیں۔ حضرت

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اچھا تو میں نے نکاح کر دیا۔ اس کے بعد حضرت

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مہاجرین کی مجلس کی طرف تشریف لائے۔

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور اور منبر شریف کی درمیانی جگہ قائم تھی۔

ان حضرات میں حضرت علی، عثمان، زبیر، طلحہ اور عبد الرحمن بن عوف

بھی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب بھی زمین کے کسی کونہ سے کوئی چیز پہنچتی تو ان کے پاس اُسے لے کر حاضر ہوتے۔ ان سے مشورہ کرتے۔ اب عمر بن الخطاب اُسے اور کہا مجھے مبارک دو۔ پوچھا گیا کس چیز کی مبارک دیں؟ فرمایا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی (کے نکاح ہو جانے) کی۔ پھر پورا واقعہ سننا شروع کر دیا۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ قیامت میں ہر نسب و حسب منقطع ہو جائے گا۔ لیکن میرا حسب و نسب وہاں بھی قائم رہے گا۔ مجھے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارک کا مرتبہ تو مل گیا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کے نسب سے بھی تعلق ہو جائے۔

طبقات ابن سعد:-

اخیرنا وکیع بن الجراح عن هشام بن سعد عن عطاء الخراسانی ان عُمَرَ أَمَرَ أُمَّ كَلْثُومَ بِنْتَ عَلِيٍّ أَنْ بَعِينَ أَلْفًا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُ لَمَّا قُطِبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى عَلِيٍّ ابْنَتَهُ أُمُّ كَلْثُومٍ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّهَا صَبِيَّةٌ فَقَالَ إِنَّكَ وَاللَّهِ مَا يَكُ ذَاكَ وَالْكِنُ قَدْ عَلِمْنَا مَا يَكُ فَأَمَرَ عَلِيٌّ بِهَا فَصُنِعَتْ ثَمَّ أَمَرَ بِبُرْدٍ فُطَوَّاهُ فَقَالَ أَنْطَلِقِي بِهَذَا إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَقُولِي أَرْسَلَنِي أَبِي يَقْرُوكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ إِنْ رَضِيتَ الْبُرْدَ فَأَمْسِكِيهِ وَإِنْ سَخِطْتَهُ فَرُدِّيهِ فَلَمَّا أَتَتْ عُمَرَ قَالَ بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ وَفِي أَبِيكَ قَدْ رَضِينَا قَالَ فَرَجَعَتْ إِلَى

أَبِيهَا فَقَالَتْ مَنَشَرَ الْبُرْدَ وَلَا نَظَرَ إِلَّا إِلَى
فَرْجِهَا يَا قَوْلَ دَتَّ لَهُ غُلَامًا يُقَالُ لَهُ
زَيْدٌ -

(۱- طبقات ابن سعد جلد نمبر ۸ ص ۴۶۳-۴۶۴ کلثوم بنت علی

(۲- ذخائر عقبیٰ صفحہ نمبر ۱۴۰)

(۳- تاریخ خمیس جلد دوم ص ۱۸۵)

ترجمہ: عطاء الخراسانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰؓ کا حق مہر چالیس ہزار درہم مقرر فرمایا۔ محمد بن عمرو وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے ام کلثوم کا رشتہ طلب کیا۔ تو انہوں نے کہا اے امیر المومنین! وہ ابھی بچی ہے۔ بخدا! وہ آپ کے کام کی نہیں۔ اور ہمیں آپ کا ارادہ بخوبی معلوم ہے۔ اس کے بعد علی المرتضیٰؓ رضی اللہ عنہ نے اسے تیار کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد آپ نے ایک چادر لپیٹ کر دی۔ اور فرمایا۔ بیٹی! یہ امیر المومنین عمر بن الخطاب کے پاس لے جاؤ۔ جا کر کہنا مجھے ابا جان نے بھیجا ہے۔ وہ سلام کہتے تھے۔ اور ساتھ ہی کہا تھا کہ اگر آپ چادر پسند کریں تو رکھ لیں۔ ورنہ واپس کر دیں۔ جب حضرت عمر نے انہیں دیکھا۔ تو کہا۔ اللہ تعالیٰ تم میں اور تمہارے والد میں برکت ڈالے۔ ہم راضی ہو گئے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اتنی گفتگو کے بعد سیدہ ام کلثوم واپس اپنے والد کے پاس آئیں۔ اور بیان کرنے لگیں۔ کہ عمر بن الخطاب نے نہ تو چادر کھولی اور نہ اسے دیکھا۔ اگر دیکھا تو

صرف مجھے ہی دیکھا۔ اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ نے ام کلثوم کا نکل عمر بن الخطاب سے کر دیا۔ ان سے زید نامی ایک لڑا پیدا ہوا۔

کنز العمال؛

عن المستظل بن حصین ان عمر بن الخطاب خطب
الی علی بن ابی طالب ابنته ام کلثوم فاعتل
بصغرہا۔ فقال ائی لمر اری الباءة والکتی سمعت
رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول کُل سبب
ونسب منقطع یوم القیامة ما خلا نسبی ونبی
وکل ولد فان عصبته لا بیهم ما خلا
ولد فاطمة فانی انا ابوهم وعصبتهم (البرنعیم
فی المعرفة) کہ۔

کلثوم بنت علی

- (۱)۔ کنز العمال جلد ۱۳ ص ۶۲۲ حدیث غیر (۲۷۵۸۶)۔
- (۲)۔ ذخائر عقبی ص ۱۶۹ مطبوعہ بیروت (طبع جدید)
- (۳)۔ تاریخ خمیس جلد دوم ص ۲۸۵

ترجمہ:

مستظل بن حصین سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رض نے حضرت علی المرتضیٰ رض سے انکی صاحبزادی ام کلثوم کا رشتہ طلب کیا۔ تو آپ نے اس کے کہسن، مومن کی علت بیان فرمائی۔ اس پر عمر بن الخطاب بولے کہ میں اس نکاح سے نفسانی خواہشات کا ارادہ نہیں رکھتا۔ بلکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سن رکھا ہے کہ کل قیامت کے دن ہر حسب و نسب منقطع ہو جائے گا۔

صرف میرا نسب و نسب باقی رہے گا۔ ہر بچہ اپنے والد کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد کا معاملہ اور ہے۔ ان کی تمام اولاد میری اولاد اور میں اُن کا والد ہوں۔ وہ میرے بچے ہیں۔

طبقات ابن سعد:

اخبرنا عبيد الله بن موسى قال اخبرنا
اسرائيل عن ابي عن حاصر عن ابن عمر
انه صلى على أم كلثوم بنت علي وابنيها
زيد وجعله مئاً يليه وكبر عليهما اربعا۔
(۱۔ طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۲۶۲۔ ام كلثوم بنت علي

ذات عقیبی ص ۱۷۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہا کی جنازہ پڑھائی۔ اور ان کے بیٹے زید کی بھی۔ دونوں کا اکٹھا جنازہ ہوا۔ زید ان کی طرف اور ام کلثوم قبلہ کی طرف تھیں۔ ان کے جنازہ پر چار تکبیریں پڑھی گئیں۔

ملحہ فکریہ:

مذکورہ حوالہ جات میں سیدہ ام کلثوم اور عمر بن الخطاب کا باہم نکاح مختلف مدارج کے ساتھ بیان ہوا۔ پہلے پہل عمر بن الخطاب کا یہ رشتہ طلب کرنا، پھر علی المرتضیٰ کا ام کلثوم کی صغر سنی کا حوالہ دینا، اس کے بعد عمر بن الخطاب کا اس رشتہ کے لیے اپنا مقصد بیان کرنا، پھر علی المرتضیٰ کا ام کلثوم کے ہاتھوں چادر

بھیجنا۔ پھر نکاح ہو جانا، پھر چالیس ہزار درہم حق مہر کے طور پر مقرر کرنا، پھر ان سے زید نامی بیٹے کا پیدا ہونا اور آخر میں دونوں ماں بیٹے کی نماز جنازہ اکٹھی ادا ہونا یہ تدریجی واقعات بخاری شریف وغیرہ کتب احادیث اور دوسری کتب سیرت سے پتہ چلے گئے۔ ان تدریجی واقعات میں سے ہر ایک واقعہ ایک مستقل اسناد کے ساتھ مذکور ہے۔ ایک ہی واقعہ اگر مختلف اسناد کے ساتھ مروی ہو۔ تو اس کا ضعف ختم ہو جاتا ہے۔ اسے اہل علم بخوبی جانتے ہیں۔ ان کتب اہل سنت سے محدث ہزاروی کی ناواقفیت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ امام اہل سنت، محدث، بے مثال اور شیخ طریقت سے کم القاب پر راضی نہیں۔ اس لیے ان کتب میں مذکور واقعہ کا الٹا تو نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ محدث ہزاروی انہیں قابل اعتماد نہ سمجھے اور اس طرح وہ خود کو اہل سنت سے خارج کر لے۔ بلکہ محدث مذکور نے تو اس واقعہ کو جھوٹا افسانہ کہہ کر رافضیت کو بھی شرمایا۔ کیونکہ شیعہ لوگ اس نکاح کو ثابت تو کرتے ہیں۔ ان کی کتب میں یہ مذکور بھی ہے۔ لیکن وہ اسے جبری نکاح کہتے ہیں۔ یعنی اصل نکاح کے وہ منکر نہیں۔ اور ادھر محدث ہزاروی سرے سے نکاح کا ہی انکار کر رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی ان کا دعویٰ بھی ہے کہ کسی سنی نے اس نکاح کو تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ شیعہ مانتے ہیں۔ تو اس دعویٰ کے پیش نظر امام بخاری وغیرہ کو بھی شیعوں میں شمار کر دیا گیا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

نوٹ:

روایت مذکورہ کثرتِ طرق کی وجہ سے مضبوط ہو گئی۔ لیکن اس کے کچھ راوی ایسے ہیں۔ جنہوں نے اس روایت میں اپنی طرف سے کچھ کلام درج کیا۔ جس کی بنا پر پوری روایت کو غلط کہا گیا۔ زائد کلام ملاحظہ ہو۔ ”جب ام کلثوم چادر لے کر عمر بن الخطاب کے پاس گئیں۔ تو انہوں نے سیدہ کی پنڈلی کو ہاتھ لگا کر فرمایا سر لے

چادر پسند ہے۔ اس پر سیدہ نے حضرت عمرؓ کو کہا۔ اگر تم امیر المومنین نہ ہوتے تو اس حرکت پر میں تمہاری ناک توڑ دیتی، اسی زائد درجہ کلام کو منکرینِ نکاح بڑے شد و تد کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ طبقات ابن سعد میں پنڈلی کو چھونا اور ام کلثوم کا غصہ میں مذکورہ الفاظ کہنا قطعاً مذکور نہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ ان زائد الفاظ کے بغیر روایت وہی صحیح ہے جس کی صحت پر چند اصول دلالت کرتے ہیں۔

۱۔ یہ زائد کلمات (جو قبیح ہیں) والی روایت بھی امام محمد باقرؑ سے مروی ہے۔ اور زائد کے بغیر والی روایت بھی انہی سے مروی ہے۔ لہذا ترجیح اسی روایت کے الفاظ کو ہوگی۔ جس میں یہ قبیح لفظ موجود نہیں ہیں۔

۲۔ الفاظ قبیحہ والی روایت سند کے اعتبار سے مقطوع اور متن کے اعتبار سے شاذ ہے۔ یعنی ان معتبر روایات کے خلاف ہے۔ جن میں یہ قبیح الفاظ نہیں۔

۳۔ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے الزواجر عن اقترافی الکبائر ص ۲۸، اور ابن عابدین شامی نے رد المحتار جلد ۳ ص ۴۴ باب المتردد میں ایک ضابطہ نقل کیا ہے۔

اِذَا خْتَلَفَ كَلَامُ الْاِمَامِ فَيُؤْخَذُ بِمَا يُوَافِقُ الْاَدِلَّةَ الظَّاهِرَةَ وَيُعْرَضُ عَنْ خَالَفَهَا۔ جب کسی امام کا کلام مختلف ہو۔ تو اسے لے لیا جائے گا۔ جو ظاہری دلائل کے موافق ہو۔ اور اس کے خلاف کو چھوڑ دیا جائے گا۔ اس ضابطہ کے پیش نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تقویٰ و یانیت اور عدالت کے پیش نظر وہی روایت معمول بہ ہوگی۔ جو اس قبیح کلام سے صاف ہے۔

۴۔ علی بن محمد بن عراق کنانی نے "تنزیہتہ الشریعۃ المرفوعۃ" میں کسی روایت کے بے اصل ہونے کا ایک قرینہ یہ ذکر کیا ہے۔

تَنْزِيْهِ الشَّرِيعَةِ الْمَرْفُوعَةِ:

وَمِنْهَا قَرْنِيَّةٌ فِي الْمَرْوِيِّ كَمَا خَالَفَتْهُ مُقْتَضَى
الْعَقْلِ بِحَيْثُ لَا يَقْبَلُ التَّائِيلُ وَيُلْتَحَقُ بِهِ مَا
يَدْفَعُهُ الْحَسُّ وَالْمُشَاهَدَةُ أَوِ الْعَادَةُ وَكُمْنَا
فَاتِهِ لِدَلَالَةِ الْكِتَابِ الْقَطْعِيَّةِ أَوِ السُّنَّةِ الْمُتَوَاتِرَةِ
أَوِ الْجَمَاعِ الْقَطْعِيِّ. (ص ۶ طبع مصری)

ترجمہ: ایک قرینہ یہ ہے کہ وہ روایت مقتضی العقل کے خلاف ہو
یعنی وہ تاویل کی گنجائش نہ رکھے۔ اور اسی قرینہ کے قریب یہ بھی ہے۔
کہ ایسی روایت جسے حس، مشاہدہ یا عادت قبول نہ کرتی ہو۔ اور اسی
طرح ایسی روایت جو کتاب قطعی، سنت متواترہ یا اجماع قطعی کی
دلالت کے متافی ہو۔ (ایسی روایات بے اصل ہوتی ہیں۔)
۵۔ چونکہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایات میں بقول اہل تشیع کثرت
سے تخلیط ہو چکی۔ لہذا یہ زائد کلام بھی کسی راوی کی طائی ہوئی ہے۔ رجال کشی
ص ۱۲۶ مطبوعہ بمبئی اور طبع جدید طهران ص ۱۹۵ پر یہ الفاظ ہیں۔

رجال کشی:

عَنْ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ لِكُلِّ رَجُلٍ مِّنَّا رَجُلٌ
يَكْذِبُ عَلَيْهِ وَعَنْهُ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ سَعِيدٍ دَسَّ فِي
كُتُبِ أَصْحَابِ أَبِي أَحَادِيثَ لَمْ يُحَدِّثْ بِهَا إِلَيَّ فَاتَّقُوا اللَّهَ
وَلَا تَقْبَلُوا عَلَيْنَا مَا خَالَفَ قَوْلَ رَبِّنَا وَسُنَّةَ
نَبِيِّنَا۔ (رجال کشی ص ۱۲۶ مطبوعہ بمبئی اور طبع

جدید طهران ۱۹۵) ۱۲۱ المغیرہ بن سعید

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم ائمہ میں سے ہر ایک امام کے لیے ایک ایسا شخص ہوا ہے جس نے ہم پر جھوٹ باندھا۔ اور یہی امام فرماتے ہیں کہ مغیرہ بن سعید نے میرے والد کے اصحاب کی کتابوں میں کچھ احادیث داخل کر دیں۔ جو میرے باپ نے کبھی بیان نہیں کیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور ہم سے ایسی کوئی روایت قبول نہ کرو۔ جو ہمارے رب کے قول یا ہمارے رسول کی سنت کے خلاف ہو۔

ہماری اس تحقیق کے پیش نظر بات کھل کر سامنے آجائے گی کہ سید ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بہر حال ہوا۔ لیکن درمیان میں پنڈلی وعیزہ کی زیادتی اصل روایت میں نہیں۔ یہ نکاح مختلف کتب میں اتنے طرق سے مذکور ہے کہ اس کا انکار ممکن نہیں۔ ایک روایت اس طرح بھی آئی ہے کہ رشتہ کے طلب کرنے کے بعد علی المرتضیٰ نے عمر فاروق سے کہا کہ میں حسنین سے مشورہ کر کے کوئی فیصلہ کروں گا۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرؓ کے ساتھ

ام کلثوم کے عقد کی بھرپور تائید کی تھی۔

ذخائر عقبی فی مناقب ذوالقربیٰ؛

أَخْرَجَهُ ابْنُ السَّمَانَ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ

بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ بَعْضِ أَهْلِهِ قَالَ

خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

ابنتہ ام کلثوم و أمّہا فاطمہ بنت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ علیؑ ان علی
 أمیراً حسی استأذنیہم فأتی ولد فاطمہ
 فذكر ذالک لہم فقالوا ازوجہ فدعائہم کلثوم
 وھی یومئذ صبیۃ فقال لہا انطلقی الی
 أمیر المؤمنین فقولی لہ ان ابی یقریک السلام
 ویقول لک قد قضیت حاجتک التی طلبت
 فأخذہا عمر فضمّہا الیہ فقال ائی خطبتہا
 الی ابیہا فزوجنیہا قیل یا امیر المؤمنین
 ما کنت ترید الیہا انہا صبیۃ صغیرۃ قال
 ائی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یقول رکل سبب و نسب یقطع یوم القیامۃ
 الا سببی و نسبی فأردت ان یكون بیئی و
 بئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبب
 و صہر۔ خرجہ الاہولابی و خرج ابن سمان
 معنہ و لفظہ مختصر ان عمر قال لعلی
 ائی أحب ان یكون عندی عضو من اعضاء
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ
 علی ما عندی الا ام کلثوم وھی صغیرۃ فقال ان تعش تکبر
 فقال ان لہا امیرین معی قال نعم فرجع
 علی الی اہلہ و قعد عمر ینتظر ما یرد علیہ

فَقَالَ عَلِيٌّ اُدْعُوا الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَجَاءَا فَاذْكُرْ لَهُ
 فَقَعَدَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَاتَّخَذَ عَلَيْهِ تَحَرُّ
 قَالَ لَهُمَا إِنَّ عُمَرَ قَدْ خُطِبَ إِلَىٰ أُخْتِكُمَا فَقُلْتُ
 لَهُ إِنَّ لَهَا مَعِيَ أَمِيرَيْنِ وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَرْوِجَهَا
 إِيَّاهُ حَتَّىٰ أَوْامِرُكُمْ مَا فَسَكْتَ الْحُسَيْنِ وَتَكَلَّمَ
 الْحَسَنُ فَحَمِدَ اللَّهُ وَاتَّخَذَ عَلَيْهِ تَحَرُّ قَالَ يَا
 أَبَتَاهُ مَنْ بَعَدَ عُمَرَ صَحِبَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَقَّى وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ تَحَرُّ وَلِ
 الْخِلَافَةِ فَعَدَلَ قَالَ صَدَقْتَ يَا بَنِي وَلَكِنْ
 كَرِهْتُ أَنْ أَقْطَعَ أَمْرًا دُونَ كَمَا-

(۱- ذخائر عقبی الفصل الثامن ذکرونا ام کلثوم ص ۱۶ تا ۱۷)

مطبوعہ بیروت (۲- تاریخ خمیس جلد ۵ ص ۲۸۵)

ذکر اولاد علی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر اپنے کسی گھروالے سے بیان کرتے ہیں۔

کہ جب عمر بن الخطاب نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ام کلثوم

بنت فاطمہ الزہرا کا رشتہ طلب کیا۔ تو علی المرتضیٰ نے کہا کہ میں

کچھ امراء سے مشورہ کیے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس کے بعد سیدہ فاطمہ

کے دونوں صاحبزادے بوائے گئے۔ اُن سے ساری باتیں

کہہ دی گئیں۔ وہ بولے۔ یہ شادی کر دیجئے۔ تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے

ام کلثوم کو بلایا۔ وہ اس وقت بچی تھیں۔ اور فرمایا۔ امیر المؤمنین

عمر بن الخطاب کے پاس جاؤ۔ اور کہنا میرے ابا جان آپ کا سلام

کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ تمہاری حاجت مطلوبہ میں نے پوری کر دی ہے۔ یمن
 کو حضرت عمر نے ام کلثوم کو گلے لگایا۔ اور کہا۔ کہ میں نے ام کلثوم کا رشتہ
 مانگا تھا۔ تو انہوں نے اُسے میرے نکاح میں دے دیا۔ پوچھا گیا اے
 امیر المومنین! وہ بچی تھیں۔ تمہیں اس سے کیا مطلب تھا؟ فرمایا میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ فرمایا ہر حسب و نسب قیامت
 کے دن ختم ہو جائے گا۔ صرف میرا حسب و نسب باقی رہے گا۔
 میں نے چاہا کہ میرے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان
 حسب اور دامادی کا رشتہ قائم ہو جائے۔ یہ روایت دو لابی
 نے بیان کی۔ اور ابن سمان نے بھی اسی کی ہم معنی روایت بیان
 کی۔ لیکن وہ مختصر ہے۔ وہ یہ کہ حضرت عمر بن الخطاب نے علی المرتضیٰ
 سے کہا۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
 جسم کا کوئی ٹکڑا آجائے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میرے
 پاس تو صرف ام کلثوم ہے۔ اور وہ ابھی بچی ہے۔ اور فرمایا کہ اس کے
 دو امیر اور بھی ہیں۔ عمر بن الخطاب نے کہا ٹھیک ہے اُن سے مشورہ
 کر لیا جائے۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے۔ اور عمر بن الخطاب
 انتظار میں بیٹھے رہے کہ کیا جواب ملتا ہے۔ حسن و حسین کو علی المرتضیٰ
 نے بلوایا۔ وہ آئے۔ اپنے سامنے بٹھایا۔ اللہ کی حمد و ثنا کے بعد
 ان سے فرمایا۔ کہ عمر بن الخطاب نے تمہاری بھین کا رشتہ طلب کیا
 میں نے انہیں کہا کہ اس کے دو امیر اور بھی ہیں۔ میں نے تم دونوں
 سے مشورہ کیے بغیر نکاح کر دینا اچھا نہ سمجھا۔ اب تم بتاؤ کیا رائے
 ہے۔ ابام حنین تو خاموش رہے۔ اور امام حسن بولے۔ اللہ کی حمد و ثنا

کے بعد کہا۔ ابا جان! حضرت عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی۔
 آپ دنیا سے پردہ فرما گئے لیکن وہ عمر پر راضی ہی تھے۔ پھر عمر بن الخطابؓ
 خلافت پر فائز ہوئے۔ اور خوب انصاف کیا۔ یہ سن کر علی المرتضیٰؓ نے
 کہا۔ بیٹا! تم نے سچ ہی کہا۔ لیکن میں تم دونوں کے بغیر اس کام کا فیصلہ کرنا
 اچھا نہ جانتا تھا۔

فاروق اعظمؓ کے وصال کے بعد ان کی بیوہ ام کلثوم
 کی اجازت سے ان کا نکاح علی المرتضیٰؓ نے اپنے بھتیجے
 عون بن جعفر سے کیا۔

ذخائر عقیبی؛

قال ابن اسحاق حدثني والدي اسحاق بن
 يسار عن حسن بن حسن بن علي بن ابي طالب
 قال لما تايمت أم كلثوم بنت علي من عمر
 بن الخطاب دخل عليها حسن وحسين اخواها
 فقالا لها انك من عرفت سيدة نساء العالمين
 وبنت سيدتيهن وانتك والله ان امكنت
 عليا من رمتك ليتكحنك بعض ايتامه وان
 اردت ان تصيبي بنفسك مالا عظيما لتصبيه
 فوالله ما قاما حتى طلع علي رضي الله عنه

يَتَكِي عَلَى عَصَاهُ فَجَلَسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَ أَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ
 ذَكَرَ مَنْزِلَ لَتَكُم مِّن رَّسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ
 عَرَفْتُمْ وَ عَرَفْتُمْ مَنْزِلَ لَتَكُم يَا بَنِي فَاطِمَةَ وَ
 أَثَرْتُمْ عِنْدِي عَلَى سَائِرِ وَلَدِي وَ مَكَانَكُمْ مِّن
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قَرَأَ بَتُّكُمْ مِنْهُ
 قَالُوا صَدَقْتَ رَحِمَكَ اللَّهُ فَجَزَاكَ اللَّهُ عَنَّا خَيْرًا
 فَقَالَ أَيْ بُيَّتُهُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ جَعَلَ أَمْرَكَ بِيَدِكَ
 فَأَتَاكَ أَنْ تَجْعَلِيَهُ بِيَدِي فَقَالَتْ أَيْ أَبَتِ
 إِلَيَّ وَ اللَّهُ لَا مُرَاةَ أَرْغَبُ مَا يَرْغَبُ فِيهِ النِّسَاءُ
 وَأَحِبُّ أَنْ أَصِيبَ مَا تُصِيبُ النِّسَاءُ مِنَ الدُّنْيَا
 فَأَتَا أَرِيدَ أَنْ أَنْظُرَ فِي أَمْرِ نَفْسِي فَقَالَ لَا وَ اللَّهُ
 يَا بُيَّتُهُ مَا هَذَا مِنْ رَأْيِكَ مَا هُوَ إِلَّا رَأْيُ هَذَيْنِ
 ثُمَّ قَامَ فَقَالَ وَ اللَّهُ لَا أَكَلِمَ رَجُلًا مِنْهُمْ أَوْ تَفْعَلِينَ
 فَأَخَذَا بِثَوْبِهِ وَ قَالََا اجْلِسْ يَا أَبَتِ فَوَاللَّهِ
 مَا عَلَيَّ هِجْرَتِكَ مِنْ صَبْرٍ اجْعَلِي أَمْرَكَ بِيَدِهِ
 قَالَتْ قَدْ فَعَلْتُ قَالَ فَإِنِّي قَدْ زَوَّجْتُكَ مِنْ
 عَفْرِ بْنِ جَعْفَرٍ إِنَّهُ لَغُلَامٌ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ
 فَبَعَثَ إِلَيْهَا بِأَرْبَعَةِ آلَافٍ دِرْهَمٍ وَ بَعَثَ إِلَى
 ابْنِ أَخِيهِ فَأَدْخَلَهَا عَلَيْهِ قَالَ حَسَنٌ فَوَاللَّهِ
 مَا سَمِعْتُ بِمِثْلِ عِشْقٍ مِّنْهَا لَهُ مِّنْذُ خَلَقَهَا
 اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ - (۱) - ذخائر عقیلی باب اول فصل ۱ ص ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - تاریخ خمیس جل دوم ص ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰ - ۱۰۰۱ - ۱۰۰۲ - ۱۰۰۳ - ۱۰۰۴ - ۱۰۰۵ - ۱۰۰۶ - ۱۰۰۷ - ۱۰۰۸ - ۱۰۰۹ - ۱۰۱۰ - ۱۰۱۱ - ۱۰۱۲ - ۱۰۱۳ - ۱۰۱۴ - ۱۰۱۵ - ۱۰۱۶ - ۱۰۱۷ - ۱۰۱۸ - ۱۰۱۹ - ۱۰۲۰ - ۱۰۲۱ - ۱۰۲۲ - ۱۰۲۳ - ۱۰۲۴ - ۱۰۲۵ - ۱۰۲۶ - ۱۰۲۷ - ۱۰۲۸ - ۱۰۲۹ - ۱۰۳۰ - ۱۰۳۱ - ۱۰۳۲ - ۱۰۳۳ - ۱۰۳۴ - ۱۰۳۵ - ۱۰۳۶ - ۱۰۳۷ - ۱۰۳۸ - ۱۰۳۹ - ۱۰۴۰ - ۱۰۴۱ - ۱۰۴۲ - ۱۰۴۳ - ۱۰۴۴ - ۱۰۴۵ - ۱۰۴۶ - ۱۰۴۷ - ۱۰۴۸ - ۱۰۴۹ - ۱۰۵۰ - ۱۰۵۱ - ۱۰۵۲ - ۱۰۵۳ - ۱۰۵۴ - ۱۰۵۵ - ۱۰۵۶ - ۱۰۵۷ - ۱۰۵۸ - ۱۰۵۹ - ۱۰۶۰ - ۱۰۶۱ - ۱۰۶۲ - ۱۰۶۳ - ۱۰۶۴ - ۱۰۶۵ - ۱۰۶۶ - ۱۰۶۷ - ۱۰۶۸ - ۱۰۶۹ - ۱۰۷۰ - ۱۰۷۱ - ۱۰۷۲ - ۱۰۷۳ - ۱۰۷۴ - ۱۰۷۵ - ۱۰۷۶ - ۱۰۷۷ - ۱۰۷۸ - ۱۰۷۹ - ۱۰۸۰ - ۱۰۸۱ - ۱۰۸۲ - ۱۰۸۳ - ۱۰۸۴ - ۱۰۸۵ - ۱۰۸۶ - ۱۰۸۷ - ۱۰۸۸ - ۱۰۸۹ - ۱۰۹۰ - ۱۰۹۱ - ۱۰۹۲ - ۱۰۹۳ - ۱۰۹۴ - ۱۰۹۵ - ۱۰۹۶ - ۱۰۹۷ - ۱۰۹۸ - ۱۰۹۹ - ۱۱۰۰ - ۱۱۰۱ - ۱۱۰۲ - ۱۱۰۳ - ۱۱۰۴ - ۱۱۰۵ - ۱۱۰۶ - ۱۱۰۷ - ۱۱۰۸ - ۱۱۰۹ - ۱۱۱۰ - ۱۱۱۱ - ۱۱۱۲ - ۱۱۱۳ - ۱۱۱۴ - ۱۱۱۵ - ۱۱۱۶ - ۱۱۱۷ - ۱۱۱۸ - ۱۱۱۹ - ۱۱۲۰ - ۱۱۲۱ - ۱۱۲۲ - ۱۱۲۳ - ۱۱۲۴ - ۱۱۲۵ - ۱۱۲۶ - ۱۱۲۷ - ۱۱۲۸ - ۱۱۲۹ - ۱۱۳۰ - ۱۱۳۱ - ۱۱۳۲ - ۱۱۳۳ - ۱۱۳۴ - ۱۱۳۵ - ۱۱۳۶ - ۱۱۳۷ - ۱۱۳۸ - ۱۱۳۹ - ۱۱۴۰ - ۱۱۴۱ - ۱۱۴۲ - ۱۱۴۳ - ۱۱۴۴ - ۱۱۴۵ - ۱۱۴۶ - ۱۱۴۷ - ۱۱۴۸ - ۱۱۴۹ - ۱۱۵۰ - ۱۱۵۱ - ۱۱۵۲ - ۱۱۵۳ - ۱۱۵۴ - ۱۱۵۵ - ۱۱۵۶ - ۱۱۵۷ - ۱۱۵۸ - ۱۱۵۹ - ۱۱۶۰ - ۱۱۶۱ - ۱۱۶۲ - ۱۱۶۳ - ۱۱۶۴ - ۱۱۶۵ - ۱۱۶۶ - ۱۱۶۷ - ۱۱۶۸ - ۱۱۶۹ - ۱۱۷۰ - ۱۱۷۱ - ۱۱۷۲ - ۱۱۷۳ - ۱۱۷۴ - ۱۱۷۵ - ۱۱۷۶ - ۱۱۷۷ - ۱۱۷۸ - ۱۱۷۹ - ۱۱۸۰ - ۱۱۸۱ - ۱۱۸۲ - ۱۱۸۳ - ۱۱۸۴ - ۱۱۸۵ - ۱۱۸۶ - ۱۱۸۷ - ۱۱۸۸ - ۱۱۸۹ - ۱۱۹۰ - ۱۱۹۱ - ۱۱۹۲ - ۱۱۹۳ - ۱۱۹۴ - ۱۱۹۵ - ۱۱۹۶ - ۱۱۹۷ - ۱۱۹۸ - ۱۱۹۹ - ۱۲۰۰ - ۱۲۰۱ - ۱۲۰۲ - ۱۲۰۳ - ۱۲۰۴ - ۱۲۰۵ - ۱۲۰۶ - ۱۲۰۷ - ۱۲۰۸ - ۱۲۰۹ - ۱۲۱۰ - ۱۲۱۱ - ۱۲۱۲ - ۱۲۱۳ - ۱۲۱۴ - ۱۲۱۵ - ۱۲۱۶ - ۱۲۱۷ - ۱۲۱۸ - ۱۲۱۹ - ۱۲۲۰ - ۱۲۲۱ - ۱۲۲۲ - ۱۲۲۳ - ۱۲۲۴ - ۱۲۲۵ - ۱۲۲۶ - ۱۲۲۷ - ۱۲۲۸ - ۱۲۲۹ - ۱۲۳۰ - ۱۲۳۱ - ۱۲۳۲ - ۱۲۳۳ - ۱۲۳۴ - ۱۲۳۵ - ۱۲۳۶ - ۱۲۳۷ - ۱۲۳۸ - ۱۲۳۹ - ۱۲۴۰ - ۱۲۴۱ - ۱۲۴۲ - ۱۲۴۳ - ۱۲۴۴ - ۱۲۴۵ - ۱۲۴۶ - ۱۲۴۷ - ۱۲۴۸ - ۱۲۴۹ - ۱۲۵۰ - ۱۲۵۱ - ۱۲۵۲ - ۱۲۵۳ - ۱۲۵۴ - ۱۲۵۵ - ۱۲۵۶ - ۱۲۵۷ - ۱۲۵۸ - ۱۲۵۹ - ۱۲۶۰ - ۱۲۶۱ - ۱۲۶۲ - ۱۲۶۳ - ۱۲۶۴ - ۱۲۶۵ - ۱۲۶۶ - ۱۲۶۷ - ۱۲۶۸ - ۱۲۶۹ - ۱۲۷۰ - ۱۲۷۱ - ۱۲۷۲ - ۱۲۷۳ - ۱۲۷۴ - ۱۲۷۵ - ۱۲۷۶ - ۱۲۷۷ - ۱۲۷۸ - ۱۲۷۹ - ۱۲۸۰ - ۱۲۸۱ - ۱۲۸۲ - ۱۲۸۳ - ۱۲۸۴ - ۱۲۸۵ - ۱۲۸۶ - ۱۲۸۷ - ۱۲۸۸ - ۱۲۸۹ - ۱۲۹۰ - ۱۲۹۱ - ۱۲۹۲ - ۱۲۹۳ - ۱۲۹۴ - ۱۲۹۵ - ۱۲۹۶ - ۱۲۹۷ - ۱۲۹۸ - ۱۲۹۹ - ۱۳۰۰ - ۱۳۰۱ - ۱۳۰۲ - ۱۳۰۳ - ۱۳۰۴ - ۱۳۰۵ - ۱۳۰۶ - ۱۳۰۷ - ۱۳۰۸ - ۱۳۰۹ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱۱ - ۱۳۱۲ - ۱۳۱۳ - ۱۳۱۴ - ۱۳۱۵ - ۱۳۱۶ - ۱۳۱۷ - ۱۳۱۸ - ۱۳۱۹ - ۱۳۲۰ - ۱۳۲۱ - ۱۳۲۲ - ۱۳۲۳ - ۱۳۲۴ - ۱۳۲۵ - ۱۳۲۶ - ۱۳۲۷ - ۱۳۲۸ - ۱۳۲۹ - ۱۳۳۰ - ۱۳۳۱ - ۱۳۳۲ - ۱۳۳۳ - ۱۳۳۴ - ۱۳۳۵ - ۱۳۳۶ - ۱۳۳۷ - ۱۳۳۸ - ۱۳۳۹ - ۱۳۴۰ - ۱۳۴۱ - ۱۳۴۲ - ۱۳۴۳ - ۱۳۴۴ - ۱۳۴۵ - ۱۳۴۶ - ۱۳۴۷ - ۱۳۴۸ - ۱۳۴۹ - ۱۳۵۰ - ۱۳۵۱ - ۱۳۵۲ - ۱۳۵۳ - ۱۳۵۴ - ۱۳۵۵ - ۱۳۵۶ - ۱۳۵۷ - ۱۳۵۸ - ۱۳۵۹ - ۱۳۶۰ - ۱۳۶۱ - ۱۳۶۲ - ۱۳۶۳ - ۱۳۶۴ - ۱۳۶۵ - ۱۳۶۶ - ۱۳۶۷ - ۱۳۶۸ - ۱۳۶۹ - ۱۳۷۰ - ۱۳۷۱ - ۱۳۷۲ - ۱۳۷۳ - ۱۳۷۴ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۶ - ۱۳۷۷ - ۱۳۷۸ - ۱۳۷۹ - ۱۳۸۰ - ۱۳۸۱ - ۱۳۸۲ - ۱۳۸۳ - ۱۳۸۴ - ۱۳۸۵ - ۱۳۸۶ - ۱۳۸۷ - ۱۳۸۸ - ۱۳۸۹ - ۱۳۹۰ - ۱۳۹۱ - ۱۳۹۲ - ۱۳۹۳ - ۱۳۹۴ - ۱۳۹۵ - ۱۳۹۶ - ۱۳۹۷ - ۱۳۹۸ - ۱۳۹۹ - ۱۴۰۰ - ۱۴۰۱ - ۱۴۰۲ - ۱۴۰۳ - ۱۴۰۴ - ۱۴۰۵ - ۱۴۰۶ - ۱۴۰۷ - ۱۴۰۸ - ۱۴۰۹ - ۱۴۱۰ - ۱۴۱۱ - ۱۴۱۲ - ۱۴۱۳ - ۱۴۱۴ - ۱۴۱۵ - ۱۴۱۶ - ۱۴۱۷ - ۱۴۱۸ - ۱۴۱۹ - ۱۴۲۰ - ۱۴۲۱ - ۱۴۲۲ - ۱۴۲۳ - ۱۴۲۴ - ۱۴۲۵ - ۱۴۲۶ - ۱۴۲۷ - ۱۴۲۸ - ۱۴۲۹ - ۱۴۳۰ - ۱۴۳۱ - ۱۴۳۲ - ۱۴۳۳ - ۱۴۳۴ - ۱۴۳۵ - ۱۴۳۶ - ۱۴۳۷ - ۱۴۳۸ - ۱۴۳۹ - ۱۴۴۰ - ۱۴۴۱ - ۱۴۴۲ - ۱۴۴۳ - ۱۴۴۴ - ۱۴۴۵ - ۱۴۴۶ - ۱۴۴۷ - ۱۴۴۸ - ۱۴۴۹ - ۱۴۵۰ - ۱۴۵۱ - ۱۴۵۲ - ۱۴۵۳ - ۱۴۵۴ - ۱۴۵۵ - ۱۴۵۶ - ۱۴۵۷ - ۱۴۵۸ - ۱۴۵۹ - ۱۴۶۰ - ۱۴۶۱ - ۱۴۶۲ - ۱۴۶۳ - ۱۴۶۴ - ۱۴۶۵ - ۱۴۶۶ - ۱۴۶۷ - ۱۴۶۸ - ۱۴۶۹ - ۱۴۷۰ - ۱۴۷۱ - ۱۴۷۲ - ۱۴۷۳ - ۱۴۷۴ - ۱۴۷۵ - ۱۴۷۶ - ۱۴۷۷ - ۱۴۷۸ - ۱۴۷۹ - ۱۴۸۰ - ۱۴۸۱ - ۱۴۸۲ - ۱۴۸۳ - ۱۴۸۴ - ۱۴۸۵ - ۱۴۸۶ - ۱۴۸۷ - ۱۴۸۸ - ۱۴۸۹ - ۱۴۹۰ - ۱۴۹۱ - ۱۴۹۲ - ۱۴۹۳ - ۱۴۹۴ - ۱۴۹۵ - ۱۴۹۶ - ۱۴۹۷ - ۱۴۹۸ - ۱۴۹۹ - ۱۵۰۰ - ۱۵۰۱ - ۱۵۰۲ - ۱۵۰۳ - ۱۵۰۴ - ۱۵۰۵ - ۱۵۰۶ - ۱۵۰۷ - ۱۵۰۸ - ۱۵۰۹ - ۱۵۱۰ - ۱۵۱۱ - ۱۵۱۲ - ۱۵۱۳ - ۱۵۱۴ - ۱۵۱۵ - ۱۵۱۶ - ۱۵۱۷ - ۱۵۱۸ - ۱۵۱۹ - ۱۵۲۰ - ۱۵۲۱ - ۱۵۲۲ - ۱۵۲۳ - ۱۵۲۴ - ۱۵۲۵ - ۱۵۲۶ - ۱۵۲۷ - ۱۵۲۸ - ۱۵۲۹ - ۱۵۳۰ - ۱۵۳

ترجمہ: امام حسن مثنیٰ بن حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم

بیان کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں۔ تو ان کے دونوں بھائی حسن و حسین ان کے پاس تشریف لائے۔ اور دونوں نے کہا۔ کہ تمہیں معلوم ہے۔ کہ تم سیدہ نساء العالمین ہو۔ اور دنیا کی تمام عورتوں کی سردار کی بیٹی ہو۔ خدا کی قسم! اگر تم نے اپنا معاملہ اپنے باپ علی المرتضیٰ کے سپرد کر دیا۔ تو وہ اپنے بھائی جعفر شہید کے کسی بیٹے سے تمہاری شادی کر دیں گے۔ اور اگر تمہارا ارادہ یہ ہو۔ کہ زندگی وافر مال و اسباب کے ساتھ گزرے۔ تو ایسا ہو سکتا ہے۔ بخدا! ابھی یہ دونوں بھائی وہاں سے اٹھے نہ تھے کہ ادھر سے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے عصا پر سہارا لگائے تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا۔ اے ام کلثوم اور میرے دونوں صاحبزادو! تم اپنے مرتبے اور مقام کو بخوبی جانتے ہو۔ اے اولاد فاطمہ! میں نے تمہیں اپنی بقیہ اولاد پر ترجیح دی ہے۔ کیونکہ تمہیں ایک خاص مرتبہ اور مقام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا ہے۔ انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ اور اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے بیٹی! اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے بارے میں خود مختار کیا ہے۔ تو میں بھی چاہتا ہوں کہ تو اپنا اختیار خود ہی استعمال کرے۔ سیدہ ام کلثوم بولیں۔ ابا جان! میں ایک عورت ہونے کی وجہ سے وہی خواہش رکھتی ہوں۔ جو دوسری عورتیں رکھتی ہیں۔ اور دیگر عورتوں کی طرح میں بھی چاہتی ہوں کہ دنیا کا کچھ ساز و سامان مجھے بھی مل جائے۔ میں باعزت زندگی بسر کرنا چاہتی ہوں

اور میں اپنے معاملہ میں غور و فکر کرنا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ جو تم کہہ رہی ہو یہ صرف تمہاری ہی رائے نہیں۔ بلکہ تمہارے بھائی حسن حسین کی بھی یہی رائے ہے۔ یہ کہہ کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور فرمانے لگے۔ میں تم میں سے کسی کے ساتھ گفتگو نہ کروں گا۔ ہاں اگر تو اپنا معاملہ اور اختیار میرے سپرد کر دے۔ یہ سن کر حسین کریمین نے آپ کی چادر پکڑ لی۔ اور کہا۔ کہ ہم آپ کی جدائی برواشت نہیں کر سکتے آپ تشریف رکھیں۔ پھر ان دونوں بھائیوں نے اپنی بھین ام کلثوم سے کہا۔ کہ بہتر یہی ہے کہ تم اپنا معاملہ ابا جان کے سپرد کر دو۔ جب ام کلثوم نے اپنا اختیار حضرت علی المرتضیٰ کو تفویض کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے تیرا عقد عون بن جعفر سے کر دیا ہے۔ عون ان دنوں خوب جوان تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے گئے۔ اور چار ہزار درہم آپ نے ام کلثوم کی طرف بھیجے۔ پھر اپنے بھتیجے عون بن جعفر کی طرف پیغام نکاح بھیجا۔ ایجاب و قبول کے بعد آپ نے ام کلثوم کو عون کے گھر بحیثیت بیوی روانہ کر دیا۔ امام حسن خلیفہ بیان کرتے ہیں کہ ام کلثوم اور ان کے خاوند عون بن جعفر کے درمیان جو نیگا نگاہت پیار و محبت میں نے دیکھی۔ کسی اور جوڑے میں ایسی سننے دیکھنے میں نہیں آئی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے

وصال کے وقت اپنی صاحبزادی ام کلثوم زوجہ عمر

بن الخطاب کو تسلی دی

اسد الغابہ،

قَالَ اِنِّي مُفَارِقُكُمْ فَبَكَتُ اُمُّ كَلثُومٍ مِنْ وَرَائِ الْحِجَابِ
فَقَالَ لَهَا اَسْكُنِي فَاَلَوْ تَرَيْنِ مَا اُرِي لَمَّا بَكَيتِ
قَالَ فَقُلْتُ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَاذَا تَرَى قَالَ
هَذِهِ الْمَلَائِكَةُ وَمُؤَدُّو النَّبِيِّينَ وَ هَذَا
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا عَلِيُّ ابْنِ
قَتَادَةَ تَصِيرُ إِلَيْهِ خَيْرًا مِمَّا أَنْتَ فِيهِ هَذِهِ اُمُّ كَلثُومٍ
بِنْتُ ابْنَةِ عَلِيٍّ زَوْجُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ - (اسد الغابہ)

جلد چہارم ص ۳۱ (ذکر خلافتہ)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے فرمایا۔ میں تمہیں چھوڑے

دنیا سے جا رہا ہوں۔ اس پر ام کلثوم پردے کے پیچھے سے

رو پڑیں۔ آپ نے اسے فرمایا۔ چپ کر جا۔ اگر تجھے وہ کچھ نظر آتا

جو میں دیکھ رہا ہوں۔ تو تجھے رونا نہ آتا۔ پوچھا اے امیر المؤمنین!

آپ کو کیا دکھائی دے رہا ہے؟ فرمایا۔ یہ فرشتوں کی جماعت

اور گروہِ انبیاء کھڑا ہے۔ اور یہ ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو فرما رہے ہیں۔
اے علی! تمہیں خوش خبری ہو۔ جدِ صہرتم جا رہے ہو وہ اس سے کہیں
بہتر ہے جس میں اس سے پہلے تم تھے۔ یہ ام کلثوم حضرت علی المرتضیٰ
کی صاحبزادی اور عمر بن الخطاب کی زوجہ تھیں۔

زید بن عمرو ان کی والدہ ام کلثوم کا انتقال ایک

ہی وقت میں ہوا

الاصابة في تميز الصحابة؛

قال ابن الوهب عن عبد الرحمن بن زيد بن
اسلم عن ابيه عن جده عن زوج عمر أم كلثوم
على مهر آربعين ألفاً قال الزبير ولدت
لعمر ابنه زيد ورقية وماتت ام كلثوم
ولدها في يوم واحد أصيب زيد في حرب
كانت بين عدي فخرج ليصلح بينهم
فشجّه رجل وهو لا يعرفه في الظلمة فعاش
أياماً وكان أمّه مريضة فما تافى يوم
واحد - (الاصابة في تميز الصحابة جلد ۱)

ص ۴۹۲) قسم ثانی ام کلثوم بنت علی حرف کاف

ترجمہ: زید بن اسلم اپنے باپ اور وہ اپنے باپ سے روایت
کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ام کلثومؓ سے چار ہزار درہم

حق مہر پر نکاح کیا۔ زبیر کہتے ہیں۔ کہ ام کلثوم سے ان کے ہاں دو بچے
 زید اور رقیہ پیدا ہوئے۔ ام کلثوم اور اس کا بیٹا زید ایک ہی دن فوت
 ہوئے۔ زید کو عدی قبیلہ کی لڑائی میں چوٹ آئی تھی۔ کیونکہ یہ ان میں
 صلح کرانے کے لیے جا رہے تھے۔ کہ ایک شخص نے اندھیرے میں
 لاٹھی کے ذریعہ ان کو زخمی کر دیا۔ کچھ دن زخمی حالت میں رہ کر انتقال کر گئے
 ان کی والدہ ام کلثوم بیمار تھیں۔ اور اتفاق سے دونوں کی فوتیدگی
 ایک ہی دن ہوئی۔

ملحہ فکریہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضرت عمر بن
 الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کے مختلف مراحل مختلف اسناد اور مختلف کتب
 کے حوالہ جات سے ہم نے پیش کیے۔ ذخائر عقبی کی روایت سیدہ ام کلثوم کی
 بیوگی اور اس کے بعد کے واقعہ کی تفصیل بیان کرتی ہے۔ اگر ان کا نکاح ثابت نہیں یا جھوٹا
 افسانہ ہے۔ تو پھر بیوگی کا اطلاق کیونکر درست ہوا۔ امام حسن و حسین کا اپنی ہمیشہ
 کو اور علی المرتضیٰ کا اپنی صاحبزادی کو بیوہ ہو جانے پر مزید نکاح کرنے نہ کرنے
 کا اختیار ذکر کرنا، پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ان سے اختیار حاصل کر کے اپنے بھتیجے
 سے ان کا نکاح کر دینا۔ حضرت عمر کے ہاں رہتے ہوئے ان کی ایک بیٹی اور ایک
 بیٹے کا جنم دینا اور پھر ان کا نام رقیہ اور زید بن عمر کتب میں مسطور ہونا، زید بن عمر
 اور ان کی والدہ ام کلثوم کا ایک ہی دن انتقال ہونا۔ عمر بن الخطاب کی چالیس ہزار دہم
 حق مہر مقرر کرنا یہ تمام واقعات و حقائق اس کی واضح تائید اور تصدیق کرتے
 ہیں۔ کہ سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت عمر بن الخطاب
 سے ہوا۔ اور ان کے ہاں اولاد بھی ہوئی۔ کتب سیرت کے بعد ہم اس موضوع

کے اثبات پر چنرالیسے حوالہ جات پیش کر رہے ہیں۔ جو کتب تاریخ سے ہیں۔
حوالہ ملاحظہ ہو۔

کتب تاریخ سے نکاح ام کلثوم کا ثبوت تاریخ طبری؛

وَقَزَّوْجِ أُمِّ كَلثُومِ بِنْتِ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ وَ
أُمِّهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَصْلُهَا فِي مَا قِيلَ أَرْبَعِينَ أَلْفًا فَوَلَدَتْ لَهُ
زَيْدًا وَرُقِيَّةً

(۱- تاریخ طبری جلد پنجم ص ۱۶)

(۲- تاریخ کامل ابن اثیر جلد سوم ص ۵۴)

(۳- البدایہ والنہایہ جلد ہفتم ص ۱۳۹)

(۴- البدایہ والنہایہ جلد ہفتم ص ۳۳۲)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا
بنت علی المرتضیٰ سے شادی کی۔ سیدہ کی والدہ حضرت خاتونِ جنت
فاطمہ الزہراء بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ عمر بن الخطاب کے عقد
میں جاننے کے بعد ام کلثوم سے دو بچے پیدا ہوئے۔ رقیہ نامی پیدا ہوئے۔
تاریخ خمیس؛

وَزَيْدٌ الْأَكْبَرُ أُمِّ كَلثُومِ بِنْتِ عَلِيٍّ الْمُرْتَضَى
بْنِ أَبِي طَالِبٍ مِنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُقَالُ إِنَّهُ رُحِيَ بِحَجَرٍ فِي حَرْبٍ

بَيْنَ حَيَيْنٍ فَمَاتَ وَلَا عَقَبَ لَهُ وَيُقَالُ إِنَّهُ مَاتَ
هُوَ وَأُمُّهُ أُمُّ كَلْثُومٍ فِي سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ فَلَمْ
يَرِثْ أَحَدُهُمَا مِنَ الْآخِرِ وَصَلَّى عَلَيْهِمَا عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ عُمَرَ فَقُدِّمَ زَيْدٌ عَلَى أُمِّ كَلْثُومٍ فَجَبَرَتِ السُّنَّةُ
بِذَلِكَ فَكَانَ فِيهِمَا حُكْمَانِ - (تاریخ خمیس جلد ۱)

(ص ۲۵۱)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سیدہ فاطمہ الزہرا کی اولاد
میں سے ایک ام کلثوم تھیں۔ اور زید الاکبر ان کے صاحبزادے تھے۔ بیان
کیا گیا ہے کہ زید مذکورہ کو دو قبیلوں کے درمیان لڑائی میں کسی نے پتھر
مارا۔ اور ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی کوئی اولاد نہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے
کہ یہ اور ان کی والدہ ام کلثوم کا ایک ہی وقت میں انتقال ہوا۔ اس لیے
ان دونوں میں ایک دوسرے کی وراثت تقسیم نہ ہوئی۔ ان دونوں
(ماں بیٹے) کی نماز جنازہ حضرت عمر کے صاحبزادے عبداللہ نے پڑھائی
نماز جنازہ کے وقت زید کی میت امام کے قریب اور اس کے بعد
قبہ کی طرف ان کی والدہ ام کلثوم کا جسد اطہر رکھا گیا۔ اس کے بعد دو اکھٹے
ایسے جنازوں کا یہی طریقہ نماز چلا آ رہا ہے۔ گویا اس واقعہ میں دو حکم
شرعی موجود ہیں۔

ملحہ فکریہ:

ان تاریخی حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ مؤرخین نے جہاں حضرت علی المرتضیٰ
رضی اللہ عنہ یا سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد کا تذکرہ کیا، وہاں ام کلثوم نامی
ایک عورت کا تذکرہ بھی کیا۔ اسے شیعہ سنی سمجھی تسلیم کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ”محدث“ صاحب

بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ام کلثوم نامی ایک صاحبزادی علی المرتضیٰ کی سیدہ فاطمہ کے لطن سے تھیں۔ دوسری بات مورخین نے بالاتفاق یہ بھی ذکر کی کہ اس ام کلثوم کا نکاح عمر بن الخطاب سے ہوا۔ یا اسے دوسرے الفاظ میں یوں کہہ لیں۔ کہ تاریخ دانوں نے جہاں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی بیویوں کا تذکرہ کیا۔ ان میں ام کلثومؓ کا بھی لازمًا ذکر کیا۔ اور میری بات جہاں کہیں ان لوگوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یا ام کلثومؓ نبی علی المرتضیٰ کی اولاد کا ذکر کیا۔ وہاں زید اور رقیہ دو بچوں کا تذکرہ بھی کیا۔ اب چند حوالہ جات ان کتابوں سے بھی ملاحظہ ہو جائیں جو "انساب" سے بحث کرتی ہیں۔

کتاب انساب سے نکاح ام کلثوم کا ثبوت انساب القرشیین؛

ابن ابی طالب قال هشام بن عمار (۲۰۰) فاطمة ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم تزوجها عمر بن الخطاب واصلها ربيعة بن أبي ربيعة الفأو وكدت له زيدا ابن عمر الأخبز ورقية بنت عمر ثم تزوجها بعدة ابن عمها محمد بن جعفر (۲۰۱) ابن ابی طالب فتوفي عنها ثم تزوجها عون (۲۰۲) بن جعفر فقتل عنها ثم تزوجها عبد الله بن جعفر فماتت عنده وتوفيت هي وبها زيدا بن عمر في يوم واحد ولدت

صَارَ خَتَانِ عَلَيْهِمَا فَلَمْ يَذَرِ (۲۰۳) أَيُّهُمَا مَاتَ
أَوَّلًا وَصَلَّى عَلَيْهِمَا ابْنُ عُمَرَ قَدْ مَاتَ الْحُسَيْنُ
بْنُ عَلِيٍّ فَكَانَتْ فِيهِمَا سُنَّتَانِ لِمَرْيُورٍ
أَحَدُهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ وَقَدْ مَاتَ زَيْدٌ قَبْلَ
أُمِّهِمَا بِلَى الْأَمَامِ-

را نساب القرشیین لا بن قدامہ ص ۱۱۱ م کلثوم بنت علی
ترجمہ: ابن ابی طالب کہتا ہے کہ ہشام بن عمار نے بیان کیا ہے
اس نے کہا کہ ام کلثوم کی والدہ کا نام فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہے۔ ان سے عمر بن الخطاب نے شادی کی۔ اور چالیس
ہزار درہم حق مہر مقرر کیا۔ اور زید اکبر و رقیہ دو بچے ان کے ہاں پیدا
ہوئے۔ عمر بن الخطاب کے انتقال کے بعد اپنے چچا زاد بھائی
محمد بن جعفر بن ابی طالب سے شادی کی۔ ان کی فوتیدگی کے بعد
عون بن جعفر سے نکاح کیا۔ ان کے قتل ہو جانے کے بعد عبد اللہ
بن جعفر سے نکاح کیا۔ اور ان کی زوجیت میں انتقال کر گئیں۔ یہ اور ان
کا بیٹا زید بن عمر ایک ہی دن فوت ہوئے۔ رونے والے دونوں
پر اکٹھا روئے۔ معلوم نہ ہو سکا۔ کہ ان میں سے پہلے انتقال کس کا ہوا
ان کی نماز جنازہ حضرت عبداللہ بن عمر نے پڑھائی۔ امام حسین نے انہیں
نماز پڑھانے کے لیے آگے کیا تھا۔ اس واقعہ میں دو مسئلے واضح ہوئے
ایک یہ کہ اگر دو وارث موارث اکٹھے انتقال کر جائیں۔ تو ان میں سے
کسی کو وراثت نہیں ملتی۔ اور دوسرا یہ کہ مرد و عورت کی اکٹھی نماز جنازہ
پڑھاتے وقت مرد امام کے ساتھ متصل ہونا چاہیے۔ اور عورت اس

کے بعد قبیلہ کی طرف ہونی چاہیے۔ زید جانبِ امام علیہ السلام تھے ان کی والدہ
جانبِ قبیلہ زید سے آگے تھیں۔

جمہورۃً انساب العرب؛

وَتَزَوَّجَ أُمَّ كَلْثُومٍ بِنْتَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بِنْتُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
قَوْلًا لَهَا زَيْدُ الْعُرَيْقِبِ وَرَفِيقُهُ ثُمَّ خَلَفَ
عَلَيْهَا بَعْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَوْدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ
أَبِي طَالِبٍ ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا بَعْدَهُ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ
بْنِ أَبِي طَالِبٍ ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا بَعْدَهُ عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بَعْدَ طَلْقِهِ لِأُخْتِهَا
زَيْنَبَ - جمہورۃً انساب العرب ص ۳۸ لابن محزم

اندلسی۔ وهو لاء ولد امیر المؤمنین

ترجمہ: سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم بنت
علی المرتضیٰ کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب سے شادی کی۔ ان سے
زید لڑکا پیدا ہوا۔ جو بے اولاد رہا۔ اور ایک لڑکی رقیہ نامی پیدا ہوئی۔
حضرت عمر کے انتقال کے بعد یہ ام کلثوم عاون بنی جعفر بن ابی طالب
کے عقد میں آئیں۔ پھر ان کے انتقال کے بعد محمد بن جعفر بن ابی طالب
سے شادی کی۔ اور ان کے وصال کے بعد عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب
نے ان سے نکاح کر لیا۔ انہوں نے یہ نکاح کرنے سے قبل ان کی
بھین زینب کو طلاق دے دی تھی۔

نسب قریش:

زَيْنَبُ بِنْتُ عَلِيٍّ الْكُبْرَى وَلَدَتْ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ
جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ.

(۲) اُمُّ كُلْثُومٍ الْكُبْرَى وَلَدَتْ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
وَأُمُّ فَاطِمَةَ بِنْتُ السَّيِّدِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(کتاب نسب قریش ص ۲۱ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیوں میں سے جو سیدہ
فاطمہ الزہراء کے بطن اقدس سے پیدا ہوئیں ایک کا نام زینب کبریٰ تھا۔
جن کی شادی عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے ہوئی۔ دوسری صاحبزادی
ام کلثوم کبریٰ تھیں۔ ان کا نکاح عمر بن الخطاب سے ہوا۔ اور اولاد بھی ہوئی

کتاب المحبّر

وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَحِمَهُ اللَّهُ كَانَتْ عِنْدَهُ أُمُّ كُلْثُومٍ
بِنْتُ عَلِيٍّ ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا عَوْنٌ ثُمَّ مُحَمَّدٌ ثُمَّ عَبْدُ اللَّهِ

بَنُو جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ - (کتاب المحبّر ص ۵۶)

ذکر اصہار علی

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں ام کلثوم بنت
علی المرتضیٰ تھیں۔ حضرت عمر کے انتقال کے بعد یہ عون پھر محمد، پھر
عبد اللہ کے عقد میں یکے بعد دیگرے آئیں۔ یہ تینوں، جعفر بن ابیطالب
کے صاحبزادے ہیں۔

ابراہیم بن نعیم النخام العدوی۔ کانت

عِنْدَهُ رَقِيَّةُ بِنْتُ عُمَرَ أَخْتُ حَفْصَةَ لَا بَيْنَها وَادُّها
أُمُّ كُلثُومٍ بِنْتُ عَلِيٍّ۔

کتاب النساب الاشراف (البلاذری) جلد اول
(ص ۲۲۸)

ترجمہ: ابراہیم بن نعیم النخام العدوی کے گھر رقیہ بنت عمر بن الخطاب
تھیں۔ یہ رقیہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی باپ کی طرف سے بھین ہیں۔
لیکن ان کی والدہ کا نام ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ ہے۔

کتاب المعبر

ابراہیم بن نعیم النخام العدوی۔ کانت عندہ
رَقِيَّةُ بِنْتُ عُمَرَ أَخْتُ أُمِّ كُلثُومٍ بِنْتِ عَلِيٍّ۔

(کتاب المعبر ص ۵۲ تا ۱۰۱)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب کی صاحبزادی جو ام کلثوم سے تھیں۔
یعنی سیدہ رقیہ بنت عمر کا نکاح ابراہیم بن نعیم النخام العدوی سے
ہوا تھا۔

بیان ثانی

محمود ہزاروی کا نکاح ام کلثوم کے عدم جواز پر ایک حیلہ کاذب
کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام کلثوم رضی اللہ
عنہا کا کفو نہیں

محمود ہزاروی نے مذکورہ مسئلہ کی اپنے نظریہ کے مطابق تائید پر ایک استدلال
پیش کیا ہے۔ ہم اس کو حیلہ کاذب کا نام دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ وہ یہ کہ عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ کا سیدہ ام کلثوم سے نکاح اس لیے نہیں ہو سکتا کہ نکاح
میں زوجین کا کفو ایک ہونا شرط ہے۔ ان دونوں کا جب کفو ایک نہیں۔ تو نکاح
سرے سے باطل ہوا۔ ہزاروی کی عبارت درج ذیل ہے۔

شرافت سادات؛

علاوہ اس کے وہ سیدہ ہیں۔ کوئی غیر سید سیدہ اولاد رسول کا کفو نہیں۔ اور غیر
کفو سے نکاح روایت مفتی بہا مختار للفتاویٰ مذہب حنفی پر باطل ہے کہ
ما جت فسح نہیں سرے سے منعقد نہیں ہوتا۔ وروی الحسن
عن الامام بطلانہ بلا کفو (متون) غیر کفو سے عقد باطل
ہے۔ در مختار میں ہے۔ ویفتی فی غیر الکفو بعدم
جوازہ اصلا و هو المختار للفتویٰ لفساد الزمان
سادات حسنی حسینی اولاد رسول کے خصوصیات اور منافخرو فضائل عالیہ
قطعیہ جن میں کوئی غیر سید عرب و عجم میں ان کا ہم سر و ہم کفو اور شریک

و مماثل نہیں۔ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سادات حسنی حسینی شرعاً اولادِ رسول ہیں کسی غیر سید کو فیض و شرف نہیں۔ لہذا کفو نہیں۔ (شرافت سادات ص ۴)

جامع الخیرات:

عرض ہر چہ اہل مذہب اسلام اہل سنت و جماعت میں سیدہ حسنیہ حسینیہ کے ساتھ کسی غیر سید شخص کا نکاح ہرگز جائز نہیں اور عرب و عجم اور دنیا کے اسلام میں اس پر فتوے عمل ہے۔ لا ینعقد اصلاً و رأساً سے منعقد ہی نہیں ہوتا بالکل ناجائز چاہے وہ غیر سید عالم ہو یا ولی متقی ہو یا بزرگ یا بادشاہ امیر ہو یا نواب راجہ ہو یا معزز عربی ہو یا عجمی یا قریشی ہاشمی، عباسی، صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی غیر فاطمی صاحب دولت و جاہ و جمال والا کسی بھی غیر سید شخص سے سیدہ حسنیہ حسینیہ کا عقد نکاح بنا بر روایت مفتی بہا مختار للفتاویٰ سرے سے منعقد ہی نہیں ہو سکتا۔ اور چودہ سو برس سے مسلمان عالم کا اعتقاد علمی اجماع منعقد ہے۔

(جامع الخیرات ص ۲۵۵)

خلاصہ حیلہ کا ذبہ

نکاح میں چونکہ کفو شرط ہے۔ اور یہ شرط عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور سیدہ ام کلثوم میں مفقود ہے۔ کیونکہ سیدہ کا کفو ہاشمی، قریشی وغیرہ غیر سید نہیں۔ اور آج تک ایسے غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز پر تمام امت کا اتفاق علمی و اعتقادی ہے۔ لہذا ان دونوں کا نکاح سرے سے باطل ہے۔ تو جو لوگ اسے ثابت کرتے ہیں۔ وہ ناجائز کو جائز قرار دینے والے ہیں۔

جواب اول:

محدث ہزاروی کا اصل مقصد یہ ہے کہ کسی نہ کسی طریقہ سے حضرت عمر بن الخطابؓ اور سیدہ ام کلثومؓ کے مابین منعقدہ نکاح کو غلط اور باطل قرار دیا جائے۔ اسی مقصد کو ثابت کرنے کے لیے درمختار کی عبارت پیش کی گئی۔ لیکن درمختار کی عبارت کا اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ یہاں سیدہ اور غیر سیدہ کے مابین نکاح کے جواز و عدم جواز کی بات ہو رہی ہے اور وہاں مطلق کفو، کا ذکر ہے۔ درمختار کی عبارت کا اصل مقصد اور مفہوم محدث ہزاروی نے بیان کر کے یا اسے چھپا کر ایک قسم کی برویاتی کارنامہ کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ صاحب درمختار بیان یہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی لڑکی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرے۔ تو کیا ولی کو اس نکاح کے فسخ یا عدم فسخ کا اختیار ہے؟ اس میں علماء احناف کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ایسا نکاح ہوتا ہی نہیں۔ لہذا فسخ کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ اور بعض اس کے انعقاد کو تسلیم کر کے ولی کو اختیار فسخ کا قول کرتے ہیں۔ درمختار کی مکمل عبارت یوں ہے۔

درمختار:

وَ (يُفْتَى) فِي غَيْرِ الْكَفِّ رِبْعَدَمِ جَوَازِهِ أَصْلًا وَهُوَ
مُخْتَارٌ لِّلْفَتَاوَى (لِفْسَادِ الزَّمَانِ) فَلَا تَجْلِبُطَلَقَةُ
ثَلَاثًا نَكَحَتْ غَيْرَ كُفُوٍ بِإِذْنِ رِضَاءِ وَلِيِّ بَعْدَ مَعْرِفَةِ آيَاهُ
فَلْيُحْفَظْ - (درمختار جلد سوم ص ۵۶ - ۵۷)

مطبوعہ مصر باب الولی

ترجمہ: غیر کفو میں نکاح کے اصلاً عدم جواز پر فتوے دیا گیا ہے۔ اور
فتویٰ کے لیے یہی مختار ہے۔ کیونکہ فسادِ زمانہ اس کی علت ہے

لہذا تین طلاقیں پانے والی کوئی عورت اپنے لیے یہ جائز نہ سمجھے کہ ولی کی رضا مندی کے بغیر کفو میں نکاح کرے۔ جبکہ ولی کو اس کے غیر کفو میں نکاح کرنے کا علم ہو۔ اس کو محفوظ رکھنا چاہیے۔

توضیح:

صاحب درمختار نے غیر کفو میں نکاح اصلاً ناجائز بتانے کے لیے ایک شرط لگائی۔ یعنی یہ کہ ایسا کرنے سے ولی راضی نہ ہو۔ اور محدث ہزاروی اس شرط کو سرے سے مہتمم کر گیا۔ درمختار پر حاشیہ و المختار نے اس کی توضیح یوں کی ہے۔

رد المختار:

(قَوْلُهُ بَعْدُ جَوَازُهُ أَصْلًا) هَذِهِ رِوَايَةُ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي حَنِيْفَةَ وَهَذَا إِذَا كَانَ لَهَا وَلِيٌّ لَمْ يُرْضَ بِهِ قَبْلَ الْعَقْدِ فَلَا يَفِيدُ الرِّضَا بَعْدَهُ (بِحَرِّ) وَأَمَّا إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلِيٌّ فَهُوَ صَحِيحٌ نَافِذٌ مُطْلَقًا إِيْفَاقًا كَمَا يَأْتِي لِأَنَّهُ وَجِبَهُ عَدَمُ الصَّحَةِ عَلَى هَذِهِ الرِّوَايَةِ دَفْعُ الضَّرَرِ عَنِ الْأَوْلِيَاءِ أَمَّا هِيَ فَقَدْ رَضِيَتْ بِإِسْقَاطِ حَقِّهَا (فَتْح) قَوْلُهُ (وَهُوَ الْمُخْتَارُ لِلْفَتَوَى) وَقَالَ شَمْسُ الْأُئْمَةِ وَهَذَا أَقْرَبُ إِلَى الْحَوْتِيَّاتِ:

رد المختار جلد سوم ص ۵، مطبوعہ مصر

ترجمہ: غیر کفو میں اصلاً عدم جواز کا قول یہ امام اعظم سے امام حسن کی روایت ہے۔ اور یہ حکم اس وقت ہو گا جب عورت کا ولی موجود ہو۔ اور اس کے نکاح کرنے سے قبل اس کی ناراضگی واضح ہو۔ لہذا نکاح کے

کے بعد اس کی رضا مندی مفید نہ ہوگی۔ اور اگر اس عورت کا ولی ہی موجود نہیں۔
تو پھر اس کا نکاح صحیح ہے۔ نافذ الطلاق ہوگا۔ اور یہ متفق علیہ ہے۔ جیسا کہ آگے
آئے گا۔ کیونکہ اس راویت کے مطابق نکاح صحیح نہ ہونے کی وجہ یہ تھی
کہ ایسا کرنے سے ولی کو نقصان ہوتا ہے اور اس کا دفع کرنا ضروری ہے
لیکن خود عورت کہ جس نے اپنا نکاح غیر کفو میں کر دیا تو وہ اپنا حق
ساقط کرنے پر راضی ہو گئی۔ شمس الائمہ نے کہا۔ کہ مختار للفتویٰ قول میں احتیاط
کا بہت خیال رکھا گیا ہے۔

قارئین کرام! درمختار اور اس کے حاشیہ و المختار کی عبارت سے واضح ہوا۔ کہ اگر
کسی عورت کا ولی غیر کفو میں نکاح کرنے پر راضی ہو۔ یا اس عورت کا کوئی ولی ہی
نہیں جسے غیر کفو میں نکاح کرنے سے ناراضگی کا احتمال ہو۔ تو ان دونوں صورتوں
میں غیر کفو میں نکاح صحیح علی الاطلاق اور بالاتفاق نافذ ہوگا۔ مگر محدث ہزاروی اس
متفقہ مسئلہ کو گول کر گیا۔ اور پھر کمال ڈھٹائی سے فقہ حنفی کی مشہور کتاب درمختار کا آدھا
حوالہ نقل کر کے اپنی حنفیت کی چادر اتار پھینکی۔ مختصر یہ کہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا
حضرت عمر بن الخطاب سے نکاح باطل تب ہوتا۔ کہ اس نکاح پر ولی راضی نہ
ہوتے۔ اور پھر یہ ان کا غیر کفو میں از خود نکاح کرنا متعین ہونا خدا کی قدرت اس
نکاح میں یہ دونوں مفقود ہیں۔ یعنی کفو بھی موجود ہے اور ولی کی رضا مندی بھی ساتھ ہے
اور پھر ایسے نکاح کو باطل محض قرار دینا خود باطل محض ہے۔

جواب دوم :

محدث ہزاروی نے کفو اور غیر کفو میں یہاں تک کہہ دیا۔ کہ کسی سیدہ کا کفو قریشی
ہاشمی اور علوی وغیرہ نہیں ہو سکتا۔ ہم محدث ہزاروی کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ احناف
کی کسی کتاب میں یہ دکھا دیں کہ سید زادی حسنی حسینی کا قریشی یا ہاشمی سے نکاح

نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کا کفو ایک نہیں۔ تو ہم بیس ہزار روپے سکہ رائج الوقت بطور انعام پیش کریں گے۔ اور محدث ہزاروی کا مسلک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بھی خلاف ہے۔ جس میں آپ نے قریش کو باہم کفو قرار دیا ہے۔ کتب احناف سے اس کی وضاحت ملاحظہ ہو۔

بحر الرائق:

ثُمَّ الْقُرَشِيَّانِ مِنْ جَمْعِهِمَا أَيُّهُمَا النَّضْرُ بْنُ
كَنَانَةَ فَمَنْ دُونَهُ وَمَنْ لَمْ يُنْسَبْ إِلَّا بِفَوْقَهُ
فَهُوَ حَرَبِيٌّ غَيْرُ قُرَشِيٍّ وَالنَّضْرُ هُوَ الْحَبْدُ الثَّانِي
عَشَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ مُحَمَّدُ
بْنُ عَبْدِ الْمَطْلِبِ بْنِ هَاشِمٍ بْنِ عَبْدِ الْمَنَافِ بْنِ
قُصَيٍّ بْنِ كِلَابٍ بْنِ مَرْثَدَةَ بْنِ كَعْبٍ بْنِ لُؤَيٍّ بْنِ غَالِبٍ
بْنِ فِهْرٍ بْنِ مَالِكٍ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ.....
إِقْتَصَرَ الْبُخَارِيُّ فِي نَسَبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَدْنَانَ وَالْأَجْمَةِ الْأَرْبَعَةِ الْخُلَفَاءِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَشٍ لَا يُنْسَبُ
بِهِمْ إِلَى النَّضْرِ فَمَنْ دُونَهُ وَلَيْسَ فِيهِمْ هَاشِمِيٌّ
إِلَّا عَلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَإِنَّ الْحَبْدَ الْأَوَّلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبْدُهُ فَإِنَّهُ عَلَى بَنِي عَبْدِ الْمَطْلِبِ
فَهُمْ مِنْ أَوْلَادِ هَاشِمٍ وَأَمَّا الْبُؤَيْكِيُّ الصَّدِيقُ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَجْتَمِعُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَبْدِ السَّادِسِ وَهُوَ مَرَّةٌ فَإِنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ

بن عثمان بن عامر بن حصر بن کعب بن سعد
بن تميم بن مرة - وَأَمَّا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَجْتَمِعُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجِدِّ السَّابِعِ وَهُوَ كَعْبٌ فَإِنَّهُ
عمر بن الخطاب بن نفيل بن عبد العزى بن رياح
بن عبد الله بن قرط بن رواح بن عدي بن كعب
وَرِيَّاحٌ يَكْسِرُ الرَّايَ وَيَأْلِيَاءُ تَحْتَهَا نُقُطَتَانِ - وَأَمَّا
عثمان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَيَجْتَمِعُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجِدِّ الثَّالِثِ وَهُوَ عَبْدُ مَنْفٍ فَإِنَّهُ
عثمان بن عفان بن ابى العاص بن امية بن عبد شمس
بن عبد مناف وبعده استدل المشايخ على انه
لَا يَغْتَبِرُ التَّفَاضُلُ قِيَمًا بَيْنَ قُرَيْشٍ وَهُوَ الْمُرَادُ
يَقُولُ قُرَيْشٌ أَكْفَاءٌ حَتَّى كُنْتُ تَزَوَّجْتُهَا شَيْعَةً
قُرَشِيًّا غَيْرَ هَاشِمِيٍّ لَمْ يَرِدْ عَقْدُهَا وَإِنْ تَزَوَّجْتُ
عَرَبِيًّا غَيْرَ قُرَشِيٍّ لَهُمْ رَدَّةٌ كَثْرُ وَجِجِ الْعَرَبِيَّةِ
عَجَمِيًّا وَوَجْهُهُ الْأَسْبَدُ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجَ بِنْتَهُ مِنْ عُثْمَانَ وَهُوَ أُمَوِيٌّ لَا
هَاشِمِيٍّ وَزَوَّجَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِنْتَهُ أُمَّ كَلْتُومٍ
مِنْ عُمَرَ وَكَانَ عَدُوًّا لَهَا شَيْعِيًّا -

رجع الراءى جلد سوم ص ۱۳۰ والكفاءة تعتبر نسبا قریشی الكفاء

ترجمہ: پھر قریش وہ لوگ ہیں جن کا سلسلہ نسب نصر بن کنانہ یا اس

نچلے درجہ میں جا کر مل جاتا ہو۔ اور جس کا نسب نصر بن کنانہ سے اوپر جا کر
 ملتا ہے۔ وہ عربی ہے لیکن قریشی نہیں۔ اور نصر بن کنانہ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم کے بارہویں دادا ہیں۔ آپ کا نسب یہ ہے۔ محمد بن عبد اللہ
 بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن
 کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نصر بن کنانہ.....
 امام بخاری نے آپ کا نسب نامہ عدنان تک بیان کیا۔ چاروں
 خلفاء راشدین قریشی ہیں۔ کیونکہ ان کا نسب نصر بن کنانہ یا ان سے
 نچلے درجے تک جاتا ہے۔ ان چاروں میں سوائے علی المرتضیٰ
 کے کوئی ہاشمی نہیں۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دادا ان کا بھی
 دادا ہے۔ لہذا یہ ہاشم کی اولاد ہوئے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 کا سلسلہ نسب چھٹے دادا مرہ میں جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا
 ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔ ان کا نسب یہ ہے۔ عبد اللہ بن عثمان بن
 عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔ اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
 کا ساتویں دادا کعب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسب جاتا ہے
 ان کا نسب یہ ہے۔ عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح
 بن عبد اللہ بن قرط بن رواح بن عدی بن کعب۔ اور حضرت عثمان غنی
 رضی اللہ عنہ تیسرے دادا عبد مناف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا
 ملتے ہیں۔ ان کا نسب یہ ہے۔ عثمان بن عفان بن ابی العاص
 بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ اور ہمارے مشائخ نے اس
 سے اس بات پر استدلال فرمایا ہے۔ کہ قریش کے ہاں تفاضل
 کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی

”قریش اکفاء“ کا مطلب بھی یہی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی ہاشمی عورت کسی قریشی غیر ہاشمی سے نکاح کر لیتی ہے۔ تو اس کا نکاح رو نہیں ہوگا۔ اور اگر کسی عربی سے اس نے نکاح کیا۔ جو غیر قریشی ہو۔ تو اس کے اولیاء کو رو کرنے کا حق ہے۔ جیسا کہ کسی عربی عورت کا کسی عجمی سے نکاح کرنے پر اختیار رد ہے۔ استدلال کی وجہ یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کی شادی حضرت عثمانؓ سے کی تھی۔ حالانکہ جناب عثمان اموی ہیں ہاشمی نہیں۔ اور علی المرتضیٰؓ نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم کا عقد عمر بن الخطابؓ سے کیا تھا۔ حالانکہ وہ عدوی ہیں ہاشمی نہیں۔

البدائع والصنائع،

قُرَيْشٌ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ وَ الْعَرَبُ بَعْضُهُمْ
 أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ حَتَّىٰ بَنِي وَ قَبِيلَةٍ بِقَبِيلَةٍ وَالْمَوَالِ
 بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ كَجُلٍّ بِرَجُلٍ لِأَنَّ التَّفَاخُرَ
 وَالتَّحْقِيرَ يَفْعَانِ بِأَلَا نُسَابٍ فَتَلْحَقُ نَفِيسَةٌ بِدَنَاءَةٍ
 النَّسَبِ فَتُعِيرُ قَبِيلَهُ الْكَفَاءَةُ فَقُرَيْشٌ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ
 لِبَعْضٍ عَلَىٰ اخْتِلَافٍ قَبَائِلِهِمْ حَتَّىٰ يَكُونَ الْقُرَشِيُّ
 الَّذِي لَيْسَ بِهَا شَيْئٌ كَالْيَتِيمِ وَالْأُمَوِيُّ وَالْعَدَوِيُّ
 وَنَحْوُ ذَلِكَ الْإِكْفَاءُ لَهَا شَيْئٌ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 قُرَيْشٌ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ وَقُرَيْشٌ تَشْتَعِلُ
 عَلَىٰ بَنِي هَاشِمٍ وَالْعَرَبُ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ
 بِالنَّصِّ وَلَا تَكُونُ الْعَرَبُ كَفَاءً لِقُرَيْشٍ لِفَضِيلَةِ قُرَيْشٍ

عَلَى سَائِرِ الْعَرَبِ وَلِذَا لَكَ اخْتِصَصْتَ الْإِمَامَةَ بِهِمْ
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُمَةُ مِنْ قُرَيْشٍ
بِخِلَافِ الْقُرَشِيِّ أَنَّهُ يَصْلَحُ كِفَاءً لَهَا شَيْئِي وَإِنْ كَانَ
لَهَا شَيْئِي مِنْ فَضِيلَةٍ مَا لَيْسَ لِلْقُرَشِيِّ لَكِنَّ الشَّرْعَ
أَسْقَطَ إِعْتِبَارَ تِلْكَ الْفَضِيلَةِ فِي بَابِ النِّكَاحِ عَرَفْنَا
ذَلِكَ بِفَعْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِجْمَاعِ
صِحَابِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَإِنَّهُ رُوِيَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجَ ابْنَتَهُ مِنْ عُثْمَانَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ أُمَوِيًّا لَا هَاشِمِيًّا وَزَوَّجَ
عَلِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ابْنَتَهُ مِنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَلَمْ
يَكُنْ هَاشِمِيًّا بَلْ عَدُوًّا فَدَلَّ أَنَّ الْكَفَاءَةَ فِي
قُرَيْشٍ لَا تُخْتَصُّ بِبَطْنٍ دُونَ بَطْنٍ -

(البدائع والصنائع جلد دوم ص ۳۱۹ باب الكفاءة
مطبوعہ مصر)

ترجمہ: قریش ایک دوسرے کے اور عرب ایک دوسرے کے
کفو ہیں۔ قبیلہ قبیلے کا کفو ہے۔ موالی مرد ایک دوسرے کے کفو
ہیں۔ کیونکہ وجہ فخر اور باعث شرم صرف نسب ہوتا ہے۔ لہذا نسب
کے ادنیٰ ہونے کی صورت میں نقص متصور ہوتا ہے۔ قریش باہم
مختلف قبائل ہوتے ہوئے ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ یہاں تک کہ وہ
قریشی جو ہاشمی نہیں جیسا کہ تہمی اموی اور عدوی وغیرہ یہ ہاشمی کا کفو ہیں کیونکہ
خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں اور قریش

میں بنی ہاشم بھی شامل ہیں۔ اور عرب ایک دوسرے کے بالنص کفو ہیں۔ عرب، قریش کا کفو نہیں ہو سکتے۔ افس لیے کہ قریش کو تمام عرب پر فضیلت حاصل ہے۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کی تخصیص قریش کے لیے فرمائی۔ اور فرمایا۔ الامۃ من قریش۔ بخلاف قریشی کے کہ یہ ہاشمی کا کفو ہو سکتا ہے۔ اگرچہ ہاشمی میں کچھ ایسی فضیلت ہے جو قریش میں نہیں۔ لیکن شرع شریف نے اس فضیلت کا اعتبار نکاح میں ماقط کر دیا ہے۔ ہمیں اس کا پتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل شریف سے ہوا۔ اور صحابہ کرام کے اجماع سے۔ کیونکہ مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کی شادی عثمان غنی سے کی تھی۔ حالانکہ وہ اموی تھے۔ ہاشمی نہ تھے اور علی المرتضیٰ نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم کی شادی عمر بن الخطابؓ سے کی تھی۔ حالانکہ آپ بھی ہاشمی نہ تھے بلکہ عدوی تھے کہ قریش میں باہم کفایت ایک بطن یا دوسرے بطن کے ساتھ مختص نہیں

ملحد فکریہ:

قارئین کرام! فقہ حنفی کی مشہور اور متداول کتب فتاویٰ کے حوالہ جات آپ نے ملاحظہ کیے۔ جن میں اس امر کی صراحت کی گئی ہے۔ کہ قریش (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہویں دادا ہیں۔ کی اولاد ہیں۔) وہ سب ایک دوسرے کا کفو ہیں۔ ان میں ہاشمی، اموی، عدوی وغیرہ سبھی داخل ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی اور آپ کے عمل شریف سے یہ کفایت ثابت ہے۔ اسی پر صحابہ کرام کا اجماع اور عمل رہا ہے۔ لیکن محدث ہزاروی حسینی سید زادی کو قریش کا کفو نہیں مانتا اس طرح اس نے نہ صرف حنفیت بلکہ اجماع صحابہ اور عمل و قول رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے۔ اور بڑے دعوے سے کہا۔ کہ حسینی حسینی سید

کی شادی کسی غیر سید سے چاہے وہ کوئی ہو بالکل باطل ہے۔ اور اس بطلان پر عملی اور اعتقادی اجماع چلا آرہا ہے۔ کہاں یہ محدث ہزاروی کی بڑھ اور کہاں حقیقت حال تمام احناف نے قریش کے باہم کفو ہونے کی مثال وہ مشہور واقعہ پیش کیا جسے محدث ہزاروی باطل افسانہ کہہ رہا ہے۔ گویا اپنے فاسد نظریہ کو عملی اور اعتقادی اجماع کہا جا رہا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ خود اور اس کے چیلے چانٹے اس پر متفق ہوں۔ اور عمل بھی کرتے ہوں۔ لیکن احناف کا عملی اور اعتقادی اجماع یا صحابہ کرام کا اتفاق اس پر بالکل نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف پر ہے۔ محدث ہزاروی نے جن عبارات کو اپنے مقصد کی تائید میں پیش کیا۔ ان میں کسی کے اندر مطلق کفو کی بات اور کسی میں دوسرے اعتبارات کے پیش نظر وہ عبارت لکھی گئی۔ لیکن کمال چالاکی سے ان عبارات کو اپنے مذموم نظریہ کے حق میں استعمال کیا۔ ہم ان عبارات کو من و عن نقل کر کے انہی کتابوں سے اس باطل نظریہ کی تردید پیش کرتے ہیں۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

رد المحتار؛

وَالْخُلَفَاءُ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ وَتَمَامُهُ فِي الْبَحْرِ
رَقُولُهُ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ بَعْضٍ أَشَارَ بِهِ إِلَى أَنَّهُ لَا تَفَاضُلَ
فِيمَا بَيْنَهُمْ مِنَ الْهَاشِمِيِّ وَالنَّوْفَلِيِّ وَالتَّيْمِيِّ وَالْعَدَوِيِّ
وَأُخَرِهِمْ وَلِهَذَا زَوَّجَ عَلِيٌّ وَهُوَ هَاشِمِيٌّ أُمَّ كُلُّهُمْ بِنْتُ
فَاطِمَةَ لِعُمَرَ

وَهُوَ عَدَوِيٌّ... وَالْحَاصِلُ أَنَّهُ كَمَا لَا يُعْتَبَرُ
التَّفَاضُلُ فِي قُرَيْشٍ حَتَّىٰ أَنْ أَفْضَلَهُمْ بَنِي هَاشِمٍ أَكْفَاءُ

لِغَيْرِهِمْ مِّنْهُمْ رَدِّ الْمَحْتَارِ جُلْد سُوْم ۸۶ تا ۸۷ باب الكفاءة

توجہ: چاروں خلفاء قریشی ہیں۔ اس کی تفصیل بحر الرائق میں ہے قولہ بعضہم اکفاء لبعض اسی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ قریش میں باہم کوئی تفاضل نہیں۔ ہاشمی، نوفلی، تمیمی، عدوی وغیرہ سب ایک دوسرے کے کفو ہیں اسی لیے حضرت علی المرتضیٰ نے ہاشمی ہونے کے باوجود اپنی صاحبزادی ام کلثوم بنت فاطمہ الزہرا کا عقد عمر بن الخطاب سے کر دیا حالانکہ وہ عدوی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ قریش میں باہم تفاوت غیر معتبر ہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے افضل ہاشمی کا دوسرا کوئی قریشی کفو ہے۔

فتاویٰ رضویہ: سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں براہ کرم جواب سے مع دلائل نقلی کے مشرف و ممتاز فرمائیں۔

۱۔ ایک عورت ہے جو سبی سیدہ ہے۔ اس سے کسی شخص نے جو نسباً سید نہیں ہے نکاح کیا۔ تو اس کو لوگ کافر کہتے ہیں۔ تو کیا شخص مذکورہ کافر ہوا یا نہیں۔ اگر نہیں۔ ہوا تو کہنے والوں پر شریعت کا کیا حکم ہے۔

۲۔ عورت بالغة جو نسباً سیدہ ہے باکرہ ہو یا شیبہ یا مطلقہ کسی شخص سے جو نسباً سید نہیں ہے۔ نکاح کرے تو جائز ہو گا یا نہیں۔

۳۔ مرد غیر سید نے سیدہ عورت سے نکاح کیا۔ اگر وہ نکاح جائز ہوا تو جو اولاد کے اس سے پیدا ہو گی۔ وہ نسباً سید کہلائے گی یا نہیں۔

الجواب:

۱۔ عا شاء اللہ اسے کفر سے کیا علاقہ کافر کہنے والوں کو تجدید اسلام چاہیے کہ بلا وجہ مسلمان کو کافر کہتے ہیں۔ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم جو کہ بطن پاک حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے

نکاح میں دیں۔ اور ان سے حضرت زید بن عمر پیدا ہوئے۔ اور امیر المؤمنین عمرؓ سے سادات سے نہیں۔

۲۔ سیدہ عاقلہ بالغہ اگر ولی رکھتی ہے۔ تو جس کفر سے نکاح کرے گی ہو جائے گا۔ اگرچہ سیدہ ہو۔ مثلاً شیخ صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا علوی یا عباسی اور اگر غیر کفر سے بے اجازت صریح ولی نکاح کرے گی۔ تو نہ ہوگا۔ جیسے کسی شیخ انصاری یا مغل ٹیچان سے مگر جبکہ وہ معزز عالم دین ہو۔

۳۔ جب باپ سید نہ ہو اولاد سید نہیں ہو سکتی اگرچہ ماں سیدانی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد دوم باب الکفارة فی النکاح ص ۱۸۹ مسئلہ نمبر ۲) البناية فی شرح الہدایہ؛

رَقْرَقُ لَيْسَ يَعْضُضُ كَمَا كَفَّاءُ يَبْعُضُ مَتْنًا وَحَاصِلُهُ أَنَّ هَاشِمِيًّا وَعَبْدَ شَمْسٍ وَالْمَطْلَبُ وَتَوْفَلُ هُمُ أَوْلَادُ دُعْبَلٍ مَنَافِ بْنِ قَصِيٍّ بْنِ كَلَابِ بْنِ مَرَّةَ بْنِ كَعْبٍ فَأَلَا رُبْعَةً أَوْلَادُ حَبَدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحُثَّانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أُمَوِيٍّ مَنَسُوبٍ إِلَى أُمِّيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَأَبُوهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَيْحِيٍّ مَنَسُوبٍ إِلَى تَيْمٍ بْنِ مَرَّةَ بْنِ كَعْبٍ وَعَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَدَوِيٍّ مَنَسُوبٍ إِلَى عَدِيٍّ بْنِ كَعْبٍ بْنِ لُؤَيٍّ بْنِ غَالِبٍ وَهُؤُلَاءِ سَادَاتُ -

البنایۃ فی شرح الہدایہ جلد ۱ ص ۵۵۵ فصل فی الکفارة

ترجمہ: قریش باہم ایک دوسرے کے کفر ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ہاشم، عبد شمس، المطلب، نوفل یہ سب عبد مناف کی اولاد ہیں۔ اور عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب ہے۔ لہذا چاروں خلفاء راشدین

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کی اولاد میں عثمان رضی اللہ عنہ امیہ بن شمس بن عبد مناف کی نسبت سے اموی کہلائے۔ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تیم بن مرثد بن کعب کی نسبت سے تیمی کہلائے۔ اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عدی بن کعب بن لوی بن غالب کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے عدوی میں۔ اور یہ سب سادات ہیں۔

قارئین کرام! آپ نے غور فرمایا کہ محدث ہزاروی نے جن حضرات اور ان کی تصانیف و فتاویٰ کا حوالہ دے کر یہ ثابت کرنا چاہا کہ چونکہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے مابین کفو نہیں۔ لہذا ان علماء اور ان کے فتاویٰ کی روشنی میں ان کا نکاح من گھڑت افسانہ ہے۔ ان حضرات اور ان کی کتب فتاویٰ نے صراحتاً یہ لکھا کہ قریش اور اموی، عدوی، تیمی وغیرہ ایک دوسرے کے کفو نہیں۔ اور یہ بھی لکھا کہ خاندان بنی ہاشم کو اگرچہ دوسرے خاندانوں پر فضیلت ہے۔ لیکن نکاح کے معاملہ میں ان کی افضلیت کا اعتبار خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل و ارشاد سے نہیں کیا گیا۔ اور ان تمام حضرات نے اس کی تائید میں بطور مثال سیدنا عمر بن الخطاب اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما کا نکاح پیش کیا۔ گویا جن فتاویٰ کا ہمارے کراں دونوں کے نکاح کو افسانہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ اسی نکاح کو ان حضرات نے بطور نمونہ پیش کیا۔ درمختار اس کا حاشیہ ردالمحتار اور فتاویٰ رضویہ تمام نے مسئلہ کفو میں اس نکاح کو بیان کر کے گویا محدث ہزاروی کی رافضیت پر مہر ثبت کر دی۔ لہذا ان کی کتب کے حوالہ جات نے اس کا بنایا ہوا گھرتباہ کر دیا۔ ان کے علاوہ ابن حجر مکی کی تصنیف صواعق محرقہ سے محدث ہزاروی نے اپنے مزا پر استدلال کیا۔ وہ عبارت یوں تحریر کی گئی ہے۔

بیان سوگ

جامع الخیرات

محققہ سے نکاح کے امثال و کی طبعاً

اور امام ابن حجر مکی صواعق محرقة مطبوعہ مصر ص ۵۹ میں اسی کے متعلق فرماتے ہیں کہ اسی خصوصیت کا یہ نتیجہ ہے کہ خلاصہ مطلب ۔

فلا یکافی شریفة هاشمی غیر شریف و قولہم ان بنی ہاشم و المطلب اکفار محلہ فیما عدا هذه الصورة کما بیئتہ بمافیہ فی افتاء طویل مسطر فی الفتاویٰ یعنی پس شریفہ یعنی سیدہ حسنیہ سید العالمین کی بیٹی کا کوئی غیر سید ہرگز کفو نہیں ہے۔ بلکہ اور تو کیا ہاشمی بھی کفو نہیں ہے۔ جبکہ سید حسنی حسینی نہ ہو۔ اور فقہاء محدثین کا وہ قول کہ ہاشمی مطلبی باہم برابر ہیں کا محل و مقام نکاح میں کفایت نہیں۔ بلکہ اس کے سوا دوسری صورتوں میں ہے مثلاً اخذ زکوٰۃ و صدقات وغیرہ میں برابر ہیں کہ ایک گو نہ قرابت نبویہ بنی ہاشم کو تشریف اور غیر قریش سے زائد ہے۔ مگر سادات کے ساتھ ہم کفو نہیں۔

(جامع الخیرات ص ۲۷۶ محمود ہزاروی)

جواب اول:

ابن حجر مکی رحمۃ اللہ کی عبارت سے محدث ہزاروی نے جواب پنا غلط مسلک ثابت کرنے کی کوشش کی۔ عبارت اس کا ساتھ نہیں دیتی۔ کیونکہ ابن حجر مکی نے شریفہ ہاشمی کہا۔ جس کا معنی کوئی ہاشمی عورت ہے۔ لیکن حسنی حسینی سیدہ مراد لینا دراصل

نبی ہاشم کو اولاد خاتونِ جنت میں مقید کر دینا ہے۔ اور ابن حجر مکی کا یہ ارادہ قطعاً نہیں ہے۔ علاوہ ازیں ابن حجر مکی کا حوالہ خود محدث ہزاروی کو بایں وجہ بھی مفید نہیں کہ وہ اپنے آپ کو حنفی کہلاتا ہے۔ اس لیے کسی حنفی المشرب مجتہد یا مفتی کا قول پیش کرتا۔ یا کوئی حدیث نبوی پیش کرتا۔ لیکن ہم دعوائے سے کہتے ہیں کہ تمام فقہائے احناف کے ارشادات میں ایک قول بھی وہ اپنی تائید میں پیش نہیں کر سکتا۔ بصورت دیگر منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔ اگر اس قول کو مان بھی لیا جائے۔ کہ سیدہ حسنیہ حسینیہ کسی غیر سید کا کفو نہیں بنتی تو یہ قول حدیثِ صریحہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش بَعْضُهُمْ أَكْثَرُ لِبَعْضٍ۔ یعنی قریش بعض بعض کے کفو ہیں جیسا کہ ابھی اس کی بحث تفصیل سے گزر چکی ہے۔ لہذا اس حدیثِ صریحہ کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کے کفو ہوئے کیونکہ دونوں قریش میں داخل ہیں۔

جوابِ دوقرہ:

یہی ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کہ جن پر محدث ہزاروی کو اعتماد ہے۔ اپنی اسی کتاب میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور سیدہ ام کلثوم بنت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہما کا باہم نکاح ہونا بیان کرتے ہیں۔ گویا جھوٹا افسانہ نہیں حقیقت ہے۔ ملاحظہ ہو۔

صواعقِ محرقہ:

وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرِجَهَا الْبَيْهَقِيُّ وَالْدارقُطَنِيُّ بِسَنَدٍ رِجَالُهُ مِنْ أَكْبَرِ أَهْلِ بَيْتِ أَنْ عَلِيًّا عَزَلَ بَنَاتَهُ لَوْلَا أَخِيهِ جَعْفَرٌ فَلَقِيَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا الْحَسَنِ أَنْكِحِي ابْنَتَكَ أُمَّمَ كَلْثُومَ بِنْتَ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

قَدْ حَسِبْتُهُنَّ لَوْلَدِ أَخِي جَعْفَرَ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّهُ وَاللَّهِ
 مَا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مَنْ يَرُصُّدُ مِنْ حُسْنِ صَحَّتِهَا مَا
 أَرُصُّدُ فَأَنْكِحْنِي يَا أَبَا الْحَسَنِ فَقَالَ قَدْ أَنْكِحْتُكَهَا
 فَعَادَ عُمَرُ إِلَى مَجْلِسِهِ بِالرَّوَضَةِ مَجْلِسَ الْمُهَاجِرِينَ
 وَالْأَنْصَارِ فَقَالَ هَذِنُونِي قَالُوا بَعْنُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
 قَالَ بِأَمِّ كُلثوم بنت علي وَ أَخَذَ يُحَدِّثُ أَنَّ
 سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ صَهْرٍ
 أَوْ سَبَبٍ أَوْ نَسَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا صَهْرِي
 وَ سَبَبِي وَ نَسَبِي وَ إِنَّهُ كَانَ لِي صُحْبَةٌ فَأَحْبَبْتُ
 أَنْ يَكُونَ لِي مَعَهَا سَبَبٌ وَ بِهِذَا الْحَدِيثِ الْمَرْكُوبِ
 مِنْ طَرِيقِ أَهْلِ بَيْتِ يَزِيدَ أَذِ التَّعَجُّبِ مِنْ انْكَارِ
 جَمَاعَةٍ مِنْ جَهْلَةِ أَهْلِ الْبَيْتِ فِي أَنْ مِنْتِنَا تَزْوِيجَ
 عُمَرَ بِأَمِّ كُلثوم لَكِنْ لَا عَجَبَ لَنَا أَوْ لَكَ لَمْ يُخَالِطُوا
 الْعُلَمَاءَ وَ مَعَ ذَلِكَ اسْتَوَلَى عَلَى عَقُولِهِمْ جَهْلَةٌ
 التَّوَافِضُ فَأَدْخَلُوا فِيهَا ذَلِكَ فَقُلِدْ وَ هُوَ فِيهِ
 وَ مَا دَرَوْا أَنَّ عَيْنَ الْكَذِبِ وَ مَكَابِرَةَ الْحَقِّ
 إِذْ مَنْ مَارَسَ الْعُلَمَاءَ وَ طَالَعَ كُتُبَ الْأَخْيَارِ وَ لُسُنَ
 عِلْمٍ عَلَى ضُرُورَةٍ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَ أَنَّ انْكَارَ ذَلِكَ
 جَهْلٌ وَ عَنَاءٌ وَ مَكَابِرَةُ الْحَقِّ وَ خِيَالٌ فِي الْعَقْلِ
 وَ فُسَادٌ فِي الدِّينِ وَ فِي رِوَايَةِ اللَّبِيْهِقِيِّ أَنَّ عُمَرَ
 لَمَّا قَالَ فَأَحْبَبْتُ أَنْ يَكُونَ لِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عليه وسلم سَكَبَ وَ كَسَبَ قَالَ عَلِيٌّ لِلْحَسَنِ زَوْجَا
عَمَّكُمَا فَقَالَ هِيَ امْرَأَةٌ مِّنَ النَّسَاءِ تَخْتَارُ لِنَفْسِهَا
فَقَامَ عَلِيٌّ مَذْضِبًا فَاُمْسَكَ الْحَسَنُ ثَوْبَهُ وَقَالَ
لَا صَبْرَ عَلَيَّ هَجَرَ اِيْنِكَ يَا اَبْتَاهُ فَرَّوْجَاهُ۔

(صواعق محرقہ ص ۱۵۶-۱۵۷) (الفصل الاول فی الاشیاء الواردة فیہم قریب خاتمہ)

ترجمہ: اکابر اہل سنت کی سند سے امام بیہقی اور دارقطنی نے روایت کی کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادیوں کے لیے یہ طے کر لیا تھا کہ انہیں اپنے بھائی جعفر کی اولاد کے لیے رشتہ میں دیں گے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان سے ملے۔ اور کہا۔ اے ابوالحسن! اپنی بیٹی ام کلثوم میرے نکاح میں دے دیں۔ جو سیدہ خاتون جنت کی صاحبزادی ہیں۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنی بیٹیوں کو اپنے بھائی جعفر کے بیٹوں کے لیے زوجیت میں دینا طے کر لیا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر بولے۔ خدا کی قسم! روئے زمین پر میرے بغیر کوئی دوسرا ایسا نہیں جو ان کے ساتھ حسن سلوک کر سکے۔ لہذا آپ مجھے نکاح کر دیں۔ فرمایا۔ اچھا چلو میں نے تمہارے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ اس کے بعد عمر بن الخطاب باغ میں بیٹھے انصار و مہاجرین کی طرف تشریف لائے اور فرمایا۔ مجھے مبارک باد دو۔ کہنے لگے۔ کس چیز کی تمنیت دیں؟ فرمایا۔ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ سے شادی کی۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک حدیث بیان فرمائی۔ وہ یہ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ مقيامت کے دن میرے حسب و نسب کے سوا سب حسب و نسب منقطع ہو جائیں گے، مجھے آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت تو حاصل ہے۔ چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ
حسب و نسب کا بھی تعلق ہو جائے۔ یہ حدیث پاک جو اہل بیت کے طریق
سے مروی ہے۔ ان جہلہ کے تعجب کو اور بھی بڑھا دے گی۔ جو
ہمارے زمانہ میں اہل بیت رسول ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن
سیدہ ام کلثوم کا حضرت عمر سے نکاح ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن
یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ ان جاہلوں کا علماء سے میل جول نہیں
اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے دل و دماغ پر جاہل رافضی سوار ہیں۔ انہوں
نے ان جاہلوں کے عقائد میں یہ بات بھی داخل کر دی۔ اور یہ ان کے پیچھے
پیچھے چل پڑے۔ اور انہیں یہ پتہ نہ چلا کہ یہ بات سراسر جھوٹ اور مکابرة الحسن
ہے۔ کیونکہ جو شخص علماء کرام سے میل جول رکھتا ہو۔ اور اچھے دین دار لوگوں کی
کتب کا مطالعہ کرتا ہو۔ وہ لازماً یہ جان لے گا۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
نے ام کلثوم کا نکاح عمر بن خطاب سے کیا تھا۔ اور اس کا اسکا جہالت، عناد
مکابرة الحسن، عقل کا نقص اور دین کا فساد ہے۔ امام بیہقی کی روایت میں ہے کہ
جب حضرت عمر بن الخطابؓ نے کہا۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا بھی حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حسب و نسب قائم ہو جائے۔ تو علی المرتضیٰ نے
حسنین سے کہا۔ کہ تم اپنی بہن کی شادی ان سے کر دو۔ وہ دونوں بولے
ابا جان۔ بہن خود مختار ہے۔ پس کر علی المرتضیٰ غصہ سے اٹھ کھڑے ہوئے
امام حسن نے آپ کا کپڑا پکڑ کر روک لیا۔ اور عرض کیا۔ آپ کی ناراضگی اور
اٹھ کر چلے جانے کا صدمہ ہمیں برداشت نہیں ہوگا۔ اس کے بعد دونوں
صاحبزادوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ام کلثوم
کی شادی کر دی۔

ملحہ فکریہ :

صوائق محرقہ کی مذکورہ عبارت سے محدث ہزاروی کے تمام استدلالات راکھ کا
 ڈھیر بن گئے۔ وہ بزعم خود یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ سیدہ حسنی حسینی کا کفو ہاشمی بھی نہیں
 ہو سکتا۔ تو عدوی، نوفلی اور قریشی کیونکر ہوگا؟ اور اس کفایت کی نسبت اس نے ابن حجر
 مکی کی طرف کی تھی۔ ابن حجر مکی نے ہی وہ مسئلہ جس کے بطلان پر محدث ہزاروی ہٹ دھرمی
 کیے بیٹھا ہے۔ اُسے ایسی شدت اور وضاحت سے ثابت کیا۔ کہ جس کے ہوتے ہوئے
 بجز تسلیم اور کوئی چارہ نہیں کیونکہ نکاح ام کلثوم با عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے اثبات
 کی روایت کے تمام راوی دو اہل بیت، ہیں کیا ان رواۃ اہل بیت کو محدث ہزاروی
 والا مسئلہ بھی یاد نہ تھا۔ اور انہیں اس نکاح کے بطلان کا علم نہ تھا؟ بلکہ کیا علی المرتضیٰ اور حسین کریمین
 کو عمر بن الخطاب اور ام کلثوم کے مابین کفو کی مخالفت کا علم نہ تھا؟ یہی وجہ ہے کہ ابن حجر مکی
 نے اس نکاح کے انکار کرنے والوں کو جاہل علماء سے بیگانے، رافضیوں کے چیلے چاٹے
 پر لے درجے کے جھوٹے، عناوی اور عقل و دین کے فساد کی کہا ہے۔ ایسی سخت تردید
 کے ہوتے ہوئے پھر یہ کہنا کہ ابن حجر کے نزدیک ہاشمی اور بنی فاطمہ باہم کفو نہیں۔
 کس قدر روغ ہے۔ ہاں ابن حجر کی گزشتہ عبارت سے یہ نتیجہ نکالنا درست ہے کہ
 بنی فاطمہ کی فضیلت کسی دوسرے ہاشمی قریشی وغیرہ کو حاصل نہیں۔ بہر حال سیدہ ام کلثوم
 رضی اللہ عنہا اولادِ خاتونِ جنت ہوتے ہوئے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
 کی باہم کفو ہیں۔ اور یہ نکاح غیر کفو میں نہیں ہوا۔ اور اگر بالفرض تسلیم کر لیا جائے کہ
 بنی فاطمہ اور ہاشمی باہم کفو نہیں۔ لیکن غیر کفو میں اگر عورت کے ولی نکاح کرنے پر راضی
 ہوں۔ توفیقہ حنفی میں یہ نکاح درست ہوگا۔ لہذا سیدہ ام کلثوم کا نکاح جب ان کے
 باپ علی المرتضیٰ ان کے بھائی حسنین کریمین کی مرضی سے ہوا۔ تو پھر اس نکاح کے جواز
 میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ ولی کا غیر کفو میں اپنی نابالغہ کا نکاح کر دینا اس کا جواز خود

محدث ہزاروی بھی تسلیم کرتا ہے۔ جیسے کہ ابھی ہم جامع الخیرات کی عبارت پیش کرتے ہیں لیکن اس کے ضمن میں محمود ہزاری نے ابن ہمام کا نام استعمال کرتے ہوئے نکاح ام کلثوم کے عدم جواز کی کوشش کی ہے۔

بیان چہارم

نکاح ام کلثوم کے عدم جواز پر ابن ہمام کا نام استعمال کرنے کی ناکام کوشش جامع الخیرات:

چنانچہ علامہ محقق ابن الہمام نے کہ اصحاب ترجیح سے ہیں۔ فتح القدر کتاب النکاح ص ۶۴ مطبوعہ مصر میں تصریح فرمائی ہے۔ الموجب ہواستنقا ص اہل العرف فی دور معہ (فتح القدر) ہم کفو وہم سر نہ ہونے کا مدار و بناؤ موجب و باعث کیا ہے۔؟ اہل عرف میں عار و ناگواری کا پایا جانا جہاں ہو کفو نہیں یعنی اولیاء زن سے کل یا بعض کو یا خود عورت کو جہاں عقد ہونے میں عار و شرم لاحق ہو ان کی اہانت و ایذا و تنقیص و تحقیر کا موجب ہو وہاں کفایت نہیں اور غیر کفو میں نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتا۔ پس جہاں بھی عورت اور اولیاء کو عار و استنقا ص ہو اور عرف عام میں ان کے ایذا و اہانت کا باعث و موجب ہو۔ وہاں کفایت نہیں اور نکاح منعقد نہ ہو گا چاہے اس شخص میں علم و تقویٰ یا وجاہت و دولت و مال و عزت و سلطنت و شہرت وغیرہ ہزار ہا اسباب بظاہر ہوں۔ چنانچہ فتح القدر اور ینابیع وغیرہ میں ہے۔ در مختار میں ہے۔ العجمی لا یکون کفو للعربیة ولو کان العجمی عالما و سلطانا و هو الاصح۔ فتح عن الینابیع۔ احواء الادب بلا دعجم کا کوئی شخص چاہے کتنا بڑا ہو کسی عربیہ عورت کا کفو نہیں ہو سکتا۔ چاہے عالم ہو یا بادشاہ اور مذہب سنی حنفی کا سب سے

زیادہ تحقیقی اور صحیح تر قول یہی ہے۔ اب اگر دین ایمان علم عقل ادب کے کوئی علاقہ ہے تو صاف واضح طور پر معلوم ہو گیا۔ کہ جب عربیہ عورت کا کوئی شخص عجمی ہزار ہا اسبابِ شہرت و عزت کے باوجود کفو نہیں ہوتا۔ تو قریشیہ کا کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور اس سے بالا تر درجہ ہے۔ ہاشمیہ کا اور اس سے بلند درجہ ہے مطلبیہ کا اور اس سے اوپر ہے علویہ حضرت علیؓ کی وہ بیٹی جو اولادِ فاطمہ سے نہ ہو۔ صرف اس کی حضرت علیؓ سے نسبت ہو۔ اور ان سب اعلیٰ و افضل و اشرف سیدہ فاطمیہ حسنیہ اور حسینیہ ہے۔ تو اس کا کوئی شخص غیر سید کو کسے باشد کہ کفو نہیں۔ تو غیر کفو سے تو کسی عورت کا بھی نکاح اصلاً و رأساً منعقد ہی نہیں ہوتا۔ تو سیدہ جو کہ اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس سے کسی غیر سید کا نکاح کیونکر منعقد ہو سکتا ہے۔ (جامع الخیرات ص ۲۶۸ مصنفہ محمود ہزاروی)

جواب اول:

محدث ہزاروی نے اس عبارت میں صاحب فتح القدیر ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کو ”محقق“ اور صاحب ترجیح“ کہا ہے۔ اسی اقرار کے ساتھ ان کی عبارت سے اپنا مدعا ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اگرچہ ابن الہمام کی مذکورہ عبارت سے محمود ہزاروی کا جہالت بھرا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ لیکن اتنا ضرور ہوا کہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو باوثوق اور احناف کے متعلق اقوال میں ترجیح دینے والا تسلیم کر لیا ہے۔ اگر واقعی ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ محمود ہزاروی کے نزدیک ایسے ہی ہیں۔ تو پھر ان کا کفو کے بارے میں قول بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ محدث ہزاروی کا نظریہ یہ ہے کہ سیدہ کا صرف سیدی کفو ہو سکتا ہے۔ غیر سید چاہے ہاشمی ہو یا علوی، اموی ہو یا عدوی ہرگز کفو نہیں لیکن ابن الہمام کا نظریہ یہ نہیں۔ بلکہ وہ اموی اور عدوی وغیرہ کو بھی جو قریش کے مختلف قبائل ہیں۔ ایک دوسرے کا کفو قرار دیتے ہیں۔ اسی فتح القدیر کی عبارت ملاحظہ ہو۔

فتح القدير مع عنايته:

فَفِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ لَا يُعْتَبَرُ التَّفَاضُلُ
 فِي أَنْسَابِ قُرَيْشٍ فَهُوَ حُجَّةٌ عَلَى الشَّافِعِيِّ فِي أَنَّ
 الْمَاشِئِيَّ وَالْمُطَّلِبِيَّ أَكْفَاءُ دُونَ غَيْرِهِمْ بِالنِّسْبَةِ إِلَيْهِمْ
 قَالُوا وَزَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنْتُهُ
 مِنْ عَثْمَانَ وَهُوَ أُمَوِيٌّ وَزَوْجُ أُمِّ كَلثُومٍ مِنْ
 عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْهُ وَهُوَ عَدَوِيٌّ - (فتح القدير
 جلد دوم ص ۴۲۱) فصل في الكفاءة مطبوعه مصر

ترجمہ: ”قریش بعض بعض کے کفو ہیں“ اس حدیث پاک میں اس بات کی
 دلیل ہے کہ قریش کے نسب میں تفاضل کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ لہذا
 یہ حدیث امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر حجت ہے۔ کیونکہ ان کا مسلک یہ
 ہے کہ ہاشمی اور مطلبی باہم کفو ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے قریش ان کے
 کفو نہیں۔ علماء نے فرمایا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیوں
 کا عقد عثمان غنی سے کیا۔ حالانکہ عثمان غنی (ہاشمی مطلبی نہیں بلکہ) اموی ہیں
 اور ام کلثوم کا نکاح عمر بن الخطاب سے کیا گیا۔ حالانکہ حضرت عمر بھی (ہاشمی
 مطلبی نہیں بلکہ) عدوی ہیں۔

قارئین کرام! جناب ابن الہمام نے صاف صاف بیان فرمایا کہ قریش میں سے صرف
 دو یعنی ہاشمی اور مطلبی باہم کفایت رکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر قبائل قریش باہم کفو نہیں
 لیکن احناف قریش کے تمام قبائل کو باہم کفو تسلیم کرتے ہیں۔ اور احناف کے پاس
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ جو ان کے مسلک کی تائید اور امام شافعی پر حجت کا کام
 دیتی ہے۔ جب ابن الہمام قریش کے تمام قبائل کو باہم کفو ثابت کرتے ہیں۔ تو اس کا نتیجہ صاف

ظاہر کہ حسنی حسینی سیدہ اور علوی، ہاشمی، مطلبی، اموی، عدوی وغیرہ تمام ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ اس کی مثال دیتے ہوئے ابن الہمام نے حضرت عمر بن الخطاب اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت خاتون جنت کا نکاح ہونا بیان کیا۔ ابن الہمام اپنے مسلک کی تائید اس کی مثال سے پیش کریں۔ اور محمود ہزاروی ابن الہمام کا مسلک یہ بیان کرے۔ کہ ان کے نزدیک ام کلثوم کا عقد عمر بن الخطاب سے بوجہ عدم کفو جائز نہیں۔ ان دونوں باتوں میں آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ ابن الہمام کیا کہہ رہے ہیں۔ اور محمود ہزاروی کس جہالت اور عناد میں پڑا ہوا ہے۔ اور پھر ابن الہمام کو محقق و صاحبِ ترجیح کہہ کر ان کی تحقیق و ترجیح سے صاف انکار کیا جا رہا ہے۔ اور اپنی حنفیت کا بھی ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے (فاعتبروا یا اولی الابصار)۔

جواب دوم

صواعقِ محرقہ کی عبارت کا اگر مفہوم وہی لیا جائے۔ جو محدث ہزاروی نے بیان کیا۔ یعنی کوئی ہاشمی قریشی، سید زادی حسنی حسینی کا کفو نہیں ہو سکتا۔ تو یہ احناف کا مسلک نہیں۔ جیسا کہ کتب احناف سے ہم اس بارے میں حوالہ جات پیش کر چکے ہیں۔ لیکن غیر کفو ہوتے ہوئے بھی محمود ہزاروی سیدہ ام کلثوم اور عمر بن الخطاب کے مابین ہوئے۔ نکاح کا انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ غیر کفو میں نکاح نہ ہونے کی علت اولیاء کا اعتراض اور بے عزتی ہے۔ اور اگر اولیاء خود وہ نکاح کر دیں۔ تو پھر عار و شرم نہ رہنے کی وجہ سے نکاح کے جواز کا فتویٰ ہے۔ اس نکاح میں علی المرتضیٰ راضی، خود سیدہ ام کلثوم راضی اور ان کے دونوں بھائی حسن و حسین راضی۔ یہی وجہ ہے کہ ابن حجر شافعی المسلک نے بھی اس نکاح کے انعقاد پذیر ہونے کو بطور دلیل پیش کیا۔ لہذا محمود ہزاروی حنفی ہو کر کسی اپنے بزرگ کا فتویٰ نقل کرتا۔ لیکن وہ قیامت تک نذل کے گناہ۔ اس لیے ہٹ دھرمی، جہالت اور عناد کو چھوڑ کر حقیقت کو تسلیم کر لینا

ہی بہتر ہوا کرتا ہے۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار).....

بیان پنجم

محمود ہزاروی کا ایک اور پُر فریب استدلال

شرافت سادات :

علامہ یوسف نبھانی حسنی اپنی عرب و عجم میں مقبول کتاب الشرف الموبد لآل محمد ص ۳۹ پر ان احادیث صحیحہ و نصوص صریحہ کو ذکر فرمانے کے بعد تصریح فرماتے ہیں
فَهِذِهِ أَحَادِيثٌ صَحِيحَةٌ وَنُصُوصٌ صَرِيحَةٌ
تَدُلُّ عَلَى أَنَّ أَهْلَ الْبَيْتِ أَفْضَلُ النَّاسِ حَسَبًا
وَنَسَبًا وَ يَتَفَرَّغُ عَلَى هَذَا أَنَّهُمْ لَا يُكَافِئُهُمْ
فِي النِّكَاحِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ وَ بِهِ صَرَّحَ غَيْرُ
وَ أَحَدٍ مِنَ الْأَيُّمَةِ قَالَ الْجَلَالُ الدِّينُ السِّيُوطِيُّ
فِي الْخَصَائِصِ وَ مِنْ خَصَائِصِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّهُ لَا يُكَافِئُهُمْ فِي النِّكَاحِ أَحَدٌ مِنَ الْخَلْقِ -

(شرافت سادات ص ۶۸ مصنفہ سید محمود

محدث ہزاروی حنفی)

ترجمہ : یہ احادیث صحیحہ اور نصوص صریحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ
اہل بیت تمام لوگوں سے باعتبار حسب و نسب افضل ہیں۔ اس سے
یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ اہل بیت کا کوئی دوسرا شخص کفو نہیں
ہو سکتا۔ اور اسی کی تصریح کئی ایک ائمہ کرام نے کی ہے۔ علامہ جلال الدین
السیوطی نے خصائص میں یہ ایک خاصیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

بیان کی ہے کہ کوئی انسان آپ کے اہل بیت کا کفو نہیں ہو سکتا۔

(شرافت سادات ص ۶۸ مصنفہ سید محمود ہزاروی)

الحاصل: ام کلثوم کے متعلق نکاح کا تیرائی افسانہ شانِ صحابہ و اہل بیت اطہار کے قطعاً منافی گھناؤنی خرافات پر مشتمل ہے جس کی ایجاد کافی اور فروغ کافی جیسی کتب پر مبنی ہے۔ ایسی نقول فرعیہ منافی ادب و عقول کا ذکر و ایراد بھی اہل بیت و اصحاب پر معاذ اللہ بے بنیاد الزام اور تبراس ہے۔ (شرافت سادات ص ۷۳)

جواب اول:

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی جس عبارت سے محمود ہزاروی نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ سیدہ ام کلثوم اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے مابین نکاح نہیں ہو سکتا۔ اس کا جواب ہمارے پچھلے جواب کے مطالعہ سے آپ معلوم کر سکتے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ جب محمود ہزاروی اپنے آپ کو حنفی کہلاتا ہے تو کسی حنفی کی کتاب کی تحریر پیش کرتا۔ بہر حال علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ پر بڑا اعتماد ہے۔ تو عبارت مذکورہ کے ساتھ والی عبارت ہم درج کر دیتے ہیں۔ دونوں کو ملاحظہ کر کے قارئین کو ام خود فیصلہ کر لیں گے کہ حقیقت حال کیا ہے؟

الشرف الموبد لآل محمد صلی اللہ علیہ و

رومن خصائصہم رضی اللہ عنہم، اَنَّ كُلَّ سَبِّ

وَحَسَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا سَبْبَهُ وَنَسْبَهُ

صلى الله عليه وسلم كما ورد ذاك في الحديث

الصحيح و تقدم في المتن الاول و صح ان عمر

بن الخطاب رضی اللہ عنہ خطب لنفسہ ام کلثوم

بنت فاطمة رضی اللہ عنہما من ابیہما علی

ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ فاعْتَدَ بِصُغْرَهَا وَبِأَنَّهُ
حَا بَسْمَہَا لَوْ لَدِ أَخِيہِ جَعْفَرٍ فَالَحَ عَلَیْہِ عُمَرُ ثَعْرَ
صَعْدَ الْمُنْبَرِ فَقَالَ أَیُّهَا النَّاسُ وَاللّٰہِ مَا حَمَلَنِی
عَلٰی الْاِدِّ لِحَاحِ عَلٰی عَلٰی فِی ابْنَتِہِ اِلَّا اِنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ
صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَمٌ یَقُوْلُ کُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ
وَ صُغْرِ یَنْقَطِعُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَّا سَبَبِیْ وَنَسَبِی
وَ صُغْرِیْ فَاَمَرَبِہَا عَلٰی فَرِیْنَتْ وَ بَعَثَ بِہَا
اِلَیْہِ فَلَکَمَّارَ اَہَا قَامَ وَ اَجْلَسَہَا فِی حِجْرِہِ
فَقَبَّلَہَا وَ دَعَا لَہَا فَلَمَّا قَامَتْ اَخَذَ بِسَاقِہَا
وَ قَالَ لَہَا قُوْلِیْ لِیْ بِیْکَ قَدْ رَضِیْتُ فَلَمَّا
جَاءَتْ قَالَ لَہَا مَا قَالَ لَکَ فِذْکُرْتُ لَہُ جَمِیْعًا
مَا فَعَلْتُ وَ مَا قَالْتُ فَاَنْکَحَہَا اِیَّا ہُ

خَوَلَدَتْ لَہُ زَیْدًا مَاتَ رَجُلًا - مترجم ص ۳۹ (۱۱)

(الشرف الموبد لآل محمد ص ۳۹ مصری)

ترجمہ: ان کے خصال میں سے یہ بھی ہے کہ ہر حسب و نسب اور

صہر قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب و حسب اور صہر
کے سوا منقطع ہو جائے گا۔ جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے۔

اور مقصد اول میں گزر چکا ہے۔ اور یہ صحیح ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب

رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے علی المرتضیٰ سے ان کی صاحبزادی ام کلثوم

کا رشتہ طلب کیا۔ علی المرتضیٰ نے کہا۔ کہ ابھی یہ چھوٹی ہے۔ اور

ویسے بھی اسے اپنے بھائی جعفر کے بیٹے کو دینا چاہتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت اصرار کیا۔ پھر منیر پر جلوہ فرما ہو کر کہا۔ لوگو! خدا کی قسم! مجھے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کی بیٹی کے رشتہ پر اصرار اس بات نے کرایا۔ کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ ہر حسب و نسب اور صہر میرے سوا قیامت کو منقطع ہو جائے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ نے ام کلثومؓ کو کہا۔ کہ عمر بن الخطاب کے پاس جاؤ۔ عمر بن الخطاب انہیں دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے۔ اور انہیں گود میں لے لیا۔ انہیں چوما۔ اور ان کے لیے دعا کی۔ پھر جب کھڑی ہوئیں۔ تو ان کی پٹلی کو تھام لیا۔ اور کہا اپنے ابا جان سے کہنا میں راضی ہوں۔ جب سیدہ علی المرتضیٰ کے پاس آئیں۔ تو عمر بن الخطاب کا پیغام پہنچا یا۔ اور تمام قصہ کہہ سنایا۔ اس پر علی المرتضیٰ نے ان کا نکاح کر دیا پھر ان سے زید نامی لڑکا پیدا ہوا۔ جو جوانی میں فوت ہوا۔

توضیح:

مذکورہ عبارت سے واضح ہوا کہ سیدہ ام کلثوم کا عمر بن الخطاب سے نکاح کا ثبوت احادیث صحیحہ سے ہے۔ اور علامہ نبہانی نے اسے باوقار طریقہ سے ذکر کیا۔ اس سے علامہ نبہانی کا اس عقد کے بارے میں نظریہ کھل کر سامنے آ جاتا ہے۔ لہذا وہ عبارت جو محمود ہزاروی نے پیش کی۔ اس سے مراد خاندان قریش کو چھوڑ کر دوسرے تمام لوگ مراد ہیں۔ اگر یہ مراد نہ ہوتی۔ تو حضرت عمر بن الخطاب اور ام کلثومؓ کے مابین زوجیت کی تائید کی بجائے۔ ابطال کرتے۔ اور حدیث صحیح سے اس کی تصدیق نہ کرتے۔

جواب دوم:

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ حضرات اہل بیت کا عظمت و کرامت میں کوئی دوسرا کفو نہیں۔ یعنی ان کا ادب ان کی عظمت و احترام کو دیکھ کر

خاندان کو میسر نہیں۔ اسے محمود ہزاروی نے بھی بیان کیا۔ ملاحظہ ہو۔

سیف المسلول:

اسی کتاب شرف الموبد میں اس کے آگے فرمایا کہ سادات کرام کے آداب میں سے یہ بھی ہے۔ کہ اگر وہ کسی غیر سیدہ کو نکاح میں لائیں۔ اور پھر اس کو طلاق ہو گئی۔ یا وہ بیوہ ہو جائے۔ تو اس سے ہم نکاح کریں۔ کہ اس میں ایک گونہ بے ادبی ہے۔

(سیف المسلول ص ۹۸)

شرف الموبد کے حوالہ سے جو مسئلہ مذکورہ پیش کیا گیا۔ اس میں صاف صاف کہا گیا۔ کہ سیدہ کی منکوحہ جب مطلقہ یا بیوہ ہو جائے۔ تو کسی غیر سیدہ کو اس سے نکاح کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اور یہ اجتناب کوئی حکم شرعی نہیں بلکہ بے ادبی کے پیش نظر ہے۔ یعنی یہاں کفر یا غیر کفر کا مسئلہ نہیں۔ اور اگر یہ مطلقہ یا بیوہ کسی غیر سیدہ سے نکاح کر لیتی ہے۔ تو ائمہ اربعہ میں سے کوئی بھی اس کے عدم جواز کا قائل نہیں بلکہ سب جواز پر متفق ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

الشرف الموبد:

وَأَنْ لَا نَتَزَوَّجَ لَهُمْ مُطْلَقَتًا أَوْ زَوْجَةً مَأْلُوءًا
عَنْهَا وَكَذَا إِلَيْكَ لَا نَتَزَوَّجُ شَرِيفَةً إِلَّا أَنْ كَانَ
أَحَدُنَا يَعْرِفُ مِنْ خَفْسِهِ الْقُدْرَةَ عَلَى الْقِيَامِ
يُوجِبُ حَقَّهَا وَأَنْ يَعْمَلَ عَلَى رِضَاهَا فَلَا
يَتَزَوَّجُ عَلَيْهَا وَلَا يَتَسَرَّى وَلَا تَقْتَرُ عَلَيْهَا
فِي الْمَأْكَلِ وَالْمَلْبَسِ دُونَ قُدْرَتِنَا.....
عَلَيْنَا الْعَهْدُ أَنْ لَا نَتَزَوَّجَ قَطُّ شَرِيفَةً إِذَا
أَنْ كُنَّا نَعُدُّ أَنْفُسَنَا مِنْ خُدَامِهَا لِأَنَّهَا بَضْعَةٌ

مَنْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ كَانَ يَكْرِى
نَفْسَهُ رَقِيْقًا لِّهَا وَيَعْتَقِدُ اَنَّهٗ مَتْنِيْ خَرَجَ عَنْ
طَاعَتِهَا اَبَقَ وَاَسَاءَ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَمْ فَلَا
يَنْبَغِيْ لَهُ ذَالِكُ۔ (الشرف الموبد ص ۸۹-۹۰)

ترجمہ: سادات کرام میں یہ ہے کہ ان سے طلاق یافتہ یا ان کی بیوہ سے ہم
شادی نہ کریں۔ اور اسی طرح کسی سید زادی سے نکاح کرنے میں اجتناب
کرنا چاہیئے۔ ہاں اگر کوئی شخص اپنے اندر اس بات کو پاتا ہے کہ وہ ان
سے شادی کر کے ان کے لائق ادب باتوں کا لحاظ کر سکے گا۔ اور ان کی
خوشنودی پر عمل پیرا ہو سکے گا۔ اس قدرت کے ہوتے ہوئے پھر دوسرا
نکاح کرنا درست نہیں۔۔۔۔۔ ہم پر لازم ہے کہ سیدہ سے اس وقت تک
نکاح نہ کریں۔ جب تک ہم بارے میں اس بات کا یقین نہ کر لیں کہ ہمیں
ان کی خدمت کرنا ہے۔ کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس
کا ٹکڑا ہیں۔ لہذا جو شخص اپنے آپ کو ان کا غلام بنائے رکھے۔ اور یہ اعتقاد
رکھے کہ میں نے جب بھی اس کے حکم میں ادھر ادھر جگہ بہا نہ کیا۔ تو نافرمان
اور گناہ گار ہوں گا۔ تو ایسے شخص کو سیدہ سے شادی کر لینی چاہیئے۔ اور جسے
اپنے اوپر اعتبار نہ ہو۔ اس کے لیے شادی کرنا مناسب ہے۔
علامہ نہہاکی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ان کی عبارت سے واضح ہو گیا۔ ان کے نزدیک
سید کی مطلقہ یا بیوہ کا نکاح غیر سید سے کرنا از روئے ادب و احترام بہتر ہے کہ نہ کیا جائے
اور اگر کوئی شخص آداب بجالانے پر مطمئن ہے۔ تو اس کے لیے نکاح درست ہے۔ دوسرا
یہ کہا۔ کہ سیدہ سے غیر سید کا نکاح بھی اسی ادب و احترام کے قاعدے کے ضمن میں
آئے گا۔ لیکن یاد رہے یہاں غیر سید سے مراد وہ افراد ہیں۔ جو خاندان قریش سے

تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن سید حسنی حسینی نہیں۔ ورنہ غیر سید سے مراد اگر غیر قریش لیا جائے۔ تو پھر کفورد نہ ہونے کی صورت میں یہ نکاح اولیاء کی رضامندی پر موقوف ہوگا۔ یہی فقہائے احناف کا صحیح اور مفتی بقول ہے۔ علامہ نبہانی نے آداب السادات کے ضمن میں یہ مسئلہ بیان کیا۔ ان کے ہاں سادات کا اس قدر احترام کہ ان کی مطلقہ غیر سیدہ کا بھی ادب ہے۔ کیونکہ اس کی نسبت زوجیت سید کی طرف ہو چکی۔ لیکن محمود ہزاروی کے ہاں سادات کے ادب کا یہ عالم کہ ایک سیدہ (ام کلثوم) کے جائز نکاح کا بڑی شد و تدبیر سے انکار کر رہا ہے۔ اب اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے جتنے ایام فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس بسر کیے۔ وہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خاتم بدھن حرام کاری کے تھے۔ ان سے پیدا ہونے والے زید اور رقیہ معاذ اللہ صلائی نہ ہوئے۔ کیا آداب سادات کا یہی طریقہ ہے اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ جس طرح رافضی بہجت اہل بیت کے دعویٰ میں ان کی توہین کے مرتکب ہیں۔ اسی طرح محمود ہزاروی "آداب سادات" کے نام سے خود گستاخ اور بے ادب اہل بیت کا کردار پیش کر رہا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار محمود ہزاروی نے خلفائے راشدین سے بنی فاطمہ کو افضل کہہ کر جمہور اہل سنت کے مسلک کی مخالفت کی

محمود ہزاروی نے ایک عقیدہ یہ لکھا ہے۔ کہ بنی فاطمہ کا ہر فرد خلفائے راشدین سے افضل ہے۔ یہ اس کا مصنوعی عقیدہ ہے۔ جمہور اہل سنت کا اہل ہارنہ میں یہ عقیدہ ہے۔ کہ امت محمدیہ میں سب سے افضل ابو بکر ان کے بعد عمر بن الخطاب ہیں۔ محمود ہزاروی نے اپنے بناوٹی عقیدہ کے استدلال میں ایک لائینی اور غیر معتبر کتاب "دستور العلماء" کا حوالہ دیا جس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ خلفائے راشدین کے جہاں فضائل و کمالات بیان ہوئے۔ وہ بنی فاطمہ کے علاوہ لوگوں پر ہیں۔ کیونکہ بنی فاطمہ، خلفائے راشدین سے افضل و اکمل ہیں۔ اس کی عبارت ملاحظہ ہو۔

السيف المسلول؛

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فرمان ارقبوا محمدًا و
 اہلبیتہ جو پہلے گزرا ہے۔ اس کی شریعت میں امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ
 فتح الباری میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اپنے اس فرمان سے تمام عالم
 کے لوگوں کو مخاطب فرما رہے ہیں۔ اور مراقبہ کسی چیز کے لیے اس پر
 حفاظت کرنا ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ یعنی تم لوگ حضور کی رعایت و
 یادداشت رکھو۔ اہل بیت رسول کے ہر امر اور ہر معاملہ میں فلا توادھو
 ولا تہیبو ۱۱ لیسہ پس حاصل اس فرمان صدیقی کا یہ ہے کہ کسی
 طرح بھی آل رسول کو انداز نہ پہنچاؤ۔ نہ اس کے ساتھ کوئی بدسلوکی کرو نہ
 بے ادبی بے تعظیمی سے پیش آؤ۔ کہ ان کا معاملہ خود ذات اقدس کا معاملہ
 ہے۔ از روئے بیان کتاب و سنت و آثار چنانچہ دستور العلماء جلد اول
 ص ۸ مطبوعہ حیدرآباد پر مرقوم ہے۔ واعلم ان افضلیۃ الخلفاء
 الاربعۃ مخصوصۃ بجماعۃ ابی فاطمۃ۔ جان لو کہ
 افضلیت خلفائے اربعہ بنی فاطمہ کے سوا سے خاص ہے یعنی غیر بنی
 فاطمہ کے ساتھ متعلق و مخصوص ہے۔ (السيف المسلول ص ۶۶ تا ۶۷ مصنف محمود شاہ ہزاروی)

پوری امت پر صدیق و فاروق کی افضلیت اجماعی قطعی ہے

جواب: محمود ہزاروی نے بد عقیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیدنا صدیق اکبر
 رضی اللہ عنہ کے کلام کا غلط معنی تحریر کیا۔ اس جملہ کا درست مفہوم یہ ہے۔ کہ لوگو!
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کا آپ کی آل میں ضرور خیال رکھنا۔ یعنی
 ان حضرات کی عزت کرنا کیونکہ ان کی نسبت میری طرف ہے۔ گویا اہل بیت کرام

کی عزت و تکریم، ادب و احترام کا پابند کیا گیا۔ اس بات کا افضلیتِ بنی فاطمہؓ سے اور وہ بھی خلفائے اربعہ پر کیا تعلق ہے؟ اور محمود ہزاروی نے فتح الباری کے حوالہ سے یہاں جو پابند کاری کی۔ کہ خلفائے راشدہ کی افضلیت بنی فاطمہؓ کے ماسوا کے ساتھ ہے۔ اس کا کوئی رابطہ نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل و اولاد کو اذیت دینا اور بات ہے۔ اور ان کی خلفائے اربعہ پر افضلیت علیحدہ مسئلہ ہے۔ جمہور اہل سنت کا اس بارے میں یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی تمام امت محمدیہ کے افراد پر افضلیت ہے۔ اس اجماعی اتفاقِ عقیدہ کو ہم صرف دو مجددین کے الفاظ میں بیان کر رہے ہیں۔ بلا حظہ ہو

امام اہل سنت مجدد مائت حاضرہ مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی کا عقیدہ
فتاویٰ افریقہ؛

سوال میں چاروں صحابہ رضی اللہ عنہم کا مرتبہ برابر کہا۔ یہ خلاف عقیدہ اہل سنت ہے۔ اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبرؓ کا مرتبہ سب سے زائد ہے۔ پھر فاروق اعظمؓ پھر مذہب منصور میں عثمان غنیؓ پھر کھڑے علی رضی اللہ عنہم جمع ہیں۔ جو چاروں کو برابر جانے وہ سنی ہیں۔ (فتاویٰ افریقہ تصنیف امام اہل سنت فاضل بریلوی ص ۱۶۲ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ لاہور)

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ
مکتوبات امام ربانی؛

اور فضیلت کی ترتیب خلفائے راشدین کے درمیان خلافت کی ترتیب کے موافق ہے۔ لیکن شیخین کی افضلیت صحابہ اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے ائمہ کی ایک جماعت نے جن میں ایک شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ اس بات کو نقل کیا ہے کہ شیخ امام ابوالحسن اشعری فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر

صدیقِ رضی اللہ عنہ کی فضیلت پھر حضرت عمرؓ کی فضیلت باقی امت پر قطعی ہے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے ان کی خلافت اور مملکت کے زمانہ میں اور آپ کے تابعداروں میں ایک جم غفیر کے درمیان یہ بات بطریقِ تواتر ثابت ہو چکی ہے۔ کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ تمام امت سے افضل ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ اس بات کو حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے اتنی سے کچھ زائد آدمی روایت کرتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک جماعت کا نام بھی لیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان فضیلوں کا بُرا کر سے یہ کیسے جاہل ہیں۔ اور بخاری نے ان سے روایت کی۔ اور فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے بہتر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ پھر ایک اور شخص پھر ان کے بیٹے محمد بن حنفیہ نے کہا۔ کہ آپؓ کس فرمایا۔ کہ میں تو ایک مسلمان شخص ہوں۔ امام ذہبیؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح کہا ہے۔ آپؓ نے فرمایا۔ کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے۔ کہ لوگ مجھے ان لوگوں پر فضیلت دیتے ہیں۔ جس کو میں پاؤں گا۔ کہ مجھے ان پر فضیلت دیتا ہے۔ وہ مفتری ہے۔ اور اس کی سزا بھی وہی ہوگی جو مفتری کی ہوتی ہے۔ اور دارقطنی نے اسے روایت کی ہے۔ کہ جس کو میں دیکھوں کہ مجھے حضرت ابو بکر اور عمرؓ پر فضیلت دیتا ہے۔ تو میں اس کو اتنے کوڑے لگا دوں گا۔ کہ جو مفتری کی سزا ہے۔ اور اس کی بہت سی مثالیں حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ اوزان کے سوا بہت سے صحابہ سے متواتر آئی ہیں۔ جن میں کسی کو انکار کی مجال نہیں۔ حتیٰ کہ عبدالرزاق جو اکابرِ شیعہ میں سے ہے۔ کہتا ہے۔ کہ میں شیخین کو اس لیے فضیلت دیتا ہوں۔ کہ حضرت علیؓ نے خود اپنے اوپر ان کو فضیلت دی ہے۔ ورنہ میں کبھی ان کو فضیلت نہ دیتا۔ مجھے یہ گناہ کافی ہے کہ میں اس کو دوست رکھوں اور پھر اس کی مخالفت کروں یہ سب کچھ صواعقِ محرقہ سے لیا گیا۔ اور جو شخص سب کو برابر جانے اور ایک دوسرے پر فضیلت دینا فضول

سمجھے وہ ابوالفضل اور اجماع ہے۔ وہ کیسا عجیب، ابوالفضل ہے جو اہل حق کے اجماع کو فضول جانتا ہے۔ (مکتوبات امام ربانی میں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں دفتر اول حصہ چہارم مکتوب ۲۶۲ صفحہ نمبر ۱۲۹) مکتوبات امام ربانی،

دوسرے یہ کہ وہ شخص جو اپنے آپ کو حضرت صدیق سے افضل جانے وہ دو حال سے خالی نہیں یا وہ زندیق محض ہے یا جاہل صرف چند سال ہوئے کہ اس فقیر (مجدد الف ثانی) نے اس سے پہلے فرقہ ناجبہ اہل سنت و جماعت کے بارے میں ایک مکتوب آپ کی طرف لکھا تھا۔ پھر تعجب کی بات ہے کہ اس کے مطالعہ کے بعد بھی آپ اس قسم کی بات پسند کرتے ہیں۔ کہ جو شخص حضرت امیر (علی) کو حضرت صدیق اکبر سے افضل کہے۔ اہل سنت و جماعت کے گروہ سے نکل جاتا ہے۔ تو پھر اس شخص کا کیا حال ہے۔ جو اپنے آپ کو افضل جانے اور اس گروہ میں یہ بات مقرر ہے کہ اگر کوئی سالک اپنے آپ کو خلیفہ سے بہتر جانے تو وہ ان بزرگوں کے کمالات سے محروم ہے۔ سلف کا اجماع اس بات پر ہو چکا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ وہ بڑا ہی اجماع ہے۔ جو اس اجماع کے برخلاف ہے۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۶۲) ملحد فکریہ:

ان دونوں مجدد و صاحبان کو محمود ہزاروی بھی مجدد تسلیم کرتا ہے۔ اور ان کی تعلیمات و ارشادات پر عمل پیرا ہونے کا دعوے دار ہے۔ ہم نے افضلیت کے بارے میں ان دونوں بزرگوں کے ارشادات نقل کیے۔ جس سے صاف صاف ظاہر کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انبیاء کرام کے علاوہ دیگر تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ اور ان کی افضلیت اہل سنت و جماعت کا اجماعی مسئلہ ہے۔ لیکن محمود ہزاروی کے نزدیک سید حسنی حسینی کوئی بھی ہو ان دونوں بیکہ چاروں خلفاء راشدین سے افضل ہیں۔ لہذا یہ عقیدہ چونکہ اجماع کے برخلاف ہے اس لیے بقول مجدد الف ثانی اس کا قائل بہت بڑا احمق ہے اور ابوالفضل ہے۔ اور بقول

اعلیٰ حضرت وہ سنی نہیں۔ بات بھی درست ہے۔ کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بہت سی روایات صحیحہ ایسی ملتی ہیں۔ جن میں آپ نے ابو بکر صدیق کی افضلیت کا اقرار کیا۔ اور اس کے برخلاف انہیں افضل قرار دینے والے کو آپ نے مفسری کہا۔ اور اس کے لیے مفسری کی سزا تجویز فرمائی۔ کہاں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور کہاں ان کی اولاد جو لطن بول زہرا سے ہوئی۔ جب علی المرتضیٰ جو سادات کے حقیقی باپ ہیں۔ وہ اپنے آپ کو افضل نہیں کہتے۔ تو ان کی اولاد کو شیخین سے افضل قرار دینا واقعی حماقت و افتراء ہی ہے۔ محمود ہزاروی نے اس دوڑ میں تو شیعوں کو بھی بہت پیچھے چھوڑ دیا۔ وہ تو صرف بارہ ائمہ اہل بیت کو معصوم مانتے اور ان کی افضلیت کے قائل ہیں۔ لیکن یہ صاحب تو غیر معصوم کو بھی افضل کہنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ محمود ہزاری بظاہر سنی پیروں کا لبادہ اوڑھے ہوئے لیکن اندر سے اس میں رفض و سبائیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ (رفاعتبر وایا اولی الالبصار)

ایک دھوکہ

محمود ہزاروی نے بار بار اپنی تحریر کے ذریعہ یہ تاثر دینے کی کوشش کی۔ کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے چلی۔ اسی لیے ان حضرات کو اولاد رسول بھی کہا جاتا ہے۔ کسی کا اولاد رسول ہونا یا ایسی نسبت ہے کہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ لہذا اولاد رسول کا ہم مرتبہ کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا یعنی یہ نسبت امام حسن کو امام حسین کو اور دیگر سادات کرام کو حاصل ہے۔ لیکن ابو بکر و عمر و عثمان کو حاصل نہیں۔ لہذا یہ حضرات اولاد رسول کے ہم مرتبہ نہیں ہو سکتے۔ خلفائے راشدین کی افضلیت والی روایات ان سادات کرام کے سوا دوسروں کی نسبت

ہیں۔ (بحوالہ سیف المسلول ص ۶۷)

جواب: محمود ہزاروی خود فریب خوردہ اور دوسروں کو فریب دینا چاہتا ہے۔ ورنہ بات واضح ہے۔ کہ کسی میں جزوی فضیلت کا پایا جانا اس کے فضل کلی کو مستلزم نہیں۔

بہت سے شواہد ایسے ہیں۔ جو فضلِ جزوی پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن ان جزوی فضائل کے موصوف کو کلی فضیلت کسی نے بھی نہیں دی قرآن و حدیث میں اس کی کئی ایک مثالیں موجود ہیں۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ اکیلے کی گواہی دو گواہوں کے برابر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرار دی۔ اور جمع قرآن کے وقت جب دوسرے لوگوں سے دو گواہیوں کے ہوتے ہوئے کسی آیت کے پیش نظریہ نظریہ قائم کر لیا جائے۔ کہ وقت حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ اکیلے ہی کہہ دیتے تو وہ آیت قرآن میں شامل کر لی جاتی اب اس جزوی فضیلت کے پیش نظریہ نظریہ قائم کر لیا جائے۔ کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام، خلفائے راشدین اور سادات و اہل بیت کرام سے افضل ہو گئے۔۔۔ کیونکہ ان میں کسی ایک کی گواہی دو کے برابر قرار نہیں دی گئی۔ تو اس فضیلت کو کن تسلیم کرے گا۔ اسی طرح حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو حضور نے اپنی امت کا امین فرمایا۔ تو صفتِ امانت کی وجہ سے وہ سب سے افضل ہیں۔ یہ قابلِ قبول ہے۔۔۔ کچھ ہی معاملہ سادات کرام اور اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہے حسنین کو حسین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہونے آپ کے جسمِ اقدس کا ٹکڑا ہونے کا شرف حاصل ہے۔ لیکن اس جزوی فضیلت کی بنا پر وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہو جائیں۔ یہ مفروضہ درست نہیں۔ محمود ہزاروی نے اس قسم کے مسائل قطع برید کے ساتھ بکثرت صواعقِ محرقہ سے نقل کیے ہیں۔ ایک عبارت صواعقِ محرقہ کی پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

و یؤیدہ ایضا ما حکاہ الخطابی عن بعض صواعقِ محرقہ: مثلاً: انہ کان یقول ابو بکر خیر و علی افضل

لکن قال بعضهم ان هذا اتیان من القول انہ

لا معنی للخیرۃ الا الافضلیۃ فان ارید ان

خیرۃ ابی بکر من بعض الوجوہ و افضلیۃ علی

من وجه اخر لم یکن ذالک من محل الخلاف
ولم یکن الا مر فی ذالک خاصا بابی بکر وعلی
بل ابو بکر و ابو عبیدہ مثلا یقال فیما ذالک
فان الامانۃ الّتی فی ابی عبیدہ وخصہ بہا صلی اللہ
علیہ وسلم لم یرخص ابو بکر بمثلہا فان خیرا
من ابی بکر ^{من هذا الوجه} والحاصل ان
المفضول قد توجید فیہ مزیۃ بل مزایا
لا توجید فی الفاضل فان اراد الشیخ الخطابی
ذالک وان ابا بکر افضل مطلقا الا ان علیا وحیدت
فیہ مزایا لا ترجح فی ابا بکر فکلامہ صحیح
والا فکلامہ فی غایۃ التہافت..... واما ما وقع فی
طبقات ابن السبکی الکبریٰ عن بعض متأخرین
من تفضیل المستنیر من حیث انہما بضعہ فلا
ینافی ذالک لما قد منا ان المفضول قد توجید
فیہ مزیۃ لیست فی الفاضل علی ان ہذا تفضیل
لا یرجح لکثرۃ الثواب بل لمزید شرف ففی
ذات اولادہ صلی اللہ علیہ وسلم من الشرف
مالیس فی ذات الشیعین و لکنہما اکثر ثوابا
واعظم نفعا للمسلمین۔

رصواعق محرقہ فصل اول باب ثالث

ترجمہ: خطابى نے اپنے بعض مشائخ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ ابو بکر بہترین امت، اور علی المرتضیٰ افضل الامت ہیں۔ لیکن بعض حضرات نے اس قول کو گراہوا قول قرار دیا۔ یعنی خیریت کا معنی بھی افضلیت ہی ہوتا ہے۔ اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بہتری بعض وجوہ سے اور علی المرتضیٰ کی افضلیت دوسری وجوہ سے ہے۔ تو یہ محل اختلاف نہیں۔ اور پھر یہ معاملہ صرف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص نہ رہے گا۔ بلکہ ابو بکر صدیق اور عبیدہ بن جراح کے بارے میں مثلاً یہ کہا جاسکتا ہے کہ صفتِ امامت جو حضرت ابو عبیدہ میں پائی جاتی ہے۔ جس کی تخصیص سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے فرمائی۔ اس کی مثل ابو بکر صدیق کے لیے تخصیص نہیں۔ لہذا ابو عبیدہ اُن سے افضل ہو گئے۔ خلاصہ یہ کہ کبھی یوں ہوتا ہے۔ کہ جس شخص پر کسی دوسرے کو فضیلت دی جائے اس میں کچھ خصوصیات ایسی ہوتی ہیں۔ جو افضل میں نہیں پائی جاتیں۔ اگر خطابى کا اس قول سے یہی ارادہ ہے۔ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مطلقاً افضل ہیں مگر علی المرتضیٰ میں بھی بعض جزوی خصوصیات ایسی موجود ہیں جو ابو بکر میں موجود نہیں (لیکن کلی فضل ابو بکر کو حاصل ہے) تو پھر اس کا کلام صحیح ہے ورنہ اس میں گڑاؤٹ ہے۔ اور طبقاتِ کبریٰ للسیکی میں بعض متاخرین کا جو یہ قول منقول ہے۔ کہ امام حسن حسین باعتبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہمِ اقدس کے ٹکڑا ہونے کے افضل ہیں۔ تو یہ قول کوئی ہماری گزارشات کے متناقض نہیں۔ کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ کبھی غیر فاضل میں بعض خصوصیات ایسی ہوتی ہیں جو فاضل میں نہیں ہوتیں۔ علاوہ ازیں یہ تفصیل ایسی نہیں جو کثرتِ ثواب کا مرجع بنے۔ بلکہ اس کا مرجع زیادتیِ شرف ہے پس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد شریف کی ذات میں واقعی وہ شرف ہے۔
جو شخصین میں نہیں۔ لیکن ثواب کی کثرت اور مسلمانوں کے لیے النفع ہونے
کے اعتبار سے یہ دونوں (شخصین) افضل ہیں۔

خلاصہ کلام:

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اسی واہمہ کا جواب دے رہے ہیں۔ جس میں محمود ہزاروی
گفتار ہے۔ یہی تسلیم کہ اولادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے کے اعتبار سے
کوئی غیر ان حضرات کے مماثل و مقابل نہیں۔ لیکن یہ جزوی فضیلت ہے۔ اور اس
کا تعلق ثواب اور مسلمانوں کی بھلائی سے نہیں ورنہ لازم آئے گا۔ کہ ایک صرف نام
کا مسلمان سید اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ دونوں درجہ و مقام میں برابر ہوں۔
کیونکہ دونوں اولادِ رسول ہیں۔ بلکہ ائمہ اہل بیت اور ان کے پیروکار باہم فضائل و کمالات
میں مساوی ہو جائیں۔ اور ہر سیدِ زادی اپنے آپ کو خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی مثل
افضل بتانے اور سمجھنے لگے۔ آخر دونوں اولادِ رسول تو ہیں۔ یہ خرابی کہاں سے پیدا ہوئی
صاف ظاہر کہ محمود ہزاروی کے نظریہ کو تسلیم کرنے کا نتیجہ ہے۔ اس لیے معلوم ہوا۔ کہ محدث
ہزاروی اپنی حماقت کی وجہ سے یتیم فی العلم بھی ہے۔ اور اسی حماقت نے اسے حضرات
اہل بیت کا توہین کرنے والا بھی بنا دیا۔ کیونکہ بے وقوف یہی سمجھتا ہے۔ کہ میں جو
کچھ رہا ہوں۔ وہی حق و سچ ہے۔ حالانکہ نفس و شیطان نے اسے دھوکہ میں رکھا۔ اور
اس کے برے اعمال و عقائد اسے پھلے کر کے دکھائے۔ ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔

محمود ہزاروی نے محبتِ اہل بیت نام سے اہل بیت کی توہین کی

السیف المسلول:

بروایت عبید اللہ ابی رافع مسور بن مخزوم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ان کو حضرت

امام حسن ابن علی بن ابی طالب نے پیغام بھیجا کہ وہ اپنی لڑکی کا حضرت امام حسن سے نکاح کر دیں۔ حضرت مسور بن مخزوم نے جواب میں عرض کیا۔ خدا کی قسم کہ کوئی نسب اور رشتہ فاطمہؓ کی بجائے آپ سے بڑھ کر پسند اور پیارا نہیں۔ لیکن میں معذور ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ فاطمہ میرے وجود کا ایک حصہ ہے۔ مجھے شاق ہے۔ جو اس سے شاق ہے۔ اور مجھے خوش ہے۔ جو اس سے خوش ہے۔ اور آپ کے عقد میں ایک سیدہ ہے۔ جو دختر فاطمہؓ علیہا السلام ہے۔ اگر آپ کو میں رشتہ دوں تو ضروریہ امر ان کو ناگوار و شاق ہوگا۔ تو یہی معذرت کہنے کے چلے گئے۔ (السیف المسلول ص ۹۱ مصنفہ محمود شاہ ہزاروی)

ملحد فکریہ:

قارئین کرام! محمود ہزاروی اس واقعہ ذریعہ فضیلت اولاد فاطمہ الزہراؓ بیان کر رہا ہے اور بادی النظر سے ایک عام قاری بھی یہی سمجھے گا۔ لیکن اس اندھی محبت میں جو گل کھلائے گئے۔ ان کی سرحدیں کفر سے ملتی ہیں۔ جناب مسور بن مخزوم رضی اللہ عنہ کا امام حسن رضی اللہ عنہ کو طلب رشتہ کے جواب میں بقول محمود ہزاروی یہ الفاظ کہنا کہ تمہارے گھر میں سیدہ فاطمہ الزہراؓ رضی اللہ عنہا کی دختر ہے۔ اس دختر فاطمہ زہراؓ سے اس کے حقیقی بھائی اور فرزند زہراؓ کا رشتہ کیسا ہو گیا تھا۔ جب یہ دونوں آپس میں بہن بھائی ہیں۔ تو حُرْمَتٌ عَلَیْکُمْ اُمَّہَا تُکْمُوْا وَبَنَاتُکُمْ وَاٰخُوْا تُکْمُوْنَ الخ کے پیش نظر ان دونوں کو اس نکاح کی حرمت کا علم نہ تھا؟ اور نہ ہی سیدہ فاطمہؓ نے جنت نے یا کسی دیگر فرد نے اس رشتہ کو روکا؟ یہ بناوٹی نکاح کسی عام آدمی کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا۔ لیکن ہزارہ کے محدث اور محمود ناما محمود نے اس کے ذریعہ محبت اہل بیت کو اجاگر کیا۔ دراصل بات یہ ہے کہ یہ شخص پُر فریب شخصیت کا مالک اور لبادہ سنتیت میں ظاہر ہو کر رفض و سبائیت کی تعلیم پھیلا رہا ہے۔ اس نام نہاد دُستی جھوٹے حنفی اور شعبدہ باز پیر کے عقائد و نظریات کے پیش نظر ۱۹۵۷ء میں

حیدر علماء کرام نے ایک اشتہار مرتب کیا جس میں ان تمام مفتیان کرام اور علماء اہل سنت نے اسے رافضی قرار دیا۔ ہم آخر میں اس اشتہار کی مکمل عبارت ہدیہ قارئین و ناظرین کر رہے ہیں۔

مسلمانان اہل سنت والجماعت

خبردار رہیں

حامد اَوْ مُصَلِّیاً مسلمانان اہل سنت والجماعت علاقہ حویلیاں و مضافات کو معلوم ہے کہ مولوی محمود شاہ صاحب ساکن حویلیاں جو اپنے آپ کو سنی حنفی اور پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمہ کا خلیفہ ظاہر کرتے ہیں۔ نے دہلورسائے و السیف المسلول، اور مقام مع السینہ چھاپے۔ جن میں بہت سے عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف شیعہ مذہب کے درج کر دیئے۔ اس پر مسلمانان علاقہ میں شدید انتشار اور بے چینی پیدا ہو گئی۔ اور مولوی محمود شاہ نے اپنے پر پردہ ڈالنے کے لیے جا بجا جلسے اور تقریریں کر کے ہمارے قابل احترام خطیب قاضی چمن پسر صاحب جو متدین عالم اہل سنت والجماعت اور علاقہ بھر کے اباؤ اجداد سے قاضی چلے آ رہے ہیں۔ کے خلاف کیچڑ اچھالنا شروع کر دیا۔ اور ان کو مناظرہ کا چیلنج کر دیا۔ چنانچہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو ایک معرکہ الارایوم مناظرہ مقرر ہو گیا۔ ضلع بھر کے جلیل القدر علماء جن میں جناب مفتی ہزارہ مولانا محمد اسحاق صاحب خطیب ایبٹ آباد۔ و علامہ قاضی عبدالسبحان صاحب کھلا بٹ۔ حضرت قاضی شمس الدین ودیش۔ مولانا خلیل الرحمان صاحب مدرس حسن المدارس مولانا عبدالرؤف صاحب شیخ الحدیث چھوہر شریف صاحب قاضی محمد اسلم صاحب مہتمم مدرسہ انوریہ ڈھینڈہ،

مولانا عزیز الرحمن صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ ہری پور، صوفی عبدالقدوس صاحب مکھن، مولانا منقور الرحمن صاحب ٹھنڈہ چوہا، حضرت قاضی محمد عبدالواحد صاحب جوجیہ، مولوی محمد اکبر خاں صاحب رجوعیہ، مولوی میر زمان خان حاجیہ، مولوی غلام جیلانی خطیب بیٹری بانڈی، مولوی عماد الدین صاحب چمکہ اور مقامی و ضلع کے ذمہ دار افسران پولیس اور علاقہ بھر کے عوام کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ علماء نے بالائفاق اپنی شرعی عدالت کا صدر علامہ عبدالسبحان صاحب کھلا بٹی کو مقرر کیا جب مولوی محمود شاہ مناظرہ کے لیے نہ آئے۔ تو صاحب صدر نے شرعی تحریری نوٹس جاری کر دیا۔ اور علاقہ کے معززین کا ایک وفد بھیجا گیا مگر مولوی محمود شاہ نے مناظرہ کے لیے آنے سے انکار کر دیا۔ بالآخر علمائے کرام کی متفقہ تائید سے صاحب صدر نے مولوی محمود شاہ کا مناظرہ سے شرمناک فرار ہو جانے کے بعد شرعی فیصلہ فرما دیا۔ کہ محمود شاہ کے یہ رسالے مذہبِ اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں۔

اب ۲۲ نومبر ۱۹۵۷ء کو پھر محمود شاہ نے ایک پوچا اشتہار بنام مولوی محمد اسحاق راولپنڈی چھاپکرا انتشار پیدا کر دیا ہے جس میں متفقہ فیصلہ علمائے اہل سنت والجماعت لکھ کر عوام کو دھوکہ دیا ہے۔ اس لیے ہم نے ضروری سمجھا۔ کہ جمہور علمائے اہل سنت والجماعت مغربی پاکستان کا متفقہ فتویٰ کہ مصنف "والسیف المسلول" محمود شاہ شیعہ رافضی ہے۔ شائع کر دیا جائے چونکہ سب علمائے کرام کے مفصل فتوے اشتہار میں نہیں آ سکتے۔ جو انشاء اللہ العزیز مع اہم فتواتِ فتنہ محمودیہ جوابات الگ کتاب کی شکل میں شائع کریں گے۔ بالفعل خلاصہ جات پراکتفا ہے۔ خلاصہ فتویٰ: اعلیٰ حضرت مولانا سرور احمد مدظلہ محدث پاکستان مفتی محمد امین صاحب جامعہ رضویہ لاہپور، محمود شاہ ایک گمراہ آدمی ہے۔ مذہبِ اہل سنت والجماعت کا دشمن ہے۔ اہل سنت کا لباس پہن کر دھوکا

دے رہا ہے۔ اس کے مکرو فریب کے جال میں نہ پھنسیں۔ اس کی تقریریں، تحریریں ہرگز نہ سنیں۔ یہ گمراہ اپنے کو سنی ظاہر کر کے تشیع و فطش کی اشاعت کر رہا ہے۔ میں نے یہ رسالہ ”السیف المسلول“، مذہبِ اہل سنت و الجماعت کی مخالفت میں لکھا ہے۔ اس نے بی بی ام کلثوم بنت فاطمہ الزہراءؑ کا حضرت عمرؓ سے نکاح کا انکار کر کے جمہورِ اہل سنت کی مخالفت کی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو شہزادیوں کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیا۔ چودھویں صدی کا یہ محمود قریش کو سادات کا کفو نہیں مانتا۔ اس نے شیخین کی تفصیل سے بی بی فاطمہؑ کو مستثنیٰ قرار دے کر مذہبِ اہل سنت کی مخالفت کی ہے۔

اس بی بی فاطمہؑ سے قیامت تک سادات لیے ہیں۔ پس ظاہر ہے۔ اس کے نزدیک ابو بکرؓ و عمرؓ اس محمود سے نہیں۔ یہ شیعہ رافضیوں کا فضلہ خوار ہے۔ یہ اہل سنت و الجماعت کا دشمن ہے۔ اس کا فتنہ بڑا فتنہ ہے۔ **تصدیق:** منصور حسین شاہ مدرس جامعہ رضویہ۔ مولانا نواب الدین جامعہ رضویہ مولانا ابو حامد محمد حنیف جامعہ رضویہ مولانا ابوالشاہ محمد عبدالقادر جامعہ رضویہ حافظ احسان الحق قادری مدرس جامعہ رضویہ میں اہل سنت و الجماعت کا اونے خوش چین ہوں۔ اور ہر اہل سنت کے مخالف سمجھتا ہوں۔ حضرت مولانا محب النبی صاحب آستانہ عالیہ غوثیہ کو بارہ شریف خلاصہ فتویٰ: حضرت مولانا محمد مہر الدین صاحب صدر المدرس نعمانیہ لاہور وہ کتاب السیف المسلول، میں اہل بیت کی عظمت کو عقائدِ شیعہ رافضیہ کے لیے سنگِ بنیاد کی حیثیت دی گئی ہے۔ اور عقائدِ اہل سنت کے اخلط ثابت کرنے کی سعی مطروہ کی گئی ہے۔ اپنے کو امامِ اہل سنت و مفتی اسلام کہہ کر عوامِ اہل سنت کو گمراہ کرنے کی طرح ڈالی گئی ہے۔ اس میں درج بعض عقائدِ اہل سنت کے صریح خلاف ہیں۔ مثلاً ائمہ اہل بیت کا حقیقی معنوں میں منقرض الطاعت ہوتا یہ کہ جزو شے کل کے حکم میں ہوتی ہے۔ اور یہ کہ اولادِ فاطمہؑ خلفائے راشدین سے مطلقاً افضل اور

اہل بیتؑ سے کسی غلط فہمی سے عداوت لڑائی کرنے والا کافر و مرتد وغیرہ کا استیلاات
ضعیف اسبساطات غیر صحیح اہل سنت کی طرف نسبت محض افتراء جھوٹ دھوکہ
اور فراڈ ہے۔ عوام اہل سنت کو اس شخص سے پرہیز لازم ہے۔ مبادا کہ یہ کسی کے
ایمان کو نقصان نہ پہنچائے **تصدیق**؛ اعلیٰ حضرت ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب
صدر مرکزی جمعیت العلماء پاکستان و خطیب مسجد وزیر خان لاہور
فتویٰ؛ مولانا اعجاز ولی خان ناظم تعلیمات مفسر قرآن دربار و اتانج بخش مفتی دارالافتاء

رضویہ مرکزی جمعیت العلماء پاکستان میں نے دو کتاب السیف المسلول، دیکھی یہ
کتاب انتہائی شنیع اور مضامین قبیحہ پر مشتمل ہے۔ اس کا مصنف نہ صرف رافضی ہے
بلکہ رافضی میں شدید غلو رکھتا ہے اسے اہل سنت سے دور کا بھی علاقہ نہیں مسلمان ایسے
شخص سے قطعی اجتناب کریں اسے امام نہ بنائیں اس کے ہاتھ پر بیعت نہ ہوں
خلاصہ فتوے؛ حضرت مفتی محمد حسین صاحب نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ لاہور و کتاب السیف المسلول

نام نہاد سنی حنفی محمود شاہ ہزاروی دیکھی جس میں مصنف نے آیات مبارکہ و احادیث
طیبہ کے مصادیق غلط تجویز کر کے اپنے مفروضہ عقائد اور باطل مسلک کی تائید کی ہے
اور قارئین کو سراسر دھوکا اور فریب دے کر گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ خلفائے
راشدين ازواج مطہرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر قیامت تک کے ہر سید کو خواہ وہ فاسق
فاجر، بدعتیہ اور گمراہ ہی کیوں نہ ہو۔ علی الاطلاق فضیلت اور درجہ دیا ہے۔ جو نصوص قطعہ
کے خلاف ہے محمود شاہ گمراہ اور غالی ہے اہل سنت کو اس کی بیعت کرنا ضلالت اور

گمراہی ہے اس کے پاس جینا بھی گناہ ہے۔ **تصدیق** مفتی سیف الرحمن صاحب
مدرس مدرسہ نعیمیہ مولانا عبدالرؤف صاحب مدرس نعیمیہ مولانا عبد الغفور صاحب مدرس نعیمیہ
خلاصہ فتوے؛ مولانا غلام رسول صاحب مہتمم مدرسہ نظامیہ رضویہ لاہور مصنف
السیف المسلول در حقیقت رافضی ہے جو اپنے آپ کو سنی ظاہر کر کے عوام کو گمراہ کرنے کی

ناپاک سعی میں منہمک ہے۔ اس گمراہ بے دین نے ثابت کیا ہے کہ اہل بیت شیخین سے افضل ہیں۔ بلکہ اس بعض عبارتیں حکم تمام سادات کے لیے ظاہر کرتی ہیں۔ کوئی سنی اس بے دینی کی من گھڑت تشوہات میں مبتلا نہ ہو۔ **تصدیق:** مولانا غلام فرید صاحب مدرس مدرسہ جامعہ نظامیہ۔ مولانا محمد علی صاحب مدرس جامعہ نظامیہ مولانا ابوسعید عبدالقیوم صاحب مدرسہ جامعہ نظامیہ۔ **خلاصہ فتوے:** شیر پنجاب محمد عنایت اللہ خطیب سانگلہ اہل مصنف السیف المسلول در پردہ شیعہ ہے۔ اور تقیہ سنی بنا ہوا ہے۔ اس کی کتاب سے نقل کردہ عقائد ہرگز اہل سنت کے نہیں۔ اس کی بیعت کرنا میل جول رکھنا اور اٹھنا بیٹھنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا حرام ہے۔ یہ شخص مذہب شیعہ کو اہل بیت کا نام سامنے رکھ کر پھیلانا چاہتا ہے۔ **فتوے:** حضرت مولانا عبدالواحد صاحب نائب صدر جمعیت العلماء اسلام مغربی پاکستان خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ: یہ شخص بدترین قسم کا شیعہ ہے۔ یہ عقائد ہرگز اہل سنت والجماعت کے نہیں ہیں۔ اہل سنت کو اس کا بیعت ہونا۔ امام بنانا وغیرہ سب حرام ہے۔ اور اس کا پورا بائیکاٹ کیا جاوے۔ **تصدیق:** قاضی شمس الدین صاحب فاضل دیوبند مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ مولانا ابوزہد محمد سرفر از خان خطیب جامع مسجد گکھڑ و مدرس نصرۃ العلوم۔ قاضی نور محمد صاحب خطیب جامع مسجد قلعہ دیدار سنگھ حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب مفتی خیر المدارس ملتان۔ حضرت مولانا حاجی فیض عالم صاحب منڈھ کچھ مانسہرہ **خلاصہ فتوے:** حضرت مولانا جمیل احمد تھانوی مفتی جامع اشرفیہ لاہور یہ صاحب شیعہ خیالات رکھتے ہیں۔ اور تقیہ کر کے اپنے کو سنی ظاہر کرتے ہیں۔ اور اس طرح مسلمانوں کو بہکاتے ہیں۔ اسی لیے تمام مسلمانوں کو ان سے علیمہ کی اختیار کرنی چاہیے **تصدیق:** اعلیٰ حضرت جناب مفتی محمد حسن صاحب صدر جمعیت العلماء اسلام آل پاکستان حضرت مولانا محمد خلیل مہتمم مدرسہ اشرف العلوم گوجرانوالہ مولانا محمد اسماعیل مدرس گوجرانوالہ۔

مولانا عبدالرؤف صاحب صدر مدرس پچھوہر شریف مفتی ہزارہ حضرت مولانا محمد سخی صاحب ایبٹ آباد قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد قاضی محمد طاہر صاحب خطیب پولیس لائن ایبٹ آباد مولوی عصمت اللہ صاحب نواں شہر مفتی رش۔ مولانا عزیز الرحمن صاحب لوئر ملکپورہ ایبٹ آباد مولانا محمد بلال صاحب خطیب مسجد نارٹی مانسہرہ۔ جناب مولانا غلیل الرحمن صاحب مدرس احسن المدارس ہری پورہ مولانا عبدالرحمن صاحب عربی ٹیچر لورہ۔ اعلیٰ حضرت جناب قاضی محمد شمس الدین صاحب درویش ہری پور۔ قاضی اہل حضرت علامہ عبدالمعتین صاحب ڈیڑھ ٹکڑ مفتی پونچھ مولانا امیر عالم صاحب مفتی تحصیل حویلی۔ مولانا ابو عبیدہ امر الزمان ناظم اعلیٰ جمعیتہ العلماء اسلام آزاد جموں و کشمیر مفتی زین العابدین صاحب لائلپور۔ وہ تفتہ باز غالی رافضی ہے قاضی مظہر حسین صاحب ہشتم مدرسہ اظہار الاسلام چکوال۔ مولانا محمد دین صاحب مدرس مدرسہ اظہار الاسلام، اس شخص کی بیعت، امامت، نشست و برخاست حرام ہے یہ خود قتال و فتنہ ہے۔ اور لوگوں کو بھی اپنے پیغمبر اللہ ابن سبأ کی طرح گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ قاضی ثناء اللہ صاحب بریلوی موضع پنجائے ضلع جہلم حکیم سید علی صاحب دو میل ضلع جہلم مصنف "السیف المسلول" انتہائی مغری اور بدترین بدعتی ہے۔ بہر حال شیعہ ہے۔ ایک تو احادیث موضوع درج کیں۔ دوسرے مطلب غلط بیان کیا۔ یہ شخص اہل سنت کا لباس پہن کر اہل سنت والجماعت کے ایمانوں پر قابو پاتا ہے۔ اور شیعہ مذہب کی اشاعت کرنا ہے۔ اس کی بیعت امامت مطلقاً حرام ہے۔ اور بائیکاٹ واجب۔ مولانا محمد عظیم صاحب مہاجر حال بھیس ضلع جہلم قاضی محمد عابد صاحب بریلوی ضلع جہلم، جو عقیدہ کتاب "السیف المسلول" میں محمود شاہ نے پیش کیا ہے۔ یہ بیشک عقائد شیعہ کے ہیں۔ اور عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں۔ مولانا محمد اسحاق مانسہری حال راولپنڈی۔ مولانا عبدالحمید صاحب

بھوئی گاڑ مولانا ولی اللہ صاحب قریشی مدرس راولپنڈی: ایسے عقائد والا ہرگز سنی حنفی نہیں، احادیث غلط اور موضوع ہیں بے دین آدمی ہے۔ خدا کی پناہ۔
 مولانا مفتی ابوالسعید محمد شفیع سرگودھا خلاصہ فتوے: جناب عمر صاحب کراچی محمود شاہ نے اپنی کتاب السیف المسلول، میں جو من گھڑت اقوال لکھے ہیں۔ وہ عقیدہ اہل سنت کے مخالف اور گمراہی ہیں۔ مسلمانوں کو اس کی صحبت سے بچنا چاہیے۔ وہ گمراہ ہے مفتری ہے بے دین ہے۔ خلاصہ فتوے: حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان صاحب خطیب جامع مسجد غوثیہ گجرات: یہ شخص تبرائی رافضی ہے۔ اور اس کی تحریر میں زاتِ تبرابھرا ہوا ہے۔ یہ حدیثیں اس نے پیش کی ہیں ان میں سے اکثر ہم نے آج تک نہ دیکھی نہ سنی یہ قرآن کریم اور احادیث مشہورہ و صحیحہ کے خلاف ہیں۔ کسی طرح قابل قبول نہیں۔ یہ شخص پکارا رافضی تبرائی شیعہ ہے۔ اس کی صحبت اس کی بیعت وغیرہ سب حرام ہیں۔

محمود شاہ مطرو والطرلیقت ہے: اب ایک اہم بات کی طرف مسلمانان

اہل سنت کو متوجہ کیا جاتا ہے۔ وہ ایک مشہورہ تھا جو میں حضرت علامہ محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی نے ایک خط کے ذریعہ دیا۔ خط کی نقل یہ ہے: ۹ ستمبر ۱۹۸۰ء
 محمد عبدالغفور ہزاروی۔ سلام مسنون۔ آپ کو مشورہ دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ اس کی تصنیف لے کر علی پور شریف جناب صاحبزادہ اختر حسین شاہ صاحب کی خدمت میں بھیجیں۔ وہاں ہی سے فتویٰ حاصل کریں۔ کیونکہ یہ وہاں ہی کا خلیفہ ظاہر کر کے لوگوں کو مزید کر رہا ہے۔ اور علی پور شریف والوں پر اس کی حقیقت واضح ہے۔ میں نے بھی سنا ہے کہ یہ شخص حضرت امیر معاویہؓ کے متعلق اچھے خیالات نہیں رکھتا۔ اور اسی ضمن میں بقیہ صحابہ کے متعلق بھی درپردہ ایسی باتیں کہتا ہے۔ جو ان کی شان کے

لائی نہیں۔ اس کی تحریر پر بعد میں گرفت کریں۔ اصل دربار علی پور شریف سے معاملہ صاف کرائیں۔ تاکہ یہ خلافت اور پیری مریدی کی حقیقت واضح ہو جائے۔ چنانچہ دربار علی پور سے محمود شاہ صاحب کے خلیفہ ہونے کے متعلق پوچھا گیا۔ تو وہاں سے مندرجہ ذیل جواب ملا۔

فتوے دربار علی پور شریف پیرخانہ محمود شاہ صاحب

الجواب: میں اس محمود شاہ کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ اندرونی طور پر یہ کٹر افسی ہے۔ اور وہ بھی تیرائی۔ شان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں گستاخیاں کرتا ہے۔ خصوصاً سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں نہایت دریدہ دہنی اس کے بھائی عبدالقاسمی نے اپنی کتاب المنظائر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو زاع و زعن سے تعبیر کیا ہے یہ محمود شاہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق کے نکاح حضرت صاحبزادی ام کلثوم بنت علیؓ و فاطمہؓ کا منکر ہے۔ اپنی کتاب دو مقام مع السنہ، میں پوچھ و لوچ عبارات سے اپنے مومہ مدعا کو ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ کوئی اہل سنت والجماعت اس کے دام تزویر میں نہ آئے۔ علمائے اہل سنت والجماعت اس کی کتب کا مطالعہ کر کے اس کا ردِ مبلغ فرمائیں۔ یہ ایک نیا فتنہ ہے۔ اس فتنہ میں گجراتی محمود شاہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔ پوشیدہ پوشیدہ یہ ارتداد ہی فتنہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اور اس کا انسداد علماء پر لازم ہے۔ دونوں مذکورہ نام کے محمود ہیں۔ دربار علی پور شریف سے مطرود و مرجوم کیے جا چکے ہیں۔ اور علی الاعلان تقریباً دس ہزار کے مجمع میں ان سے کی شیعیت و رفض کی قلعی کھل چکی ہے۔ اہل اسلام ایسے فتنوں سے اپنے ایمانوں کو محفوظ رکھیں۔ اور ان سے کلی بائیکاٹ کر کے غیرت اسلامی کا پورا پورا ثبوت دیں۔ و ما علینا الا البلاغ۔ (اعلیٰ حضرت علامہ) فقیر محمد عبدالرشید غفرلہ، صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ عالیہ علی پور شریف سیداں، فقیر اس شخص کو پہلے سے ذاتی طور پر

جانتا ہے۔ فقیر یاران طریقت کو خصوصاً و دیگر مسلمانوں کو عموماً تاکید شدید کرتا ہے۔
 کہ اس شخص (محمود شاہ) سے پرہیز کریں۔ اس نے یہاں عرس شریف پر بھی اپنے عقیدے
 پھیلانے کی کوشش کی تھی۔ دعا گو سید انور حسین خلف حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب
 سجادہ نشین علی پور سیداں۔ یہ محمود شاہ میرے جدا مجد قبلہ عالم محدث امیر ملت علی پوری
 کے سلسلے میں داخل نہیں ہے۔ اور نہ خلیفہ ہے بلکہ یہ شیعہ ہے۔ اس لیے کوئی مسلمان
 اس کی طرف رجوع نہ کرے۔ یہ مفتری اور جھوٹا ہے۔ اس لیے پرہیز اس سے لازم
 اور ضروری ہے۔

حضرت اقدس صاحبزادہ (سید اختر حسین شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) جماعتی علی پوری
 عفی عنہ بقلم خود

المشاہرات

ملک فیح الدین خان صدر منظم کمیٹی و غلام نبی جتلی سیکرٹری منظم کمیٹی جامع مسجد حویلیاں
 سلطان محمد خان چیف آف جدون لنگ، جدون برادر بازار حویلیاں۔ محمد اکبر خان۔
 جدون رجوعیہ۔ حیدر زمان خان آف لنگرہ۔ حافظ فضل الرحمان خان صاحب خطیب
 جامع دوڑ حویلیاں۔ خان نعمت خان صاحب ٹھیکدار حویلیاں اسٹیشن مولوی فضل الرحمن صاحب
 جھنگرہ۔ خان قلندر خان سلطان پور۔ خان عطا محمد خان چنگرہ۔ خان بہرام خان اسٹیشن
 حویلیاں۔ منشی میرداد خان تاجرا اسٹیشن حویلیاں۔ خان شاہداد نمبردار حویلیاں خان میر زمان خان
 اسٹیشن حویلیاں۔ حاجی میر احمد صاحب تاجرا اسٹیشن حویلیاں۔ خان منصف خان کرمانہ مرچنٹ
 اسٹیشن حویلیاں۔ ملک زرواد خان نمبردار سکونہ لنگرہ۔ خان سعد اللہ خان رجوعیہ ایم عبدالحی
 صاحب سابق ایم ایل اے۔ صفدر خان لنگرہ۔ خان شیر احمد خان چیف بانڈی علانی
 خان۔ حاجی عطا محمد خان صاحب حویلیاں اسٹیشن مولوی جہاندار خان صاحب نائب
 خطیب حویلیاں اسٹیشن۔

امام جعفر صادقؑ کے کونڈوں کے فریب میں امیر معاویہؓ کے وصال کی خوشی

دشمنانِ امیر معاویہؓ نے آج تک جتنے الزامات اور بہتانات امیر معاویہؓ کی ذات پر کیے جو ہماری نظر سے گزرے تو ہم نے ان سب کو دلائل کی روشنی میں ثابت کر دیا۔ کہ وہ سب مکرو فریب کے پلندے ہیں۔ تو آخر میں میں خیال آیا کہ امام جعفرؑ کے کونڈوں میں جو شیعہ لوگ امیر معاویہؓ کے وصال کی خوشی مناتے ہیں۔ اور لعن طعن کرتے ہیں اسی فریب کو بھی واضح کر دینا بہت ضروری ہے۔

(۱) معاذ بن اسلم اور دشمنانِ صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معتمد خاص اور کاتب وحی کے یوم وصال پر کونڈوں کے نام پر ایک رسم جاری کر رکھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ۲۱ رجب کو بوقتِ شام میدہ شکر اور کھی دو وہ ملا کر ٹکیاں پکائی جاتی ہیں اور اس پر امام جعفر صادقؑ کا قاتحہ ہوتا ہے۔ اور ۲۲ رجب کی صبح کو عزیز و اقارب کو بلا کر کھلائی جاتی ہیں یہ ٹکیاں باہر نکلنے نہیں پاتیں۔

مناظر اسلام مولانا عبد الشکور لکھنوی نے اپنے رسالہ ”والنجم لکھنو“ اشاعت جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ میں لکھا۔

”وایک بدعت ابھی تھوڑے دنوں سے ہمارے اطراف میں شروع ہوئی ہے اور تین چار سال سے اس کا رواج یونانیوں کا بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ بدعت کونڈوں کے نام سے مشہور ہے اس کے متعلق ایک فتوے بھی بصورتِ اشتہار تین سال

لکھنؤ میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اسی دور کے ایک شیعہ عالم محمد باقر شمس کا قول ہے کہ لکھنؤ کے شیعوں میں ۲۲ رجب کے کوئٹوں کا رواج بیس پچیس سال پہلے شروع ہوا تھا۔
(رسالہ البنجم لکھنؤ)

مندرجہ بالا اقتباسات سے عیاں ہے کہ نصف صدی پیشتر کوئٹوں کی رسم لکھنؤ سے شروع ہوئی۔ اس کا نہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے ثبوت ملتا ہے نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ اسلام سے منقول ہے۔ ۲۲ رجب جو وفات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دن ہے اس دن تقیہ کی آڑ میں شیعہ خوشی مناتے ہیں بھٹلوں کی طرح بد رسم بڑھ رہی ہے۔ (ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۶ فروری ۱۹۹۰ء)

اب ہم امام جعفر کے کوئٹوں کا پہلے اصل افسانہ جو مولوی محمود الحسن بدایونی نے کوئٹوں کی کتاب میں لکھا ہے اس کو نقل کرتے ہیں اور اس کے بعد اس کا جواب دیں گے۔ اصل افسانہ ملاحظہ فرمائیں۔

لکڑ ہار کے افسانہ

یہ اس زمانے کی بات ہے جب کہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ حیات تھے۔ مدینہ منورہ میں ایک لکڑ ہار رہتا تھا۔ جو بری طرح دو کھانڈک و عیال بسیار کے چکر میں پڑا ہوا تھا۔ یعنی اس کی اولاد بہت تھی اور کھانے کو تھوڑا جنگل سے ٹکڑیاں کاٹ کر لانا اور بازار میں لے جا کر بیچنا، بس یہی اس کا ایک ذریعہ معاش تھا۔ اس ذریعہ سے روز کے روز جو پیسے اس کو ملتے تنگی ترشی سے وہ اپنی بیویوں میں اپنی گزر بسر کرتا تھا۔ اور اگر کسی دن ٹکڑیاں نہ ملتیں، یا نہ بھکتیں تو اس دن سارے گھر کو فاتے میں رات بسر کرنا پڑتی تھی۔

اس طرح عسرت اور تنگدستی کی زندگی بسر کرتے جب ایک زمانہ گزر گیا تو مدینہ منورہ کی بود و باش سے لکڑہارے کی طبیعت اچاٹ ہو گئی۔ وہ دس چھوڑ کر پردیس کو چلا گیا کہ شاید پردیس ہی میں پہنچ کر قسمت کی برکتگی اور زمانے کی گردش سے نجات مل جائے۔ لیکن عسرت اور تنگدستی نے وہاں بھی اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ وہی جنگل سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر لانا اور پیٹ پالنا۔ جو دس میں رہ کر اپنی زندگی کے بارہ سال گزار دیئے۔ پردیس میں رہ کر اسے گھریا داتا تھا، بچے یاد آتے تھے اور بیوی یاد آتی تھی۔ لیکن نہ کبھی پاس پیسہ ہوا کہ کچھ بچوں کو بھیجتا، اور نہ شرم اور ندامت نے اسے اس کی ہمت دی کہ گھر واپس آتا۔

ادھر جب لکڑہارے کے لاپتہ ہو جانے پر گھر والوں کا کوئی سہارا نہ رہا تو لکڑہارے کی بیوی نے وزیر کے محل میں حاضری دے کر وزیر کی بیگم کے سامنے اپنا دکھ درو بیان کیا اور وزیر کی بیگم نے ترس کھا کر لکڑہارن کو اپنی خادمہ بنا لیا۔ اور گھر میں بھاڑو دینے کی خدمت اس کو سونپ دی اور اسی طرح اس کی اور اس کے بچوں کی گذر بسر کی ایک اچھی صورت نکل آئی۔

- پھر لکڑہارے کی بیوی بچوں کو وزیر کے محل میں جب فراغت سے کھانے پینے کو لاتوان کی رگوں میں کچھ خون دوڑنے لگا اور بھوک سے مرجھائے چہروں پر کچھ رونق سی آنے لگی۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ لکڑہارے کی بیوی وزیر کے محل کی ڈیوڑھی میں جھاڑو دے رہی تھی۔ اتنے میں حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا مع ساتھیوں کے اس طرف سے گزر ہوا۔ اور جب حضرت وزیر کی ڈیوڑھی کے پاس پہنچے تو ایک دم ڈیوڑھی کے سامنے کھڑے ہو گئے اور اپنے عقیدت مندوں سے پوچھنے لگے کہ یہ کون سا مہینہ ہے، اور چاند کی آج کون سی تاریخ ہے۔؟

عقیدت مندوں نے بعد ادب عرض کیا کہ یہ رجب کا مہینہ ہے۔ اور چاند کی بائیسویں تاریخ ہے۔

پھر لو چھا۔ ”معلوم ہے تم کو کہ رجب کی بائیسویں تاریخ کی کیا فضیلت ہے؟“
عرض کیا۔ حضور ہی بہتر جانتے ہیں۔
ارشاد ہوا۔

سنو! اس تاریخ کی بڑی فضیلت ہے۔ اگر کوئی برگشتہ قسمت گردش روزگار سے کسی مصیبت یا پریشانی میں مبتلا ہو یا رزق کی تنگی نے اسے دبایا ہو۔ یا اس کی کوئی اور حاجت پوری نہ ہو رہی ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ رجب کی ۲۲ تاریخ کو نہادھو کر عقیدت کے ساتھ میرے نام کے کونڈے بھرے یعنی بازار سے نئے کورے کونڈے خرید کر لائے اور انہیں گھی میں تلی ہوئی میٹھی خستہ پوریوں سے بھرے۔ پھر صاف چادر بچھا کر کونڈوں کو اس چادر پر رکھے اور پورے اعتقاد کے ساتھ میرا فاتحہ کرائے اور میرا ہی وسیلہ پکڑ کر خدا سے دعا کرے تو اس کی ہر مشکل رفع اور ہر حاجت دم کے دم میں پوری ہو جائے گی اور اگر اس طرح کے عمل کے بعد بھی کسی کی مراد پوری نہ ہو تو وہ قیامت کے دن میرا دامن پکڑ سکتا ہے اور مجھ سے اس کی باز پرس کر سکتا ہے۔“

حضرت نے یہ سب کچھ ارشاد فرمایا اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ وزیر کی ڈیوڑھی سے آگے بڑھ گئے۔

لکڑہارے کی خستہ حال بیوی جو وزیر کے محل کی ڈیوڑھی میں جھاڑو دے رہی تھی۔ اس کو جب امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے گردش روزگار سے نجات حاصل کرنے کا یہ گم معلوم ہوا تو اس کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی وہ سب کام کاج چھوڑ کر فوراً کونڈوں کے اہتمام میں مصروف ہو گئی اور نہادھو کر

بڑی عقیدت کے ساتھ بتائے ہوئے طریقہ پر اس نے خستہ پوریوں کے کوٹے بھرے اور انہیں صاف چادر پر رکھ کر بڑی صدق دلی کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا فاتحہ کرایا اور دعا کی کہ وہ اسے خدا! حضرت امام جعفر کے صدقے میں میرے دکھ درد کو دے۔ میرا شوہر خیریت سے گھر آجائے۔ اور حیب لائے تو اپنے ساتھ کچھ مال و دولت بھی لے کر آئے۔

اب ادھر کی سنو! لکڑہارا بارہ برس سے پردیس میں بڑی عسرت اور تنگ حالی کی زندگی گزار رہا تھا۔ لیکن حضرت امام کی کرامت دیکھئے کہ جیسے ہی مدینہ میں لکڑہارے کے دن پھرے۔ وہ ایک دن جنگل میں لکڑیاں کاٹ رہا تھا اچانک کھڑی اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر جا گری۔ کھڑی کرنے سے زمین پر جو دھماکہ ہوا اس سے لکڑہارے نے اندازہ لگایا کہ یہاں کی زمین شاید اندر سے کچھ خالی ہے اس نے زمین کھودنا شروع کی۔ ابھی زمین کھودتے زیادہ وقت نہ لگا تھا کہ ایک بڑا شاہی دفینہ زمین سے برآمد ہوا۔ زر و جواہر، سونا چاندی، مال زیور اور بے شمار روپیہ پیسہ۔ غرض اس دفینہ سے ایک بڑا خزانہ لکڑہارے کے ہاتھ لگا۔ جس نے دم کے دم میں لکڑہارے کے دن پھر دیئے۔ اور اس کی خستہ حال زندگی میں ایک تعمیری انقلاب پیدا کر دیا۔

لکڑہارے نے اس بے پایاں دفینہ پر قبضہ کر کے آہستہ آہستہ اپنی زندگی میں امیرانہ سدھار پیدا کیا۔ اب نوکر چاکر، باندی غلام، اونٹ فخر اور بہت سے گھوڑے اور امارت کا دوسرا وافر سامان اس کے پاس موجود تھا۔ یہ سارا ساز و سامان اور دفینہ سے نکلی ہوئی ساری دولت لے کر بڑے امیرانہ ہٹاٹھ اور بڑی رئیسانہ شان و شوکت کے ساتھ مدینہ منورہ اپنے مکان پر پہنچا۔ گھر پہنچ کر لکڑہارے نے وزیر کے محل کے پاس ہی اپنا ایک عالی شان مکان تعمیر کرایا۔

اور بڑے ٹھاٹھ سے امیرانہ زندگی بسر کرنا شروع کر دی۔
لیکن وزیر کی بیگم کو لکڑ ہارے کے اس عظیم تعمیری انقلاب کی مطلق خبر نہ ہوئی
اور نہ اسے اس بات کا پتہ چلا کہ اس کے محل کے پاس ہی لکڑ ہارے نے
بھی اپنا شاندار مکان تعمیر کرایا ہے۔

ایک دن اتفاق سے وزیر کی بیگم جب اپنے محل کے بالا خانہ پر چڑھی تو اسے
یہ دیکھ کر بڑا چنچھا ہوا کہ اس کے محل کے پاس ہی جو ایک وسیع اور کشادہ زمین
پڑی ہوئی تھی اس پر ایک نو تعمیر مکان کھڑا آسمان سے باتیں کر رہا ہے۔ اس نے
خادماؤں سے پوچھا یہ کس کا مکان ہے؟ سب خادماؤں نے ایک زبان ہو کر
عرض کیا حضور یہ اسی لکڑ ہارے کا مکان ہے جس کی بیوی کبھی آپ کے یہاں جا رہی
کا کام کرتی تھی۔ لیکن خدا کی شان کہ آج اس کے بڑے ٹھاٹھ ہیں۔

بیگم نے اپنی ایک خواص سے کہا۔ تو لکڑ ہارے کی بیوی کو ذرا دیر کے لیے
میرے پاس بلا لاؤ۔ مگر خستہ حال لکڑ ہارے کے اس حیرت انگیز تعمیری
انقلاب کی کچھ حقیقت معلوم ہو۔ خواص گئی اور دم کے دم میں لکڑ ہارے کی بیوی
کو بلا لائی۔ وزیر کی بیگم نے اس سے پوچھا۔ تم تو تنگ دستی اور ناداری کا شکار
تھیں۔ پھر تمہیں شاندار متول کس طرح حاصل ہو گیا؟

اس پر لکڑ ہارے کی بیوی نے حضرت امام کے ارشاد کے مطابق کونڈوں
کے بھرنے اور ان کی برکت سے ایک بڑا دھینہ ہاتھ لگنے کی پوری داستان بیگم
کے سامنے پیش کر دی۔

وزیر کی بیگم نے یہ سب کچھ سنا تو وہ مسکرائی اور کہا کہ تیری باتیں دل کو
نہیں لگتیں۔ بھلا کونڈوں کا بھرنا بھی کوئی کارنامہ سا کارنامہ ہے جو آدمی کو ایک
دم زمین سے اٹھا کر آسمان پر پہنچا دے۔ مجھے تیری بات پر بالکل یقین نہیں

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے شوہر نے رہزنی کر کے یا کہیں ڈاکہ ڈال کر یہ وافر دولت حاصل کی ہے۔

وزیر کی بیگم جب کونڈوں کی فضیلت پر ایمان نہ لائی تو فوراً ہی اس پر اور اس کے شوہر پر ایک غلیبی عتاب نازل ہوا۔ اس کا شوہر بادشاہ کا بڑا وزیر تھا اور بہت ہی منہ چڑھا وزیر تھا۔ چھوٹا وزیر دل ہی دل میں اس سے جلا کرتا تھا اور دن رات شاہی دربار میں اس کو نیچا دکھانے کی فکر میں لگا رہتا تھا۔ موقع ہاتھ آیا تو اس نے موثر طریقہ پر بادشاہ کے کان بھرے اور رازداری کے ساتھ بادشاہ کے گوش گزار کیا کہ بڑا وزیر آپ کی حکومت کا بہت بڑا خائن ہے اس نے خیانت کے ذریعہ سرکار کی بہت بڑی دولت اپنے قبضے میں کر رکھی ہے یقین نہ آئے تو اس کے حساب کی جانچ کرا کر دیکھ لیا جائے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ بڑے وزیر کے حساب کی فوراً جانچ کرائی جائے اور جب شاہی حکم سے وزیر کے حساب کی جانچ کرائی گئی تو شاہی خزانے کا لاکھوں کا غبن بڑے وزیر کی طرف نکلا۔ بادشاہ کو جلال آگیا۔ اس نے فوراً ہی بڑے وزیر کو وزارت کے عہدے سے معزول کیا۔ اور اس کی ساری جائیداد اور اس کا تمام مال و متاع ضبط کر کے اسے شہر بدر کر دیا۔

جو وزیر کل تک حکومت کے ہر سیاہ و سفید کا مالک تھا آج جب اس پر شاہی عتاب نازل ہوا تو سب کچھ چھوڑ کر اسے اپنی بیگم کے ساتھ پیادہ خالی ہاتھ اس حال میں شاہی حدود سے شہر بدر ہو جانا پڑا کہ زادراہ کے لیے ایک پیسہ بھی اس کی گھرہ میں نہ تھا۔ صرف دو درہم کسی طرح بیگم کی جیب میں پڑے رہ گئے تھے راستے میں کسی جگہ خر بوزے بکتے دیکھے تو بیگم نے ایک درہم دے کر ایک خر بوزہ خرید لیا اور اسے ایک دستی میں باندھ لیا۔ کہ دم اٹھتا بھوک کی شدت کچھ نہ کچھ نجات

حاصل کی جاسکے۔

جس دن وزیر کو شاہی حکم سے شہر بدر کیا گیا تھا۔ اسی دن بادشاہ کا شاہزادہ صبح سویرے شکار کو گیا تھا۔ لیکن جب شام تک شاہزادہ شکار سے لوٹ کر واپس نہ آیا تو بادشاہ کو شاہزادے کی طرف سے بڑی تشویش ہوئی۔

چھوٹے وزیر نے شاہی آداب بجالاتے ہوئے عرض کیا۔ ”جہاں پناہ! شاہزادے صاحب جس راہ شکار کو گئے تھے اسی راہ معزول وزیر کو بھی جاتے دیکھا گیا ہے۔ نصیب دشمنان کہیں ایسا نہ ہو کہ راہ میں وزیر صاحب انتقاماً شاہزادے صاحب کو کوئی گزند پہنچا دیں۔ یہ سن کر بادشاہ نے بہت سے سواروں کو چاروں طرف دوڑایا کہ وزیر جہاں بھی ملے اُسے گرفتار کر کے لے آئیں۔ سوار گئے اور دم کے دم میں وزیر کو راستے سے گرفتار کر کے لے آئے۔ اور پابہ زنجیر بادشاہ کے حضور پیش کر دیا وزیر کے ہاتھ میں رومال بندھا ہوا خربوزہ تھا۔ بادشاہ نے پوچھا، یہ ہاتھ میں کیا ہے؟ معزول وزیر نے عرض کیا۔ حضور یہ خربوزہ ہے۔ لیکن جب رومال کھول کر دیکھا گیا تو خربوزہ کی جگہ خون میں لٹھڑا ہوا شاہزادے کا سر تھا جسے دیکھ کر شاہی غم و غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی۔ حکم ہوا دونوں کو جیل بھیج دیا جائے اور صبح سویرے ان کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔

معتوب وزیر اور اس کی بیگم، دونوں کے دونوں بصد ذلت و خواری جب جیل پہنچے تو ان کا برا حال تھا۔ انتہاء درجہ کی پریشانی کی حالت میں سرتاسر پاس کا عالم ان پر طاری تھا۔ اسی حال میں شکستہ خاطر وزیر نے غمزدہ بیگم سے کہا۔ معلوم نہیں اللہ کی جناب میں ہم سے وہ کون سی خطا سرزد ہوئی کہ جس کا خمیازہ اس بے پناہ مصیبت کی صورت میں ہمیں بھگتنا پڑا ہے کہ اچانک ہاتھ سے وزارت گئی۔ پھر ذلت کے ساتھ ہمیں شہر بدر کیا گیا۔ پھر پھر جیل میں ڈال دیا گیا۔ اور اب صبح ہوتے

ہوتے، ہمیں پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا۔

رومال میں بندھے خر بوزے کا حیرت انگیز طور پر شہزادے کا سر بن جانا بھی اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ ضرور ہم سے کوئی بڑا گناہ سرزد ہوا ہے۔ ورنہ کہاں خر بوزہ اور کہاں شہزادے کا سر۔ اب ہمیں اور تمہیں دونوں کو اپنے اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیے اور اپنی جس غلطی کا پتہ چلے اس سے فوراً توبہ کرنی چاہیے اور اللہ سے معافی کی دعا مانگنی چاہیے۔

بیگم نے کہا۔ جہاں تک یاد پڑتا ہے مجھ سے کوئی ایسا گناہ سرزد نہیں ہوا ہے کہ جس کا یہ عبرت ناک انجام سامنے آتا۔ لیکن ہاں کئی دن ہوئے میں نے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے کونڈوں کے عقیدے پر ایمان لانے سے ضرور انکار کر دیا تھا۔ پھر بیگم نے لکڑہارے کی بیوی کے کونڈے بھرتے اور کونڈوں کی کرامت سے دم کے دم میں اس کے مال دار ہو جانے کی پوری داستان وزیر کو سنائی۔

وزیر نے بیگم کی زبان سے جب لکڑہارے کا یہ پورا قصہ سنا تو کہا بیگم تم نے حضرت امام کے قول کی تصدیق نہیں کی۔ اور حضرت کے بتائے ہوئے طریقہ پر کونڈے بھرنے کے عقیدے پر تم ایمان نہیں لائی۔ حقیقت میں ہی حضرت امام کی شان میں تمہاری بہت بڑی گستاخی تھی۔ اب میں یقین سے کہتا ہوں کہ اسی گستاخی کا شاہی عتاب کی صورت میں یہ سارا وبال ہم پر پڑا ہے۔ بیگم نے بھی اس بات پر یقین کیا۔ اور سچے دل سے عہد کیا کہ اگر اس بے پناہ مصیبت سے نجات ملی تو شاندار اہتمام کے ساتھ حضرت امام کے کونڈے ضرور بھروں گی۔ پھر دونوں کے دونوں حضرات امام کا وسیلہ پکڑ کر رات بھر خدا سے دعا کرتے رہے۔

اب ادھر جیسے ہی بیگم نے بصد عقیدت کوٹھڑے بھرنے کا عہد کیا ادھر ویسے ہی حالات نے اپنا رنگ بدلا۔ یعنی صبح ہوئی تو بادشاہ کا گم شدہ شہزادہ صبح سلامت گھر واپس آگیا۔ شہزادے کو دیکھ کر بادشاہ کو بہت بڑی خوشی ہوئی اور حیرت بھی۔ اس نے فوراً اسیرانِ جیل کو اپنے پاس طلب کیا۔ پھر رومال کھول کر دیکھا گیا تو اس میں سے شہزادے کے سر کی جگہ وہی خر بوزہ برآمد ہوا جو ان مصیبت کے ماروں نے راہ چلتے خریدا تھا۔ بادشاہ نے معتبوب وزیر سے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے۔؟

وزیر نے کوٹھڑوں کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد گرامی سے لے کر لکڑہارے کی پوری داستان تک ساری سرگزشت بادشاہ کے روبرو پیش کر دی۔ اور کہا۔ جہاں پناہ! حقیقت یہ ہے کہ میری بیوی نے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو جھٹلایا تھا اور کوٹھڑے بھرنے کے عقیدے سے اظہارِ بنیاری کیا تھا۔ اسی پاداش میں ہم دونوں کو ذلت و رسوائی کا یہ روز بد دیکھنا پڑا۔ ورنہ کہاں آپ کا یہ دیرینہ نمک خوار خادم اور کہاں خزانہ عامرہ سے لاکھوں کی خیانت اور غبن کا اس کا ب اور کہاں خر بوزہ اور کہاں شہزادہ والا تبار کے دشمنوں کا سر۔

بادشاہ وزیر کی زبان سے یہ حالات سن کر بہت متاثر ہوا۔ اس نے اسی وقت وزارتِ اعلیٰ کا منصب عالیٰ نئے سرے سے پھر بڑے وزیر کو سونپ دیا۔ اور تلافیِ مافات کے طور پر ایک خلعت فاخرہ سے بھی اُسے نوازا۔ اور چھوٹا وزیر اسی وقت راندہ دربار ہوا۔ جس نے شرارت سے بڑے وزیر کے خلاف بے بنیاد لگائی۔ بجھائی سے کام لیا تھا۔ اور لاکھوں کا غبن بڑے وزیر کے ذمہ نکالا تھا۔ اس کی ساری جائیداد ضبط کر لی گئی اور ہمیشہ

کے لیے اس کو ذلت کے ساتھ شہر بدر کر دیا گیا۔

پھر شاہی محل سے لے کر کاشانہ وزیر تک بڑی دھودھام اور بڑے ہی شامانہ اہتمام کے ساتھ کونڈے بھرنے کی رسم ادا کی گئی۔ اور پھر وزیر کی بیگم تو زندگی بھر بڑی عقیدت کے ساتھ ہر سال حضرت امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے کونڈے بھرتی ہی رہی۔

www.katibewahi.com

تَبَصُّرہ

دو عدد تاریخی عبارات مذکورہ سے چند چیزیں

محفوظ رکھیں

- ۱۔ یہ افسانہ اور من گھڑت قصہ آج سے تقریباً پون صدی پہلے کا ہے۔
- ۲۔ واقعہ میں جس لکڑہارے کو مرکزی کردار بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ وہ مدینہ منورہ کا رہنے والا بتایا جاتا ہے۔
- ۳۔ اس افسانے میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت بیان کی گئی ہے کہ جس پر عمل کرنے والے غنی بن جاتے ہیں۔
- ۴۔ لکڑہارے کو کوندے بھرنے کا حکم پھر تعمیل حکم پر اس کی غربت کا خاتمہ اور بادشاہ کے انکار پر اس کی تباہی۔
- ۵۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ولادت ۷۸۳ھ بروز جمعہ مدینہ منورہ میں ہوئی اور ۱۵ اشوال ۸۴ھ کو مدینہ منورہ میں ہی وصال ہوا۔
- ۶۔ طویل دور میں کوندے بھرنے کا ثبوت نہیں ملتا۔
- ۷۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں ہی وصال فرمایا۔ یہیں پیدا بھی ہوئے تھے۔ گویا آپ کی ساری زندگی مدینہ منورہ میں ہی بسر ہوئی۔
- قارئین کرام! جب ہم کوندے بھرنے والی افسانوی بات کے تمانے بانے کو دیکھتے ہیں۔ تو اس کے گھڑنے والوں کی حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔
- لکڑہارے کے ساتھ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی کرامت کا ظہور مدینہ منورہ میں ہوا۔ اور وزیر کی بیوی نے تسلیم نہ کیا۔ تو سخت مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا۔

یہاں تک کہ وزارت سے وزیر کو معزول کر دیا اور پھر ان کا کچھ وقت انتہائی ذلت سے گزرا۔ اور جب انہوں نے سچے دل سے توبہ کی۔ اور کونڈے بھرے توبہ بادشاہ نے وزیر کو بحال کر دیا۔

اور اس کا مرتبہ و مقام بھی بڑھا دیا لہذا اس سے معلوم ہوا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے دور میں مدینہ منورہ پر کسی بادشاہ کی حکومت تھی۔ حالانکہ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ اقدس سے آج تک وہاں کسی کی بادشاہت نہیں ہوئی۔ ہاں سعودی خاندان میں ملوکیت تھی۔ وہ بھی آج کل بزعیم خولیش خادم الحرمین بنے ہوئے ہیں۔ ان سے قبل خلافت تھی۔ تو جب بادشاہت تھی ہی نہیں۔ تو تو پھر لکڑہارے کو بادشاہت مل جانا اور وقت کے بادشاہ کی بادشاہت ختم ہونا کیا فرضی قصہ نہیں بنتا؟ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ واقعی صاحب کرامت تھے لیکن ان کی کرامت کا تعلق من گھڑت قصہ سے جوڑنا کہاں کا انصاف ہے؟ پھر اس پر مزید حیرت یہ کہ اتنا اہم قصہ آج سے صرف پون صدی قبل وجود نہیں رکھتا۔ اس اس طویل عرصہ میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب واقع کن کن ذرائع اور وسائل سے ہم تک پہنچا۔ ان کا کسی کتاب میں کوئی تذکرہ نہیں۔ واقعہ مذکورہ کی ان کڑیوں کو ملائیں۔ تو صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کسی شاطر نے اسے گھڑا ہے۔ اور چالاکی سے اس کو امام موصوف کی کرامت کے ساتھ نہتی کر کے قبولیت دلوائی۔ اس سلسلہ میں قارئین کرام کی دلچسپی اور حقیقت شناسی کی خاطر اپنے ساتھ بیتا ایک واقعہ لکھتا ہوں۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ ہمارے دارالعلوم میں ایک دفعہ ایک اجنبی چہرہ مجھے ملنے آیا۔ میں نے اُن کا تعارف پوچھا۔ تو بتایا کہ مجھے دو غلام حسین نجفی، کہتے ہیں۔ یہ صاحب مذہب شیعہ کے بہت بڑے لکھاری ہیں۔ اور ان سطور کے لکھتے وقت یقیناً حیات میں۔ میں نے تعارف ہو جانے کے بعد پوچھا۔ اگر آپ برائے منائیں۔

تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ برصغیر میں امام جعفر کے کونڈے بھرنے اور پھرا نہیں اندر
 کمرے میں ہی بیٹھ کر کھانے کی پابندی کی کیا حقیقت ہے؟ نجفی مذکور نے کہا کہ
 یہ ایک ایصالِ ثواب کا طریقہ ہے۔ آپ کو اس پر کیا اعتراض ہے؟ میں نے کہا
 ایصالِ ثواب درست ہے۔ لیکن ان کونڈوں کی نسبت امام جعفر کی طرف کرنے
 میں کیا حکمت ہے؟ حالانکہ بارہ ائمہ میں سے امام زین العابدینؑ، امام حسینؑ و
 حسنؑ اور علی المرتضیٰؑ رضوان اللہ علیہم کو بھی ایصالِ ثواب کرنا درست ہے۔ لیکن
 ان کونڈوں کی نسبت ان حضرات کی طرف کرنے کی بجائے بالخصوص امام جعفر
 صادقؑ کی طرف کی جاتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ ہم اہل سنت دیکھئے کہ ایصالِ
 ثواب کے لیے جس بزرگ کی طرف نسبت کر کے کچھ کھانا پلانا کرتے ہیں۔ اس دن یا
 تو ان کا وصال شریف ہوتا ہے۔ یا ان کی پیدائش، لیکن رجب کی بائیس تاریخ کا
 امام جعفر صادقؑ کے ساتھ ان دونوں تعلقات میں سے کسی ایک کا بھی تعلق نہیں
 اس کے باوجود بائیس رجب کو کونڈے سے بھرے جانے کی نسبت ان کی طرف
 کیوں کی جاتی ہے؟ میری ان باتوں کا خدا شاہد ہے کہ غلام حسین نجفی کو کوئی جواب
 نہ آیا۔ اور کہنے لگا کہ یہ ایک رسم ہے۔ جسے تعویذ گنڈے کرنے والوں نے چلایا
 ہے۔ میں نے اس پر تنقید کے انداز میں کہا۔ تو پھر معلوم ہوا کہ تم شیعوں کا سارا
 مذہب ہی تعویذ گنڈا والوں کی ایجاد ہے۔ اس پر وہ بالکل چپ سا دھ گیا۔
 اب میں نے اس کے دوسرے رخ کو سامنے لاتے ہوئے کہا کہ دیکھو بائیس
 رجب المرجب دراصل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کا دن ہے۔ اور
 یہ بات شک و شبہ سے بالکل ہے۔ کہ اہل تشیع کو حضرت امیر معاویہؓ کا ایک آنکھ
 نہیں بھارتے۔ بلکہ انہیں دشمن تصور کرتے ہیں۔ تو دراصل بائیس رجب کے دن امیر معاویہؓ
 کے وصال کی شیعہ لوگ کونڈے بھر کر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ گویا یہ دن اہل تشیع

کے لیے یوم عید ہے۔ نام لیتے ہو امام جعفر صادق کا اور نیت تمہاری یہ کہ کونڈے خوشی ہے معاویہ کے مرنے کی، اسی بات کا شاہد ایک مضمون میری نظر سے گزرا ہے۔ جس میں لکھنؤ کے اہل تشیع کا واقعہ بیان کیا گیا تھا۔ وہ یہ کہ لکھنؤی شیعوں نے جب ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے یوم وصال (بائیس رجب) کو خوشی کے طور پر منانے کا پروگرام بنایا۔ پھر اس دن انہوں نے جی بھر کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہا۔ جس سے اہل سنت کو غیظ و غضب آیا۔ اور دونوں میں لڑائی تک نسبت پہنچی۔ اور اس میں شیعوں کو سخت جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ اس کے بعد انہوں نے پروگرام یہ بنایا کہ اسی تحفیہ طریقہ سے شروع کیا جائے اور امیر معاویہؓ کے نام کی بجائے ”امام جعفر کے کونڈے“ کے نام سے اسے شہرت دی جائے تاکہ سنیوں سے محاذ آرائی بھی ختم ہو جائے۔ اور اس نسبت کی وجہ سے وہ بھی اس میں شریک ہو جائیں گے۔ کیونکہ امام جعفر صادق کے ساتھ اہل سنت کو بھی عقیدت و محبت ہے لہذا انہوں نے اس کو رواج دینے کی خاطر کھڑت واقعات کا سہارا لیا۔ اور کہا کہ ان کونڈوں میں سے اگر کوئی کھانا چاہے۔ تو امام جعفر صادقؓ کی وصیت کے مطابق اسے اندر بیٹھ کر ہی کھائے۔ باہر نکالنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس چال میں ہم اہل سنت کے بہت سے لوگ آگئے۔ اور بعض دفعہ کونڈے کے مذکورہ واقعہ کے پیش نظر غریب سنی کہیں سے قرض اٹھا کر کونڈے بھرنے لگے۔ اور انکار کی صورت میں بربادی کا خوف آنے لگا۔ شیعوں کی دیکھا دیکھی سنیوں نے بھی بائیس رجب کو امام جعفر کے کونڈے بھرنے شروع کر دیئے۔ اور وہی قیود و شرائط لگائیں۔ جو انہوں نے گھڑ رکھی تھیں۔ اس چال میں آنے والے اہل سنت افراد اس کی تہ تک نہ پہنچ سکے۔ اور وہ اسے ایصالِ ثواب کا ایک طریقہ سمجھ کر اپنا بیٹھ لے۔ لیکن حیرت ایسے علماء پر ہے۔ جو حقیقت حال سے باخبر ہوتے ہوئے

پھر یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ یہ ایک ایصالِ ثواب کا طریقہ ہے۔ اس حد تک اس کے کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ایصالِ ثواب کی مخالفت دیوبندی یا غیر مقلد کرتے ہیں۔ ہم اہل سنت ایصالِ ثواب کے قائل ہیں۔ لہذا کونڈے بھرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ گویا یہ علماء و غلامِ حسین نجفی،، والے ہی الفاظ کہتے ہیں۔ ان علماء کو یہ دیکھنا چاہیے۔ کہ شیعوں نے یہ طریقہ ایصال و ثواب کے لیے نہیں بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خوشی منانے کے لیے گھڑا ہے۔ ایک صحابی رسول کی توہین اور ان سے برأت کی خاطر اس کو وضع کیا گیا۔ ان کا مقصد وحید صوف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف دل کی بھڑاس نکالنا ہے۔ لہذا یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے اعلیٰ حضرت نے احکامِ شریعت میں لکھا ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کسی قسم کی برائی کرنے والا جہنمی کتا ہے تو پھر اس قبیح عمل کو یہ کہہ کر خود کو زنا اور دوسروں کو کرنے کی اجازت دیتا کہ یہ ایک ایصالِ ثواب کا طریقہ ہے۔ کہاں تک اس کی اجازت ہے؟ قرآن کریم کی نصِ قطعی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ”راعنا“ کہنے سے منع فرمادیا۔ کیونکہ کچھ بد بطن اس کے عین کی کسرہ کو کھینچ کر اس لفظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کرتے تھے۔ اور صحابہ کرام اس سے کسی قسم کا غلط تصور کر نہیں بولتے تھے۔ اس کے باوجود صحابہ کرام کو ہی خطاب فرما کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ”یا ایہا الذین امنوا لا تقو دوا راعنا“ گویا ایک لفظ کو اگر معمولی سی تبدیلی سے پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا قصد کوئی کر سکتا ہے۔ تو اس لفظ کی اداسگی سے ہی منع کر دیا گیا۔ اسی طرح کونڈے بھرنے کا معاملہ ہے۔ کہ ایک طرف ایصالِ ثواب کرنے والے ہیں۔ اور دوسری طرف اس عمل کو توہینِ صحابی کے لیے کیا جاتا ہے۔ لہذا اس کو ایصالِ ثواب کے زمرہ میں رکھ کر کرنے کی اجازت نہیں دینا چاہیے۔ کیونکہ اس میں بہر صورت بائیس رجب کو بھرے جانے والے اُن کونڈوں سے مکمل مشابہت ہے۔ جو شیعوں

لوگ لہفِ معاویہ کی نیت سے کرتے ہیں۔ جب اس واقعہ کی کوئی حقیقت و اصلیت نہیں۔ اول تا آخر من گھڑت ہے۔ اور ایک مردود فرقہ شنیعہ شیعہ کی اختراع و ایجاد ہے۔ اس سے بڑھ کر اسے چھوٹا اور بے اصل ہونے کی کیا دلیل ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں فرما رہے ہیں کہ کونڈے بھر کر جو اس کا ایصال ثواب مجھے کرے اور پھر لکڑی ہار کی بیوی آپ کی زندگی میں آپ کو ایصال ثواب کر رہی ہے یہ کتنی چھوٹی اور من گھڑت بات ہے کہ ایصال ثواب تو ان لوگوں کو کیا جاتا ہے۔ کہ جو دنیا سے وصال کر جاتے ہیں نہ کونڈوں کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔ زندوں کے کیونکہ زندوں کے ملک کیا جاتا ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "جو کسی قوم کی مشابہت کرے گا۔ وہ ان کا ہی ایک فرد ہوگا" اس لیے اہل سنت کو بائیس رجب المرجب کو کونڈے بھرنے سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔ امید ہے کہ میرے یہ چند الفاظ مر ٹھنے والے کے لیے ذریعہ ہدایت ہوں گے۔ و ما توفیقی الا باللہ۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْبَصَارِ

تحریر

جلد اول و دوم

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	نام مصنف	سن وفات
۱	طحاوی شریف	دارالکتب علمیہ بیروت	ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامت	۳۲۱ھ
۲	تفسیر طبری	بیروت	ابو جعفر محمد بن جریر الطبری	۳۱۰ھ
۳	الاستیعاب	بیروت	ابو عمر یوسف بن عبد البر النموی	۴۶۳ھ
۴	اسد الغابہ	بیروت	محمد بن محمد بن عبد الکرم الشیبانی	۴۲۰ھ
۵	الاصابہ	بیروت	احمد بن علی بن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ
۶	البدایہ والنہایہ	بیروت	ابن کثیر عماد الدین الدمشقی	۷۷۲ھ
۷	تاریخ ابن ہشام	مکہ مکرمہ	محمد عبد الملک بن ہشام	۲۱۸ھ
۸	طبقات ابن سعد	بیروت	امام محمد بن سعد	۲۳۰ھ
۹	تطہیر الجنان	تہرہ	علامہ ابن حجر مکی شافعی	۹۷۴ھ
۱۰	الناہیہ عن طعن المعاویہ	نوری بک ڈپولہ ہور	امام عبد العزیز احمد بن ہروی	۱۲۳۹ھ
۱۱	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	نوری بک ڈپولہ ہور	مفتی احمد یار خان نعیمی حنفی	
۱۲	تفسیر ابن کثیر	بیروت	عماد الدین ابوالفداء الدمشقی	۷۷۲ھ
۱۳	تفسیر ورنہ منثور	بیروت	امام جلال الدین السیوطی	۹۱۱ھ
۱۴	تفسیر منظرہ ندوۃ المصنفین	دہلی	قاضی شہداء اللہ پانی پتی	۱۲۲۵ھ
۱۵	تفسیر کبیر	دار الفکر بیروت	امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی	۶۰۶ھ

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	نام مصنف	سن وفات
۱۶	تفسیر فازن	مصر	علامہ علی بن محمد فازن شافعی	۷۲۵ھ
۱۷	تفسیر مدارک	مصر	ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی	۷۰۱ھ
۱۸	تفسیر روح المعانی	بیروت	علامہ ابو الفضل شہاب الدین سید محمد اکوسی بغدادی حنفی	۱۲۷۰ھ
۱۹	تفسیر جمل	مصر	سلیمان بن عمر الجلی الشافعی الشہیر بالجمل	۱۲۰۲ھ
۲۰	تفسیر قرطبی	قاہرہ	ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی المالکی	۶۷۱ھ
۲۱	قرب الاسناد	تہران	عبداللہ بن جعفر الحمیری ابو العباس قمی	قرن ثالث
۲۲	مصنف ابن ابی شیبہ	دارۃ القرآن کراچی	ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن ابراہیم بن عثمان بن ابی شیبہ	۲۳۵ھ
۲۳	شواہد الحق	مصر	شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی دورحافزہ	۱۲۵۰ھ
۲۴	نیرنگ فصاحت		ذکر حسین دہلوی شیعہ دورحافزہ	
۲۵	شرح المقاصد	مصر	علامہ سعد الدین تفتازانی	۷۹۱ھ
۲۶	بخاری شریف	اصح المطابع کراچی	محمد بن اسماعیل بخاری	۲۵۶ھ
۲۷	میزان الاعتدال	مصر	ابو عبد اللہ محمد بن عثمان الذہبی	۷۴۸ھ
۲۸	تہذیب التہذیب	حیدرآباد دکن	حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ
۲۹	فتح الباری	مصر	علامہ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	نام مصنف	تاریخات
۳۰	ارشاد الساری	مصر	علامہ احمد قسطلانی	۹۱۱ھ
۳۱	لآلی المصنوعہ فی احادیث	مصر	امام جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ
۳۲	کتاب الروح	بیروت	محمد بن ابی بکر بن ایوب المعروف بابن قسیم	۶۵۱ھ
۳۳	مسلم شریف	اصح المطابع کراچی	مسلم بن حجاج القشیری	۲۵۶ھ
۳۴	نوی شرح مسلم	"	علامہ کبیری بن شرف نوی	۶۷۶ھ
۳۵	مسند امام احمد بن حنبل	مکتب اسلامی بیروت	امام احمد بن حنبل الشیبانی	۲۴۱ھ
۳۶	لسان المیزان	حیدرآباد دکن	حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ
۳۷	مجمع الزوائد	دارالکتب العربیہ نور الدین البیہقی		۸۰۷ھ
۳۸	الفتح الربانی	قاہرہ	احمد عبدالرحمن البنا	۱۳۵۱ھ
۳۹	حاشیہ طحاوی شریف	بیروت	محمد زہر النجار دورحاضرہ	
۴۰	عنایہ شرح ہدایہ	مصر	علامہ احمد بن محمود بایزق	۷۸۶ھ
۴۱	العوام من القوام	بیروت	قاضی ابوبکر بن عربی	۵۵۳ھ
۴۲	ازالۃ الخفاء	قدیمی کتب کراچی	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۱۱۷۶ھ
۴۳	الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ		ابو جعفر احمد المصطفی الطبری	۶۹۴ھ
۴۴	تاریخ طبری	بیروت	ابو جعفر محمد بن جریر الطبری	۳۱۰ھ
۴۵	تاریخ ابن خلکان	بیروت	ابن خلکان	۶۸۱ھ
۴۶	اعیان الشیعہ	بیروت	سید محسن امین موجودہ مصنف	

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	نام مصنف	سن وفات
۴۷	تاریخ ابن خلدون	بیروت	عبد الرحمن بن محمد بن خلدون حضرمی	سن تالیف ۵۷۹ھ
۴۸	مقدمہ ابن خلدون	"	" " " "	" " " "
۴۹	کمال ابن اثیر	"	علامہ محمد بن محمد بن اثیر جزیری	۶۳۰ھ
۵۰	رجال کشی	کربلا	ابو عمر و محمد بن عمر بن عبد العزیز	قرن رابع
۵۱	احکام شریعت	لاہور	امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ	۱۲۴۰ھ
۵۲	فتاویٰ رضویہ	کراچی	" " "	" " "
۵۳	نسیم الریاض	بیروت	علامہ احمد شہاب الدین خفاجی حنفی	۱۰۶۹ھ
۵۴	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	"	ملا علی بن سلطان محمد القاری	۱۱۱۲ھ
۵۵	فتح القدر شرح الہدایہ	مصر	علامہ کمال الدین ابن ہمام	۸۶۱ھ
۵۶	مشکوٰۃ شریف	اصح المطابع کراچی	شیخ ولی الدین الخطیب التبریزی	سن تالیف ۷۳۷ھ
۵۷	شرح الشفاء ملا علی قاری	بیروت	ملا علی بن سلطان محمد القاری حنفی	۱۱۱۲ھ
۵۸	امالی شیخ صدوق	قم	ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ القمی	۳۸۱ھ
۵۹	حسام المحرمین	لاہور	اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ	۱۳۴۰ھ
۶۰	الصوارم المہندیہ	"	مولانا حشمت علی صاحب علیہ الرحمۃ	موجودہ
۶۱	فتاویٰ خیریہ	مصر	علامہ خیر الدین رملی	"
۶۲	شرح عقائد نسفی	کراچی	علامہ سعد الدین مسعود بن عمر الفتازانی	۷۹۱ھ
۶۳	کشف الغمہ	تبریز	علی بن عیسیٰ اربیلی	۶۸۷ھ
۶۴	کنز العمال	بیروت	علامہ علی المتقی بن حسام الدین ہندی	۹۷۵ھ
۶۵	رد المحتار	مصر	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شافعی	۱۲۵۲ھ
۶۶	تبصرة الشریعہ	"	" " "	" " "

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	نام مصنف	سن وفات
۶۶	ذخائر عقبی		ابو جعفر احمد المحب الطبری	۶۹۴ھ
۶۸	تاریخ خمیس	بیروت	علامہ حسین بن محمود یار بکری	۱۰۰۰ھ
۶۹	انساب القرشیین		ابو محمد عبد اللہ بن احمد	۴۲۰ھ
۷۰	جمہرۃ انساب العرب		ابن حزم ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الظاہری الاندلسی	۴۵۶ھ
۷۱	نسب قریش		المصنف بن عبد اللہ بن المصنف الزبیری	۲۳۶ھ
۷۲	کتاب المحرر	بیروت	ابو جعفر محمد بن حبیب بن امیہ بغدادی	۲۴۵ھ
۷۳	جامع النجرات	لاہور	محمود شاہ ہزاروی موجودہ مصنف	
۷۴	شرافت سادات	"	" " "	
۷۵	در مختار	مصر	علامہ علاؤ الدین حصفی	۱۰۸۸ھ
۷۶	البحر الرائق	"	علامہ زین الدین ابن نجیم	۹۷۰ھ
۷۷	البدائع والفضائل	بیروت	علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی	۵۸۷ھ
۷۸	البتایہ فی شرح البدایہ	"	بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد العینی	۸۵۵ھ
۷۹	الصواعق المحرقة	قاہرہ	علامہ احمد بن حجر مکی شافعی	۹۷۴ھ
۸۰	الشرف المؤبد	مصر	امام یوسف بن اسماعیل نہہائی	۱۰۷۱ھ
۸۱	فتاویٰ افریقیہ	کراچی	امام احمد رضا بریلوی	۱۲۴۰ھ
۸۲	مکتوبات امام ربانی	روٹن کیڈمی لاہور	شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی	۱۰۳۴ھ
۸۳	السیف المسلول	لاہور	محمود شاہ ہزاروی	
۸۴	احکام القرآن الجصاص	بیروت لبنان	علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی الجصاص حنفی	۳۷۰ھ
۸۵	ترمذی شریف	کراچی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	۲۷۹ھ

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	نام مصنف	سن قات
۸۷	اشفاء بتعریف حقوق لمصطفیٰ		قاضی عیاض بن موسیٰ	پہلی صدی
۸۷	الموضوعات البکیر		لا علی قاری	۱۱۱۴ھ
۸۸	الیواقیت والحواسر		علامہ عبد الوہاب شبرانی	۹۶۳ھ
۸۹	اظہار حق		مفتی عبدالرحیم دیوبندی	دور حاضر
۹۰	منہاج السنۃ		ابوالعباس احمد بن تیمیہ حرانی	۷۲۱ھ
۹۱	خلافت و ملکیت	لاہور	ابوالاعلیٰ مودودی	
۹۲	السنن الکبریٰ للبیہقی		امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	۴۵۸ھ
۹۳	صلیۃ الاولیاء		حافظ ابو نعیم اصفہانی	۴۳۰ھ
۹۴	تاریخ نواصب		عبدالقیوم علوی دیوبندی	
۹۵	مشکل کشا	فیصل آباد	صائم چشتی نعت خوان فیصل آبادی	
۹۶	الصدیق	"	" " " " " "	" " " " " "
۹۷	ینابیع المودہ		حافظ سلیمان بن ابراہیم قندوزی حنفی	۱۲۹۴ھ
۹۸	تیسیر الباری شرح صحیح البخاری		مولوی وحید الزمان غیر مقلد	سن تصنیف ۱۳۲۵ھ
۹۹	عمدة القاری " " "		امام بدر الدین العینی	۸۵۵ھ
۱۰۰	شہادت امام حسین	لاہور	پروفیسر طاہر القادری	
۱۰۱	محبت امام حسین	"	" " "	
۱۰۲	مروج الذهب	بیروت	علی بن حسین بن علی المسعودی شیعہ	۳۲۶ھ
۱۰۳	ناسخ التواریخ		مرزا محمد تقی لسان الملک وزیر اعظم سلطان	
			ناصر الدین قاچار	۱۲۹۷ھ
۱۰۴	المستدرک		ابو عبد اللہ محمد بن محمد الحاکم نیشاپوری	۴۰۵ھ

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	نام مصنف	توفات
۱۰۵	قصاص کبری	فیصل آباد	امام سیوطی	۹۱۱ھ
۱۰۶	اشعۃ اللمعات	لکھنؤ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح	۱۰۵۲ھ
۱۰۷	جذب القلوب	نوری کتب خانہ	" " " "	"
۱۰۸	احکام القرآن	بیروت	احمد بن علی رازی الجصاص	۱۰۳۷ھ
۱۰۹	الاصابہ فی تمیز اصحابہ	بیروت	ابن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ
۱۱۰	تفسیر نیشاپوری	مکہ مکرمہ	حسن بن محمد	
۱۱۱	منہج البلاغہ	بیروت	سید شریف الدین	۱۰۴۴ھ
۱۱۲	مقتل ابی مخنف	بجفت	لوط بن یحییٰ	
۱۱۳	نبراس	ملک محمد دین لاہور	عبدالعزیز بن احمد	
۱۱۴	اخبار الطوال	بیروت	احمد بن داؤد النوری	۲۸۲ھ

